# فہرستِ مضامین الہامِ منظوم ترجمہ مثنوی مولانا رومؒ دفتر دوم

# الہامِ منظوم

## ترجمۂ اُردُو مثنویِ مولانائے رُومؒ

## دُوسرا دفتر

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

| | |
|---|---|
| مدّتے ایں مثنوی تاخیر شد | مُہلتے بایست تا خوں شیر شد |
| مثنوی مدت سے ہے تاخیر میں | خون بدلا ہلکے مُہلت شیر میں |
| تا نزاید بختِ تو فرزندِ نو | خوں نگردد شیر شیریں خوش شنو |
| بخت جب تک اک نیا لڑکا نہ دے | خون کیونکر شیرِ شیریں ہو سکے |
| چوں ضیاء الحق حسام الدینؒ عناں | باز گردانید ز اوجِ آسماں |
| جب ضیاء الحق حسام الدینؒ نے | باگ موڑی آسماں کے اوج سے |
| چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بود | بے بہارش غنچہا نشگفتہ بود |
| تھا وہ معراجِ حقائق پر نثار | نا شگفتہ تھے یہ غنچے بے بہار |
| چوں ز دریا سوئے ساحل بازگشت | چنگِ شعرِ مثنوی با ساز گشت |
| سوئے ساحل جب وہ دریا سے پھرا | ساز چنگِ مثنوی کو پھر ملا |

مثنوی که صیقل ارواح بود ۔ باز گشتش روزِ استفتاح بود

مثنوی جو صیقل ارواح ہے ۔ بازگشت اب روزِ استفتاح ہے

مطلعِ تاریخ این سودا و سود ۔ سالِ ہجرت ششصد و شصت و دو بود

مطلعِ تاریخ اس ترتیب کا ۔ چھ سو باسٹھ ۶۶۲ سالِ ہجری ہو گیا

بلبلے زینجا برفت و بازگشت ۔ بہرِ صیدِ این معانی باز گشت

بلبل اس جا سے گیا اور پھر پھرا ۔ بازِ صیدِ معانی کا ہوا

ساعدِ شہ مسکنِ این باز باد ۔ تا ابد بر خلق این در باز باد

باز کا مسکن رہے بازوئے شاہ ۔ تا ابد ہو خلق پر روشن یہ راہ

آفتِ این در ہوا و شہوت است ۔ ورنہ اینجا شربت اندر شربت است

حرص و شہوت میں ہے آفت بے گماں ۔ ورنہ بس شربت ہی شربت ہے یہاں

این دہاں بربند تا بینی عیاں ۔ چشم بند آں جہاں حلق و دہاں

بند کرے منہ کو تو دیکھے عیاں ۔ اُس جہاں کا پردہ ہیں حلق و دہاں

اے دہاں تو خود دہانِ دوزخی ۔ وے جہاں تو بر مثالِ برزخی

اے دہاں! تو خود ہے دوزخ کا دہاں ۔ تو ہے اک پردے کی مانند اے جہاں

نورِ باقی پہلوئے دنیائے دوں ۔ شیرِ صافی پہلوئے جوہائے خوں

نورِ باقی ہے قریبِ دہرِ دوں ۔ دودھ اعلیٰ ہے قریبِ نہرِ خوں

چوں درو گامے زنی بے احتیاط ۔ شیرِ تو خوں می شود از اختلاط

اُس میں تو اترے اگر بے احتیاط ۔ دودھ خوں ہو جائے پا کر اختلاط

یک قدم زد آدم اندر ذوقِ نفس ۔ شد فراقِ صدرِ جنت طوقِ نفس

اک قدم آدم چلے با ذوقِ نفس ۔ ہو گئی جنت کی فرقت طوقِ نفس

---

لہ ۱۵ ماہ رجب المرجب ۔ آسمان یا کعبے کے دروازے کھولنے کیلئے اس دن کا یہ نام رکھا گیا ۔

ہمچو دیو از وے فرشتہ می گریخت — بہرِ نانے چند آب از چشم ریخت

مثلِ شیطاں تھے فرشتے بھاگتے — چند ٹکڑوں کے لئے رو یا کئے

گرچہ یک مُو بُد گنہ کو جستہ بود — لیک آں مُو در دو دیدہ رستہ بود

جو خطا اک بال بھر ان سے ہوئی — دونوں آنکھوں میں وہی ہے بال تھی

بود آدمؑ دیدۂ نورِ قدیم — موئے در دیدہ بود کوہِ عظیم

تھے جو آدمؑ دیدۂ نورِ قدیم — بال بھی آنکھوں میں تھا کوہِ عظیم

گر در آں حالت بکردے مشورت — در پشیمانی نگفتے معذرت

کرتے اُس حالت میں گروہ مشورت — کیوں پشیمانی سے کرتے معذرت

زانکہ با عقلے چو عقلے جفت شد — مانعِ بد فعلی و بد گفت شد

کیونکہ ملتی عقل ہے جب عقل سے — دور بد فعلیؔ و بد گوئی کرے

نفس چوں با نفسِ دیگر یار شد — عقلِ جزوی عاطل و بیکار شد

نفس کا جب نفس ہو دیگر یار ہو — عقلِ جزوی باطل و بے کار ہو

گر ز تنہائی تو نومیدے شوی — زیرِ ظلِّ یار خورشیدے شوی

تو جو تنہائی سے نا امید ہو — یار کے سائے میں اک خورشید ہو

رو بجو یارِ خدائے را تو زود — چوں چناں کردی خدا یارِ تو بود

جا خدا کے یار کو ڈھونڈ اے نگار — ایسا کرنے سے خدا ہو تیرا یار

آنکہ در خلوت نظر بر دوخت است — آخر آں را ہم ز یار آموخت است

جس نے کی ہے شہ خلوت میں نظر — یار سے وہ اس کو سیکھا ہے مگر

خلوت از اغیار باید نے زیار — پوستیں بہرِ دے آمد نے بہار

غیر سے خلوت ہے یا ہے یار؟ — پوستیں ہے بہرِ سرما یا بہار؟

عقل با عقلِ دگر دو تا شود — نور افزوں گشت رہ پیدا شود

عقل مل کر عقل سے ہو گی دو چند — نور پھیلے، اور ہو پیدا راہِ بند

| | |
|---|---|
| نفس با نفس دگر خنداں شود | ظلمت افزوں گشت و رہ پنہاں شود |
| نفس ہو نفس دگر سے شادماں | جب بڑھے ظلمت تو رستہ ہو نہاں |
| یار چشم تست اے مردِ شکار | از خس و خاشاک او را پاک دار |
| یار تیری آنکھ ہے اے من چلے | پاک رکھ اُس کو خس و خاشاک سے |
| ہیں بجاروب زباں گردے مکن | چشم را از خس رہ آوردے مکن |
| بس۔ نہ جاروب زباں سے دھول اڑا | ہاں۔ نہ خس کو آنکھ کا تحفہ بنا |
| چونکہ مومن آئنہ مومن بود | روئے او ز آلودگی ایمن بود |
| جب کہ مومن آئنہ مومن کا ہے | اس کا رُخ میلا ہو کیوں۔ اے نیک پے |
| یار آئینہ است جاں را در حزن | بر رخ آئینہ اے جاں دم مزن |
| یار ہے آئینۂ جاں غم میں گر | آئنے کو سانس سے میلا نہ کر |
| تا نپوشد روئے خود را از دمت | دم فرو بردن بباید ہر دمت |
| تا نہ تیری سانس سے لے منہ چھپا | سانس کا لازم ہے تجھ کو روکنا |
| کم ز خاکی چونکہ خاکے یار یافت | از بہارے صد ہزار انوار یافت |
| بالیقیں تو کم نہیں تجھ خاک سے | لاکھوں ہی غنچے بہاروں سے کھلے |
| آں درختے کو شود با یار جفت | از ہوائے خوش ز سر تا پا شگفت |
| یار سے مل کر شجر ہو بار ور | ہو ہواؤں سے شگفتہ سر بسر |
| در خزاں چوں دید او یارِ خلاف | در کشید او زود سر زیرِ لحاف |
| جب خزاں میں یار کو دیکھا خلاف | اُس نے سر کو کر لیا زیرِ لحاف |
| گفت یارِ بد بلا آشفتن است | چونکہ او آمد طریقم خفتن است |
| بولا یارِ بد بلا ہے جب ملے | جب وہ آئے مجھ کو سونا چاہیے |

لہ زبانی باتوں سے یار کو ناخوش نہ کرو ۔

پس تجسیم باشم از اصحاب کہف ‖ بہ ز دقیانوس باشد خواب کہف
پس میں سوؤں بصورت اصحاب کہف ‖ اچھا دقیانوس سے ہے خواب کہف[1]

یقظہ شاں مصروف دقیانوس بود ‖ خواب شاں سرمایۂ ناموس بود
جاگنا مصروف دقیانوس تھا ‖ اُن کا سونا مایۂ ناموس تھا

خواب بیداری ست چون با دانش است ‖ وائے بیداری کہ با ناداں نشست
خواب بیداری ہے دانش سے جو ہو ‖ جاگنا وہ کیا ہو نادانی سے جو

چونکہ زاغاں خیمہ بر گلشن زدند ‖ بلبلاں پنہاں شدند و تن زدند
ڈیرہ کوؤں نے جو ڈالا باغ میں ‖ چھپ گئیں اور چپ ہوئیں سب بلبلیں

زانکہ بے گلزار بلبل خامش است ‖ غیبت خورشید بیداری کشست
بے چمن بلبل کی گویائی ہے فوت ‖ چھپنا سورج کا ہے بیداری کی موت

آفتابا ترکِ ایں گلشن کنی ‖ تا کہ تحت الارض را روشن کنی
ترک کر اس باغ کو اے آفتاب ‖ تا کہ تحتِ ارض کو دے نور و تاب

آفتابِ معرفت را نقل نیست ‖ مشرق او غیرِ جان و عقل نیست
آفتابِ معرفت کی نقل کیا ‖ اُس کا مشرق ہے سوائے عقل کیا

خاصہ خورشیدِ کمالے کاں سریست ‖ روز و شب کردارِ او روشن گریست
خاص کر خورشیدِ کامل راز نام ‖ رات دن روشن گری ہے جس کا کام

مطلعِ شمس آ اگر اسکندری ‖ بعد ازاں ہر جا روی نیکو فری[3]
شمس[2] میں آجا جو اسکندر ہے تو ‖ پھر جہاں جائے گا نیکو فر ہے تو

[1] وہ بادشاہ جس کے عہد میں اصحاب کہف نے گوشہ نشینی اختیار کی +
[2] سایۂ شمس میں آ +
[3] عالی شان - خوش نصیب +

بعد ازاں ہر جا روی مشرق شود | شرقہا بر مغربت عاشق شود
تو کہ بعد مشرق جہاں تو جائے گا | شرق مغرب پر ترے ہوں گے فدا

حس خفاشت سوے مغرب دواں | حس درپاشت سوئے مشرق رواں
حس تیرہ تیری مغرب کو دواں | حس روشن جیسا ہے مشرق رواں

راہ حس راہ خران است اے سوار | اے خراں را تو مزاحم شرم دار
ہے گدھوں کی راہ حس کی اے سوار | شرم کر کیوں ہے گدھوں کا راہ مار

پنج حسے ہست جز ایں پنج حس | آن چو زر سرخ و ایں حسہا چو مس
پانچ حس اس سے ہیں بڑھ کر پانچ حس | مثل زر وہ سرخ اور یہ مثل مس

اندر آں بازار کاہل محشرند | حس مس را چوں حس زر کے خرند
اہل محشر ہیں جو اس بازار میں | حس مس کو مثل حس زر نہ لیں

حس ابدان قوت ظلمت می خورد | حس جاں از آفتابے می چرد
حس تن کھاتی ہے ظلمت کی غذا | حس جاں سورج سے لیتی ہے ضیا

اے ببردہ رخت حسہا سوئے غیب | دست چوں موسیٰ برون آور ز جیب
لے گئی حس تو سوئے غیب کمال | مثل موسیٰ ہاتھ جیبوں سے نکال

اے صفاتت آفتاب معرفت | وآفتاب چرخ بند یک صفت
وصف تیرے آفتاب معرفت | اور سورج میں نقطہ ہے اک صفت

گاہ خورشید و گہے دریا شوی | گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی
تو کبھی سورج ہے اور دریا کبھی | تو کبھی ہے قاف اور عنقا کبھی

تو نہ ایں باشی نہ آں در ذات خویش | اے فزوں از وہمہا وز بیش بیش
ذات میں ان سب سے ہاں برتر ہے تو | اے گراں وہموں سے بالاتر ہے تو

[1] جان کی طرف خطاب ہے +

روح با علم است و با عقل است یار ۔ روح را با تازی و ترکی چہ کار

روح عقل و علم سے ہے بامرام[۱] ۔ روح کو کیا تازی و ترکی سے کام

از تو اے بے نقش با چندیں صور ۔ ہم مشبہ ہم موحد خیرہ سر

تجھ سے اے بے نقش باچندیں[۲] صور ۔ ہیں مشبہ اور موحد[۳] خیرہ سر

گہ مشبہ را موحد می کنی ۔ گہ موحد را بصورت رہ زنی

گہ مشبہ کو موحد تو کرے ۔ اور موحد کو کبھی کھٹکا بھی دے

گہ ترا گوید ز مستی بوالحسن ۔ یا صغیر السن یا رطب البدن

کہتا ہے مستی سے تجھ کو بوالحسن ۔ اے صغیر العمر اے نازک بدن

گاہ نقش خویش ویراں می کند ۔ از پئے تنزیہ جاناں می کند

نقش کو اپنے کبھی ویراں کرے ۔ جانوں کی تنزیہ کرنے کے لئے

چشم حس را ہست مذہب اعتزال ۔ دیدۂ عقل است سنی در وصال

مذہباً ہیں اعتزالی[۴] سب حسیں ۔ عقل کی آنکھیں ہیں سنی وصل میں

سخرۂ حس اند اہل اعتزال ۔ خویش را سنی نمایند از ضلال

حس کے ہیں پابند اہل اعتزال ۔ سنی کہلاتے ہیں از راہ ضلال[۵]

ہر کہ در حس ماند او معتزلی است ۔ گرچہ گوید سنیم از خامی است

ہے جو حس میں معتزل ہوگا وہی ۔ گر کہے سنی ہے خامی واقعی

ہر کہ بیروں شد ز حس او سنی است ۔ اہل بینش چشم حس خویش بست

[illegible] ہے جو سنی ہے وہی ۔ چشم حس اہل نظر نے بند کی

۱؎ کامیاب ۔ ۲؎ یعنی اے وہ کہ باوجود بے صورت ہونے کے تیری بے شمار صورتیں ہیں ۔ ۳؎ اہل تشبیہ اور اہل تنزیہ ۔

۴؎ اعتزال معتزلہ کا طریقہ ہے اشاعرہ کے خلاف ۔

۵؎ گمراہی ۔

ہر کہ از حسِ خدا دید آیتے ۔۔۔ در برِ حق داشت بہتر طاعتے

جس کو تھی حسِ خدا کی روشنی ۔۔۔ سب سے بہتر طاعتِ حق اُس نے کی

گر بدیدے حسِ حیواں شاہ را ۔۔۔ پس بدیدے گاو و خر اللہ را

دیکھتی گر حسِ حیواں شاہ کو ۔۔۔ دیکھتے یہ گاو و خر اللہ کو

گر نبودے حسِ دیگر مر ترا ۔۔۔ جز حسِ حیواں ز بیرونِ ہوا

گر نہ ہوتی حسِ دیگر اے فتا ۔۔۔ حسِ حیواں کے علاوہ بے ہوا

پس بنی آدم[1] کے مکرم بُدے ۔۔۔ کے بحسِ مشترک محرم شدے

پس بنی آدم [illegible] ری دقار ۔۔۔ اور حسِ مشترک کے رازدار

نا مصوّر یا مصوّر گفتنت ۔۔۔ باطل آمد نے ز صورت رَستنت

نا مصوّر یا مصوّر کیوں کہوں ۔۔۔ جھوٹ ہے گر ہو نہ صورت سے بُروں

نا مصوّر یا مصوّر پیشِ اوست ۔۔۔ کہ ہمہ مغز است بیروں شد ز پوست

جانتا ہے ایسے عقدے کو وہ دوست ۔۔۔ جو ہو یک سر مغز، اور بیرونِ پوست

گر تو کوری نیست بر اعمیٰ حرج[2] ۔۔۔ ورنہ رو کالصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَج[3]

گر تو اندھا ہے، نہیں تجھ پر حرج ۔۔۔ ورنہ جا۔ ہے صبر مفتاحُ الفرج

پردہ ہائے دیدہ را داروئے صبر ۔۔۔ ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر

صبر ہے آنکھوں کے پردوں کی دوا ۔۔۔ کھول کر سینے کو دیتا ہے جِلا

آئینۂ دل چوں شود صافی و پاک ۔۔۔ نقشہا بینی بروں از آب و خاک

دل کا آئینہ اگر ہو صاف و پاک ۔۔۔ نقش دیکھے تو سوائے آب و خاک

---

[1] وہ حس جو سب حسوں کا سرچشمہ ہے۔

[2] قولہ تعالیٰ عزوجل:۔ وَلَا عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ ۔ اور اندھوں پر کچھ تنگی یا سختی نہیں۔

[3] کشادگی کی کنجی۔

ہم ببینی نقش ہم نقّاش را — فرش دولت را و ہم فرّاش را

دیکھ لے تو نقش بھی نقاش بھی — فرش دولت اور پھر فراش بھی

چون خلیل آمد خیالِ یارِ من — صورتش بُت معنی او بُت شکن

جوں خلیل آیا خیالِ گل بدن — اُس کی صورت بُت ہے معنی بُت شکن

شکر یزدان را کہ چون او شد پدید — در خیالش جان خیالِ خود بدید

شکر خالق جب وہ ظاہر ہو گیا — تو خیالِ جاں خیالِ اُس کا ہوا

خاکِ درگاہت دلم را می فریفت — خاک بر وے کو ز خاکت می شکیفت

خاکِ در اکسیر ہے دل کے لئے — خاک اُس پر جو بچے اس خاک سے

گفتم ار خوبم پذیرد این ازو — ورنہ خود خندید بر من زشت رو

سوچا گر اچھا ہوں۔ کرے گا قبول — ورنہ مجھ پر خود ہنسیں گے بوالفضول

چارہ آن باشد کہ خود را بنگریم — در خورِ آنیم یا نا در خوریم

چاہئے ڈالیں نظر خود پر بہم — اُس کے لائق ہیں کہ نالائق ہیں ہم

او جمیلست و یُحِبُّ لِلْجَمَال[۱] — کے جوانِ نو گزیند پیرہ زال

وہ جمیل اور ہے پسند اس کو جمال — کب جوانِ نو کو بھائے پیر زال

طَیِّبَات از بہر کہ لِلطَّیِّبِیْن — خوب خوبے را کند جذب از یقین

پاکیاں ہیں صرف پاکوں کے لئے — خوب جو ہو خوب کو وہ کھینچ لے

در ہر آں چیزے کہ تو ناظر شوی — می کند با جنس سیر اے معنوی

تو جہاں ڈالے گا جس شے پر نظر — مَیل اس کا ہو گا اپنی جنس پر

در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد — گرم گرمے را کشید و سرد سرد[۲]

جذب ہے ہر شے میں رکھا۔ دیکھ لو — کھینچے گرم و سرد۔ گرم و سرد کو

[۱] حدیث شریف میں آیا ہے "اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَّ یُحِبُّ الْجَمَالَ" بیشک اللہ جمیل ہے اور جمال پسند کرتا ہے۔ [۲] مرنے کے وقت گرم کو گرمی اور سرد کو سردی کھینچ لیتی ہے۔

قسمِ باطل باطلاں را می کشند — باقیاں را می کشند اہلِ رشد
ہوتے باطل کھینچتے ہیں باطل اُسے — باقیوں کو کھینچیں صاحب رشد کے

ناریاں مر ناریاں را جاذب اند — نوریاں مر نوریاں را طالب اند
کھینچتے ہیں نار کو ناری ضرور — اور طالب نور کے ہیں اہلِ نور

صافیاں ہم صافیاں طالب شوند — دُرد را ہم تیرگاں جاذب بوند
صاف کے اہلِ صفا طالب ہوئے — تیرہ دل تلچھٹ کے ہیں جاذب ہوئے

زنگیاں را ہم زنگیاں باشند یار — رُوم را با رومیاں افتاد کار
زنگ کو ہے زنگیوں سے ارتباط — رُوم کو ہے رومیوں سے اختلاط

چشم چوں بستی ترا جاں کندنی ست — چشم را از نورِ روزن صبر نیست
جاں کنی ہے بند رکھنا آنکھ کا — نورِ روزن سے ہو صبر آنکھوں کو کیا

چشم چوں بستی ترا تاسہ گرفت — نورِ چشم از نورِ روزن می شگفت
ہے گھٹی جب آنکھ تو گھبرا گیا — نورِ روزن سے ہے آنکھوں کی ضیا

تاسۂ تو جذبِ نورِ چشم بود — تا بپیوندد بنورِ روز زود
بے قراری تھی سبب نورِ چشم تھی — تاکہ ہو پیوند دن کی روشنی

چشم باز ار تاسہ گیرد مر ترا — وانکہ چشمِ دل بہ بستی برگشا
آنکھ کھلنے سے بھی گھبرائے جو تو — دل کی آنکھیں کھول دے اے خوبرو

آں تقاضا ست دو چشمِ دل شناس — کو ہمی جوید ضیائے بے قیاس
ہے تقاضا یہ کہ چشمِ دل شناس — ڈھونڈتی ہے اک ضیائے بے قیاس

ملہ باطل یعنی آب و خاک کو آب و خاک اور باقیوں یعنی روحوں کو اہلِ رشد (فرشتے) کھینچ لیتے ہیں۔

چون فراق آن دو نورِ بے ثبات — تا سہ آوردت کشادی چشمہات
جیسے فانی روشنی کی آرزو — کھولتی ہے تیری آنکھیں تو بتو

پس فراق آں دو نورِ پائدار — تا سہ می آرد مرآں را پاس دار
ایسے ہی دوریِ نورِ پائدار — رکھتی ہے بے تاب مجھ کو اے نگار

او چو می خواند مرا من بنگرم — لائقِ جذبم و یا بد پیکرم
وہ بلاتا ہے تو میں ہوں دیکھتا — جذب کے لائق ہوں یا بالکل بُرا

گر لطیفے زشت را در پے کند — تسخرے باشد کہ او با وے کند
ہو جو بدصورت کے در پے اک لطیف — سب ہنسیں گے اس پہ اے مرد شریف

کہ ببینم نقشِ خود را اے عجب — تا چہ رنگم ہمچو روزم یا چو شب
نقش اپنے دیکھ لوں پہلے میں سب — مجھ میں رنگِ روز ہے یا رنگِ شب

نقشِ جانِ خویش می جستم بسے — ہیچ می ننمود نقشم از کسے
نقشِ جاں کی میں نے کر لی جستجو — نقش کوئی بھی نہ دیکھا رو برو

گفتم آخر آئنہ از بہرِ چیست — تا ببیند ہر کسے کو چیست کیست
سوچا آخر آئنہ ہے کس لئے — تاکہ ہر شخص اپنی صورت دیکھ لے

آئنہ آہن برائے لونہاست — آئنہ سیمائے جاں سنگیں بہاست
آہنی آئینہ رنگوں کے لئے — آئنہ بس جان کا ہے مان لے

آئنہ جاں نیست اِلّا روئے یار — روئے آں یارے کہ باشد زاں دیار
جان کا آئینہ کیا ہے روئے یار — یار وہ جس کا ہے مسکن وہ دیار

گفتم اے دل آئنہ کُل را بجو — رو بہ دریا کار بر ناید ز جو
ڈھونڈ کُل کا آئنہ دل سے کہا — نہر سے دریا کا ہو گا کام کیا

زیں طلب بندہ بکوئے تو رسید — دردِ مریمؑ را بخرما بن کشید
بندہ پہنچا اس طرح تیرے قریں — جیسے مریمؑ نخلِ خرما کے قریں

ملہ دیکھو نمبر ۱۲ ء

دیدۂ تو چوں دلم را دیدہ شد　　صد دلِ نادیدہ غرقِ دیدہ شد
تیری آنکھیں دل کی جب آنکھیں بنیں　　دل کی سو تصویریں آنکھوں میں ملیں

آئینہ کلی ترا دیدم ابد　　دیدم اندر چشمِ تو من نقشِ خود
میں نے دیکھا کل کا آئینہ تجھے　　تجھ میں نقش اپنا نظر آیا مجھے

آئینہ کلی بر آوردم ز دود　　دیدم اندر آئینہ نقشِ تو بود
جب نکالا اس دھوئیں سے آئینہ　　آئینے میں صاف تیرا عکس تھا

گفتم آخر خویش را من یافتم　　در دو چشمش راہِ روشن یافتم
عاقبت اپنے کو میں نے پا لیا　　صاف رستہ اُس کی آنکھوں میں کھلا

گفت وہمم کاں خیالِ تست ہاں　　ذاتِ خود را از خیالِ خود بداں
وہم بولا مجھ کو یہ کب ہے خیال　　مختلف ہیں ذات اور تیرا خیال

نقشِ من از چشمِ تو آواز داد　　کہ منم تو تو منی در اتحاد
یوں میرا نقش تیری آنکھ سے　　میں ہوں تو اور تو ہے میں پہچان لے

اندریں چشمِ منیرِ بے زوال　　از حقائق راہ کے یابد خیال
روشن ان آنکھوں میں جو ہیں بے زوال　　راہ کب پائے حقیقت کی خیال

در دو چشمِ غیرِ من تو نقشِ خود　　گر ببینی آں خیالے دان و رد
میری آنکھوں کے سوا اپنا جمال　　گر تو دیکھے جان اُسے ناقص خیال

آنکہ سرمہ نیستی در می کشد　　بادہ از تصویرِ شیطاں می چشد
نیستی کا گر کوئی سرمہ لگائے　　بادہ وہ تصویرِ شیطانی سے پائے

چشمِ او خانہ خیالِ ہست و عدم　　نیستہا را ہست بیند لاجرم
اُس کی آنکھیں کچھ خیالوں کا ہیں یار　　نیستی کو ہست کرتا ہے شمار

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۱) جب حضرت مریم علیہا السلام کو دردِ زہ ہوا تو وہ درختِ خرما کے نیچے تشریف لے گئیں +

چشم من چوں سرمہ دید از ذوالجلال — خانۂ ہستی ست نے خانہ خیال

میری آنکھوں میں ہے سرمہ ذوالجلال — گھر ہیں ہستی کا نہیں بیت الخیال

تا یکے مو باشد از تو پیش چشم — در خیالت گوہرے باشد چو یشم

بال کی گر آڑ ہو پیش نظر — یشم[1] ہو تیرے خیالوں میں گہر

یشم را آنگہ شناسی از گہر — گز خیال خود کنی کلی عبر

یشم اور گوہر کا سمجھے فرق تو — گر خیالوں سے رہا ہو تو ہو

تا یکے مو باشد از ہستی تو — در خیالت گم شود مستی تو

بال بھر بھی ہو جو ہستی کا خیال — ہو گی گم مستی تری اے خوش خصال!

یک حکایت بشنو اے گوہر شناس — تا بدانی تو عیاں را از قیاس

اک حکایت سن لے اے گوہر شناس — تا عیاں کا کر سکے تو کچھ قیاس

## حضرت عمرؓ اور ایک شخص

ماہ روزہ گشت در عہد عمرؓ — بر سر کوہے دویدند آں نفر

آیا رمضاں، جب کہ تھا عہد عمرؓ — دیکھنے کو لوگ دوڑے کوہ پر

تا ہلال روزہ را گیرند فال — آں یکے گفت اے عمرؓ اینک ہلال

وہ ہلال روزہ کی لیتے تھے فال — ایک بولا، اے عمرؓ وہ ہے ہلال

چوں عمرؓ بر آسماں مہ را ندید — گفت کایں مہ از خیال تو دمید

آسماں پر جب نہ چاند آیا نظر — یہ خیالی چاند ہے۔ بولے عمرؓ

ورنہ من بیناترم افلاک را — چوں نمی بینم ہلال پاک را

ہوں فلک کے دیکھنے میں باکمال — کیوں نہیں آتا نظر مجھ کو ہلال

[1] ایک قسم کا پتھر۔

گفت تر کن دست بر ابرو بمال ‌ ‌ ‌ آنگہاں تو برنگر سوئے ہلال
بولے - تر کر ہاتھ - اور ابرو پہ مل ‌ ‌ ‌ دیکھ پھر گر چاند آیا ہو نکل

چونکہ او تر کرد ابرو مہ ندید ‌ ‌ ‌ گفت اے شہ نیست شد مہ ناپدید
تر کئے ابرو تو دیکھا کچھ نہ تھا ‌ ‌ ‌ بولا ، اے شہ چاند غائب ہو گیا

گفت آرے موئے ابرو شد کماں ‌ ‌ ‌ سوئے تو افگند تیرے از گماں
بولے وہ تھا موئے ابرو بے کماں ‌ ‌ ‌ تیری جانب تیر پھینکا بے گماں

چوں یکے مو کژ شد از ابروئے او ‌ ‌ ‌ شکلِ ماہِ نو نمود آں موئے او
بال اک ابرو کا جب ٹیڑھا ہوا ‌ ‌ ‌ چاند اُس کو وہ نظر آنے لگا

موئے کژ چوں پردۂ گردوں شود ‌ ‌ ‌ چوں ہمہ اجزات کژ شد چوں بود
اک موئے کج ہو پردہ چرخ کا ‌ ‌ ‌ تیرے سب اجزا جو کج ہوں پھر ہو کیا

چوں یکے مو کژ شد او را راہ زد ‌ ‌ ‌ تا بدعویٰ لاف دید ماہ زد
بال جس دم ایک بھی ٹیڑھا ہوا ‌ ‌ ‌ دعویٰ باطل تھا جھوٹے چاند کا

راست کن اجزات را از راستاں ‌ ‌ ‌ سر مکش اے راست رَو زاں آستاں
راستوں سے اپنے اجزا راست کر ‌ ‌ ‌ راستوں کے آستاں پر رکھ دے سر

ہم ترازو را ترازو راست کرد ‌ ‌ ‌ ہم ترازو را ترازو کاست کرد
ہے ترازو کی ترازو راستی ‌ ‌ ‌ ہے ترازو کی ترازو کھوٹ بھی

ہر کہ با ناراستاں ہمسنگ شد ‌ ‌ ‌ در کمی افتاد و عقلش دنگ شد
لے لیا نالائقوں کا جس نے رنگ ‌ ‌ ‌ گر گیا وہ - ہو گئی عقل اُس کی دنگ

رو اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار باش[1] ‌ ‌ ‌ خاک بر دلداری اغیار باش
جا [illegible] ہو ‌ ‌ ‌ چھوڑ دے دلداری اغیار کو

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل:- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا (سورۂ فتح) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان

| | |
|---|---|
| بر سرِ اغیار چوں شمشیر باش | ہیں مکن روباہ بازی شیر باش |
| اُن کے سر پر صورتِ شمشیر رہ | لومڑی بننے سے حاصل؟ شیر رہ |
| تا ز غیرت از تو یاراں نگسلند | زانکہ آں خاراں عدوئے آں گلند |
| تا نہ چھوڑیں دوست غیرت سے تجھے | کیونکہ وہ کانٹے ہیں دشمن پھول کے |
| آتش اندر زن بگرگاں چوں سپند | زانکہ ایں گرگاں عدوئے یوسفند |
| بھیڑیوں میں اب لگا دے آگ تو | کیونکہ ہیں یہ گرگ یوسف کے عدو |
| جانِ بابا گویدت ابلیس ہیں | تا بدم بفریبدت دیوِ لعیں |
| جانِ بابا کر تجھے شیطاں کہے | چاہتا ہے دھوکا دینا حیلہ سے[1] |
| ایں چنیں تلبیس با بابات کرد | آدمی را آں سیہ دل مات کرد |
| کرچکا ہے مکر تیرے باپ سے | آدمی قائل ہیں اُس کی بات کے |
| بر سرِ شطرنج چست است ایں غراب | تو مبیں بازی بہ چشمِ نیمخواب |
| ہے سرِ شطرنج پر کوا یہ چست | تو نہ کر بازی پر اپنی آنکھ سست |
| زانکہ فرزیں بندہا داند بسے | کو بگیرد در گلویت چوں خسے |
| یاد فرزیں[2] بند ہیں اُس کو ہزار | مثلِ خس اٹکے گلے میں نابکار |
| در گلو ماند خسِ او سالہا | چیست آں خس مہرِ جاہ و مالہا |
| مدتوں تنکا گلے میں پھر رہے | کیا ہے تنکا؟ شوقِ جاہ و مال کے |
| مال خس باشد چو ہست اے بے ثبات | در گلویت مانع از آبِ حیات |
| مال کوڑا ہے کہ وہ ہے بے ثبات | ہے گلے میں مانعِ آبِ حیات |

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۴) کے ساتھ ہیں اتفاق پر سختی کرنے والے ہیں اور اپنوں پر مہربانی۔ تو اُنہیں ہمیشہ رکوع وسجود میں دیکھتا ہے +

[1] حضرت آدم علیہ السلام +

[2] فرزین کا گھر بند کرنے کی چالیں +

| | |
|---|---|
| گر برد مالت عدوئے پُر فنے | رہزنے را بُردہ باشد رہزنے |
| دشمنِ پُرفن جو تیرا مال لے | تُو سمجھ۔ رہزن کو لوٹا چور نے |

## سپیرا اور چور

| | |
|---|---|
| دزدکے از مارگیرے مار برد | زابلہی آں را غنیمت می شمرد |
| ایک سانپ اک دن چرایا چور نے | اور غنیمت بے حیا سمجھا اُسے |
| وارہید آں مارگیر از زخمِ مار | مار کشت آں دزدِ خود را زار زار |
| زخم سے اُس کے سپیرا بچ گیا | سانپ نے اُس چور کو بے جاں کیا |
| مارگیرش دید و پس بشناختش | گفت از جاں مارِ من پرداختش |
| وہ سپیرا بولا اُس کو دیکھ کے | جان لی ہے اس کی میرے سانپ نے |
| در دعا می خواستے جانم ازو | کش بیابم مار بستانم ازو |
| یہ دعائیں کر رہا تھا بے سکوں | پاؤں اُس کو اور اپنا سانپ لوں |
| شکرِ حق را کاں دعا مردود شد | من زیاں پنداشتم آں سود شد |
| شکر ہے۔ رد ہو گئی میری دعا | ہیں جسے سمجھا زیاں وہ سود تھا |
| بس دعاہا کاں زیان است و ہلاک | وز کرم می نشنود یزدانِ پاک |
| جو دعا کرتی ہے نقصان و ہلاک | رحم سے سنتا نہیں یزدانِ پاک |
| مصلح است و مصلحت را داند او | کاں دعا را باز می گرداند او |
| وہ ہے مصلح جانتا ہے مصلحت | پھیر دیتا ہے دعا کی خاصیت |
| واں دعا گوئندہ شاکی می شود | می برد ظنِّ بد و آں بد بود |
| شکوہ کرتا ہے دعا گو یہ ملا | ظنِّ بد کرتا ہے اور یہ ہے خطا |
| می نداند کو بلائے خویش خواست | وز کرمِ حق آں بدو ناوردہ است |
| تھا بلا جو۔ وہ نہیں یہ جانتا | اور نہ لایا راستہ رحمت سے خدا |

# حضرت عیسیٰؑ اور اُن کا ہمراہی

گشت با عیسیٰؑ یکے ابلہ رفیق ۔ استخواں ہا دید در گورِ عمیق
ساتھ تھا عیسیٰؑ کے اِک ناداں رفیق ۔ ہڈیاں دیکھیں تہِ قبرِ عمیق

گفت اے ہمراہ نامِ آں سنی ۔ کہ بداں تو مُردہ زندہ می کنی
بولا وہ اسمِ مبارک دو بتا ۔ جس سے تم مُردوں کو دیتے ہو جلا

مر مرا آموز تا احساں کنم ۔ استخواں ہا را بداں با جاں کنم
دو سکھا مجھ کو تو میں ممنون ہوں ۔ جان مُردہ ہڈیوں میں ڈال دوں

گفت خامش کن کہ آں کارِ تو نیست ۔ لائقِ انفاس و گفتارِ تو نیست
بولے چُپ رہ، یہ نہیں کچھ تیرا کام ۔ تیری باتیں اس سے کمتر ہیں تمام

کاں نفس خواہد ز باراں پاک تر ۔ وز فرشتہ در روش چالاک تر
چاہیئے اک نفس مینہ سے پاک تر ۔ جو فرشتوں سے بھی ہو چالاک تر

عمرہا بایست تا دم پاک شد ۔ تا امینِ مخزنِ افلاک شد
چاہیئے اک عمر جب دم پاک ہو ۔ اور امینِ مخزنِ افلاک ہو

خود گرفتی ایں عصا در دستِ راست ۔ دست را دستانِ موسیٰؑ از کجاست
لے لیا تو نے عصا تو مہرباں ۔ ہاتھ تیرا دستِ موسیٰؑ ہے کہاں

گفت اگر من نیستم اسرار خواں ۔ ہم تو بر خواں نام را بر استخواں
بولا گر مجھ پر نہیں اسرار عام ۔ ہڈیوں پر آپ ہی پڑھ دیں وہ نام

گفت عیسیٰؑ یا رب ایں اسرار چیست ۔ میلِ ایں ابلہ دریں گفتار چیست
بولے عیسیٰؑ بھید ہے یا رب یہ کیا؟ ۔ کیوں ہے اس ناداں کو شوقِ بات کا

چوں غمِ خود نیست ایں بیمار را ۔ چوں غمِ جاں نیست ایں مردار را
غم نہیں اپنا کچھ اس بیمار کو ۔ جان کی پروا نہیں مُردار کو؟

مردہ خود را رہا کردست او — مردۂ بیگانہ را جوید رفو

اپنے مردے کی نہیں لیتا خبر — ہے توجہ مردۂ بیگانہ پر

گفت حق ادبار اگر ادبار جوست — خار روئیدہ جزائے کشتِ اوست

بالحق ادبار ہے ادبار جو — خار کھیتی میں اگیں گے مو بمو

آنکہ تخم خار کارد در جہاں — ہان و ہاں او را مجو در گلستاں

جو کانٹوں کا جو بوئیں دہر میں — گلستاں میں کوئی کیوں ڈھونڈے انہیں

گر گلے گیرد بکف خارے شود — ور سوئے یارے رود مارے شود

پھول اٹھائے اور بن جائے وہ خار — یار کی جانب چلے، مل جائے مار

کیمیائے زہرِ مارست آں شقی — برخلافِ کیمیائے متقی

وہ شقی ہے کیمیائے زہرِ مار — متقی کی کیمیا سے رستگار

ہیں مکن بر قول و فعلش اعتمید — کو ندارد میوہ مانندِ بید

اعتماد اس پہ نہ کر زنہار ہاں — اس میں نہیں میوہ بید کی صورت کہاں

## ایک صوفی اور خادم

صوفیے می گشت در دورِ افق — تا شبے در خانقاہے شد قنق

ایک صوفی مردِ سیاحِ جہاں — رات کو تھا خانقہ میں میہماں

یک بہیمہ داشت در آخور ببست — او بصدرِ صفہ با یاراں نشست

تھان میں چوپائے کو وہ باندھ کر — دوستوں کی صف میں بیٹھا بے خطر

پس مراقب گشت با یارانِ خویش — دفترے باشد حضورِ یار بیش

وہ مراقب ہم نشیں دل میں ہوا — اور قربِ دوست کا دفتر کھلا

دفترِ صوفی سواد و حرف نیست — جز دلِ اسپید ہمچوں برف نیست

دفترِ صوفی ہے بے حرف و دوات — برف سی اجلی ہے دل کی کائنات

زادِ دانشمند آثارِ قلم ‌ زادِ صوفی چیست انوارِ قدم
توشۂ عاقل ہیں یہ نقش و قلم ‌ توشۂ صوفی ہیں انوارِ قدم

ہمچو صیادے سوئے اشکار شد ‌ گامِ آہو دید و بر آثار شد
اک شکاری جس طرح بہرِ شکار ‌ ہو ہرن کے نقشِ پا پہ رہ سپار

چند گامش گامِ آہو در خورست ‌ بعد ازاں خود نافِ آہو رہبرست
کچھ قدم چل کر ہرن کے نقش پر ‌ نافۂ آہو ہو اُس کا رہبر

چونکہ شکرِ گام کرد و رہ برید ‌ لاجرم زاں گام در کامے رسید
شکر کرکے راستہ وہ طے کرے ‌ گام اُس کے کام کو ترتیب دے

رفتنِ یک منزلے بر بوئے ناف ‌ بہتر از صد منزلِ گام و طواف
ایک منزل جانا بوئے ناف پر ‌ ہے ہزاروں منزلوں سے خوبتر

سیرِ زاہد ہر مہے تا پیشگاہ ‌ سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ
سیرِ زاہد پیش گہ تک بعدِ ماہ ‌ سیرِ عارف ہر گھڑی تا تختِ شاہ

آں دلے کو مطلعِ مہتابہاست ‌ بہرِ عارف فُتِّحَتْ اَبْوابُہاست
ایسا دل جو مطلعِ مہتاب ہے ‌ بہرِ عارف "فُتِّحَتْ اَبْوابُ" ہے [1]

با تو دیوارست با ایشاں درست ‌ با تو سنگ و با عزیزاں گوہرست
جو تری دیوار ہے اُن کا ہے در ‌ جو تجھے پتھر ہے اُن کو ہے گہر

آنچہ تو در آئنہ بینی عیاں ‌ پیر اندر خشت بیند بیش ازاں
جو تو آئینے میں دیکھے برملا ‌ پیر دیکھے اینٹ میں اُس سے سوا

پیر ایشانند کایں عالم نبود ‌ جانِ ایشاں بود در دریائے جود
تھی نہ دنیا اور وہ تھے بُود میں ‌ جان تھی پیروں کی بحرِ جُود میں

[1] قولہ تعالیٰ: حَتّٰی اِذَا جَآءُوْھَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُھَا (زمر) یعنی جس وقت تک مومن جانب بہشت آئیں اور اُن پہ بہشت کے دروازے کھولے جائیں ۔

پیش ازیں تن عمرہا بگذاشتند  
پیشتر از کشت بر برداشتند

جسم سے پہلے بھی انہیں عمریں گذار  
کھیتی سے پہلے ہوئے وہ میوہ خوار

پیشتر از نقش جاں پذرفتہ اند  
پیشتر از بحر دُرہا سُفتہ اند

نقش سے پہلے ملی سے ان کو جان  
بحر سے پہلے ملی موتی کی کان

## ایجادِ خلق میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ

مشورت می رفت در ایجادِ خلق  
جانِ شاں در بحرِ قدرت تا بحلق

مشورے میں جب کہ تھے ایجادِ خلق  
وہ تھے غرقِ بحرِ قدرت تا بہ حلق

چوں ملائک مانعِ آں می شدند  
بر ملائک خفیہ خنبک می زدند

جب فرشتے مانعِ تخلیق تھے  
ان پہ وہ تالی بجاتے تھے کھڑے

مطلع بر نقش ہر کہ ہست شد  
پیش ازاں کیں نقشِ کل پابست شد

مطلع تھے اس سے جو پیدا ہوا  
اس سے پہلے جب کہ نقشِ کل بنا

پیشتر ز افلاک کیواں دیدہ اند  
پیشتر از دانہا ناں دیدہ اند

دیکھا کیواں آسماں سے پہلے یہاں  
پیشتر دانوں سے دیکھیں روٹیاں

بے دماغ و دل پُر از فکرت بُدند  
بے سپاہ و جنگ بر نصرت زدند

بے دماغ و دل بھی تھے پُر از خیال  
بے سپاہ و جنگ نصرت تھی کمال

آں عیاں نسبت بایشاں فکرت است  
ورنہ خود نسبت بدوراں رؤیت است

نسبتِ تخییل تھی ان کے لئے  
ورنہ رؤیت کو ہے نسبت دور سے

فکرت از ماضی و مستقبل بود  
چوں ازیں دو رَست مشکل حل شود

ہے عمل ماضی و مستقبل سے جبھی  
چھوڑ دونوں کو، تو آسانی سے ملے

دیدہ چوں بے کیف ہر باکیف را  
دیدہ پیش از کاں صحیح و زیف را

دیکھا ہے بے کیف ہر باکیف کو  
کان سے پہلے بھی کھرا سونا سنو

؎ یعنی پیر +

پیشتر از خلقتِ انگورہا — خوردہ مے ہا و نمودہ شورہا
خلقتِ انگور سے بھی پیشتر — پی ہے مے اور پھر کیا ہے شور و شر

در تموزِ گرم می بینند دے — در شعاعِ شمس می بینند فے
گرمیوں میں سردیاں دیکھی گئیں — سائے تھے سورج کی کرنوں میں ہیں

در دلِ انگور مے را دیدہ اند — در فنائے محض شے را دیدہ اند
دیکھی ہے انگور کے سینے میں مے — اور فنائے محض میں دیکھی ہے شے

آسمان در دورِ ایشاں جرعہ نوش — آفتاب از جودِ شاں زربفت پوش
آسماں اُس دور میں تھا جرعہ نوش — جود سے سورج ہوا زربفت پوش

چوں از ایشاں مجتمع بینی دو یار — ہم یکے باشند و ہم سی صد ہزار[1]
جمع تو دیکھے جو اُن میں سے دو یار — ایک ہو کر بھی وہ ہیں سی صد ہزار

بر مثالِ موجہا اعدادِ شاں — در عدد آوردہ باشد بادشاں
موجوں پر اعداد ان کے کر شمار — کر سکے نہ باد ہوا بھنور شمار

مفترق شد آفتابِ جانہا — در درونِ روزنِ ابدانہا
آفتابِ جاں ہوا جس دم جُدا — جلوہ گر جسموں کے روزن میں ہوا

چوں نظر بر قرص داری خود یکیست — آنکہ شد محجوبِ ابدان در شکیست
ایک ہے گر قرص پر ڈالے نظر — شک میں محجوب بدن سے ہے سر بسر

تفرقہ در روحِ حیوانی بود — نفسِ واحد روحِ انسانی بود
فرق تھا تو رُوحِ حیوانی میں تھا — نفسِ واحد رُوحِ انسانی میں تھا

گفت حق رَشَّ[2] عَلَیھِم نُورَہٗ — مفترق ہرگز نگردد نورِ او
نور رِش کا یا خدا نے خلق پر — پھر جدا ہو نور کیونکر اے پسر!

[1] تیس لاکھ +

[2] حدیث نبوی صلعم: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ خَلَقَ الْخَلْقَ فِیْ ظُلْمَۃٍ فَرَشَّ عَلَیْہِمْ مِنْ

روحِ انسانی کنفسِ واحد است ۔۔۔ روحِ حیوانی سفالِ جامد است

روحِ انساں نفسِ واحد کی طرح ۔۔۔ روحِ حیواں خشتِ جامد کی طرح

عقلِ جزو از رمزِ ایں آگاہ نیست ۔۔۔ واقفِ ایں سر بجز اللہ نیست

عقلِ جزوی اس سے کب آگاہ ہے ۔۔۔ راز سے واقف فقط اللہ ہے

عقل را خود با چنیں سودا چہ کار ۔۔۔ کرِّ مادر زاد با سرنا چہ کار

عقل کو ہے کام اس سودا سے کیا ۔۔۔ بہرے مادر زاد کو سرنا[1] سے کیا

یک زماں بگذار اے ہمرہ ملال ۔۔۔ تا بگویم وصفِ حالے زاں جمال

ایک لحظہ چھوڑ دے ساتھی ملال ۔۔۔ تا کہوں میں تجھ سے کچھ وصفِ جمال

در بیاں ناید جمالِ حالِ او ۔۔۔ ہر دو عالم چیست عکسِ خالِ او

آئے بیاں میں کیونکر جمالِ حال کا ۔۔۔ دو جہاں ہیں عکس اُس کے خال کا

چونکہ من از خالِ خویش دم زنم ۔۔۔ نطق می خواہد کہ بشگافد تنم

ہوں جو دم زن اُس کے خال سے صرفِ سخن ۔۔۔ چیرتا ہے نطق پھر میرا بدن

ہمچو مورے اندریں خرمن خوشم ۔۔۔ تا فزوں از خویش بارے می کشم

خوش ہوں مثلِ مور خرمن میں فقط ۔۔۔ بوجھ اٹھاتا ہوں میں طاقت سے سوا

کے گذارد آنکہ رشکِ روشنی ست ۔۔۔ تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی ست

کب وہ چھوڑے جو ہے رشکِ روشنی ۔۔۔ تا کہوں جو فرض ہے اور گفتنی

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۱) نُوْرِہٖ فَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِكَ النُّوْرِ فَقَدِ اهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَأَ فَقَدْ ضَلَّ ۔ خدا نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا، پھر اُن پر اپنے نور کی بارش کی۔ جس پر چھینٹے پڑے اُس نے ہدایت پائی اور جو محروم رہا۔ گمراہ ہوا۔

[1] قرنا کی طرح کا ایک باجا۔

# حکایت کی معنوی تقریر کا خاتمہ

بجر کف پیش آرد و سدے کند ۔۔۔ جز کند وز بعد جر مدے کند

بجر بھی جھاگوں کو کر دیتا ہے سدؔ[۱] ۔۔۔ جزر دے کر پھر اُسے دیتا ہے مد

ایں زماں بشنو چہ مانع شد مگر ۔۔۔ مستمع را رفت دل جائے دگر

سُن یہاں کیا شئے ہوئی مانع مگر ۔۔۔ سننے والے کا ہے رُخ سوئے دگر

خاطرش شد سوئے صوفی قنق ۔۔۔ اندر آں سودا فرو شد تا عنق

صوفی مہماں کا ہے اس کو خیال ۔۔۔ اور وہ اس فکر میں ہے غرقِ حال

لازم آمد باز رفتن زیں مقال ۔۔۔ سوئے آں افسانہ بہرِ وصفِ حال

لوٹنا اس بات سے ہے لازمی ۔۔۔ بہرِ وصفِ حال سوئے قصہ ہی

صوفی صورت مپندار اے عزیز ۔۔۔ ہمچو طفلاں تا کے از جوز و مویز

ظاہری صوفی نہ جان اب اے عزیز ۔۔۔ مثلِ طفلاں تا کجا جوز[۲] و مویز[۳]

جسمِ ما جوز و مویز ست اے پسر ۔۔۔ گر تو مردی زیں دو چیز اندر گذر

اے پسر! یہ جسم ہے جوز و مویز ۔۔۔ مرد ہے تو چھوڑ دے ہر ایک چیز

ور تو اندر بگذری اکرام حق ۔۔۔ بگذراند مر ترا از نہ طبق

چھوڑ دے تو ان کو تو فضلِ کردگار ۔۔۔ نو طبق سے بھی تجھے کر دے گا پار

# صوفی اور خادم کا قصہ

بشنو اکنوں صورت افسانہ را ۔۔۔ لیک ہیں از کہ جدا کن دانہ را

صورتِ افسانہ اب تو سُن ذرا ۔۔۔ گھاس سے دانے کو لیکن کر جدا

۱ دیوار + ۲ اخروٹ + ۳ بڑا انگور۔ (کب تک جوز و مویز سے کھیلیگا اور تن پروری کریگا) +

حلقهٔ آں صوفیان مستفید | چونکہ در وجد و طرب آخر رسید

صوفیوں کا حلقۂ سود و وفا | ختم جب وجد و خوشی سے ہو گیا

خوان بیاوردند بہر میہماں | از بہیمہ یاد آورد آں زماں

ایک خوان آیا برائے میہماں | جانور یاد آیا اس کو بے گماں

گفت خادم راکہ در آخر برو | راست کن بہر بہیمہ کاہ و جو

بولا خادم سے طویلے میں تو جا | گھاس جو اس جانور کو دے کے آ

گفت لاحول ایں چہ افزوں گفتن است | از قدیم ایں کارہا کار من است

بولا خادم، کیا ہے لاحول و لا! | یہ تو اک مدت سے میرا کام تھا

گفت تر کن آں جوش را از نخست | کاں خرک پیر است و دندانہاش سست

بولا صوفی، دانے کو کرلے درست | خر ہے بوڑھا اور اس کے دانت سست

گفت لاحول ایں چہ می گوئی مہا | از من آموزند ایں ترتیبہا

بولا خادم! واہ لاحول و لا | خود سکھا دیتا ہوں میں یہ قاعدا

گفت پالانش فرو نہ پیش پیش | داروئے منبل بنہ بر پشت ریش

بولا صوفی، اس کا پالاں لے اتار | پشت کے زخموں پہ رکھ دے نیم پار

گفت لاحول آخر اے حکمت گزار | جنس تو مہمانم آید صد ہزار

بولا، لاحول و لا اے ذی وقار | آچکے ہیں ایسے مہماں سو ہزار

جملہ راضی رفتہ اند از پیش ما | ہست مہماں جان ما و خویش ما

خوش گئے سب جس قدر مہمان تھے | وہ ہمارے خویش تھے اور جان تھے

گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم | گفت لاحول از توام بگرفت شرم

بولا صوفی، دینا پانی شیر گرم | بولا لاحول اب مجھے آتی ہے شرم

گفت اندر جو تو کمتر کاہ کن | گفت لاحول ایں سخن کوتاہ کن

بولا صوفی، جو ہوں کمتر گھاس ہیں | بولا لاحول، آپ کیوں ایسا کہیں

گفت جایش را بروب از سنگ و پشک ‏ ‏ ‏ ور بود تر ریز بروے خاکِ خشک
بولا وہ کوڑے سے کر صاف اُس کا تھان ‏ ‏ ‏ ہو جو تر، تو ڈال مٹی مہربان

گفت لاحول اے پدر لاحول کن ‏ ‏ ‏ با رسولِ اہل کمتر گو سخن
بولا خادم آہ لاحول و لا ‏ ‏ ‏ میں ہوں قابل مجھ سے کہتے ہو کیا

گفت بستان شانہ پشت خر بخار ‏ ‏ ‏ گفت لاحول اے پدر شرمے بدار
بولا لے کر راجھ پشتِ خر کھجا ‏ ‏ ‏ بولا لاحول اے پدر، شرما ذرا

گفت دُم افسار را کوتہ ببند ‏ ‏ ‏ تا ز غلطیدن نیفتد او بہ بند
بولا دُمچی اُس کی، ڈھیلی باندھنا ‏ ‏ ‏ لوٹنے میں تا نہ ہو زحمت سوا

گفت لاحول اے پدر چندیں منال ‏ ‏ ‏ بہرِ خر چندیں مرو اندر جوال
بولا لاحول اے پدر زاری نہ کر ‏ ‏ ‏ گون میں پھنستا ہے تو کیوں بہرِ خر

گفت بر پشتش فگن جل زود تر ‏ ‏ ‏ زانکہ شب سرماست اے کانِ ہنر
بولا اُس کی پیٹھ پر دے جھول ڈال ‏ ‏ ‏ کیونکہ ہے سردی کی رات اے نیک فال

گفت لاحول اے پدر چندیں مگو ‏ ‏ ‏ استخواں در شیر نبود تو مجو
بولا لاحول اے پدر اتنا نہ کر ‏ ‏ ‏ ہڈیاں ہیں شیر میں کب، چپ بھی رہ

من ز تو استاترم در فنِ خود ‏ ‏ ‏ میہماں آید مرا از نیک و بد
واقفِ فن ہوں میں، کچھ تجھ سے سوا ‏ ‏ ‏ آتا ہے مہماں یہاں اچھا برا

لائقِ ہر میہماں خدمت کنم ‏ ‏ ‏ من ز خدمت چوں گل و چوں سوسنم
جیسا مہماں کام ویسے ہیں مرے ‏ ‏ ‏ ہیں گل و سوسن ہوں ان خدمات سے

خادم ایں گفت و میاں بر بست چست ‏ ‏ ‏ گفت رفتم کاہ و جو آرم نخست
یہ کہا خادم نے اور باندھی کمر ‏ ‏ ‏ گھاس جو لینے چلا وہ بے خطر

رفت و از آں خر نکرد او ہیچ یاد ‏ ‏ ‏ خوابِ خرگوشے بداں صوفی فتاد
وہ گیا بھولا مگر خر کا خیال ‏ ‏ ‏ خوابِ خرگوشی سے صوفی تھا نڈھال

رفت خادم جانب اوباش چند ‏ ‏ ‏ ‏ کرد بر اندرز صوفی ریشخند

پہنچی خادم مجمع اوباش میں ‏ ‏ ‏ ‏ حال ہنس ہنس کر سنایا سب انہیں

صوفی از رہ ماندہ بود و شب دراز ‏ ‏ ‏ ‏ خوابہا می دید با چشم فراز

تھی تھکن صوفی کو اور شب بھی دراز ‏ ‏ ‏ ‏ دیکھتا تھا خواب باچشم فراز

کان خرش در چنگ گرگے ماندہ بود ‏ ‏ ‏ ‏ پارہا از پشت و رانش می ربود

یعنی خر کو [illegible] گیا ہے بھیڑیا ‏ ‏ ‏ ‏ ٹکڑے ٹکڑے پشت وراں کو کر دیا

گفت لاحول این چہ مالیخولیاست ‏ ‏ ‏ ‏ اے عجب آں خادم مشفق کجاست

بولا وہ لاحول یہ کیا ہے جنوں ‏ ‏ ‏ ‏ خادم مشفق کہاں ہے کیا کروں

باز می دید آں خرش در راہرو ‏ ‏ ‏ ‏ گہ بچاہے می فتاد و گہ بہ گو

پھر یہ دیکھا راہ میں خر ہے وہی ‏ ‏ ‏ ‏ چاہ میں گرتا ہے غاروں میں کبھی

گونہ گوں می دید ناخوش واقعہ ‏ ‏ ‏ ‏ فاتحہ می خواند با القارعہ

دیکھتا تھا وہ یہ ناخوش واقعہ ‏ ‏ ‏ ‏ فاتحہ پڑھتا تھا اور القارعہ[1]

گفت چارہ چیست یاراں خستہ اند ‏ ‏ ‏ ‏ رفتہ اند و جملہ ہا در بستہ اند

کہتا تھا سب دوست خستہ ہو گئے ‏ ‏ ‏ ‏ بند دروازے بھی سارے کر دئے

باز می گفت اے عجب آں خادمک ‏ ‏ ‏ ‏ نے کہ با ما گشت ہم نان و نمک

پھر کہا ہیں! وہ کہاں ہے خادمک[2] ‏ ‏ ‏ ‏ جس نے کھایا ساتھ ہی نان و نمک

من نکردم با وے الا لطف و لیں ‏ ‏ ‏ ‏ او چرا با من کند برعکس کیں

میں نے اس کے ساتھ کیا نرمی نہ کی؟
اس نے الٹی مجھ سے کیوں کی دشمنی

[1] ایک سورۃ کا نام ہے ۔

[2] خادمک میں کاف تصغیر وتحقیر کا ہے۔ یعنی ذلیل یا اوچھا خادم ۔

| | |
|---|---|
| ہر عداوت را سبب باید سند | ورنہ جنسیت وفا تلقین کند |
| ہر عداوت کا سبب ہے برملا | ورنہ جنسیت سکھاتی ہے وفا |
| باز می گفت آدم با لطف و جود | کے بر آں ابلیس جورے کردہ بود |
| کہتا تھا آدم نے لطف و جود سے | بجز ستم ابلیس پر کب تھے کئے |
| آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد | کہ ہمی خواہند او را مرگ و درد |
| سانپ بچھو سے کیا انساں نے کیا | ہوگئے باعث جو درد و موت کا |
| گرگ را خود خاصیت بدریدن است | کایں حسد در خلق آخر روشن است |
| پھاڑنے کی خاصیت ہے گرگ میں | خلق پر روشن ہیں اس کی کاوشیں |
| باز می گفت ایں گمان بد خطاست | بر برادر ایں چنیں ظنم چراست |
| پھر یہ کہتا تھا گمانی ہے فضول | بھائی پر یہ بدگمانی ہے فضول |
| باز گفتے حزم[1] سوء الظن تست | ہر کہ بدظن نیست کے ماند درست |
| پھر یہ کہتا حزم سوئے ظن میں ہے | جو نہ ہو بدظن وہ خود الجھن میں ہے |
| صوفی اندر وسوسہ و آں خر چناں | کہ چناں بادا جزائے دشمناں |
| صوفی اس وسواس میں تھا اور خر | دشمنوں کی طرح تھا صرف خطر |
| آں خر مسکیں میان خاک و سنگ | کژ شدہ پالاں دریدہ پالہنگ[2] |
| تھا خر مسکیں میان خاک و سنگ | کج تھا پالاں اور دریدہ پالہنگ تھے |
| کشتۂ رہ جملہ شب بے علف | گاہ در جاں کندن و گہ در تلف |
| راستے کا خستہ اور بے گھاس تھا | جاں کنی میں اور ہلاکت میں گھرا |

۱۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "الحزم سوء الظن" یعنی ہوشیاری اور دور اندیشی بدگمانی ہے۔

۲۔ پالہنگ ڈور۔ وہ رسی جو لگام میں باندھی جاتی ہے +

خر ہمہ شب ذکر گویاں کاے الٰہ ۔۔۔ جو رہا کردم کم از یک مشت کاه

رات بھر وہ خر تھا اور ذکر الٰہ ۔۔۔ جو تو چھوڑے ہاے نہیں مشتِ گیاہ[1]

با زبانِ حال می گفت اے شیوخ ۔۔۔ رحمتے کز سوختم زیں خام شوخ

کہتا تھا اے شیخ رحمت چاہیئے ۔۔۔ خادمِ گستاخ نے مارا مجھے

آنچہ آں خر دید از رنج و عذاب ۔۔۔ مرغِ خاکی بیند اندر سیلِ آب

اس طرح اس خر کو تھا رنج و عذاب ۔۔۔ مرغِ خاکی جیسے در طوفانِ آب

پس بپہلو گشت آں شب تا سحر ۔۔۔ آں خرِ بیچارہ از جوع البقر

رات بھر تڑپا کیا وہ تا سحر ۔۔۔ بھوک سے مجبور تھا بےچارہ خر

نالہ می کرد از فراقِ کاه و جو ۔۔۔ مستمند از اشتیاقِ کاه و جو

بالکل تھا گھاس دانے کا فراق ۔۔۔ گھاس دانے کا تھا اُس کو اشتیاق

ہمچنیں در محنت و در درد و سوز ۔۔۔ نالہا می کرد از شب تا بروز

دل میں تھی درد اور محنت کی کھٹک ۔۔۔ شام سے چلایا مسکیں صبح تک

روز شد خادم بیامد بامداد ۔۔۔ زود پالاں جست و بر پشتش نہاد

خادم آیا جب ہوا وقتِ سحر ۔۔۔ رکھ دیا پالان اُس کی پیٹھ پر

خر فروشانہ[2] دو سہ زخمش بزد ۔۔۔ کرد با خر آنچہ با سگ می سزد

خر فروشانہ لگائے زخم چند ۔۔۔ مثلِ سگ کے ہوا خر دردمند

خر جہندہ گشت از تیزیِ نیش ۔۔۔ کو زباں تا خر بگوید حالِ خویش

زخم کی تیزی سے اُچھلا وہ گدھا
بے زباں تھا کہتا اپنا حال کیا!

؎۱ ایک مٹھی گھاس ۔ ؎۲ یعنی اس طرح اُس گدھے کو زخمی کر دیا جس طرح خرفروش گدھا فروخت کرنے کے وقت گدھے کے لاتیں مار کر اُسے تیز و تند ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں ۔

# اہلِ قافلہ کا گدھے کو بیمار سمجھنا

| | |
|---|---|
| چونکہ صوفی بر نشست شد رواں | رُو در افتادن گرفت آں ہر زماں |
| صوفی جب اُس خر پہ بیٹھا اور چلا | وہ گدھا ہر ہر قدم گرنے لگا |
| ہر زمانش خلق بر می داشتند | جملہ رنجورش ہمی پنداشتند |
| دم بدم کچھ لوگ اُٹھاتے تھے اُسے | سب اُسے بیمار تھے سمجھے ہوئے |
| آں یکے گوشش ہمی پیچید سخت | واں دگر در زیر گامش جست لخت |
| ایک اُس کے کان کو تھا اینٹھتا | دوسرا لوٹا ہوا سم دیکھتا |
| واں دگر در نعلِ او می جست سنگ | واں دگر در چشمِ او می دید رنگ |
| ڈھونڈتا تھا نعل میں ایک اُس کے سنگ | دیکھتا تھا دوسرا آنکھوں کا رنگ |
| باز میگفتند اے شیخ ایں ز چیست | وے ہمی گفتے کہ شکر ایں خر قویست |
| پوچھتے تھے، شیخ یہ ہے حال کیا | کہتا - اچھا ہے گدھا شکرِ خدا |
| گفت آں خر کو بشب لاحول خورد | جز بدیں شیوہ نتاند راہ برد |
| بولا ہے لاحول کھائی رات بھر | اس لئے چلنا ہوا دشوار تر |
| چونکہ قوتِ خر بشب لاحول بود | شب مسبح بود و روز اندر سجود |
| رات کو لاحول تھی خر کی غذا | اس لئے دن کو ہے سجدے کر رہا |
| چوں ندارد کس غمِ تو ممتحن | خویش کارِ خویش باید ساختن |
| جب نہیں کوئی بھی تیرا غمگسار | خود ہی اپنا کام کر اے ہوشیار |
| آدمی خوارند اغلب مردماں | از سلام علیکِ شاں کم جو اماں |
| ہیں بہت سے مرد آدم خوار ہاں | ان کے ملنے سے نہ ڈھونڈ اک دم اماں |
| خانۂ دیو ست دلہائے ہمہ | کم پذیر از دیو مردم دمدمہ |
| سب کے دل مسکن بنے ہیں دیو کے | دھوکا تو ہرگز نہ کھا ابلیس سے |

از دمِ دیو آنکہ او لاحول خورد | ہمچو آں خر در سر آید در نبرد
معنی ہے لاحول جس نے دیو کی | صورتِ خر وہ اٹھائے ابتری

ہر کہ در دنیا خورد تلبیس دیو | وز عدوئے دوست رو تعظیم و ریو
ہر کہ شیطاں میں جو دنیا میں پھنسا | باریا دشمن سے مکر دوں میں رہا

در رہِ اسلام و بر پول صراط | سر در آید ہمچو آں خر از خباط
ہو درِ اسلام پہ ہو پل صراط | وہ گرے گا مثلِ خر کھا کر خباط

عشوہ ہائے یارِ بد منیوش ہیں | دام بیں ایمن مرو تو در زمیں
سن نہ عشوے یارِ بد کے خوش خصال | چل نہ بے پروا زمیں پر دیکھ جال

صد ہزار ابلیس لاحول آر بیں | آدما ابلیس را در مار بیں
دیکھ لاکھ ابلیس ہیں لاحول خواں | آدمی بار کھ مار و شیطاں کا تو دھیاں

دم دہد گوید ترا اے جان و دوست | تا چو قصابے کشد از دست پوست
دے کے دم کہتا ہے تجھ سے جان و دوست | تا قصائی کی طرح لے کھینچ پوست

دم دہد تا پوستت بیروں کشد | وائے آں کز دشمناں افیوں چشد
دے کے دم وہ کھال کھینچے اے حکیم | وائے وہ دشمن سے جو کھائے افیم

سر نہد بر پائے تو قصاب وار | دم دہد تا خونت ریزد زار زار
جوں قصائی پاؤں پر رکھ دے گا سر | دے کے دم تا خون کر دے بے خطر

ہمچو شیرے صید خود را خویش کن | ترک عشوہ اجنبی و خویش کن
کر مثالِ شیر آپ اپنا شکار | اپنے بیگانے کا دھوکا چھوڑ یار

ہمچو خادم داں مراعاتِ خساں[۲] | بیکسی بہتر ز عشوہ ناکساں
مثل خادم کے کمینوں کو تو جان | بیکسی کو بہتر اُس عشوے سے مان

۱ لغزش سے قدم اُٹھانا ۔ ۲ یعنی اُس خادم کی مانند جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا۔ جو بات بات میں لاحول ولا کہتا تھا مگر کرتا کچھ بھی نہ تھا ۔

در زمینِ مرداں خانہ مکن ۔۔۔ کارِ خود کن کارِ بیگانہ مکن
گھر نہ اوروں کی زمینوں پر بنا ۔۔۔ کام اپنا کر، نہ کر بیگانوں کا

کیست بیگانہ تنِ خاکیّ تو ۔۔۔ کز برائے اوست غمناکیِ تو
کون بیگانہ، تنِ خاکی ترا ۔۔۔ جس کی خاطر تو ہے غمناک لے فتا

تا تو تن را چرب شیریں می دہی ۔۔۔ جوہرِ جاں را نہ بینی فربہی
تن کو جب تک چرب شیریں ہی دی ۔۔۔ جوہرِ جاں کو نہ ہو گی فربہی

گر میانِ مشک تن را جا شود ۔۔۔ روزِ مُردن گندِ او پیدا شود
مشک میں بھی گر جگہ ہو جسم کی ۔۔۔ مرتے دم پھیلے گی اُس سے گندگی

مشک را بر تن مزن بر دل بمال ۔۔۔ مشک چہ بود نامِ پاکِ ذوالجلال
مشک کو تن پر نہ مل تو دل پہ مل ۔۔۔ مشک کیا نامِ خدا اسمِ عزّ و جل

آں منافق مشک بر تن می نہد ۔۔۔ روح را در قعرِ گلخن می نہد
مشک ملتا ہے منافق جسم پر ۔۔۔ رُوح کو رکھتا ہے گلخن میں مگر

بر زباں نامِ حق و بر جانِ او ۔۔۔ گندہا از کفرِ بے ایمانِ او
حق زباں پر، جان پر چھائی ہوئی ۔۔۔ کفرِ بے ایمانیوں کی گندگی

ذکر با او ہمچو سبزہ گلخن است ۔۔۔ بر سرِ مبرز گل است و سوسن است
سبزۂ گلخن ہے ذکرِ بوالفضول ۔۔۔ جیسے گھورے پر ہو سوسن اور پھول

آں نبات آنجا یقیں عاریت است ۔۔۔ جائے آں گل مجلس است و عشرت است
سوسن اُس جا ہے یقیناً عارضی ۔۔۔ ہے جگہ پھولوں کی مجلس عیش کی

طیّبات آید بسوئے طیّبیں ۔۔۔ مر خبیثیں را خبیثات است ہیں
دیکھ ربطِ طیّبات[1] و طیّبیں ۔۔۔ اور خبیثین[2] و خبیثات اے متیں!

[1] پاکیزہ مرد اور پاکیزہ عورتیں ۔ [2] بُرے مرد اور بُری عورتیں ۔

کین مدارا نہا کہ از کین گمرہند — گورِشاں پہلوئے کین داراں نہند

رکھ نہ کینہ جو ہیں کینے سے تباہ — قبر ان کی نزدِ اہلِ کیں ہے آہ

اصلِ کینہ دوزخست و کینِ تو — جزوِ آں کُل است و خصمِ دینِ تو

اصلِ کینہ نار، اور کینہ ترا — جزو ہے اُس کُل کا۔ دشمن دین کا

چوں تو جزوِ دوزخی ہاں ہوشدار — جزو سوئے کُل خود گیرد قرار

جزوِ دوزخ تو جو ہے تو ہوشیار! — جزو کُل میں جا کے لیتا ہے قرار

ور تو جزوِ جنتی اے نامدار — عیشِ تو باشد چو جنت پائدار

اور جو تو ہے جزوِ جنت نامدار — عیش ہو گا مثلِ جنت پائدار

تلخ با تلخاں یقیں ملحق شود — کے دمِ باطل قرینِ حق شود

تلخ تلخوں سے ملے گا بالیقیں — کب دمِ باطل خدا سے ہو قریں[ل]

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ — ما بقی تو استخوان و ریشۂ

سُن اے بھائی تو فقط اندیشہ ہے — اور باقی استخوان و ریشہ ہے

گر گل است اندیشۂ تو گلشنی — ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

گل جو اندیشے میں ہے گلشن ہے تو — تنکے اور کانٹے سے اک گلخن ہے تو

گر گلابی بر سر و جیبت زنند — ور تو چوں بولی برونت افگنند

چھڑکیں جیب و سر پہ، گر تو ہے گلاب — پھینک دینگے تو جو ہے بولِ خراب

طبلہا در پیشِ عطاراں ببیں — جنس را با جنسِ خود کردہ قریں

دیکھ عطاروں کے ڈبے کر یقیں — جنس کو ہم جنس کے رکھیں قریں

تو رہائی جو ز ناجنساں بجد — صحبتِ ناجنس گورست و لحد

سعی کر ناجنس سے ہو جا جُدا — صحبتِ ناجنس ہے قبرا ے فتا!

---

[ل] نزدیک ۔ ساتھ ۔ ۱۲ اِہ

جنسہا با جنسہا آمیختہ ۔ زیں تجانس زینتے انگیختہ
جنس کو ہے جنس سے پیوستگی ۔ میل سے ہے اُن کی زینت بڑھ گئی

گر در آمیزند عود و شکرش ۔ برگزیند یک یک از ہمدیگرش
عوُد میں کوئی ملا دے گر شکر ۔ امتیاز آپس میں ہوگا سر بسر

طبلہا بشکست و جانہا ریختند ۔ نیک و بد باہمدگر آمیختند
ڈبے ٹوٹے اور جانیں گر پڑیں ۔ نیک و بد چیزیں سب آپس میں ملیں

حق فرستاد انبیا را بہر ایں ۔ تا جدا گردد زایشاں کفر و دیں
حق نے بھیجا انبیاؑ کو اس لئے ۔ کفر اور دیں تا علیحدہ ہو سکے

حق فرستاد انبیا را با ورق[1] ۔ تا گزید ایں دانہا را بر طبق
انبیا کو حق نے بھیجا با ورق ۔ دانوں کو رکھا انہوں نے در طبق

مومن و کافر مسلمان و جہود ۔ پیش از ایشاں جملہ یکساں می نمود
مومن و کافر مسلمان و یہود ۔ قبل ان کے ایک تھی سب کی نمود

پیش از ایشاں ما ہمہ یکساں بُدیم ۔ کس ندانستے کہ ما نیک و بدیم
اُن سے پہلے پہلے ہم سب ایک تھے ۔ نیک و بد کو کچھ نہ تھے پہچانتے

بود نقد و قلب در عالم رواں ۔ چوں جہاں شب بود و ما چوں شب رواں
تھا رواں دنیا میں سب کھوٹا کھرا ۔ ہم تھے شب رو اور زمانہ رات تھا

تا بر آمد آفتاب انبیا ۔ گفت اے غش دُور شو صافی بیا
نکلا جس دم آفتاب انبیاؑ ۔ بولا دُور اے گرد، اے صافی تو آ

چشم داند فرق کردن رنگ را ۔ چشم داند لعل را و سنگ را
آنکھ بہتر جانتی ہے فرقِ رنگ ۔ جانتی ہے امتیازِ لعل و سنگ

[1] یعنی آسمانی کتاب دے کر ۔

چشم داند گوہر و خاشاک را — چشم را زاں می خلد خاشاکہا
جانتی ہے گوہر اور خاشاک کو — کیوں خلش خاشاک سے اس میں نہ ہو

دشمن روزند ایں قلابگاں[۱] — عاشق روزند ایں زرہائے کاں
دن کے دشمن ہیں یہ کھوٹے بیگماں — دن کے عاشق ہیں یہ سب زرہائے کاں

زانکہ روز ست آئنہ تعریف او — تا بہ بیند اشرفی تشریف او
کیونکہ دن ہے آئنہ تعریف کا — ہوتی ہے ہر اشرفی صورت نما

حق قیامت را لقب زاں روز کرد — روز بنماید جمال سرخ و زرد
حق نے دن میں یوں قیامت کی بپا — دن میں نظارہ ہے سرخ و زرد کا

پس حقیقت روز سرّ اولیاست — روز پیش ماہ شاں چوں سایہاست
فی الحقیقت دن ہے راز اولیا — دن ہے اُن کے مہ کے آگے سایہ سا

عکس راز مرد حق دانید روز — عکس ستاریش شام چشم دوز
عکس راز مرد حق کا ہے یہ روز — عکس ستاری ہے شام چشم دوز

زاں سبب فرمود یزداں والضحیٰ — والضحیٰ نور ضمیر مصطفیٰ ام
اس لئے ارشاد حق ہے والضحیٰ[۲] — والضحیٰ نور ضمیر مصطفیٰ ام

قول دیگر کایں ضحیٰ را خواست دوست — از برائے آنکہ ایں ہم عکس اوست
پھر طلب اس کو کیا اللہ نے — کیونکہ یہ بھی تھا اسی کے عکس سے

ورنہ بر فانی قسم خوردن خطاست — خود فنا چہ لائق گفت خداست
ہے قسم فانی کی کھانا بھی خطا — کب فنا ہے قابل قول خدا

از خلیلے لا احب الآفلین — پس فنا چوں خواست رب العالمین
لا احب الآفلیں بولے خلیل[۳] — کیوں فنا کو چاہے پھر رب جلیل

[۱] کھرے ۔ [۲] بعض مفسرین نے والضحیٰ کے معنی صبح کے لئے ہیں اور بعض نے اس سے حقیقت نبویؐ اور نور محمدیؐ مراد لیا ہے [۳] آیۂ فلما افل قال لا احب الآفلین کی طرف اشارہ ہے یعنی جب حضرت ابراہیمؑ نے ستارے کو غروب ہوتے دیکھا تو فرمایا کہ میں زائل ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا

لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْں گفت آں خلیل[1] — کے فنا خواہد ازیں ربِّ جلیل
لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْں کہ دیں خلیل[1] — کیوں ہو خواہاں فنا ربِّ جلیل

یاز واللّیل است ستاریِ او — ویں تن خاکی زنگاریِ او
پردہ پوشی اُن کی ہے واللّیل سے — اور ان کے جسم خاکی کے لئے

آفتابش چوں برآمد زاں فلک — با شبِ تن گفت ہیں مَا وَدَّعَکْ
آفتاب اُن کا ہُوا نورِ فلک — اور شبِ تن سے کہا مَا وَدَّعَکْ[1]

وصل پیدا گشت از عین بلا — زاں حلاوت شد عبارت مَا قَلٰی
وصل تھا عینِ بلا میں برملا — تھی حلاوت سے عبارت مَا قَلٰی[1]

ہر عبادت خود نشانِ حالتے ست — حال چوں دست و عبادت آلتے ست
ہر عبادت خود نشانِ حال ہے — حال ہے ہاتھ اور عبادت ڈھال ہے

آلتِ زرگر بدستِ کفش گر — ہمچو دانہ کشت کردہ ریگ در
آلۂ زرگر اگر لے کفش گر — ریت میں بونا ہے دانہ سربسر

و آلتِ اسکاف پیشِ برزگر — پیش سگ کہ استخواں در پیش خر
کفش گر کا آلہ پیشِ کاشتکار — ہڈیاں خر کو، تو سگ کو گھاس بار

بود اَنَا الْحَق در لبِ منصور نور — بود اَنَا اللّٰہ در لبِ فرعون زُور
تھا لبِ منصور اَنَا الْحَق[2] کا ظہور — اور اَنَا اللّٰہ[3] بر لبِ فرعون زُور[4]

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل: "وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی"۔ قسم ہے صبح کی اور رات کی، جب وہ (دنیا کو) ڈھانپ لے کہ تیرے پروردگار نے تجھے نہیں چھوڑا۔ اور نہ وہ تیرا دشمن ہے۔

[2] میں حق ہوں۔

[3] میں اللہ ہوں۔

[4] جھوٹا۔

شد عصا اندر کف موسیٰ گوا ‏ ‏ شد عصا اندر کف ساحر ہبا

دست موسیٰ میں عصا ٹھہرا گواہ ‏ ‏ ہاتھ میں جادوگروں کے تھا تباہ

زیں سبب عیسیٰ بداں ہمراہ خود ‏ ‏ در نیاموزید آں اسم صمد

اس لئے عیسیٰ نے اس ہمراہی سے ‏ ‏ اسم اعظم کہنے ہیں حیلے کئے

کو نداند نقص بر آلت نہد ‏ ‏ سنگ بر گل زن تو آتش کے جہد

خود نہ سمجھے نقص جانے آلے کا ‏ ‏ پھول پتھر کی رگڑ دے آگ کیا

دست و آلت ہمچو سنگ و آہن است ‏ ‏ جفت باید جفت شرط زادن است

سنگ و آہن ہاتھ اور آلے ترے ‏ ‏ لازمی ہے جفت جننے کے لئے

آنکہ بے جفت است و بے آلت یکیست ‏ ‏ در عدد شک است واں یک بے شکیست

بے شک بے جفت اور بے آلہ ہے ایک ‏ ‏ شک عدد میں ہے نہ واحد میں ولیک

آنکہ دو گفت و سہ گفت و بیش ازیں ‏ ‏ متفق باشند در واحد یقیں

دو کہیں یا دو تین یا اس سے سوا ‏ ‏ متفق واحد سے ہوں گے برملا

احولی چوں دفع شد یکساں شوند ‏ ‏ آں دو سہ گویاں یکے گویاں شوند

دو ہی ہو دور تو ہوں ایک ساں ‏ ‏ کہنے والے تین دو ہوں یک زباں

گر یکے گوئی تو در میدان او ‏ ‏ گرد بر می گرد از چوگان او

تو جو یک گو ان کے ہے میدان کا ‏ ‏ گیند بن جا ان کے بس چوگان کا

گوئے آنگہ راست بے نقصاں شود ‏ ‏ کو ز دست زخم شہ رقصاں شود

گیند ہو وہ راست بے نقصان کے ‏ ‏ جو ہو رقصاں ہاتھ سے سلطان کے

گوش دار اے احول اینہا را بہوش ‏ ‏ دارو دیدہ بکش از راہ گوش

ہوش کے ساتھ اس کو سن احول ذرا ‏ ‏ کان کے رستے کر آنکھوں کی دوا

۱ خدا کو ایک کہنے اور ماننے والا

بس کلامِ پاک در دلہائے کور | می نیاید می رود تا اصلِ نور
کب سمائے کور دل میں یہ کلام | جائے اصلِ نور تک اے خوش مقام

واں فسونِ دیو در دلہائے کژ | می رود چوں کفش کژ در پائے کژ
سحرِ شیطاں قلبِ کج میں یوں رہے | ٹیڑھا جوتا پائے کج میں جوں رہے

گرچہ حکمت را بتکرار آوری | چوں تو نا اہلی شود از تو بری
گرچہ تو تکرار حکمت کی کرے | ہو اگر نا اہل وہ جاتی رہے

گرچہ بنویسی نشانش می کنی | ور چہ می لافی بیانش می کنی
گرچہ لکھ کر تو کرے اس پر نشاں | گو بشیخی سے کرے اس کا بیاں

او ز تو رو درکشد اے پُر ستیز | بندہا را بگسلد وز تو گریز
تجھ سے وہ منہ پھیر لے اے پُر ستیز | توڑ ڈالے بند کر جائے گریز

ورنخوانی و بہ بیند سوزِ تو | علم باشد مرغِ دست آموزِ تو
تو جو ان پڑھ ہے وہ دیکھے سوز کو | علم تیرا مرغِ[ل] دست آموز ہو

او نپاید پیش ہر نا اوستا | ہمچو بازِ شہ بخانہ روستا
کب قرار اس کو ہے اک نا اہل پر | جیسے باز شاہ او دہقاں کے گھر

## بادشاہ کا باز بڑھیا کے گھر میں

علم آں بازست کو از شہ گریخت | سوئے آں کمپیر کو می آرد بیخت
علم ہے وہ باز شہ سے بھاگ کر | پہنچا آٹا چھانتے والی کے گھر

تاکہ تتماجے پزد اولاد را | دید آں بازِ خوش خوش زاد را
لکھانا بچوں کا پکانے کو وہ تھی | دیکھ کر اس باز کو خوش ہو گئی

ل وہ جانور جو ہاتھ پر سدھایا جاتا ہے۔ جیسے باز۔ شکرا۔ طوطا۔ بیا وغیرہ+

پا بکش بست و پرش کوتاہ کرد ‏ ‏ ناخنش ببرید و قوتش کاہ کرد

پر بھی کاٹے اور باندھے پاؤں بھی ‏ ‏ کاٹے ناخن، گھاس بھی کھانے کو دی

گفت نا اہلاں نکردند بساز ‏ ‏ پر فزود از حد و ناخن شد دراز

بولی نا اہلوں نے کی کیا قدر باز! ‏ ‏ ہوگئے تیرے پر و ناخن دراز

دست ہر نا اہل بیمارت کند ‏ ‏ سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

ہوگا نا اہلوں میں تو بیمار و زار ‏ ‏ میرے پاس آ میں بنوں تیماردار

مہرِ جاہل را چنیں داں اے رفیق ‏ ‏ کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق

مہرِ جاہل کا یہی ہے قاعدہ ‏ ‏ ٹیڑھا چلتا ہے ہمیشہ راستہ

جاہل ار با تو نماید ہمدلی ‏ ‏ عاقبت زخمت زند از جاہلی

تجھ سے گو جاہل جتائے دوستی ‏ ‏ دے گا بالآخر تجھے تکلیف ہی

روز شہ در جستجو بیگاہ شد ‏ ‏ سوئے آں کمپیر و آں خرگاہ شد

جستجو میں شاہ تھا دیوانہ سر ‏ ‏ چلتے چلتے پہنچا اس بڑھیا کے گھر

دید ناگہ باز را در دود و گرد ‏ ‏ شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد

باز کو دیکھا دھوئیں اور گرد میں ‏ ‏ شاہ رویا دیکھ کر یہ حالتیں

گفت ہر چند ایں جزائے کارِ تست ‏ ‏ کہ نباشی در وفائے ما درست

بولا یہ ہے تیرے کاموں کی سزا ‏ ‏ تو ہوا اے باز ہم سے بے وفا

چوں کنی از خلد در دوزخ قرار ‏ ‏ غافل از لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابِ نار

خلد سے دوزخ میں کرتا ہے قرار
بھول کر لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابِ[1] نار

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل ہ لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ دوزخ اور جنت والے برابر نہیں۔ جو جنت والے ہیں وہ بہت فائز ہیں۔

این سزائے آنکہ از شاہِ خبیر / خیرہ بگریزد بجانہ گندہ پیر

یہ سزا اس کی ہے شہ کو چھوڑ کر / آگیا تو بھاگ کر بڑھیا کے گھر

گندہ پیرِ جاہل این دنیا دنی ست / ہر کہ مائل شد بدو خوار و غنی ست

پیرِ جاہل ہے یہ دنیائے دَنی / جو ہو مائل اس پہ - ہے خوار و غبی

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست / عاقل آن باشد کز این جاہل برست

یہ جہاں ہے جاہل و جاہل نما / وہ ہے دانا جہل سے جو ہو رہا

ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز / آن رسد با او کہ با آن شاہباز

جاہلوں کے ساتھ ہو ہمراز جو / اس کا بازِ شاہ کا سا حال ہو

باز می مالید پر بر دستِ شاہ / بے زبان می گفت من کردم گناہ

باز نے بر دستِ سلطاں پر مَلا / بے زباں بولا ہوئی مجھ سے خطا

پس کجا نالد کجا زار و لئیم / گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم

پھر کہاں روئے ترا زار و لئیم / گر نوازش تو نہ فرمائے کریم

سر کجا بنہد ظلومِ شرمسار / جز بدرگاہِ تو اے آمرزگار

سر کہاں رکھے یہ جاہل شرمسار / جز تری درگاہ کے آمرزگار!

لطفِ شہ جان را جنایت جو کند / زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کند

لطفِ شہ بر دل ہے مانوسِ جفا / شاہ نیکی سے بدلتا ہے خطا

رو مکن زشتی کہ نیکیہائے ما / زشت آید پیش آن زیبائے ما

جا- بدی مت کر- کہیں یہ نیکیاں / ہوں نہ بدیاں پیش خلاقِ جہاں

خدمت خود را سزا پنداشتی / تو لوائے جرم ازاں افراشتی

اپنی خدمت کو تو لائق جان کر / جرم کا جھنڈا اٹھاتا ہے مگر

چون ترا ذکر و دعا دستور شد / زان دعا کردن دلت مغرور شد

بس ترا ذکر و دعا دستور ہے / تو دعا کرنے سے یوں مغرور ہے

ہم سخن دیدی تو خود را با خدا
سمجھا تو ہے ہم سخن حضرت خدا

اے بسا کس زیں گمان افتد جدا
بہت [illegible] گماں سے ہو گئے لاکھوں جدا

گرچہ با تو شہ نشیند بر زمیں
شہ جو بیٹھے ساتھ تیرے فرش پر

خویشتن بشناس و نیکوتر نشیں
[illegible] ادب سے [illegible] بیٹھ خود کو پہچان کر

باز گفت اے شہ پشیماں می شوم
باز بولا میں پشیماں ہو [illegible]

توبہ کردم نو مسلماں می شوم
توبہ کر لی۔ پھر مسلماں ہو گیا

آنکہ تو مستش کنی و شیر گیر
شیر گیر اور مست تو جس کو کرے

گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر
لغزشیں مستی کی اس کی بخش دے

گرچہ ناخن رفت چوں باشی مرا
گو نہیں ناخن، مگر میرا تو ہو

برکنم من پرچم خورشید را
پھاڑ ڈالوں پرچم خورشید کو

ور چہ پرم رفت چوں بنوازیم
گو ہوں بے پر، تو اگر دے کرم

چرخ بازی کم کند در بازیم
چرخ بازی ہو مری بازی سے کم

گر کمر بخشیم کہ را بر کنم
دے کمر۔ تو کوہ کو ٹکڑے کروں

ور دہی کلکی علمہا بشکنم
دے جو کلگی۔ تو علم کو توڑ دوں

آخر از پشہ نہ کم باشد تنم
کم ہے کیا پشہ سے بھی یہ تن مرا

ملک نمرودی بہ پر برہم زنم
پر سے دوں گا ملک نمرودی کو ڈھا

در ضعیفی تو مرا بابیل گیر
فرض کر ہاتھی ضعیفی میں مجھے

ہر یکے خصم مرا چوں پیل گیر
ہیں مخالف میرے ہاتھی [illegible]

قدر بندق افگنم بندق خرق
ہیں جتنے پھینکوں [illegible] کنکر اگر

بندقم در فعل صد چوں منجنیق
ایک میں سو کو پھینکوں کا ہو اثر

۱ کمر اور کلگی باز کے سامانوں میں سے دو چیزیں ہیں ؛
۲ کشتی چلانے کے اوزار ؛

اگرچہ سنگم ہست مقدارِ نخود ‏ لیک در ہیجا نہ سر ماند نہ خود

گو چنے جتنا ہے یہ پتھر مرا ‏ خود و سر کو جنگ میں کھا جائیگا

موسیٰ آمد در وغا با یک عصاش ‏ زد بر آں فرعون و بر شمشیر ہاش

تھا وغا میں نزدِ موسیٰؑ اک عصا ‏ تیغ اور فرعون پر غالب ہوا

ہر رسولے یک تنہ کاں در زد است ‏ بر ہمہ آفاق تنہا بر زد است

ہر نبیؑ کھڑکا گیا جس نے اس کا در ‏ تھا اکیلا اک جہاں پر حملہ ور

نوحؑ چوں شمشیر در خواہید ازو ‏ موج طوفاں گرد حق شمشیرِ او

تھی ضرورت نوحؑ کو تلوار کی ‏ موج طوفاں تیغ اُن کی بن گئی

احمدا خود کیست اسپاہِ زمیں ‏ ماہ بیں بر چرخ و بشگافش جبیں

اے محمدؐ کیا ہے دنیا کی سپاہ ‏ تو نے دو ٹکڑے کیا گردوں پہ ماہ

تابداند سعد و نحس بے خبر ‏ دورِ تست ایں دور نے دورِ قمر

تاکہ سعد و نحس جانیں بے خبر ‏ دور تیرا ہے، نہیں دورِ قمر

دورِ تست آنرا کہ موسیٰؑ کلیمؑ ‏ آرزو می برد زیں دورت مقیم

دور تیرا وہ کہ موسیٰؑ کلیمؑ ‏ چاہتے تھے اس میں ہو جائیں مقیم

چونکہ موسیٰؑ رونق دورِ تو دید ‏ کاندرو صبحِ تجلّی می دمید

دیکھا موسیٰؑ نے یہ دورِ پُر بہار ‏ جس میں تھی صبحِ تجلّی آشکار

گفت یارب ایں چہ دورِ رحمت است ‏ آں گذشت از رحمت اینجا رویت است

بولے یارب کیا ہے یہ رحمت کا دور ‏ تھی وہ رحمت اس جگہ رویت ہے اور

غوطہ دہ موسیٰؑ خود را در بحار ‏ از میانِ دورۂ احمدؐ بر آر

غوطہ دے موسیٰؑ کو اور دریا میں ڈال ‏ پھر اسے تو دورِ احمدؐ میں نکال

گفت یا موسیٰؑ بداں بنمودمت ‏ راہ آں خلوت بداں بکشودمت

آیا حکمِ حق کہ موسیٰؑ یہ سماں ‏ اس لئے تجھ کو دکھایا ہے یہاں

که تو زاں دورے دریں دور اے کلیم — پا مکش زیرا درازست ایں گلیم

دور ہو اُس در سے تم اے کلیم — کیوں سُکیڑو پاؤں لمبی ہے گلیم

من کریم ناں نمایم بنده را — تا بگریاند طمع آں زنده را

ہوں سخی روٹی دکھاتا ہوں تجھے — تا تو روئے طمع سے اُس کے لئے

بینی طفلے بمالد مادرے — تا شود بیدار وا جوید خورے

ناک بچے کی ذرا ملتی ہے ماں — تا غذا مانگے وہ اٹھ کر بے گماں

کو گرسنه خفته باشد بے خبر — واں دو پستاں می خلد از بہر در

سوتا رہتا ہے وہ بھوکا بے خبر — چھاتیوں میں دودھ پھرتا ہے اِدھر

كُنْتُ كَنْزاً رَحْمَةً مَخْفِيَّةً — فَابْتَعَثْتُ اُمَّةً مَهْدِيَّةً

ہیں جو گنج رحمت پوشیدہ تھا — طالبان حق کا ہادی ہو گیا

ہر کراماتے کہ می جوئی بجاں — او نمودت تا طمع کردی دراں

جس کرامت کو تو ڈھونڈے جان سے — وہ نظر آئے تا تو جب خواہش کرے

چند بت بشکست احمدؐ در جہاں — تا کہ یارب گوے گشتند اُمّتاں

دہر میں احمدؐ نے توڑے بت کئی — تا احد گو ہو گئے سب اُمتی

گر نبودے کوشش احمدؐ تو ہم — می پرستیدی چو اجدادت صنم

گر نہ ہوتی جدّ و جہد مصطفیٰؐ — تو بھی آبا کی طرح بُت پوجتا

ایں سرت وارست از سجده صنم — تا بدانی حقّ او را بر امم

بُت کے سجدے سے ترا سر چھٹ گیا — اُنہوں پر ان کا حق ظاہر ہوا

گر بگوئی شکر ایں رستن بگو — کز بُت باطن ہمت برہاند او

شکر کرتا ہے تو کر شکر خدا — بُت سے باطن کے کیا تجھ کو رہا

مر سرت را چوں رہانید از بُتاں — ہم بداں قوّت تو دل را وارہاں

سر بتوں سے تیرا فارغ کر دیا — تو بھی اُس قوّت سے دل کو کر رہا

سرز شکرِ دیں ازاں برتافتی — کز پدر میراث مفتش یافتی

تو نے لیکن شکر سے پھیرا ہے سر — مفت میں پائی ہے میراث پدر

امردِ میراثی چہ داند قدرِ مال — رستمے جاں کند و مجاں یافت زال

ورثہ پانے والے کو کیا قدرِ مال — جان رستم کھوئے ۔ پائے مفت زال

اچوں بگریانم بجوشد رحمتم — آں خروشندہ بنوشد نعمتم

یوں رُلاتا ہوں کہ رحمت کھائے جوش — نعمتیں پائے مری وہ پُر خروش

اگر بخواہم دادِ خود بنمایمش — جوشش کردم بستہ دل بکشایمش

میں جو چاہوں داد اپنی دوں دکھا — دل جو بستہ ہے اُسے کھولوں ذرا

رحمتم موقوف آں خوش گریہ‌ہاست — چوں گرست از بحرِ رحمت موج خاست

گریہ پر موقوف ہے رحمت مری — جب وہ رو یا موج رحمت کی اُٹھی

تا نگرید ابر کے خندد چمن — تا نگرید طفل کے جوشد لبن

گر نہ روئے ابر کب پھولے چمن — بچے کے رونے سے ہے جوشِ لبن[1]

## شیخ احمد خضرویہ

بود شیخے دائما او وام دار — از جوانمردی کہ بود او نامدار

رہتا تھا اک شیخ دائم قرضدار — تھا جوانمردی سے اپنی نامدار

دہ ہزاراں وام کردے از مہاں — خرج کردے بر فقیرانِ جہاں

قرض لے کر دس ہزار اک وقت پر — خرچ کر دیتا فقیروں پر انہیں

ہم بوام او خانقاہے ساختہ — خان و مان خانقہ در باختہ

قرض لے کر اک بنائی خانقاہ — مال و اسباب اپنا سب کر کے تباہ

احمدِ خضرویہ بودے نام او — خدمت عشاق بودے کام او

احمد خضرویہ بس اس کا نام تھا — خدمت عشاق اس کا کام تھا

[1] [illegible]

وام او را حق ز ہر جا میگزارد
کرد حق بہر خلیلؑ از ریگ آرد

قرض کرتا تھا خدا اُس کا ادا
رب کو بہر خلیلؑ آٹا کیا

گفت پیغمبرؐ کہ در بازارہا
دو فرشتہ می کنند دائم ندا

ہے نبیؐ کا قول بازاروں میں جا
دو فرشتے کرتے ہیں دائم ندا

کاے خدا تو منفقاں را دہ خلف
وے خدا تو ممسکاں را دہ تلف

اے خدا تو ہر سخی کو دے خلف
اے خدا تو ممسکوں کو کر تلف

خاصہ آں منفق کہ جاں انفاق کرد
حلق خود قربانی خلاق کرد

وہ سخی مخصوص ہے جس نے جان دی
بہر خلقت جس کی قربانی ہوئی

حلق پیش آورد اسمٰعیلؑ وار
کارد بر حلقش نیارد کردگار

حلق رکھ دے آگے اسمٰعیلؑ وار
کیوں نہ چھریوں سے بچائے کردگار

پس شہیداں زندہ زاں رویند و خوش
تو بداں قالب بمنگر گبر وش

اس طرح ہیں شاد اور زندہ شہید
مثل کافر ہو نہ ان میں محو دید!

چوں خلف دادست شاں جان بقا
جان ایمن از غم و رنج و شقا

جب خلف حق نے انہیں دی جان پاک
کچھ نہیں اندوہ و غم سے جس کو باک

شیخ وامی سالہا ایں کار کرد
می ستد می داد ہمچوں پایمرد

رکھتا باری شیخ نے برسوں یہ کام
لینا دینا مثل مردوں کے تمام

تخمہا می کاشت تا روز اجل
تا بود روز اجل میر اجل

بیج بوتا تھا اجل تک بے گماں
تا ہو روز مرگ سردار جہاں

چونکہ عمر شیخ در آخر رسید
در وجود خود نشان مرگ دید

دن جو عمر شیخ کے پورے ہوئے
جسم میں آثار دیکھے موت کے

وام داراں گرد او بنشستہ جمع
شیخ در خود خوش گدازاں ہمچو شمع

قرض خواہ آکر ہوئے گرد اُس کے جمع
شیخ دل میں گھل رہا تھا مثل شمع

وام داراں گشتہ نومید و ترش ‌— درد دلہا یار شد با درد شش

ہو گئے وہ ناامید اور ترش تر — درد دل تھا اُن کو اور درد جگر

شیخ گفت ایں بدگماناں را نگر — نیست حق را چارصد دینار زر

شیخ بولا بدگمانی دیکھ کر — حق نہ دے گا چار سَو دینار زر

کودکے حلوا ز بیروں بانگ زد — لاف حلوا بر امید دانگ زد

طفل حلوائی نے باہر دی ندا — کوئی ہے جو مول [illegible] دام را

شیخ اشارت کرد خادم را بسر — کہ برو آں جملہ حلوا را بخر

شیخ نے یہ اپنے خادم سے کہا — جا اور اُس سے سارا حلوا مول لا

تا غریماں چونکہ آں حلوا خورند — یک زمانے تلخ در من ننگرند

تاکہ حلوا کھائیں سارے قرض خواہ — اور نہ ڈالیں مجھ پہ تلخی سے نگاہ

در زماں خادم بروں آمد ز در — تا خرد آں جملہ حلوا زاں پسر

خادم آیا گھر سے باہر اُس گھڑی — تا خریدے اُس سے حلوا اے اخی!

گفت او را کیں ہمہ حلوا بچند — گفت کودک نیم دینار است و اند

پوچھا اُس سے قیمت حلوا بتا — بولا لڑکا۔ نیم دینار اور سوا

گفت نے از صوفیاں افزوں مجو — نیم دینارت دہم دیگر مگو

بولا درویشوں سے اتنے لے نہ دام — نصف دینار اس کا لے لے شاد کام

او طبق بنہاد اندر پیش شیخ — تو ببیں اسرار سراندیش شیخ

رکھ دیا وہ تھال اُس نے پیش شیخ — دیکھ تو اسرار راز اندیش شیخ

کرد اشارت با غریماں کیں نوال — نک تبرک خوش خورید ایں را حلال

قرض خواہوں سے اشارہ پھر کیا — ہے تبرک۔ اس کا کھانا ہے روا

بہر فرماں جملگی حلقہ زدند — خوش ہمی خوردند حلوا ہمچو قند

حکم پایا اور حلقہ باندھ کر — کھایا حلوا سب نے مانند شکر

چوں طبق خالی شد آں کودک ستد | گفت دینارم بدہ اے پُر خرد
تھال خالی لے کے لڑکے نے کہا | دے مجھے دینار اے مردِ خدا

شیخ گفتا از کجا آرم درم | وام دارم می روم سوئے عدم
شیخ بولا ہیں کہاں دام و درم | جا رہا ہوں مقروض میں سوئے عدم

کودک از غم زد طبق را بر زمیں | نالہ و گریہ برآورد و حنیں
تھال اُس لڑکے نے پٹکا خاک پر | رنج سے رونے لگا وہ سر بسر

نالہ می کرد و فغان و ہائے ہائے | کاے مرا بشکستہ بودے ہر دو پائے
روتا تھا۔ کہتا تھا کر کے ہائے ہائے | کاش میرے ٹوٹ جاتے دونوں پیر

کاشکے من گردِ گلخن گشتمے | بر درِ ایں خانقہ نگذشتمے
کاش میں گلخن کے پھرتا آس پاس | خانقہ تک یوں نہ آتا بے حواس

صوفیانِ طبل خوار لقمہ جو | سگ دلانِ ہمچو گربہ روئے شو[۱]
پیٹ والے صوفی ہیں اور لقمہ جو | سگ دل اور بلی کی صورت روئے شو

از غریوِ کودک آنجا خیر و شر | گرد آمد گشت بر کودک حشر
شور اس لڑکے کا سن کر بے طلب | نیک و بد پاس اس کے آئے سب کے سب

پیش شیخ آمد کہ اے شیخِ درشت | تو یقیں داں کہ مرا استاد کشت
لڑکا یوں کہنے لگا پھر شیخ سے | گر یقیں مارے گا اب مالک مجھے

گر بر استا روم دست تہی | او مرا بکشد اجازت می دہی
ہاتھ خالی جاؤں اُس کے سامنے؟ | چاہتا ہے، مار ڈالے وہ مجھے؟

واں غریماں ہم بانکار و جحود | رو بشیخ آورد کایں بازی چہ بود
قرض دینے والے بھی منکر ہو گئے | شیخ سے بولے کہ یہ کیسا کھیل تھے؟

مال ما خوردی مظالم می بری | از چہ بود ایں ظلمِ دیگر بر سری
مال کھایا اور ستم ہم پر کیا | دوسروں پر ظلم کیوں رکھا روا

۱؎ منہ دھونے والے۔

تا نمازِ دیگر آں کودک گریست — شیخ دید بست و برے ننگریست

عصر تک لڑکا یونہی رویا کیا — شیخ بند آنکھیں کئے سویا کیا

شیخ فارغ از جفا واز خلاف — درکشیده روئے چوں مہ در لحاف

وہ خفا فارغ کیا جفا کیسا خلاف — چاند کی مانند خفا زیر لحاف

با اجل خوش با ازل خوش شاد کام — فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام

خوش اجل سے اور ازل سے شاد کام — تھی نہ فکر طعنہ ہائے خاص و عام

آنکہ جاں در روئے او خندد چو قند — از ترش روئی خلقش چہ گزند

جس کے چہرے پر ہنسے جاں مثل قند — اس کو ترشی جہاں سے کیا گزند

آنکہ جاں بوسہ دہد بر چشم او — کے خورد غم از فلک وز خشم او

جس کی روشن آنکھ پہ جاں بوسہ دے — آسماں کے غصے سے کیا ڈر اسے

در شب مہتاب مہ را بر سماک — از سگاں و عوعو ایشاں چہ باک

چاند جب ہو چاندنی میں چرخ پر — کتوں کی بھوں بھوں سے اس کو کیا خطر

سگ وظیفہ خود بجا می آورد — مہ وظیفہ خود برخ می گسترد

سگ وظیفہ اپنا لاتا ہے بجا — چاند اپنا فرض کرتا ہے ادا

کارک خود می گزارد ہر کسے — آب نگذارد صفا بہر خسے

اپنے اپنے کام میں سب ہیں لگے — پانی ہر خس صفا کیوں چھوڑ دے؟

خس خسانہ می رود بر روئے آب — آب صافی می رود بے اضطراب

پانی پر کھاتا ہے کوڑا پیچ و تاب — صاف پانی جاتا ہے بے اضطراب

مصطفیٰؐ مہ می شگافد نیم شب — ژاژ می خاید ز کینہ بولہب

چاند شق کرتے ہیں احمدؐ نصف شب — کرتا ہے بے ہودہ گوئی بولہب

آں مسیحا مردہ زندہ می کند — واں جہود از خشم سبلت می کند

مردے کو دیتے ہیں عیسیٰؑ ہست و بود — نوچتا ہے غصے سے مونچھیں یہود

بانگِ سگ ہرگز رسد در گوشِ ماہ　　خاصہ ماہے کو بود خاصِ الٰہ

کب سنے آواز سگ کی گوشِ ماہ　　چاند بھی کیسا جو ہو خاصِ آلٰہ

مے خورد شہ بر لبِ جُو تا سحر　　در سماع از بانگِ چغزاں بیخبر

شہ لبِ جُو مستِ مے ہے تا سحر　　اور صدا سے مینڈکوں کی بے خبر

ہم شدے توزیع کودک دانگِ چند　　ہمتِ شیخ آں سخا را کرد بند

ملنے بچے کو اگرچہ دام چند　　شیخ کی ہمت نے کر دی راہ بند

تا کسے ندہد بکودک ہیچ چیز　　قوتِ پیراں ازاں بیش است نیز

تا کہ لڑکے کو کوئی کچھ بھی نہ دے　　پیر ہیں قوت بہت ہے دیکھ لے

شد نمازِ دیگر آمد خادمے　　یک طبق بر سر ز پیشِ حاتمے

عصر کے وقت آیا خادم دُور سے　　گھر سے حاتم کے طبق سر پر رکھے

صاحبِ مالے و حالے پیشِ پیر　　ہدیہ بفرستاد کز وے بُد خبیر

پیر کو اُس نے جو تھا خود کانِ زر　　ہدیہ بھیجا۔ اس کو تھی گویا خبر

چار صد دینار بر گوشہ طبق　　نیم دینارِ دگر اندر ورق

تھے طبق میں چار سو دینار بھی　　نصف دینار اک ورق میں اے اخی!

خادم آمد شیخ را اکرام کرد　　واں طبق بنہاد پیشِ شیخ فرد

خادم آیا شیخ کو ہدیہ دیا　　سامنے اُس کے طبق لا کر رکھا

چوں طبق پوش از طبق برداشت او　　خلق دیدند آں کرامت را ازو

جب طبق پوش اس نے کر ڈالا جدا　　سب نے دیکھی وہ کرامت برملا

آہ و افغاں از ہمہ برداشت دود　　کاے سرِ شیخان و شاہاں ایں چہ بود

آہ کر کے سب نے پوچھا برملا　　سر گروہِ شیخ و سلطاں! یہ تھا کیا؟

ایں چہ سرّ ست ایں چہ سلطانی ست باز　　اے خداوند خداوندانِ راز

یہ ہے کیا بھید اور سلطانی ہے کیا؟　　صاحبانِ راز کے اے پیشوا!

| | |
|---|---|
| ما ندانستیم ما را عفو کن | بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن |
| ہم نہ سمجھے تھے ہمیں کر دے معاف | تھے پراگندہ سخن از راہِ لاف |
| ما کہ کورانہ عصا ہا می زنیم | لاجرم قندیلہا را بشکنیم |
| مارتے ہیں ہم جو کورانہ عصا | توڑیں گے قندیلوں کو بھی برملا |
| ما چو کراں ناشنیدہ یک خطاب | ہرزہ گویاں از قیاسِ خود جواب |
| ہم تھے بہرے سن نہ سکتے تھے خطاب | دیتے تھے اپنے قیاسوں سے جواب |
| ما ز موسیٰ[۱] پند نگرفتیم کو | گشت از انکارِ خضر او زرد رو |
| ہم نے موسیٰ سے نہ حاصل پند کی | خضرؑ کے انکار سے تھی برہمی |
| با چناں چشمے کہ بالا می شتافت | نورِ چشمش آسماں را می شگافت |
| ایسی آنکھوں سے جو تھیں بالانشاں | نورِ جن کا پھاڑتا تھا آسماں |
| کردہ با چشمت تعصب موسیا | از حماقت چشمِ موشِ آسیا |
| تیری آنکھوں سے تعصب کیوں کیا | تھا یہ نقصِ چشمِ موشِ آسیا |
| شیخ فرمود آں ہمہ گفتار و قال | من بحل کردم شما را آں جدال |
| شیخ بولا ہیں وہ سب گفتار و قال | عفو کرتا ہوں جو کی تم نے جدال |
| سرِ آں ایں بود کز حق خواستم | لاجرم بنمود راہِ راستم |
| بھید یہ تھا میں نے جب مانگی دعا | حق نے سیدھی راہ دی مجھ کو دکھا |
| گفت ایں دینار اگرچہ اندک ست | لیک موقوفِ غریوِ کودک ست |
| بولا گو دینار کا کم ہے شمار | لڑکے کے رونے پہ ہے سارا مدار |
| تا نگرید کودکِ حلوا فروش | بحرِ بخشایش نمی آید بجوش |
| روئے گا جب تک نہ وہ حلوا فروش | بحرِ رحمت میں نہیں آئے گا جوش |

[۱] اپنی ذات سے مراد ہے ۔

ای برادر طفل طفل چشم تست
کام خود موقوف زاری دان نخست

جان بھائی! طفل طفل چشم کو
کامیابی رونے سے ہوتی ہے۔ رو

کام تو موقوف زاریٔ دل است
بے تضرّع کامیابی مشکل است

دل کے رونے سے بنیں گے تیرے کام
کام بے زاری نہ پائیں انصرام

گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود
خارِ محرومی بہ گل مبدل شود

چاہتا ہے گر ہو مشکل حل تری
خارِ محرومی بنے گل وا نعمی ۲۲

گر ہمی خواہی کہ آں خلعت رسد
پس بگریاں طفلِ دیدہ بر جسد

چاہتا ہے نعمتِ خلعت اگر
طفلِ دیدہ کو رُلا دے جسم پر

## ایک شخص کا زاہد کو ڈرانا

زاہدے را گفت یارے در عمل
کم گری تا چشم را ناید خلل

بول دیا اک دوست نے زاہد کو دم
گریہ کم کرتا نہ بینائی ہو کم

گفت زاہد از دو بیروں نیست حال
چشم بیند یا نہ بیند آں جمال

بولا زاہد صرف دو ہوتے ہیں حال
آنکھ دیکھے یا نہ دیکھے وہ جمال

گر ببیند نورِ حق خود چہ غمست
در وصالِ حق دو دیدہ چہ کمست

نورِ حق دیکھیں تو پھر کیا رنج و غم
وصلِ حق کے سامنے آنکھیں ہیں کم

ور نخواہد دید حق را گو برو
ایں چنیں چشمِ شقی گو کور شو

اور اگر حق کو نہ دیکھیں برملا
کور ہونا ایسی آنکھوں کا بھلا

غم مخور از دیدگاں عیسیٰ ترا است
چپ مرو تا بخشدت دو چشمِ راست

تیرا عیسیٰ ہے۔ نہ کر غم آنکھ کا
آنکھیں بخشے گا تجھے۔ ٹیڑھا نہ جا

عیسیٰ روح تو با تو حاضرست
نصرت از وے خواہ کو خوش ناصرست

ناصر و خدمت ہے عیسیٰؑ روح کا
لے مدد اُس سے جو ہے ناصر بڑا

لیک پیکارِ تنِ پُر استخواں — بر دلِ عیسیٰ منہ تو ہر زماں
ہاں مگر جنگِ تنِ پُر استخواں — رکھ نہ تو عیسیٰؑ کے دل پر ہر زماں

ہمچو آں ابلہ کہ اندر داستاں — ذکرِ او کردیم بہرِ راستاں
مثل اُس احمق کے جس کی داستاں — کر چکے ہیں ہم ابھی اوپر بیاں

زندگیٔ تن مجو از عیسیت — کامِ فرعونی مخواہ از موسیت
زندگیٔ جسم عیسیٰؑ سے نہ مانگ — مقصدِ فرعون موسیٰؑ سے نہ مانگ

بر دلِ خود کم نہ اندیشۂ معاش — عیش کم ناید تو بر درگاہ باش
دے نہ تو روزی کی دل کو زحمتیں — کم نہیں کچھ عیش، رہ در یار پر

ایں بدن خرگاہ آمد روح را — یا مثالِ کشتیٔ مر نوحؑ را
روح کا خیمہ ہے یہ تیرا بدن — جیسے کشتی نوحؑ کی تھی، جانِ من!

ترک چوں باشد بیابد خرگہے — خاص چوں باشد عزیزِ درگہے
خیمہ سرداروں کو دیتا ہے پناہ — خاص کر جب ہوں عزیزِ بارگاہ

## ہڈیوں کا حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے زندہ ہونا

چونکہ عیسیٰ دید کاں ابلہ رفیق — جز کہ استیزہ نمی داند طریق
دیکھا جب عیسیٰؑ نے وہ ناداں رفیق — جانتا ہے صرف لڑنے کا طریق

می نگیرد پند را از ابلہی — بخل می پندارد او از گمرہی
بے وقوفی سے نہیں کچھ مانتا — گمرہی سے بخل ہے وہ جانتا

خواند عیسیٰ نامِ حق بر استخواں — از برائے التماسِ آں جواں
ہڈیوں پر پڑھ دیا نامِ خدا — اس جواں نے جیسی کی تھی التجا

حکمِ یزداں از پئے آں خام مرد — صورتِ آں استخواں را زندہ کرد
حکم خالق نے بھی پاس اُس کا کیا — ہڈیوں کو یعنی زندہ کر دیا

از میاں برجست یک شیر سیاہ — پنجہ بر زد کرد نقشش را تباہ

درمیاں سے شیر ایک اُچھلا سیاہ — پنجہ مارا۔ کر دیا اُس کو تباہ

کلّہ اش برکند و مغزش ریخت زود — ہمچو جوزے کاندرو مغزے نبود

کاسہ پھاڑا، اور توڑا مغز کو — جس طرح بے مغز اک اخروٹ ہو

گر ورا مغزے بُدے اشکستنش — خود نبودے نقص الّا بر تنش

مغز اگر ہوتا تو اُس کا ٹوٹنا — جسم ہی کو نقص پہنچاتا ذرا

گفت عیسیٰؑ چوں شتابش کوفتی — گفت زاں رو کہ تو زو آشوفتی

پوچھا جب عیسیٰ نے کیوں جلد آ کے لی — شیر بولا تھے پریشاں آپ ہی

گفت عیسیٰؑ چوں نخوردی خونِ مرد — گفت در قسمت نبودم رزق خورد

پوچھا عیسیٰ نے نہ کھایا خون کیوں — بولا قسمت میں کہاں تھا رزق یوں

اے بسا کس ہمچو آں شیرِ ژیاں — صید خود ناخوردہ رفتہ از جہاں

سیکڑوں اس شیر کی مانند ہیں — چل دیئے دنیا سے بے کھائے شکار

قسمتش کاہے نہ و حرصش چو کوہ — تا موجّہ کرد تحصیلِ وجوہ

حرص کہ کوہ سی، تنکا قسمت میں نہ تھا — بے سبب تھا ڈھونڈنا اسباب کا

جمع کردہ مال و رفتہ سوئے گور — دشمناں در ماتمِ او کردہ سور

جمع کر کے مال مدفن میں گئے — دشمن اُن کے سوگ میں سب خوش ہوئے

اے میسّر کردہ بر ما در جہاں — سخرہ و بیگار از ما وا رہاں

تو نے سب کچھ ہم پہ آساں کر دیا — اب چھڑا بیگار سے بھی اے خدا!

طعمہ بنمودہ بما واں بودہ شست — آنچناں بنما بما آں را کہ ہست[1]

دانہ ہم سمجھے تھے اور وہ شست تھی — عیسیٰؑ جو شئے ہو دکھا دے ویسی ہی

[1] اللّٰھمّ ارنا الاشیاء کما ھی ۔ اے اللہ ہمیں چیزوں کو ویسا ہی دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔

گفت آں شیر اے مسیحا آں شکار  ۔۔۔  بود خالص از برائے اعتبار
شیر بولا اے مسیحا یہ شکار  ۔۔۔  خالصاً تھا از برائے اعتبار[1]

گر مرا روزی بُدے اندر جہاں  ۔۔۔  خود چکار ستے مرا با مُردگاں
رزق دنیا میں اگر ہوتا مرا  ۔۔۔  کیوں مجھے مُردوں سے ہوتا واسطا

ایں سزائے آنکہ یابد آب صاف  ۔۔۔  ہمچو خر در جُو بمیرد از گزاف
تھی سزا اس کی کہ پائے آب صاف  ۔۔۔  خر مرے ندی میں جیسے با گزاف[2]

گر بداند قیمتِ آں جوئے خر  ۔۔۔  او بجائے پا نہد در جوئے سر
قدر ندی کی اگر وہ جانتا  ۔۔۔  پاؤں کیا سر اُس میں رکھتا جا بجا

او بیابد آں چناں پیغمبرے  ۔۔۔  میر آبے زندگانی پرورے
جب وہ پائے ویسے پیغمبر کو جو  ۔۔۔  زندگی پرور ہوا میرِ آب ہو

چوں نمیرد پیش او کز امرِ کُن  ۔۔۔  اے امیر آب مارا زندہ کن
امرِ کُن سے کیوں نہ پھر مر کر جیے  ۔۔۔  اے امیرِ آب زندہ کر مجھے

ایں سگِ نفس ترا زندہ مخواہ  ۔۔۔  کو عدوِ جانِ تست از دیرگاہ
نفس کے کتّے کو تو زندہ نہ کر  ۔۔۔  یہ ہے تیرا دشمنِ جاں سر بسر

خاک بر سرِ استخوانے را کہ آں  ۔۔۔  مانع ایں سگ بود از صیدِ جاں
خاک ایسی ہڈیوں پر جو ڈریں  ۔۔۔  منع صیدِ جاں سے کتّے کو کریں

سگ نۂ بر استخواں چوں عاشقی  ۔۔۔  دیو چہ وار از چہ بر خوں عاشقی
سگ نہیں پھر ہڈیوں پہ کیوں گرا  ۔۔۔  جونک بن کر خون پر کیوں ہے فدا

آں چہ چشم است آنکہ بینائیش نیست  ۔۔۔  ز امتحاں ہا جز کہ رسوائیش نیست
آنکھ وہ کیا جس میں بینائی نہیں  ۔۔۔  امتحاں میں غیرِ رسوائی نہیں

سہو باشد ظنّہا را گاہ گاہ  ۔۔۔  ایں چہ ظنّ است اینکہ کور آمد زراہ
سہو بھی ہوتا ہے ظن میں گاہ گاہ  ۔۔۔  ظن یہ کیسا ہے کہ تو ہے کورِ راہ

[1] عبرت ۔ [2] گھمنڈ سے ۔ گدھے پن سے ٭

کردہٖ بر دیگراں نوحہ گری   مدتے بنشین و بر خود می گری

دوسروں پر تو رہا ہے نوحہ گر   مدتوں رو اپنے اوپر بیٹھ کر

زابرِ گریاں شاخ سبز و تر شود   زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود

شاخ تر کرتا ہے روتا ابر کا   شمع روتی ہے تو بڑھتی ہے ضیا

ہر کجا نوحہ کنند آں جا نشیں   زانکہ تو اولیٰ تری اندر حنین

بیٹھ اس جا جس جگہ زاری کریں   کیونکہ اولیٰ تر ہے تو فریاد میں

زانکہ ایشاں در فراقِ فانی اند   غافل از لعلِ بقائے کانی اند

کیونکہ وہ روتے ہیں فانی کے لئے   بے خبر لعل بقا کی کان سے

زانکہ بر دل نقش تقلید است بند   رو بآبِ چشم بندش را برند

بند ہے تقلید کا دل پر کمال   بند اس کا آنسوؤں سے دیتا ڈال

زانکہ تقلید آفتِ ہر نیکوئیست   کہ بود تقلید گر کوہِ قوی ست

یہ ہے تقلید آفتِ ہر نیکوئی   کوہ اگر تقلید ہو ہے کاہ ہی

گر ضریرے لمتر ست و تیز خشم   گوشت پارہ اش داں کہ او را نیست چشم

جو ہو نابینا قوی اور اہلِ کیں   گوشت کا ٹکڑا ہے جب آنکھیں نہیں

گر سخن گوید ز مو باریک تر   آں سرش را زاں سخن نبود خبر

بات اس کی بال سے باریک تر   اور اس کے بھید سے ہے بے خبر

مستیے دارد ز گفتِ خود و لیک   از برِ وے تا بمے راہیست نیک

مست اپنی گفتگو سے ہے یہ ہی   مے سے لیکن دور ہے وہ اے اخی!

ہمچو جوئیست او نہ آبے می خورد   آب از و بر آب خواراں بگذرد

مثل ندی کے نہیں وہ کامیاب   پینے والوں کو دیا کرتا ہے آب

آب در جوزاں نمی گیرد قرار   زانکہ آں جو نیست تشنہ و آبخوار

پانی ندی میں ٹھہرتا ہے کہیں؟   کیونکہ ندی پانی کی تشنہ نہیں

ہمچو نائے نالہ و زاری کند ۔ لیک بیکاری خریداری کند

مثلِ نے گو نالہ و زاری کرے ۔ اس کی بے کاری خریداری کرے

نوحہ گر باشد مقلّد در حدیث ۔ جز طمع نبود مرادِ آں خبیث

نوحہ گر کرتا ہے تقلیدِ کلام ۔ طمع ہے صرف اُس کا اِک مقصودِ خام

نوحہ گر گوید حدیثِ سوزناک ۔ لیک کو سوزِ دل و دامانِ چاک

نوحہ گر کرتا ہے باتیں سوزناک ۔ پر کہاں سوزِ دل و دامانِ چاک

از مقلّد تا محقّق فرقہاست ۔ کایں چو داؤد است و آں دیگر صداست

یہ مقلد اور محقق ہیں جدا ۔ یہ جو ہے داؤد تو وہ ہے صدا

منبعِ گفتارِ ایں سوزے بود ۔ واں مقلّد کہنہ آموزے بود

اس کی باتوں کی حقیقت سوز ہے ۔ اور مقلد کہنگی آموز ہے

ہیں مشو غرّہ بداں گفتِ حزیں ۔ بار بر گاو است و بر گردوں حنیں

اُس کی تو پُر سوز باتوں پر نہ جا ۔ بوجھ کھینچے بیل ۔ وہ مجھو دُکا

ہم مقلّد نیست محروم از ثواب ۔ نوحہ گر را مزد باشد در حساب

ہاں مقلد کو بھی ملتا ہے ثواب ۔ نوحہ کی اجرت ملے روزِ حساب

کافر و مومن خدا گویند لیک ۔ درمیانِ ہر دو فرقے ہست نیک

کافر و مومن کہیں دونوں خدا ۔ فرق ہے دونوں میں لیکن برملا

آں گدا گوید خدا از بہرِ ناں ۔ متقی گوید خدا از عینِ جاں

نام حق کا لے گدا گر بہرِ ناں ۔ متقی کہتا ہے ہو کر عینِ جاں

اللہ اللہ می زنی از بہرِ ناں ۔ بے طمع پیش آ و اللہ را بخواں

بہرِ ناں ہے اللہ اللہ بار بار ۔ ہو کے تو بے طمع پھر اُس کو پکار

گر بدانستے گدا از گفتِ خویش ۔ پیشِ چشمش او نہ کم ماندے نہ بیش

گر گدا اس قول سے ہو باخبر ۔ دین و دُنیا پر پھر نہ ہو اس کی نظر

سالہا گوید خدا آں نانخواہ — ہمچو خر مصحف کشد از بہرِ کاہ

قرآں نامِ خدا اے نان خواہ — جیسے خر قرآں اُٹھائے بہرِ کاہ

اگر بدل در تافتے گفت لبش — ذرہ ذرہ گشتہ بودے قالبش

پہنچتا دل میں ہونٹوں کا کام — ٹکڑے ٹکڑے ہوتا پھر قالب تمام

نامِ دیوے رہ برد در ساحری — تو بنامِ حق پشیزے می بری

نامِ شیطاں سحر میں کرتا ہے کام — دو پیسے کوڑی کے تو لے حق کا نام!

## ایک دہقان کا دھوکے سے شیر کو گائے سمجھنا

روستائے گاو در آخر ببست — شیر گاوش خورد و بر جایش نشست

گائے اک دہقاں نے باندھی تھی جہاں — کھا گیا شیر اس کو اور بیٹھا وہاں

روستائے شد در آخر سوئے گاو — گاو را می جست شب آں کنجکاو

پہنچا دہقاں تھان پر اور گائے کو — ڈھونڈتا تاریکی میں شب کی وہ تو

دست می مالید بر اعضائے شیر — پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر

شیر کے اعضا پہ اس نے پھیرے ہاتھ — نیچے اوپر، پشت و پہلو ساتھ ساتھ

گفت شیر ار روشنی افزوں بدے — زہرہ اش بدریدے و دل خوں شدے

شیر بولا گر اُجالا ہو سوا — پتہ پھٹ جائے، ہو دل خون برملا

اینچنیں گستاخ زاں می خاردم — کو دریں شب گاو می پنداردم

کرتا ہے مالش جو یہ ناداں مری — گائے مجھ کو جانتا ہے واقعی

حق ہمی گوید کہ اے مغرور کور — نے ز نامم پارہ پارہ گشت طور

حق یہ کہتا ہے کہ اے مغرور کور — کیا نہ میرے نام سے لرزاں تھا طور

لہ گھاس - پارہ

کہ لَوْ اَنْزَلْنَا کِتَابًا لِلْجَبَل
اِنْصَدَعْ ثُمَّ انْقَطَعْ ثُمَّ ارْتَحَل

کوہ پر قرآں جو دیتا ہیں اتار
ٹکڑے ہوتا اور فنا بے اختیار

از من ار کوہِ اُحد واقف بُدے
پارہ گشتے و دلش پُرخوں شدے

پاتا گر کوہِ اُحد میرا نشاں
ٹکڑے ہوتا اُس کا دل ہو خوں چکاں

از پدر وز مادر ایں بشنیدۂ
لاجرم غافل دریں پیچیدۂ

تو نے ہے ماں باپ سے ایسا سُنا
اس لئے تو اس میں ہے اُلجھا ہُوا

گر تو بے تقلید از و واقف شوی
بے نشاں بے جا چو ہاتف شوی

گر تو بے تقلید واقف اُس سے ہو
بے نشاں ہو مثلِ ہاتف سوچ تو

بشنو ایں قصہ پئے تہدید را
تا بدانی آفتِ تقلید را

اور اک قصہ پئے تہدید سُن
اور مآلِ آفتِ تقلید سُن

## صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کے چوپائے کو بیچ ڈالنا

صوفیے در خانقاہ از رہ رسید
مرکبِ خود برد و در آخر کشید

صوفی آیا خانقہ میں دُور سے
تھان پر اپنی سواری باندھ کے

آبکش داد و علف از دستِ خویش
نے چناں صوفی کہ ما گفتیم پیش

چارہ پانی ہاتھ سے اپنے دیا
پہلے صوفی کی طرح ناداں نہ تھا

احتیاطش کرد از سہو و خباط
چوں قضا آید چہ سود از احتیاط

سہو سے غفلت سے کر لی احتیاط
جب قضا آئے تو کیسی احتیاط

۱ قولہ تعالیٰ عزّ و جل: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ اگر ہم اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے۔ تو اُس پہاڑ کو تو خوفِ خدا سے خوف زدہ اور پھٹا ہوا دیکھتا۔

صوفیان درویش بودند و فقیر — کاد فقر ان یکن کفراً یبیر[1]
صوفی وہ درویش تھے سب اور فقیر — فقر ہوتا ہے کبھی کفر کبیر

اے تونگر تو کہ سیری ہیں مخند — بر کژی آں فقیر دردمند
سیر ہے منعم! تو یوں خندہ نہ کر — اُس فقیر دردمند و زار پر

از سر تقصیر آں صوفی رمہ — خرفروشی درگرفتند آں ہمہ
صوفیوں نے کی بڑی اک بے خطا — سب نے مل کر بیچ ڈالا وہ گدھا

گر ضرورت ہست مردارے مباح — بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
ہے ضرورت میں روا مردار بھی — نیک اس حالت میں ہیں باتیں بُری

ہم دراں دم آں خرک بفروختند — لوت آوردند و شمع افروختند
اُس گدھے کو بیچ کر وہ اُس گھڑی — کھانا لائے اور روشن شمع کی

ولولہ افتاد اندر خانقہ — کامشباں لوت و سماع است و ولہ
خانقہ میں شور سا برپا ہوا — آج کھانا اور گانا ہے بڑا

چند ازیں صبر و ازیں سہ روزہ چند — چند ازیں زنبیل و ایں دریوزہ چند
صبر کیسا فکر کیا سہ روزکی — کس کی زنبیل اور دریوزہ گری

ماہم از خلقیم جاں داریم ما — دولت امشب میہماں داریم ما
ہم بھی ہیں مخلوق اور رکھتے ہیں جان — آج ہے دولت ہماری میہمان

تخم باطل را ازاں می کاشتند — کانکہ آں جاں نیست جاں پنداشتند
تخم باطل اس لئے تھے بو رہے — نیستی کو جان تھے سمجھے ہوئے

واں مسافر نیز از راہ دراز — خستہ بود و دید آں اقبال و ناز
وہ مسافر دور کا آیا ہوا — خستہ تھا۔ دیکھا یہاں ساماں بنا

[1] حدیث نبوی صلعم: کاد الفقر ان یکون کفراً۔ یعنی قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے۔

صوفیانش یک بیک بنواختند  نردِ خدمتہاش خوش می باختند
صوفیوں نے یہ نوازش اُس پہ کی  اُس کی خدمت اپنے ذمّے سب نے لی

آں یکے پایش ہمی مالید و دست  واں یکے پرسیدش از جائے نشست
دست و پا ملتا تھا کوئی شوق سے  کوئی کہتا تھا، یہاں آ بیٹھیے

واں یکے افشاند گرد از رختِ او  واں یکے بوسید دستش را و رو
ایک نے اسباب رکھا جھاڑ کر  ایک نے بوسہ دیا رخسار پر

گفت چوں می دید میلاں شاں بوے  گر طرب امشب نخواہم کرد کے
بولا وہ مائل ہرک کو دیکھ کے  آج ساری رات خوشیوں میں گئے

لوت خوردند و سماع آغاز کرد  خانقہ تا سقف شد پُر دود و گرد
کھانا کھا کر باندھا گانے کا سماں  خانقہ کی چھت پہ تھی خاک اور دھواں[1]

دودِ مطبخ گردِ آں پا کوفتن  ز اشتیاق و وجدِ جاں آشوفتن
کودنے کی گرد، کھانے کا دھواں  اشتیاق و وجد سے تھا بیگماں

گاہ دست افشاں قدم می کوفتند  گہ بسجدہ صُفّہ را می روفتند
ہاتھ پھیلا کر کبھی وہ کودتے  سجدوں میں گہ فرش پر وہ لوٹتے

دیر یابد صوفی آز از روزگار  زاں سبب صوفی بود بسیار خوار
حرص کو پاتا ہے صوفی دیر سے  پیٹ بھر کر کھاتا ہے وہ اس لئے

جز مگر آں صوفئے کز نورِ حق  سیر خورد او فارغست از ننگِ دق
صرف اُس صوفیِ صافی کے سوا  ننگ اور طعنوں سے جو فارغ ہُوا

از ہزاراں اندکے زیں صوفیند  باقیاں در دولتِ او می زیند
ایسے صوفی ہیں ہزاروں میں بھی چند  باقی اُن کی وجہ سے ہیں بہرہ مند

[1] یعنی اُن کے رقص سے خانقہ کی چھت تک خاک اُڑی اور کھانا پکنے کا دھواں چھت پر پہنچا۔

چوں سماع آمد ز اوّل تا کراں ‌‌‌‌ مطرب آغازید یک ضرب گراں
سماع آیا سب کو جس دم بے گماں ‌‌‌‌ پھر لگائی ڈوم نے ضرب گراں

خر برفت و خر برفت آغاز کرد ‌‌‌‌ زیں حرارت جملہ را انباز کرد
خر گیا - وہ خر گیا - وہ خر گیا ‌‌‌‌ کیف سب کو اس حرارت[1] سے ہوا

زیں حرارت پائے کوباں تا سحر ‌‌‌‌ کف زناں خر رفت و خر رفت اے پسر
تا سحر نغمہ یہی ہوتا رہا ‌‌‌‌ کہتے تھے سب خر گیا - وہ خر گیا

از رہِ تقلید آں صوفی ہمیں ‌‌‌‌ خر برفت آغاز کرد اندر حنیں
از رہِ تقلید اُس صوفی نے بھی ‌‌‌‌ "خر گیا" کی راگنی سی چھیڑ دی

چوں گذشت آں نوش و جوش و آں سماع ‌‌‌‌ روز گشت و جملہ گفتند الوداع
جب مٹا وہ جوش و نوش اور وہ سماع ‌‌‌‌ دن چڑھا - کہنے لگے سب الوداع

خانقہ خالی شد و صوفی بماند ‌‌‌‌ گرد از رختِ مسافر می فشاند
خانقہ میں صرف صوفی رہ گیا ‌‌‌‌ اپنے اسباب سفر کو جھاڑتا

رخت از حجرہ بروں آورد او ‌‌‌‌ تا بخر بر بندد آں ہمراہ جو
لایا وہ سامان باہر حجرے سے ‌‌‌‌ تا گدھے پر رکھ کے اُن سے جا ملے

تا رسد در ہمرہاں او می شتافت ‌‌‌‌ رفت در آخر خرِ خود را نیافت
ساتھیوں کی سمت وہ دوڑا گیا ‌‌‌‌ تھان پر پہنچا تو غائب تھا گدھا

گفت آں خادم بآبش بردہ است ‌‌‌‌ زانکہ خر دوش آب کمتر خوردہ است
سوچا نوکر لے گیا شاید نہ ہو ‌‌‌‌ اُس نے کم پانی پیا تھا رات کو

خادم آمد گفت صوفی خر کجاست ‌‌‌‌ گفت خادم ریش بیں جنگے بخاست
خادم آیا - پوچھا کس جا ہے گدھا ‌‌‌‌ بولا - ڈاڑھی دیکھ - اور لڑنے لگا

[1] حرارت اُس گانے کو کہتے ہیں جسے چند آدمی مل کر اور ہم آواز ہو کر گاتے ہیں۔

گفت خر را من بتو بسپردہ ام — من ترا بر خر موکل کردہ ام

بولا وہ خر تجھ کو سونپا تھا یہاں — تو موکل خر کا تھا اے نوجواں

بحث با توجیہ کن حجت میار — وانچہ من بسپردمت واپس سپار

بحث کر توجیہ سے حجت نہ کر — میں نے جو تجھ کو دیا تھا۔ لا ادھر

از تو خواہم آنچہ آوردم بتو — باز دہ آنچہ کہ بسپردم بتو

جو دیا تھا تجھ سے۔ وہ ہوں مانگتا — کر دے واپس جو تجھے میں نے دیا

گفت پیغمبر[1] کہ دستت آنچہ برد — بایدش در عاقبت واپس سپرد

قولِ پیغمبر ہے، جو کچھ کوئی لے — واپس آخر میں وہ کرنا چاہیئے

ورنہ از سرکشی راضی بایں — نک من و تو خانۂ قاضیِ دیں

سرکشی سے تو اگر راضی نہیں — میں ہوں تو ہے اور ہے قاضیِ دیں

گفت من مغلوب بودم صوفیاں — حملہ آوردند و بودم بیمِ جاں

بولا میں مغلوب تھا، صوفی تمام — حملہ کر کے لے گئے، اے نیک نام

تو جگر بندی میانِ گربگاں — اندر اندازی و جوئی زاں نشاں

بلیوں میں تو کلیجہ ڈال کر — ڈھونڈتا ہے پھر اُسے اے بے خبر

درمیانِ صد گرسنہ گردۂ — پیش صد سگ گربۂ پژمردۂ

ایک روٹی اور سو بھوکوں کے پاس — ایک مریل بلی سو کتوں کے پاس

گفت گیرم کز تو ظلما بستدند — قاصدِ جانِ من مسکیں شدند

بولا صوفی، ظلم سے گو لے گئے — میری مسکیں جاں کے طالب ہوئے

تو نیائی و نگوئی مر مرا — کہ خرت را می برند اے بینوا

تو نے کیوں آکر نہ یہ مجھ سے کہا — لے گئے وہ لے گئے تیرا گدھا

[1] حدیث نبوی صلعم: الامانۃ مؤداۃ۔ یعنی امانت واپس کر دینی چاہئے۔

تا خراز ہر کہ بردمن وا خرم | ورنہ توزیعے کنند ایشاں زرم
مول لے لیتا میں ان سے پھر گدھا | دام دیتے ورنہ سب جو مانگتا

صد تدارک بود چوں حاضر بدند | ایں زماں ہر یک باقلیمے شدند
سو تدارک تھے جو وہ سب تھے یہاں | اب کہاں ہے کوئی اور کوئی کہاں

من کراگیرم کرا تا قاضی برم | ایں قضا خود از تو آمد بر سرم
اب کسے میں لے چلوں قاضی کے پاس | تو یہ لایا موت سر پر بے حواس

چوں نیائی و نگوئی اے غریب | پیش آمد ایں چنیں ظلم مہیب
تو نہ آیا اور نہ کچھ مجھ سے کہا | اس لئے پیش آگئی ایسی بلا

گفت واللہ آمدم من بارہا | تا ترا واقف کنم زیں کارہا
بولا واللہ میں تو آیا بار ہا | تاکہ تجھ سے کہہ دوں سارا ماجرا

تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر | از ہمہ گویندگاں با ذوق تر
کہہ رہا تھا تو مگر - وہ خر گیا | ذوق تیرا سب سے کچھ بڑھ چڑھ کے تھا

باز می گشتم کہ او خود واقف است | زیں قضا راضی ست مرد عارف ست
میں یہ سمجھا اس سے خود واقف ہے تو | ہر طرح راضی ہے اور عارف ہے تو

گفت آں را جملہ می گفتند خوش | مر مرا ہم ذوق آمد گفتنش
بولا صوفی سب ہی تھے کہہ رہے | میں بھی یہ کہتا تھا۔ اُن کو دیکھ کے

مر مرا تقلید شاں بر باد داد | کہ دو صد لعنت بریں تقلید باد
کر دیا تقلید نے برباد آہ | لعنتیں تقلید پر ہر فریاد آہ

خاصہ تقلید چنیں بے حاصلاں | کآبرو را ریختند از بہر ناں
خاص کر تقلید دُون و کمینہ جو ہا | روٹی پر بیچی جنہوں نے آبرو

عکس ذوق آں جماعت می زدے | ویں دلم زاں عکس ذوقیں می شدے
عکس تھا یہ صوفیوں کے ذوق کا | میرے دل میں ذوق پیدا ہوگیا

عکس چنداں باید از یاران خوش — کہ شوی از بحر بے عکس آب کش

عکس یاروں کا بس اتنا چاہیئے — پانی پی لے قلزم بے عکس سے

عکس کاوّل زد تو آں تقلید داں — چوں پیاپے شد شود تحقیق آں

عکس جو پہلے پڑے۔ تقلید جان — جب تواتر ہو تو پھر تحقیق مان

تا نشد تحقیق از یاراں مبر — از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر

چھوڑ انہیں پہلے نہ تو تحقیق سے — دُر نہ ہو قطرہ تو سیپی سے نہ لے

صاف خواہی چشم عقل و سمع را — بردراں تو پردہائے طمع را

صاف چاہیے چشم عقل و سمع کو — تو اُٹھا دے پردہ ہائے طمع کو

زانکہ آں تقلید صوفی از طمع — عقل او بربست از نورِ لمع

طمع نے صوفی کو اس تقلید سے — عقل کو روکا ہے نورِ دید سے

زانکہ صوفی را طمع بردش زراہ — ماند در خسران و کارش شد تباہ

کیونکہ صوفی طمع سے گمراہ ہے — سخت نقصاں میں وہ بے خبر آگاہ ہے

طمع لوت و طمع آں ذوق و سماع — مانع آمد عقل او را زاطلاع

کھانے کا لالچ تھا اور ذوقِ سماع — عقل نے اُس کو نہ دی پوری اطلاع

گر طمع در آئنہ برخاستے — در نفاق آں آئنہ چوں ماستے

طمع گر آئینے میں کرتی ظہور — دور آئینے سے ہو جاتا یہ نور

گر ترازو را طمع بودے بمال — راست کے گفتے ترازو وصفِ حال

گر ترازو طمع کرتی مال کی — کس طرح توصیف کرتی حال کی

ہر نبیؑ می گفت با قوم از صفا — من نخواہم مزدِ پیغام از شما

ہر نبیؑ یہ قوم سے کہتا رہا — مانگتا ہوں کب صلہ پیغام کا

من دلیلم حق شمارا مشتری — داد حق دلالیم ہر دو سری

میں دلیل اور حق تمہارا مشتری — اُس نے دلالی دو عالم کی ہے دی

هست مزدِ کارِ مردِ دلال ... ا | مزد باید داد تا گوید سزا
ہونا مزدوری ہے دلالوں کا کام | تاکریں وہ صاف اور ستھرا کلام
چیست مزدِ کارِ من دیدارِ یار | گرچہ خود بوبکرؓ بخشد چل ہزار
میری مزدوری فقط دیدارِ یار | گرچہ دے بوبکرؓ سی و دہ ہزار
چل ہزارِ او نباشد مزدِ من | کے بود شبہ شبہ دُرِّ عدن
... ہزار اُن سے نہیں میرا اصل | بوت اور دُرِّ عدن کا ساتھ کیا
یک حکایت گویمت بشنو بہوش | تا بدانی کہ طمع شد بندِ گوش
استاں ... ہوش سے اے ... | تاکہ سمجھے طمع بندِ گوش ہے
ہر کرا باشد طمع الکن شود | با طمع کے چشمِ دل روشن شود
جس کو ہو ... گونگا ... | طمع سے کب چشمِ دل روشن رہے
پیشِ چشمِ او خیالِ جاہ و زر | ہمچناں باشد کہ مو اندر بصر
اس کے آگے جاہ و دولت کا خیال | اس طرح ہے آنکھ میں جیسے ہو بال
جز مگر مستے کہ از حق پُر بود | گرچہ بدہی گنجہا او حُر بود
ہاں مگر وہ مست جو حق سے ہو پُر | گرچہ تو بخشے خزانے وہ ہے حُر
ہر کہ از دیدار برخوردار شد | ایں جہاں در چشمِ او مُردار شد
دیدِ جاناں سے جو برخوردار ہے | یہ جہاں اُس کے لئے مُردار ہے
لیک آں صوفی زمستی دُور بود | لاجرم از حرص او بے نور بود
تھا وہ صوفی لیکن اس مستی سے دُور | حرص کے باعث نہ تھا کچھ اُس میں نُور

## مفلس قیدی کا قصہ

صد حکایت بشنود مدہوشِ حرص | در نیاید نکتہ در گوشِ حرص
داستانیں سو سُنے مدہوشِ حرص | ایک نکتہ بھی نہ سمجھے گوشِ حرص

بود شخصے مفلسے بے خانماں ۔ ماندہ در زندانِ بندِ بے اماں
ایک مفلس شخص تھا بے خانماں ۔ مبتلائے قید و بندِ بے اماں

لقمۂ زندانیاں خوردے گزاف ۔ بر دلِ خلق از طمع چوں کوہِ قاف
کھاتا کھانا قیدیوں سے چھین کے ۔ سب کے دل پر تھا وہ بھاری طمع سے

زہرہ نے کس را کہ لقمہ ناں خورد ۔ زآنکہ آں لقمہ ربا چابک برد
کس کی طاقت تھی جو کھا لیتا غذا ۔ وہ اُچکا لے کے لقمہ بھاگتا

ہر کہ دُور از دعوتِ رحماں بود ۔ او گدا چشمست اگر سلطاں بود
دعوتِ رحماں سے جو ہے دُور تر ۔ بادشہ بھی ہو تو ہے دریوزہ گر

مر مروّت را نہادہ زیرِ پا ۔ گشتہ زنداں دوزخے زاں ناں ربا
اُس نے رکھ دی تھی مروّت زیرِ پا ۔ دوزخ اُس سے قید خانہ تھا بنا

گر گریزی بر امیدِ راحتے ۔ زآں طرف ہم پیشت آید آفتے
بھاگے گر امید میں آرام کی ۔ اُس طرف بھی پیش آفت آئے گی

ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست ۔ جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست
کون گوشہ بے دد و بے دام ہے ۔ خلوتِ حق میں فقط آرام ہے

کنجِ زندانِ جہانِ ناگزیر ۔ نیست بے پامزد و بے دق الحصیر
یہ جہاں ہے کنجِ زنداں بالیقیں ۔ بے مشقت اور بے زحمت نہیں

واللہ ار سوراخِ موشے در روی ۔ مبتلائے گربہ چنگالے شوی
بل میں چوہے کے بھی تو جائے اگر ۔ بلی کے چنگل میں آئے بے خبر!

آدمی را فربہی است از خیال ۔ گر خیالاتش بود صاحب جمال
ہے تخیّل آدمی کی فربہی ۔ چاہیئے لیکن حسیں تخئیل بھی

ور خیالاتش نماید ناخوشے ۔ می گدازد ہمچو موم از آتشے
ہوں خیالات اور اگر اُس کے بُرے ۔ موم کی مانند آتش سے گھُلے

در میانِ مار و کژدم گر ترا ‌‌ — با خیالاتِ خوشاں دارد خدا

سانپوں میں اور بچھو میں گر تجھے ‌‌ — باخیالِ خوش اگر رکھے خدا

مار و کژدم مر ترا مونس شود ‌‌ — کاں خیالت کیمیائے مس بود

سانپ بچھو ہوں ترے مونس کمال ‌‌ — کیمیا ہے مس کی ہو تیرا ہر خیال

صبر شیریں از خیالِ خوش شدست ‌‌ — کاں فرح وآں تازگی پیش آمدست

صبر شیریں ہے خیالِ خوب سے ‌‌ — تازگی اور فرح دیتا ہے تجھے

آں فرح آید ز ایماں در ضمیر ‌‌ — ضعفِ ایماں ناامیدی و زحیر

وہ فرح ایماں سے ہے جاں نصیب ‌‌ — ضعفِ ایماں یاس ہے اور رنج ہے

صبر از ایماں بیابد سر کلہ ‌‌ — حیث لا صبر فلا ایمان له[1]

صبر ہے ایماں سے تاجِ سر میں ‌‌ — صبر ہی جس میں نہیں ایماں نہیں

گفت پیغمبرؐ خداش ایماں نداد ‌‌ — ہر کرا نبود صبوری در نہاد

مصطفیٰؐ کہتے ہیں وہ مومن نہیں ‌‌ — جس کی فطرت میں نہیں یا صبر نہیں

آں یکے در چشمِ تو باشد چو مار ‌‌ — ہم وے اندر چشمِ آں دیگر نگار

جو ہے تیری آنکھ میں اک جیسے مار ‌‌ — دوسرے کی آنکھ میں وہ ہے نگار

زانکہ در چشمت خیالِ کفرِ اوست ‌‌ — واں خیالِ مومنی در چشمِ دوست

ہے خیالِ کفر آنکھوں میں تری ‌‌ — دوست کی آنکھوں میں نورِ مومنی

کاندریں یک شخص ہر دو فعل ہست ‌‌ — گاہ ماہی باشد او و گاہ شست

اس بدن میں دو صفتیں اک شخص کی ‌‌ — ہے کبھی مچھلی کبھی ہے شست بھی

نیم او مومن بود نیمیش گبر ‌‌ — نیم او حرص آوری نیمیش صبر

نصف وہ مومن ہے اور ہے نصف گبر ‌‌ — نصف اس کا حرص ہے اور نصف صبر

[1] حدیث نبوی صلعم: من لا صبر لهٗ لا ایمان له - یعنی جس میں صبر نہیں اُس میں ایمان نہیں ۔

گفت یزداں فمنکم مؤمن ۔۔۔ باز منکم کافر گبر کہن
قول باری ہے "فمنکم مؤمن"[۱] ۔۔۔ پھر ہے "منکم کافر" دیکھ اور سن

ہمچو گاوے نیمۂ جلدش سیاہ ۔۔۔ نیمۂ دیگر سپید ہمچو ماہ
جس طرح اک گائے آدھی ہو سیاہ ۔۔۔ دوسرا آدھا ہو روشن مثل ماہ

ہر کہ ایں نیمہ بہ بیند رد کند ۔۔۔ ہر کہ آں نیمہ بہ بیند کد کند
نصف حصہ یہ جو دیکھے رد کرے ۔۔۔ نصف حصہ وہ جو دیکھے کد کرے

از جمالِ یوسف اخواں بس نفور ۔۔۔ لیک اندر دیدہ یعقوب نور
شکلِ یوسف سے تھے گو بھائی نفور ۔۔۔ دیدۂ یعقوب کا لیکن تھے نور

از خیالِ بد نظرشاں زشت دید ۔۔۔ چشمِ فرع و چشمِ اصلی ناپدید
بدنگاہوں کو نظر آئے بُرے ۔۔۔ فرعی اصلی دونوں گم ہیں دیدے تھے

چشمِ ظاہر سایۂ آں چشم داں ۔۔۔ ہر چہ آں بیند بگردد ایں بداں
چشمِ ظاہر سایہ ہے اُس آنکھ کا ۔۔۔ وہ جو کچھ دیکھے یہ رُخ لے گی پھرا

سایۂ اصل است فرع اما کجا ۔۔۔ سایہ با خورشید یا دارد بجا
فرع سایہ اصل کا ہے ۔ کب بھلا ۔۔۔ سایہ و خورشید تھے ہیں ایک جا

تو مکانی اصلِ تو در لامکاں ۔۔۔ ایں دکاں بربند و بکشا آں دکاں
تو مکاں ہے ۔ اصل تیری لامکاں ۔۔۔ کھول اُس کو بند کر دے یہ دکاں

شش جہت مگریز زیرا در جہات ۔۔۔ شش درست و ششدرہ ماتست مات
شش جہت میں تُو نہ جا ۔ یہ شش جہات ۔۔۔ ششدرہ[۲] ہیں ۔ جو کہ ہے سامانِ مات

[۱] قولہ تعالیٰ عزوجل: ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ۔ یعنی وہ ایسا خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ۔ پس بعض تم میں سے کافر ہیں اور بعض مومن +

[۲] تختۂ نرد کی ایک بازی ہے ۔ جس سے مات ہو جاتی ہے +

| | |
|---|---|
| این سخن را نیست حد زندانیاں | مضطرند از دستِ آں خر قلتباں |
| یہ سخن ہے حد ہے قیدی بار بار | اُس گدھے کے ہاتھ سے ہیں بے قرار |

## وکیلِ قاضی سے قیدیوں کی شکایت

| | |
|---|---|
| با وکیلِ قاضیے ادراک مند | اہلِ زنداں در شکایت آمدند |
| تھا جو قاضی کا وکیل اُس سے اتی | قیدیوں نے جا کے یہ فریاد کی |
| کہ سلامِ ما بقاضی بر کنوں | باز گو آزارِ ما زیں مردِ دوں |
| پہلے قاضی کو ہمارا دے سلام | پھر سنانا ہے یہ شکایت اے ہمام |
| کاندریں زنداں بماند او مستمر | یاوہ تاز و طبل خوار است و مضر |
| گر رہا دائم وہ شخص نابکار | بیہودہ، نقصاں رساں اور طبل[۱] خوار |
| مردِ زندانی نیابد لقمۂ | ور بصد حیلت گشاید طعمۂ |
| ایک لقمہ بھی نہ قیدی پائیں گے | گو ہر اک حیلے سے کھانا لائیں گے |
| در زماں پیش آید آں دوزخ گلو | حجتش اینکہ خدا گفتہ کلوا |
| فوراً آ جائے گا وہ دوزخ گلو | لائے گا حجت۔ کہا حق نے "کلوا"[۲] |
| چوں مگس حاضر شود در ہر طعام | از وقاحت بے صلاح و بے سلام |
| مثلِ مکھی کے، جب آتا ہے طعام | وہ ہے حاضر بے صلاح و بے سلام |
| پیشِ او ہیچست لوت شصت کس | کر کند خود را اگر گوئیش بس |
| ساٹھ[۳] کے کھانے سے بھی تسکیں نہ ہو | "وابس"، کہو تو بہرا کر لے کان کو |

[۱] پیٹو۔

[۲] قولہ تعالیٰ عزّ و جل: كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ:۔ جو کچھ تمہیں خدا نے دیا ہے۔ خوب کھاؤ۔

[۳] یعنی ساٹھ آدمیوں کا کھانا کھانے سے۔

زیں چنیں قحطِ سہ سالہ داد داد — ظلِ مولانا ابد پایندہ باد

اس قدر قحطِ سہ سالہ ۔ داد! داد — ظلِ قاضی تا ابد پائندہ باد

گو ز زنداں تا رود ایں گاومیش — یا وظیفہ کن ز وقفے لقمہ ایش

کیجئے اخراج جلد اس بھینس کا — وقف سے یا دیجئے اس کو غذا

اے ز تو خوش ہم ذکور و ہم اناث — داد کن المستغاث المستغاث

آپ سے ہر مرد عورت شاد ہے — داد دیں، فریاد ہے فریاد ہے

سوئے قاضی شد وکیلِ با نمک — گفت با قاضی شکایت یک بیک

پہنچا قاضی تک وکیل با وفا — یہ شکایت اور یہ قصہ کہا

خواند او را قاضی از زنداں بہ پیش — پس تفحص کرد از اعیانِ خویش

قاضی نے اس کو بلایا سامنے — پھر کیا دریافت اہلِ کار سے

گشت ثابت پیشِ قاضی آں ہمہ — کہ نمودند از شکایت آں رمہ

پیشِ قاضی ہو گئی ثابت بیاں — جو شکایت کرتے تھے زندانیاں

گفت قاضی خیز زیں زنداں برو — سوئے خانہ مردہ ریگِ خویش شو

بولا قاضی، قید خانے سے نکل — اپنے گھر کی راہ لے ۔ ہو دور چل!

گفت خان و مانِ من احسانِ تست — ہمچو کافر جنتم زندانِ تست

بولا وہ ہے خانماں احساں ترا — میں ہوں کافر، خلد ہے زنداں ترا

گر ز زندانم برانی تو بہ رد — خود بمیرم من ز درویشی و کد

تو جو زنداں سے نکالے گا مجھے — فقر و فاقہ مار ڈالے گا مجھے

ہمچو ابلیسے کہ می گفت اے سلام — رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَام[۵]

جیسے وہ ابلیس کرتا تھا کلام — مہلت اے رب! دے دے تا یومِ قیام

[۵] قولہ تعالیٰ عزوجل: رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلیٰ یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۂ حجر) (شیطان نے کہا) اے رب! مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دے +

| | |
|---|---|
| کاندریں زندانِ دنیا من خوشم | تا کہ دشمن زادگاں را می کشم |
| تاکہ میں زندانِ دنیا میں ہوں شاد | اپنے دشمن زادوں سے رکھ کر عناد |
| ہر کہ او را قوتِ ایمان بود | وز برائے زادِ رہ نانے بود |
| قوتِ دیں ہو جس کے پاس ایمان ہو | اور زادِ راہ تھوڑی نان ہو |
| می ستانم گہ بمکر و گہ بریو | تا بر آرند از پشیمانی غریو |
| لوٹتا ہوں مکر و حیلہ سے انہیں | تا پشیماں ہو کے وہ شیون کریں |
| گہ بدرویشی کنم تہدیدشاں | گہ بزلف و خال بندم دیدشاں |
| فقر و فاقہ سے کبھی کر دوں نڈھال | اور کبھی کر دوں اسیرِ زلف و خال |
| قوتِ ایمانی دریں زنداں کم است | وآنچہ ہست از قصدِ ایں سگ در خم است |
| قوتِ ایمانی ہے اس زنداں میں کم | جو ہے خوفِ سگ سے خم ہیں پے بہم |
| از نماز و صوم و صد بیچارگی | قوتِ ذوق آید برد یکبارگی |
| یہ نماز و روزہ سے اور عجز سے | ذوق پیدا ہو تو فوراً لے اڑے |
| استعیذ اللہ من شیطانہ | قد ہلکنا آہ من طغیانہ |
| ایسے شیطاں سے خدا کی ہے پناہ | جس کے غلبے نے کیا ہم کو تباہ |
| یک سگ است و در ہزاراں می رود | ہر کہ در وے رفت او آں می شود |
| ایک کتا ہے ہزاروں میں رواں | اُس سے جو مل جائے پائے اُس کی شان |
| ہر کہ سردت کرد میداں کو در وست | دیو پنہاں گشتہ اندر زیرِ پوست |
| اُس میں ہے وہ سرد جو کر دے تجھے | دیو پوشیدہ ہے نیچے پوست کے |
| چوں نیابد صورت آید در خیال | تا کشاند آں خیالت در وبال |
| گر نہ ہو ظاہر، تو بن جائے خیال | تاکہ تیرے سر پہ لے آئے وبال |
| از خیالاتِ تو می آید بلا | چوں خیالت فاسد آید ہا بجا |
| آتی ہے تیرے خیالوں سے بلا | ہوتے ہیں فاسد خیالات اے فتا |

گر خیالِ فرجہ و گاہے دُکاں ‏ ‏ ‏ گر خیالِ علم و گاہے خان و ماں

گہ خیالِ سیر یا گہ فکرِ دُکاں ‏ ‏ ‏ گہ خیالِ علم و ذکرِ خانماں

گر خیالِ مکسب و سوداگری ‏ ‏ ‏ گر خیالِ تاجری و داوری

گہ خیالِ کسب یا سوداگری ‏ ‏ ‏ گہ خیالِ تاجری و افسری

گر خیالِ نقرہ و فرزند و زن ‏ ‏ ‏ گر خیالِ بوالفضول و بوالحزن

گہ خیالِ درہم و اولاد و زن ۲۲ ‏ ‏ ‏ گہ خیالِ لغو و فکرِ بوالحزن

گر خیالِ کالہ و گاہے قماش ‏ ‏ ‏ گر خیالِ مفرش و گاہے فراش

گھر کے ساماں کا کبھی تو ہے خیال ‏ ‏ ‏ فرش و بستر کا کبھی دل کو ملال

گر خیالِ آسیا و باغ و راغ ‏ ‏ ‏ گر خیالِ میغ و ماغ و بیغ و لاغ

آسیا کی فکر ہے گہ فکرِ باغ ‏ ‏ ‏ گہ خیالِ ابر و گرد و باد و لاغ

گر خیالِ آشتی و جنگہا ‏ ‏ ‏ گر خیالِ نام و ننگہا

ہے کبھی کچھ فکرِ صلح و جنگ کی ‏ ‏ ‏ اور کبھی کچھ دھن ہے نام و ننگ کی

ہیں برون کن از سرا این تخییلہا ‏ ‏ ‏ ہیں بروب از دل چنین تبدیلہا

ان خیالوں کو تو رستے دے نکال ‏ ‏ ‏ اس تلوّن سے نہ دے دل کو ملال

ہاں بگو لاحول اندر زماں ‏ ‏ ‏ از زباں تنہا نہ بل از عینِ جاں

ہاں پڑھو "لاحول" اس دم دھیان سے ‏ ‏ ‏ کیا زباں سے بلکہ دل اور جان سے

## مفلس قیدی کا باقی قصہ

گفت قاضی مفلسی را وا نما ‏ ‏ ‏ گفت اینک اہلِ زندانت گوا

بولا قاضی مفلسی پر لا گواہ ۲۲۵ ‏ ‏ ‏ بولا وہ اہلِ قید ہے میرا گواہ

۱ رنج پیدا کرنے والا ۔
۲ بازی اور شوخی ۔

گفت ایشاں متہم باشند چوں | می گریزند از تو می گریند خوں

بولا قاضی متہم وہ ہوں گے کیوں | بھاگتے ہیں تجھ سے اور روتے ہیں خوں

در تو می خواہند تا ہم وارہند | زیں غرض باطل گواہی می دہند

چاہتے ہیں تجھ سے اب پیچھا چھٹے | اس لئے جھوٹی گواہی پر تلے

جملہ اہل محکمہ گفتند ما | ہم بر ادبار و بر افلاسش گوا

بولے اہل محکمہ ہم سب ہیں گواہ | بے شک مفلس حال ہے اس کا تباہ

ہر کرا پرسید قاضی حال او | گفت مولا دست ازیں مفلس بشو

جس سے پوچھا اس کا پھر قاضی نے حال | بولا - اس کو چھوڑ دیں اے خوش خصال

گفت قاضی کش بگردانید فاش | گرد شہر او مفلس است و بس قلاش

بولا قاضی شہر میں دو گشت اسے | اور کہو مفلس ہے یہ قلاش ہے

کو بکو او را منادیہا کنید | طبل افلاسش بہر جا بر زنید

کو بکو اس کی منادی ہو ابھی | خوب تشہیر اس کے ہو افلاس کی

ہیچ کس نسیہ بنفروشد بدو | قرض ندہد ہیچ کس او را تسو

تا نہ کوئی لین دین اس سے کرے | قرض اس کو ایک حبہ بھی نہ دے

ہر کہ دعویٰ آردش اینجا بفن | ہیچ زندانش نخواہم کرد من

گر کسی نے اس پہ دعویٰ بھی کیا | جیل میں اس کو نہ بھیجا جائے گا

پیش من افلاس او ثابت شدست | نقد و کالا نیستش چیزے بدست

ثابت اس کی مفلسی مجھ پر ہوئی | نقد اور اسباب سے یہ ہے تہی

آدمی در حبس دنیا زاں بود | تا بود کافلاس او ثابت شود

قید ہے دنیا میں یہ انسان بھی | تا کہ بس ثابت ہو اس کی مفلسی

مفلسیٔ دیو را یزدان ما | ہم منادی کرد در قرآن ما

مفلسی شیطان کی اللہ نے | کی ہے ظاہر خوب ہی قرآن سے

| | |
|---|---|
| کو دغا و مفلس است و بدسخن | ہیچ با او شرکت و سودا مکن |
| وہ ہے مفلس، بڑا دغا اور بے حیا | اُس سے شرکت اور سودا ہے بُرا |
| ورکنی او را بہانہ آوری | مفلس است و صرفہ زو کے بری |
| اور کرے سودا تو وہ ہے حیلہ گر | فائدہ اُس سے نہ ہو گا عمر بھر |
| حاضر آوردند چوں فتنہ فروخت | اشتر کُردے کہ ہیزم می فروخت |
| فتنہ جب بڑھنے لگا۔ عمال آئے | اونٹ لکڑی بیچنے والے کا لائے |
| کُرد بیچارہ بسے فریاد کرد | ہم موکل را بدانگے شاد کرد |
| لکڑی والے نے بہت فریاد کی | اور کچھ خدام کو رشوت بھی دی |
| اشترش بردند از ہنگام چاشت | تا شب و افغان او سودے نداشت |
| اونٹ اُس کا لے کے آئے صبح سے | شام تک رکھا، کہ تھی پروا کسے |
| بر شتر بنشست آں قحطِ گراں | صاحبِ اشتر پئے اشتر دواں |
| اونٹ پر بیٹھا تھا وہ قحطِ گراں | اونٹ والا پیچھے پیچھے تھا دواں |
| سو بسو و کو بکو می تاختند | تا ہمہ شہرش عیاں بشناختند |
| سُو بسو اور کو بکو پھرتے رہے | اُس کو پہچانے جو اہل شہر تھے |
| پیش ہر حمام و ہر بازارگہ | کردہ مردم جملہ در شکلش نگہ |
| آگے ہر بازار ہر حمام کے | لوگوں نے اچھی طرح دیکھا اُسے |
| دہ منادی گر بلند آوازیاں | ترک و کُرد و رومیان و تازیاں |
| دس منادی تھے بلند آواز سب | ترکی و کُردی و رومی و عرب |
| جملگاں آوازہا برداشتہ | کایں ہمہ تخمِ جفاہا کاشتہ |
| چیختے تھے، تھی صدا سب کی یہی | بویا ہے اس شخص نے تخم بدی |

۱؎ پیٹو مفلس قیدی سے مراد ہے۔

| | |
|---|---|
| بینوائے بدادائے بے وفا | نان ربائے زگدائے بے حیا |
| بے نوا ہے، بدادا ہے - بے وفا | یہ اچکا ہے - گدا اور بے حیا |
| مفلس ست واو ندارد ہیچ چیز | قرض تا ندہد کسے اورا پشیز |
| یہ ہے مفلس پاس اس کے کچھ نہیں | قرض پیسہ بھی نہ دے کوئی کہیں |
| ظاہر و باطن ندارد حبۂ | مفلسے قلتبانے دغائے دبۂ |
| ظاہر و باطن ہے قلاش سا | سب سے کھوٹا سخت مفلس اپڑ دغا |
| ہاں ہاں با او حریفی کم کنید | چونکہ کازارد گرہ محکم زنید |
| دوستی اس سے بہت ہی کم رکھو | جیب کترا ہے گرہ مضبوط دو |
| در بحکم آرید ایں پژمردہ را | من نخواہم کرد زنداں مردہ را |
| در سے میں کو ہم اسے گر لائے گا | تو یہ زنداں میں نہ بھیجا جائے گا |
| خوش دم ست و گلوش بس فراخ | با شعار نو دثار شاخ شاخ |
| خوش نفس ہے اور کشادہ ہے گلا | کوٹ ہے بالکل نیا - کرتا پھٹا |
| گر بپوشد بہر مکر آں جامہ را | عاریہ ست او فریبد عامہ را |
| مکر کرنے کو پہنتا ہے سب لباس | عاریتہ دینے کو دھوکا ہے لباس |
| حرف حکمت بر زبان ناحکیم | حلہائے عاریت داں اے سلیم |
| باتیں حکمت کی لب نا اہل پر | عارضی پوشاک سمجھو جیسا ہیں |
| اگرچہ دزدی حلۂ پوشیدہ است | دست تو چوں گیرد آں ببریدہ دست |
| گو کہ دزدی ہے جو پہنے ہوئے | پھر کٹے تو دستگیری کیا کرے |
| چوں شبانگہ از شتر آمد بزیر | کرد گفتش منزلم دور ست دیر |
| وقت شب جب اونٹ سے اترے وہاں | کرد بولا - دور ہے میرا مکاں |
| بر نشستی اشترم را از پگاہ | جو رہا کردم کم از اخراج کاہ |
| صبح سے بیٹھا ہے میرے اونٹ پر | جو نہیں تو گھاس ہی دے بے خبر |

گفت تا اکنوں چہ می کردیم پس | ہوش تو کو نیست اندر خانہ کس

بولا قیدی۔ دیکھا ابتک کیا کیا | ہوش ہی تیرے نہیں شاید بجا

طبل افلاسم بچرخ سابعہ | رفت و تو نشنیدۂ ایں واقعہ

چرخ ہفتم تک ہے شور افلاس کا | تو نہیں سمجھا ابھی یہ ماجرا

گوش تو پر بودہ است از طمع خام | پس طمع کر می کند کور اے غلام

کان ہیں لبریز طمع خام سے | طمع کر اور کور کرتی ہے تجھے

تا کلوخ و سنگ بشنید ایں بیاں | مفلس است مفلس است ایں قلتباں

اینٹ پتھر سن چکے سب یہ بیاں | یہ ہے مفلس یہ ہے مفلس بیگماں

تا بشب گفتند و در صاحب شتر | بر نزد کو از طمع پر بود پر

اونٹ والا رات بھر سنتا رہا | کیا وہ سنتا طمع سے لبریز تھا

ہست بر سمع و بصر مہر خدا | در حجب بس صورت است و بس صدا

آنکھوں اور کانوں پہ ہے مہر خدا | صورتیں پردوں میں ہیں جلوہ نما

آنچہ او خواہد رساند آں بچشم | از جمال و از کمال و از کرشم

چاہے آنکھوں کو دکھائے ذوالجلال | ہر کرشمہ اور ہر حسن و جمال

و آنچہ او خواہد رساند او بگوش | از سماع و از بشارت و ز خروش

اور جسے چاہے کرے مقبول گوش | نغمہ ہو یا ہو بشارت یا خروش

گرچہ ہستی تو کنوں غافل ازاں | وقت حاجت حق کند آں را عیاں

گو کہ اس سے تو ابھی غافل ہے ہاں | وقتِ حاجت حق کرے گا سب عیاں

گفت پیغمبرؐ کہ یزدان مجید | از پئے ہر درد درماں آفرید

یہ ہے فرمان جناب مصطفیٰؐ | حق نے پیدا کی ہے ہر دکھ کی دوا

گرچہ درماں جوئی و گوئی بجاں | کاے خدا درمان کار من رساں

گو کرے درماں طلب مانگے دعا | کر مرا درمان پیدا اے خدا

لیک تا آں درماں نہ بینی رنگ و بو
بہر درد خویش بے فرمانِ او

لیکن اس درماں میں کیا ہو گا اثر
حکم جب تک دے نہ خالق سربسر

گوں گر چارہ است ہیچ چارہ نے
تا کہ نکشاید خدایت روزنے

چارہ ہے لیکن نہیں تیرے لیے
حق ہی جب تک خود نہ رستہ کھول دے

چشم را اے چارہ جو در لامکاں
ہیں بنہ چوں چشم کشتہ سوئے جاں

اپنی نظریں رکھ تو سوئے لامکاں
جیسے چشم کشتہ دیکھے سمتِ جاں

ایں جہاں از بے جہت پیدا شدست
کز بے جائی جہاں را جا شدست

بے جہت ہے یہ جہاں پیدا ہوا
ہے جہاں کی عین بے جائی میں جا

باز گرد از ہست سوئے نیستی
گر تو از جاں طالبِ مولیستی

ہست سے سوئے عدم پھر لوٹ آ
طالبِ مولا اگر ہے اے فتا

جائے دخلست ایں عدم از وے مرم
جائے خرجست ایں وجودِ بیش و کم

رم نہ کر ہے دخل کی جا یہ عدم
خرج کی جا ہے وجودِ بیش و کم

کارگاہِ صنعِ حق چوں نیستی ست
جز معطل در جہانِ ہست کیست

کارگاہِ صنعِ حق ہے نیستی
سب ہیں بے کار اس جہاں میں واقعی

## مناجات

اے خدائے پاک بے انباز و یار
دست گیر و جرمِ ما را در گذار

اے خدا اے پاک شرکِ غیر سے
دستگیری کر خطائیں بخش دے

یاد دہ ما را سخنہائے رقیق
کہ ترا رحم آورد آں اے رفیق

وہ سکھا باتیں جو ہوں رقت بھری
جن سے تجھ کو رحم آ جائے ابھی

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو
ایمنی از تو مہابت ہم ز تو

ہے دعا تجھ سے اجابت تجھ سے ہے
تجھ سے بے خوفی ہے ہیبت تجھ سے ہے

گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن ۔ مصلحی تو اے تو سلطانِ سخن

کر تو اصلاحِ خطا اے ذو المنن! ۔ تو ہی مصلح ۔ تو ہی سلطانِ سخن

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی ۔ گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی

وہ ہے تیری کیمیا ربِّ جلیل! ۔ خُون کی ندی کو کر دے رودِ نیل

ایں چنیں میناگریہا کارِ تست ۔ ایں چنیں اکسیرہا از اسرارِ تست

یہ ہیں میناکاریاں تیرا ہی کام ۲۲ ۔ راز ہیں تیرا یہ اکسیریں تمام

آب را و خاک را برہم زدی ۔ ز آب و گِل نقشِ تنِ آدم زدی

پانی اور مٹی مِلا کر ۔ کی بجا ۔ آب و گِل سے نقشِ آدم کی بنا

نسبتش دادی بحبفت و خال و عم ۔ با ہزار اندیشۂ شادی و غم

پھر اُسے نسبت چچا ماموں سے دی ۔ شادی و غم کے دئے اندیشے بھی

باز بعضے را رہائی دادہٗ ۔ زیں غم و شادی جدائی دادہٗ

بعض کو تو نے رِہا ان سے کیا ۔ شادی و غم سے رکھا بالکل جُدا

بردۂ از خویش و پیوند و سرشت ۔ کردۂ در چشمِ او ہر خوب زشت

کر دیا اپنوں یگانوں سے جُدا ۔ اچھا بھی اُس کو نظر آیا بُرا

ہرچہ محسوس است اور دمی کند ۔ و آنچہ ناپیداست مسندمی کند

بس وہ محسوسات کو کرتا ہے رَد ۔ اور ناپیدا کی دیتا ہے سند

عشقِ او پیدا و معشوقش نہاں ۔ یار بیرون فتنۂ او در جہاں

عشق ظاہر حُسن پوشیدہ ہؤا ۔ یار غائب ، فتنہ دنیا میں بپا

ہیں ہاکن عشقہائے صورتی ۔ عشق بر صورت نہ بر روئے ستی

عشقِ صورت چھوڑ دے اے مہرباں! ۔ عشقِ صورت اور صورت میں کہاں

آنچہ معشوق است صورت نیست آں ۔ خواہ عشقِ ایں جہاں خواہ آں جہاں

ڈھونڈ صورت میں نہ تو معشوق کو ۔ عشق دنیا کا ہو یا عقبیٰ کا ہو

آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ | چوں بروں شد جاں چرایش ہشتۂ

چونکہ صورت سے محبت تھی تجھے | جان جب نکلی، تو کیوں چھوڑا اُسے

صورتش بر جاست ایں سیری ز چیست | عاشقا وا بیں کہ معشوق تو کیست

شکل قائم ہے پر نہیں ہے تو فدا | کون ہے معشوق ڈھونڈا اے شیفتا

آنچہ محسوس است اگر معشوقہ است | عاشقستے ہر کہ او را حس ہست

اور اگر محسوس ہے دلبر ترا | کیوں نہیں ہر اہل حس اُس پر فدا

چوں وفا آں عشق افزوں می کند | کے وفا صورت دگرگوں می کند

جب محبت کو بڑھاتی ہے وفا | کیوں پھر آنکھیں پھیر لیتی ہے بھلا

پرتو خورشید بر دیوار تافت | تابش عاریتے دیوار یافت

سایہ سورج کا پڑا دیوار پر | عارضی دیوار نے پایا اثر ۲۲

بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم | وا طلب اصلے کہ تابد او مقیم

مٹی کے ڈھیلے کو کیا دیتا ہے دل | کر طلب اس کی جو چمکے مستقل

ایکہ تو ہم عاشقی بر اصل خویش | خویش از صورت پرستاں دیدہ بیش

اے کہ تو ہم اصل پر عاشق ہوا | جانتا ہے خود کو اوروں سے سوا

پرتو عقل است آں بر حس تو | عاریت می داں ذہب بر مس تو

عقل کا پرتو ہے یہ حس پر ترے | تانبے پر سونا چڑھا ہے عارضی

چوں زر اندود ست خوبی در بشر | ورنہ چوں شد شاہد تو پیرہ خر

جب بشر میں حسن تھا معشوق تھا | بوڑھا ہونے پر نہ کیوں شاہد رہا

چوں فرشتہ بود ہمچوں دیو شد | کاں ملاحت اندرو عاریتہ بد

تھا فرشتہ اور بد صورت ہو گیا | وہ ملاحت عارضی تھی بر ملا

اندک اندک می ستانند آں جمال | اندک اندک خشک می گردد نہال

تھوڑا تھوڑا اس سے لیتا ہے جمال | رفتہ رفتہ خشک ہوتا ہے نہال

رو نُعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ بخواں ‖ دل طلب کن دل منہ بر استخواں

پڑھ نُعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ[۱] ذرا ‖ دل طلب کر استخواں سے دل ہٹا

کاں جمالِ دل جمالِ باقی ست ‖ دو لبش از آبِ حیواں ساقی ست

حسن باقی ہے جمالِ پاک ذات ‖ اس کے لب ہیں ساقیِ آبِ حیات

خود ہم او آب ست ہم او ساقی و مست ‖ ہر سہ یک شد چوں طلسمِ تو شکست

خود ہی پانی خود ہی ساقی خود ہی مست ‖ ایک ہیں تینوں جو تجھ کو ہو شکست

آں یکے را تو ندانی از قیاس ‖ بندگی کن ژاژ کم خا ناشناس

نہیں وہ ایک کیا آئے تری ‖ بندگی کر چھوڑ دے بے ہودگی

معنیِ تو صورت ست و عاریت ‖ بر مناسب شادی و بر قافیت

صورت فانی بھی معنی ہے تجھے ‖ منحصر عیش و تعلق بھی ترے

معنی آں باشد کہ بستاند ترا ‖ بے نیاز از نقش گرداند ترا

وہ ہے معنی جو مٹا ڈالے خودی ‖ بے نیازِ نقش کر دے [illegible]

معنی آں نبود کہ کور و کر کند ‖ مرد را بر نقش عاشق تر کند

وہ نہیں معنی جو کور و کر کرے ‖ اور عاشق نقشِ فانی پر کرے

کور را قسمت خیالِ غم فزاست ‖ بہرۂ چشم ایں خیالاتِ فناست

حصہ اندھے کا خیالِ غم فزا ‖ اور [illegible] خیالاتِ فنا

حرفِ قرآں را ضریراں معدنند ‖ خر نہ بینند و بپالاں برزنند

جیسے اندھا حافظِ قرآں تو ہو
خر نہ دیکھے اور [illegible] پالان کو

۱ہ قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ یعنی جس کسی کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اُسے اس کی خلقت میں کبڑا کر دیتے ہیں۔ کیا وہ اس بات کو نہیں سمجھتے۔

چوں تو بینائی پئے خر رو کہ جست
چند پالاں دوزی اے پالاں پرست

گر ہے بینا ڈھونڈ خر کو جو گیا
اس طرح پالاں سیئے گا تا کجا

خر چو ہست آید یقیں پالاں ترا
کم نگردد ناں چو باشد جاں ترا

ہے گدھا تو بالیقیں پالاں ملے
جان ہے تو کیا ہے فکرِ ناں تجھے

خر چو باشد مر نیابد اے عمو
خود بہ پشتش رو نہد پالانِ او

پھر کمی کیا ہے اگر حاصل ہے خر
آئے گا پالاں خود اس کی پشت پر

پشتِ خر دکان و مال و مکسب است
جانِ تو سرمایۂ صد قالب است

پشتِ خر دکانِ کسب و مال ہے
جان ہے سرمایۂ دل پے بہ پے

خر برہنہ بر نشیں اے بو الفضول
خر برہنہ نہ کہ راکب شد رسولؐ

تو برہنہ خر پہ بیٹھ اے بو الفضول
خر برہنہ پر ہوئے راکب رسولؐ

النّبی قد رکب معروریا
والنبیّ قیل سافر ماشیا

ہاں برہنہ خر پہ بیٹھے تھے نبیؐ
اور پیادہ پا چلے تھے واقعی

بلکہ آں شہ بس پیادہ رفتہ است
بارِ این و آں بسے پذرفتہ است

بلکہ وہ سلطانؐ پیادہ پا چلے
بوجھ اوروں کا اٹھایا آپ نے

شد خرِ نفسِ تو بر میخش بہ بند
چند بگریزد ز کار و بار چند

نفسِ خر کو باندھ اپنے میخ سے
کام سے تا چند یہ بھاگا پھرے

بارِ صبر و شکر او را بردنی ست
خواہ در صد سال خواہی سی و شست

بارِ صبر و شکر اٹھانے ہی پڑیں
سو برس میں چاہے ہیں یا تیس ہیں

ہیچ وازر وزرِ غیرے بر نداشت
ہیچ کس ندرود تا چیزے نکاشت

کب اٹھائے دوسرا بار ایک کا
جو نہ بوئے گا وہ پھر کاٹے گا کیا

طمعِ خام ست آں مخور خام اے پسر
خام خوردن علّت آرد در بشر

اے پسر اس کو نہ کھا ہے طمعِ خام
خام کا کھانا مرض کا ہے پیام

کاں فلانے یافت گنجِ ناگہاں ۔۔۔ من ہم آں خواہم چرا جویم دکاں
تو کہے۔ اُس کو ملا گنجِ نہاں ۔۔۔ مجھ کو بھی مل جائے کیوں کھولوں دُکاں

کارِ بختست آں وآں ہم نادرست ۔۔۔ کسب باید کرد تا تن قادرست
سب یہ ہے تقدیر سے۔ نادر مگر ۔۔۔ جسم میں قوّت ہے جب تک کام کر

کسب کردن گنج را مانع کے است ۔۔۔ پا مکش از کار آں خود درپیست
کسب کب مانع ہے گنج و مال کو ۔۔۔ خود ہے درپے کام سے غافل نہ ہو

تا نگردی تو گرفتارِ "اگر" ۔۔۔ کہ اگر ایں کردمے یا آں دگر
تا نہ ہو جائے گرفتارِ "اگر" ۔۔۔ تو "اگر یہ ہو" "اگر وہ ہو" نہ کر

کز "اگر" گفتن رسولؐ باوفاق ۔۔۔ منع کرد و گفت ہست ایں از نفاق
اُس "اگر" کہنے سے شاہِ انبیاءؑ[1] ۔۔۔ منع کرتے تھے کہ ہے کارِ ریا

کاں منافق در "اگر" گفتن بمُرد ۔۔۔ وز "اگر" گفتن بجز حسرت نبرد
جو منافق تھا "اگر" کہ کر مرا ۔۔۔ کیا "اگر" کہنے سے پایا مُدعا

اے بسا کس مُرد در لوک و مگر ۔۔۔ از جہاں عافیت ناخوردہ بر
اس "اگر" میں اور "مگر" میں جو مرا ۔۔۔ پھل نہ اُس کو عافیت کا کچھ ملا

ور نمی یابی تو نقصانِ اگر ۔۔۔ ایں سخن بشنو کہ دریابی مگر
گر نہیں معلوم نقصانِ اگر ۔۔۔ سُن یہ قصّہ تا تجھ کو ہو شنا یہ خبر

## حقیقتِ سخن کی مثال

یک غریبے خانہ می جُست از شتاب ۔۔۔ دوستے بُردش سوئے خانہ خراب
اک مسافر گھر کہیں تھا ڈھونڈتا ۔۔۔ دوست اُس کو اک کھنڈر میں لے گیا

[1] حدیث نبوی صلعم :- ایاک ولو فان لو من الشیطان - یعنی "اگر" سے پرہیز کر کہ "اگر" شیطان کا کام ہے۔

بانگ می دارد کہ ہاں اے کارواں | سوئے من آئید نک نام و نشاں
یوں پکارے وہ کہ ہاں اے کارواں | اس طرف آؤ یہ ہے نام و نشاں

نام ہر یک می برد غول اے فلاں | تا کند آں خواجہ را از آں فلاں
نام لیتا ہے چھلاوہ - اے فلاں | تا کرے گمراہ رہرو کو وہاں

چوں رسد آنجا ببیند گرگ و شیر | عمر ضائع راہ دُور و روز دیر
جب وہاں پہنچے تو دیکھے گرگ و شیر | عمر ضائع، دُور رستہ، وقت دیر

چہ بود آں بانگِ غول آخر بگو | مال خواہم جاہ خواہم و آبرو
کیا ہے بانگِ غول، کچھ سمجھا بھی تو؟ | مال چاہوں، جاہ چاہوں، آبرو

از درونِ خویش ایں آوازہا | منع کن تا کشف گردد رازہا
یہ صدائیں اپنے دل سے دے نکال | تا کھلے تجھ پر ترا پوشیدہ حال

ذکرِ حق کن بانگِ غولاں را بسوز | چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز
ذکرِ حق کرکے چھلاووں کو جلا | مثل نرگس آنکھ کرگس سے ہٹا

صبحِ صادق را ز کاذب وا شناس | رنگِ مے را باز داں از رنگِ کاس
جان صبحِ صادق و کاذب کا راز | جام سے کر رنگ مے کا امتیاز

تا بود کز دیدگانِ ہفت رنگ | دیدہ پیدا کند صبر و درنگ
صبر شاید ہفت رنگی آنکھ سے | دیدہ ثابت کوئی پیدا کرے

رنگہا بینی بجز ایں رنگہا | گوہراں بینی بجائے سنگہا
رنگ [illegible] رنگوں کے دیکھے [illegible] | اور بجائے سنگ موتی بے بہا

گوہراں چہ بلکہ دریائے شوی | آفتابِ چرخ پیمائے شوی
موتی [illegible] دریا ہو [illegible] | آفتاب [illegible] سکے

کارکن در کارگہ باشد نہاں | تو برو در کارگہ بینش عیاں
[illegible] | [illegible] تو دیکھ اس کو عیاں

ل گدہ +

| | |
|---|---|
| کار چوں بر کارکن پردہ تنید | خارج آں کار نتوانیش دید |
| کاریگر پر پردہ تانا کام نے | کس طرح دیکھے گا خارج کام سے |
| کارگہ چوں جائے باش عاقلست | آنکہ بیروں جست از وے غافلست |
| کارگر عاقل کے رہنے کی ہے جا | اس سے وہ غافل ہے جو باہر گیا |
| پس درآ در کارگہ یعنی عدم | تا ببینی صنع و صانع را بہم |
| کارگہ میں آ جو گویا ہے عدم | تا کہ دیکھے صنع و صانع کو بہم |
| کارگہ چوں جائے روشن دیدگیست | پس بروں کارگہ پوشیدگیست |
| کارگہ ہے جائے روشن دیدگی | اس سے جو باہر ہے وہ پوشیدگی |
| رو بہستی داشت فرعون عنود | لاجرم از کارگاہش کور بود |
| مائل ہستی تھا فرعون لعیں | کارگہ سے تھا وہ اندھا بالیقیں |
| لاجرم می خواست تبدیل قدر | تا قضا را باز گرداند ز در |
| وہ قدر میں چاہتا تھا انقلاب | تا کہ کر ڈالے قضا کا سدِ باب |
| خود قضا بر سبلت آں حیلہ مند | زیر لب می کرد ہر دم ریشخند |
| دیکھ کر ہنستی تھی جو کی یہ طلب | مسکراتی تھی قضا خود زیرِ لب |
| صد ہزاراں طفل کشت او بیگناہ | تا بگردد حکم و تقدیرِ الٰہ |
| لاکھوں بچے مار ڈالے بے گناہ | تا کہ پھر جائے کبھی حکمِ الٰہ |
| تا کہ موسیٰ نبی ناید برون | کرد بر گردن ہزاراں ظلم و خوں |
| تا کہ موسیٰ ہوں نہ پیدا اس لیے | ظلم و خوں اس نے ہزاروں کر دیے |
| ایں ہمہ خوں کرد موسیٰ زادہ شد | وز برائے قہر او آمادہ شد |
| آئے موسیٰ باوجود اس ظلم کے | اور سزا دینے کو آمادہ ہوئے |
| گر بدیدے کارگاہِ لایزال | دست و پایش خشک گشتے ز احتیال |
| کارگاہِ حق اگر وہ دیکھتا | خشک ہوتے حیلہ گر کے دست و پا |

اندرون خانہ اش موسیٰ معاف — وز بروں می کشت طفلاں از گزاف

اس کے گھر میں اس موسیٰؑ کو رِلا — کٹتا تھا باہر کے بچوں کا گلا

ہمچو صاحب نفس کو تن پرورد — بر دگر کس ظن حقدے می برد

مثل اُس تن پرور اہلِ نفس کے — جو گمانِ کینہ اوروں پر کرے

کایں عدو و آں حسود و دشمن است — خود حسود و دشمنِ او آں تن است

یہ ہے دشمن، وہ عدو ہے وہ حسود — اُس کا دشمن آپ ہے اس کا وجود

او چو موسیٰؑ و تنش فرعونِ او — او بہ بیروں می دود کو کو عدو

وہ ہے موسیٰؑ جسم ہے فرعون سا — اور وہ باہر ہے اُس کو ڈھونڈتا

نفس اندر خانۂ تن نازنیں — بر دگر کس دست می خاید بکیں

نفس کا خانہ ہے جسم نازنیں — دوسروں پر کیوں ہے غصہ بہرِ کیں

# ماں کا قاتل

آں یکے از خشم مادر را بکُشت — ہم بزخمِ خنجر و ہم زخمِ مشت

ماں کو مارا غصّے میں اک شخص نے — بے طرح گھونسوں سے اور تلوار سے

آں یکے گفتش کہ از بد گوہری — یاد ناوردی تو حقِّ مادری

ایک نے اُس سے کہا اے بدگہر — ماں کے حق سے تو ہے شاید بے خبر

ہی تو مادر را چرا کشتی بگو — او چہ کرد آخر بتو اے زشت خو

تو نے ماں کو مار ڈالا بے حیا — ماں نے آخر کیا بگاڑا تھا ترا

ہیچ کس کشتست مادر اے عنود — می نگوئی کو چہ کرد آخر چہ بود

اپنی ماں کو یوں ہے کوئی مارتا — بات کیا ہے۔ آخر اس نے کیا کیا

گفت کارے کرد کاں عارِ وے است — کشتمش کاں خاک ستّارِ وے است

بولا اُس کا فعل تھا اک شرمناک — مار ڈالا تا چھپالے اُس کو خاک

متہم شد با یکی زاں کشتمش | غرقِ خوں در خاکِ گور آغشتمش
متہم تھی اُس سے اس کا خوں کیا | گور کی آغوش میں دفنا دیا

گفت آں کس را بکش اے محتشم | گفت پس ہر روزہ خلقے را کشم
شخص بولا کہ مار اُس شخص کو | بولا کیوں کر قتل روز اک شخص ہو

کشتم او را رستم از خونہائے خلق | نائے او برم بہست از نائے خلق
اس کو مارا خونِ خلقت سے بچا | تھا یہ بہتر اُس کی گردن کاٹنا

نفسِ تست آں مادرِ بدخاصیت | کہ فسادِ اوست در ہر ناحیت
نفس ہے اک مادرِ بد نیت | جس سے بگڑا ہے میاں شش جہت

ہیں بکش او را کہ بہر آں دنی | ہر دمے قصدِ عزیزے می کنی
مار اس کو جس کمینے کے لئے | خون تو کرتا ہے ہر لحظہ نئے

از وے ایں دنیائے خوش بر تست تنگ | از پئے او با حق و با خلق جنگ
اُس سے دنیا تجھ پہ اب پر تنگ ہے | حق سے اور خلقت سے تیری جنگ ہے

نفس کشتی باز رستی ز اعتذار | کس ترا دشمن نماند در دیار
نفس کو مارے تو چھوٹے عذر سے | تا نہ دنیا میں کوئی دشمن رہے

گر شکال آرد کسے بر گفتِ ما | از برائے انبیاء و اولیا
دل میں میری بات پر گر شک کریں | انبیا و اولیا کے باب میں

کانبیا را نے کہ نفسِ کشتہ بود | پس چراشاں دشمناں بود و حسود
یعنی نفس انبیا تو کشتہ تھا | اُن کی دشمن کیوں تھی مخلوقِ خدا

گوش نہ اے تو طلبگارِ ثواب | بشنو ایں اشکال و شبہت را جواب
سُن مری بات اے طالب گارِ صواب | میں تجھے دیتا ہوں اس شک کا جواب

دشمنِ خود بودہ اند آں منکراں | زخم بر خود می زدند ایشاں چناں
دشمن اپنے تھے وہ منکر سر بسر | زخم خود کھاتے تھے اپنے جسم پر

دشمن آں باشد کہ قصدِ جاں کند — دشمن آں نبود کہ خود جاں می کند
ہے وہی دشمن جو قصدِ جاں کرے — وہ نہیں دشمن جو اپنی جان دے

نیست خفاشک عدوئے آفتاب — او عدوئے خویش آمد در حجاب
کب ہے چمگادڑ عدوئے آفتاب — اپنی ہی دشمن ہے اندر حجاب

تابشِ خورشید او را می کشد — رنجِ او خورشید ہرگز کے کشد
مارتی ہے تابشِ خورشید اسے — اس سے کیا تکلیف سورج کے لئے

دشمن آں باشد کزو آید عذاب — مانعِ آید لعل را از آفتاب
وہ ہے دشمن جس سے پہنچے کچھ عذاب — لعل سے جو روک رکھے آفتاب

مانعِ خویشند جملہ کافراں — از شعاعِ جوہرِ پیغمبراں
اپنے مانع ہیں یہ کافر دیکھ لے — آپ ہی پیغمبروں کے نور سے

کے حجابِ چشمِ آں فردند خلق — چشمِ خود را کور و کژ کردند خلق
کاملوں کی آنکھ کا کب ہیں حجاب — خود ہی اندھے ہو گئے ناکامیاب

چوں غلامِ ہندوئے کو کیں کشد — از ستیزہ خواجہ خود را می کشد
جس طرح کوئی غلامِ کینہ ور — لڑکے آقا سے مرے خود بے خبر

سرنگوں می افتد از بامِ سرا — تا زیانے کردہ باشد خواجہ را
کوٹھے کی چھت سے گرائے آپ کو — تاکہ اس سے خواجہ کو نقصان ہو

گر شود بیمار دشمن با طبیب — ور کند کودک عداوت با ادیب
ہو اگر بیمار بیزارِ طبیب — یا ہو اک بچہ دل آزارِ ادیب

در حقیقت رہزنِ جانِ خود اند — راہِ عقل و جانِ خود را خود زدند
اصل میں رہزن ہیں اپنی جان کے — اپنی عقل و جاں کی رہ روکے ہوئے

گازرے گر خشم گیرد ز آفتاب — ماہیے گر خشم می گیرد ز آب
دھوبی گر غصہ کرے خورشید پہ — مچھلی پانی سے اگر ہو کینہ ور

تو نکو بنگر کرا دارد زیاں | عاقبت کہ بود سیاہ اختر ازاں

دیکھنا یہ کس کو پہنچے زیاں | کون ہوتا ہے سیہ اختر وہاں

گر ترا حق آفریدہ زشت رو | تو مشو ہم زشت رو ہم زشت خو

حق نے گر پیدا کیا ہے زشت رو | تو نہ بن جا زشت رو اور زشت خو

ور بود کفشت مرو در سنگلاخ | ور دو شاخست مشو تو چار شاخ

طے نہ کر جوتے سے پھٹے بل زمیں | چار ٹکڑے یہ نہ ہو جائے کہیں

تو حسودی کز فلاں من کمترم | می فزاید کمتری در اخترم

ہے حسد تجھ کو کہ میں ہوں اس سے کم | کمتری ہے میرے طالع میں بہم

خود حسد نقصان و عیب دیگرست | بلکہ از جملہ کمیہا بدتر است

یہ حسد خود دوسرا اک عیب ہے | ساری کمیوں سے برا لاریب ہے

آں بلیس از ننگ و عار کمتری | خویشتن افگند در صد ابتری

تھا جو شیطاں کو خیال کمتری | اس نے پائی اس طرح سو ابتری

از حسد می خواست تا بالا بود | خود چہ بالا بلکہ خوں پالا بود

وہ حسد سے چاہتا تھا برتری | برتری اس کی مصیبت ہو گئی

آں بوجہل از محمدؐ ننگ داشت | وز حسد خود را ببالا می فراشت

مصطفیٰؐ سے تنگ تھی بوجہل کو | اور سرکش تھا حسد سے دوستو

بوالحکم نامش بد و بوجہل شد | اے بسا اہل از حسد نا اہل شد

بوالحکم سے ہو گیا بوجہل وہ | اہل تھے جو ہو گئے نا اہل وہ

من ندیدم در جہان جستجو | ہیچ اہلیت بہ از خوئے نکو

میں نے دنیا میں نہیں دیکھی سنی | کوئی اہلیت نکوئی سے بھلی

انبیا را واسطہ زاں کرد حق | تا پدید آید حسدہا در قلق

انبیا کو واسطہ حق نے کیا | تاکہ اظہار حسد ہو برملا

درگذار از فضل و چستی و فن
کار خدمت دارد و خُلقِ حسن

چھوڑ دے یہ چستی فضل و ہنر
خدمت و اخلاق سے کچھ کام کر

زانکہ کس را از خدا عارے نبود
حاسدِ حق ہیچ دیّارے نبود

کیونکہ حق سے کب کسی کو عار تھی
حاسدِ حق کب ہے دنیا میں کوئی

آں کسے کش مثلِ خود پنداشتی
زاں سبب با او حسد برداشتی

تھا جو اپنا سا کسی کو جاننا
اس سے کرتا تھا حسد تو برملا

چوں مقرّر شد بزرگیِ رسولؐ
پس حسد ناید کسے را از قبول

جب مقرر ہے بزرگی رسولؐ
ہو نہ حاسد کوئی سب کر لیں قبول

پس بہر دورے ولیّے قائم است
تا قیامت آزمایش دائم است

ہر زمانے میں ہے قائم اک ولی
تا قیامت امتحاں ہے دائمی

ہر کرا خوئے نکو باشد برست
ہر کسے کو شیشہ دل باشد شکست

اچھی عادت جس کی تھی وہ چھٹ رہا
وہ شکستہ ہے جو شیشہ دل ہوا

پس امامِ حیّ قائم آں ولی ست
خواہ از نسلِ عمرؓ خواہ از علیؓ ست

وہ ولی ہے حیّ و قائم دیکھ لے
ہو عمرؓ کی یا علیؓ کی نسل سے

مہدی و ہادی ویست اے راہ جو
ہم نہان و ہم نشستہ پیش رو

ہے وہی ہادی بھی مہدی بھی وہی
ہے وہی ظاہر بھی مخفی بھی وہی

او چو نورست و خرد جبریلِ او
آں ولیّے کم ازو قندیلِ او

وہ ہے نور اس کی خرد جبریلؑ ہے
جو ولی ہے اُس سے کم قندیل ہے

وانکہ زیں قندیل کم مشکوٰة ماست[1]
نور را در مرتبت ترتیبہاست

کم ہے جو قندیل سے مشکوٰة ہے
نور کے درجے ہیں گویا جیسے زینے

زانکہ ہفصد پردہ دارد نورِ حق
پردہائے نور داں چندیں طبق

سات سو پردے میں نورِ ذات کے
نور ہے پردوں میں ان طبقات سے

[1] چراغ دان۔

| | |
|---|---|
| از پس ہر پردہ قومے را مقام | صف صف اند این پردہا شان تا امام |
| ہر پردے کے پیچھے ہے قوموں کا مقام | صف بصف ہیں سارے پردے تا امام |
| اہل صف آخریں از ضعف خویش | چشم شان طاقت ندارد نور بیش |
| ضعف کا ہے آخری صف میں وفور | ان کی آنکھوں میں نہیں ہے کچھ تاب نور |
| واں صف پیش از ضعیفی بصر | تاب نارد روشنائی بیشتر |
| اگلی صف میں ہے بصارت کی کمی | تاب اس میں بھی نہیں کچھ نور کی |
| روشنیے کو حیات اول است | رنج جان و فتنۂ ایں احول است |
| روشنی جو ہے سبب حیات اولیں | دیا احول کے لئے رنج آفریں |
| احولیہا اندک اندک کم شود | چوں ز ہفصد بگذرد او یم شود |
| بھینگا پن ہوتا ہے رفتہ رفتہ کم | سات سو پردوں سے گذرے تو ہو یم[1] |
| آتشے کاصلاح آہن یا زر است | کے صلاح آبی و سیب تر است |
| آگ سے ہوں ٹھیک آہن اور زر | کب ہو اصلاح بہی و سیب تر |
| سیب و آبی خامیے دارد خفیف | نے چو آہن تابشے خواہد لطیف |
| سیب و آبی میں ہے کچی خامی خفیف | مثل آہن چاہیں کب تابش لطیف |
| لیک آہن را لطیف آں شعلہاست | کو جذوب تابش آں اژدہاست |
| کیا لطیف آہن کے ہیں یہ شعلے | اژدہے[2] کی تابشوں کو کھینچ لے |
| ہست آں آہن فقیر سخت کش | زیر پتک و آتش است و سرخ و خوش |
| مثل آہن ہے فقیر سہتا | آگ اور گھن میں ہے خوش اور سرخ سا |
| حاجب آتش بود بے واسطہ | در دل آتش رود بے رابطہ |
| آگ کا پردہ بنے بے واسطہ | جائے دل میں آگ کے بے رابطہ |

[1] سمندر ۔
[2] آگ سے مراد ہے ۔

بے حجابے آب و فرزندانِ آب ۔۔۔ پختگی ز آتش نیابندہ خطاب
پانی اور پانی سے جو چیزیں ہیں بنیں ۔۔۔ آگ سے کب پختگی حاصل کریں

واسطہ دیگے بود یا تابۂ ۔۔۔ ہمچو پارا در روشش پاتابۂ
واسطہ ہوگا تو ہے یا دیگ سے ۔۔۔ پاسے تابہ پاؤں میں جیسے رہے

یا مکانے درمیاں تا آں ہوا ۔۔۔ می شود سوزان و می آرد نما
یا مکاں ہو درمیاں۔ اُس کی ہوا ۔۔۔ گرم ہو کر دے اُسے نشو و نما

پس فقیر آن است کو بے واسطہ است ۔۔۔ شعلہ ہا را با وجودش رابطہ است
ہے فقیر اب وہ جو ہو بے واسطہ ۔۔۔ جس کے تن سے شعلوں کو ہو رابطہ

پس فقیر آن است کو خود را دہد ۔۔۔ آبِ حیوانے کہ ماند تا ابد
ہے فقیر اب وہ جو خود کو دے جلا ۔۔۔ آبِ حیواں تا کہ حاصل ہو بقا

پس دلِ عالم وے است آں را کہ تن ۔۔۔ می رسد از واسطہ ایں دل بفن
ہے دلِ عالم میں اُس کا راستہ ۔۔۔ جس طرح دل کو ہے تن سے واسطہ

دل نباشد تن چہ داند گفتگو ۔۔۔ دل نجوید تن چہ داند جستجو
دل نہ ہو تو تن کرے کیا گفتگو ۔۔۔ دل نہ ہو تو تن کرے کیا جستجو

پس نظرگاہِ شعاع آں آہن است ۔۔۔ پس نظرگاہِ خدا دل نے تن است
ہے نظرگاہِ شعاع آہن بنا ۔۔۔ تن نہیں دل ہے نظرگاہِ خدا

باز ایں دلہائے جزوی چوں تن است ۔۔۔ با دلِ صاحب دلے کو معدن است
اور دل اس کے سوا ہیں مثلِ تن ۔۔۔ اہلِ دل کا دل ہے معدن بے سخن

بس مثالِ شرح خواہد ایں کلام ۔۔۔ لیک ترسم تا نلغزد فہمِ عام
چاہتا ہے شرح پوری یہ کلام ۔۔۔ ڈر یہ ہے سمجھے گا کیونکر فہمِ عام

تا نگردد نیکوئیِ ما بدی ۔۔۔ اینکہ گفتم ہم نبد جز بے خودی
اور کہیں نیکی نہ ہو جائے بدی ۔۔۔ کہہ دیا یہ بھی براہِ بے خودی

پائے کژ را کفش کژ بہتر بود — مر گدا را دستگہ بر در بود

پائے کج میں ٹیڑھی جوتی خوب تر — اور گدا کی خو ہے پھرنا دربدر

## بادشاہ کی طرف سے دو غلاموں کا امتحان

پادشاہے دو غلام ارزاں خرید — با یکے زاں دو سخن گفت و شنید

بادشہ نے دو لیے سستے غلام — ایک سے دو باتیں کیں اے خوش کلام

یافتش زیرک دل و شیریں جواب — از لب شکر چہ زاید شکر آب

دونوں باتوں کا ملا شیریں جواب — شکریں ہونٹوں سے ٹپکا شکر آب

آدمی مخفی ست در زیر زباں [۱] — ایں زباں پردہ ست بر درگاہِ جاں

آدمی اپنی زباں میں ہے چھپا — یہ زباں پردہ ہے بزم روح کا

چونکہ بادے پردہ را درہم کشید — سِرِّ صحن خانہ شد بر ما پدید

جب کہ پردہ درمیاں سے اٹھ گیا — تھا ہمارے سامنے آنگن کھلا

کاندراں خانہ گہر یا گندم ست — گنج زر یا جملہ مار و کژدم ست

یعنی گھر میں گیہوں ہیں یا ہیں گہر — سانپ بچھو ہیں کہ گنج مال و زر

یا دراں گنجست و مارے بر کراں — زانکہ نبود گنج زر بے پاسباں

یا ہے اس میں گنج اور اس پر ہے مار — بے نگہباں گنج کب ہوتا ہے یار

بے تامل او سخن گفتے چناں — کز پس پانصد تامل دیگراں

بے تامل ایسی باتیں کرتا تھا — جو تامل سے نہ کرتا دوسرا

گفتی اندر باطنش دریا ستے — جملہ دریا گوہر گویا ستے

اس کے اندر ایک دریا تھا نہاں — سارا دریا گنج گوہر بے گماں

۱؎ حضرت امیر المومنین رضؓ سے منقول ہے "المرء مخبوء تحت لسانہ" یعنی آدمی اپنی زبان میں پوشیدہ ہے۔

نورِ ہر گوہر کزو تاباں شدے    حق و باطل را ازو فرقاں شدے
نور تھا جو موتیوں سے ضو فشاں    اس سے فرق حق و باطل تھا عیاں

نورِ فرقاں فرق کردے بہرِ ما    ذرہ ذرہ حق و باطل را جدا
نورِ فرقاں فرق کر دیتا ذرا    اور کرتا حق و باطل کو جدا

نورِ گوہر نورِ چشمِ ما شدے    ہم سوال و ہم جواب از ما بدے
نورِ گوہر آنکھ میں تھا کامیاب    تھا ہمیں سے ہر سوال اور ہر جواب

چشم کژ کردی و دیدی قرصِ ماہ    چوں سوال است ایں نظر در اشتباہ
چشم کج سے چاند دو آئے نظر    شبہ ہے مثلِ سوال اے خوش سیر

راست گرداں چشم را در ماہتاب    تا یکے بینی تو مہ را نک جواب
دیکھ سیدھی آنکھ کر کے ماہتاب    چاند اک آئے نظر یہ ہے جواب

فکرتت را کژ مبیں نیکو نگر    ہست ہم نور و شعاع آں گہر
فکر کو ٹیڑھا نہ کر اور غور کر    نور بھی ہے اور ہے تاب گہر

ہر جوابے کاں ز گوش آید بدل    چشم گفت از من شنو آں را بہل
جو جواب آتا ہے دل میں کان سے    آنکھ بولی مجھ سے سن اور چھوڑ اسے

گوش دلّال است و چشم اہلِ وصال    چشم صاحب حال و گوش اصحابِ قال
کان ہے دلال آنکھ اہلِ وصال    آنکھ صاحب حال کان اصحابِ قال

در شنودِ گوش تبدیلِ صفات    در عیاں دیدہا تبدیلِ ذات
ہے شنودِ گوش تبدیلِ صفات    اور عیاں آنکھوں میں ہے تبدیلِ ذات

ز آتش ار علمت یقیں شد از سخن    پختگی جو در یقیں منزل مکن
علم ذات اس طرح ہو جائے اگر    اور کر پختہ یقیں سے بھی گذر

تا نسوزی نیست آں عین الیقیں    ایں یقیں خواہی در آتش در نشیں
تا نہ ہو سوزاں نہیں عین الیقیں    گر یقیں چاہے تو ہو آتش نشیں

گوش چون نافذ بود دیدہ شود ۔ ورنہ قل در گوش پیچیدہ شود

کان جب نافذ ہو دیدہ بن جاتے نظر ۔ قول ورنہ کان میں ہو منتشر

این سخن پایان ندارد باز گرد ۔ تا کہ شہ با آن غلامانش چہ کرد

یہ سخن ہے بے پایاں اب ہٹ ذرا ۔ شاہ نے کیا اُن غلاموں سے کیا

## بادشاہ کا دونوں غلاموں میں سے ایک کو علیحدہ کر کے اُس سے دریافت کرنا اور اُس کا بتانا

این غلامک را چو دید اہل ذکا[1] ۔ آن دگر را کرد اشارت کہ بیا

پہلے کو شہ نے جو دیکھا پُر ذکا ۔ دوسرے کو یوں کیا ایما کہ آ

کاف رحمت گفتمش تصغیر نیست ۔ جد چو گوید طفلکم تحقیر نیست

کاف[2] رحمت ہے یہ نے تصغیر کیا ۔ جد کہے بچہ تو ہو تحقیر کب

چون بیامد آن دوم در پیش شاہ ۔ بود او گندہ دہان دندان سیاہ

شاہ کے آگے جو آیا دوسرا ۔ دانت کالے تھے دہن گندہ سا تھا

گرچہ شہ ناخوش شد از گفتار او ۔ جستجوئے کرد ہم از کار او

شاہ کو ناخوش ہوا گفتار سے ۔ حال کچھ دریافت اُس سے بھی کئے

گفت با این شکل و این گندہ دہان ۔ دور بنشین لیک آن سوتر مران

بولا یہ گندہ دہانی اور یہ حال ۔ دُور بیٹھ آگے نہ جا اے نحس فال

[1] پرکھنے والا - پہچاننے والا +

[2] یعنی غلامک میں جو کاف ہے وہ کافِ تصغیر نہیں بلکہ جس طرح دادا اپنے پوتے کو پکارتا ہے - اُسی طرح محبت کی وجہ سے غلامک کہا گیا ہے +

تا علاج این دهان تو کنیم | تو مریض و ما طبیب پرفنیم

تا علاج اس کا کریں اے بدنصیب | تو ہے بیمار اور ہم ہنرور طبیب

کر تو زاہل نامہ و رقعہ بدی | نی جلیس و یار ہم بزمہ بدی

نامہ و پیغام کے لائق ہے تو | ہم نشینی میں کہاں فائق ہے تو

بہر کیکی تو گلیمی سوختن | نیست لائق از تو دیدہ دوختن

پھونکنا کمبل کو پسو کے لئے | نا مناسب تجھ سے دیدے پھیرنے

با ہمہ بنشین دو سہ دستاں بگو | تا ببینم صورت عقلت نکو

بیٹھ کر دو تین قصے دے سنا | تاکہ تیری عقل کا ہو کچھ پتا

آن ذکی را پس فرستاد او بکار | سوئے حمامے کہ رو خود را بخار

اس ذکی کو اس نے بھیجی کام سے | جانب حمام زینت کے لئے

وین دگر را گفت خہ تو زیرکی | صد غلامے در حقیقت نے یکی

دوسرے سے پھر کہا تو زیرک ہے | سو غلاموں کے برابر ایک ہے

باز قابل تر بدی زاں یار خود | نزد ما آکہ تو بہ زاں یار بد

تو بہت قابل ہے اپنے دوست سے | بیٹھ میرے پاس اے اس سے بھلے

آن نہ کہ خواجہ تاش تو نمود | از تو ما را سرد می کرد آن حسود

تو نہیں ویسا جو تجھے اس نے کہا | سرد اس نے تجھ سے تیرا دل کیا

گفت او دزد و کژ است و کژنشین | حیز و نامرد و چنان است و چنین

اس نے چور کج رو اور کج رو کہا | ہیجڑا نامرد ایسا اور کیا

گفت پیوستہ بدست او راست گو | راست تر من کس ندیدستم ازو

بولا وہ دائم سے سچا بالیقین | ایسا سچا میں نے دیکھا ہی نہیں

راستی و نیک خوئی و حیا | حلم و دینداری و احسان و سخا

نیک خوئی اور سچائی اور حیا | حلم دینداری اور احسان و سخا

راستگوئی در نہادش خلقتے ست — ہرچہ گوید من نگویم تہمتے ست

فطرۃً اس میں ہیں یہ اوصاف سب — جو مجھے اس نے کہا، تہمت ہے کب

گر نگویم آں نکو اندیش را — متہم دارم وجودِ خویش را

تیرا بریا اُس کو کیوں الزام دوں — متہم اپنی ہی ہستی کو کردوں

باشد او در من ببیند عیبہا — من نہ بینم در وجودِ خود شہا

مجھ میں شاید عیب اُسے آئیں نظر — مجھ سے جو پوشیدہ ہیں اے دادگر!

ہر کسے گر عیب خود دیدے زپیش — کے بُدے فارغ وے از اصلاحِ خویش

اپنے عیبوں کو جو کوئی جب تنا — کیوں نہ پھر اصلاح کرتا برملا

غافل اند ایں خلق از خود بیخبر — لاجرم گویند عیبِ ہمدگر

ہیں یہ سب لوگ، غافل بے گماں — دوسرے کے عیب کرتے ہیں بیاں

من نہ بینم روئے خود را اے شمن — من ببینم روئے تو تو روئے من

اپنی صورت خود نظر آتی ہے کیا؟ — تو مرا ہے، میں تماشائی ترا

آں کسے کہ او ببیند روئے خویش — نورِ او از نورِ خلقاں است بیش

جس کا چہرہ خود ہو اُس کا آئنا — نور اُس کا نورِ خلقت سے سوا

نورِ حسی نبود آں نورے کہ او — نورِ خود محسوس بیند پیش رو

نورِ حسی وہ نہیں ہوتا ہے نور — نور کا جو دیکھ لے اپنے ظہور

گر بمیرد نورِ او باقی بود — زانکہ دیدش دیدِ خلاقی بود

نور ہو باقی۔ اگر وہ ہو فنا — کیونکہ اُس کی دید ہے دیدِ خدا

گفت تو ہم عیب او گو مو بمو — آنچناں کہ گفت او از عیبِ تو

شاہ بولا۔ تو بھی اُس کے عیب کہہ — جس طرح اُس نے کہا لاریب کہہ

تا بدانم کہ تو غمخوارِ منی — کدخدائے ملکت و کارِ منی

تا میں سمجھوں تو مرا غم خوار ہے — تا میں جانوں قابل دربار ہے

گفت اے شہ من بگویم عیبہاش | گرچہ ہست او مرا خوش خواجہ تاش
بولا اس کے عیب، دیتا ہوں بتا | گرچہ خواجہ تاش[1] ہے وہ بھی مرا

عیب او مہر و وفا و مردمی | عیب او صدق و صفا و ہمدمی
عیب ہے مہر و وفا اور مردمی | عیب ہے صدق و صفا اور ہمدمی

کمتریں عیبش جوانمردی و داد | آں جواں مردی کہ جاں را ہم بداد
عیب ادنیٰ ہے جواں مردی و داد | وہ جواں مردی کہ دیدے جان شاد

صد ہزاراں جاں خدا کردہ پدید | چہ جواں مردی بود کاں را ندید
لاکھوں جانیں حق نے کردیں آشکار | کیا جواں مردی ہو اگر دیکھے نہ بار

ور بدیدے کے بجاں بخلش بدے | بہر یک جاں کے چنیں غمگیں شدے
دیکھتا تو بخل کیوں ہوتا اُسے | ہوتا کیوں غمگین اک جاں کے لئے

بر لب جو بخل آب آں را بود | کو ز جوئے آب نابینا بود
ہو لبِ جُو پر اُسے بخل اس قدر | جوئے آب آتی نہ ہو جس کو نظر

گفت پیغمبر کہ ہر کس از یقیں | داند او پاداش خود در یوم دیں
ہے نبیؐ کا قول سب کو ہے یقیں | اپنی پاداشِ عمل کا یوم دیں

کہ یکے را دہ عوض می آیدش | ہر زماں جودے دگرگوں زایدش
ایک کے بدلے ملیں گے دس ثواب | ہو گا ہر لحظہ کرم اک بے حساب

جود جملہ از عوضہا دیدن است | پس عوض دیدن ضد ترسیدن است
جُود ہے لیکن عوض کی دید ہی | اور عوض کی دید ہے ضد خوف کی

بخل نا دیدن بود اعواض[2] را | شاد دارد دید دُر خواص را
بخل ہے منہ پھیرنا اعواض سے | غوطہ زن ہے شاد موتی دیکھ کے

[1] ایک ہی آقا کے دو غلام ہوں تو وہ خواجہ تاش کہلاتے ہیں +
[2] جمع عوض - بدلے +

پس بعالم ہیچ کس نبود بخیل | زانکہ کس چیزے نیارد بے بدیل
ایسا بخیل اس دہر میں کوئی نہیں | بے عوض ملتی ہے کوئی شے کہیں؟

پس سخا از چشم آید نے ز دست | دیدہ دارد کار جز بینا تر است
ہے سخی آنکھوں سے ہاتھوں سے نہیں | دید ہی افضل ہے اور بینا تریں

عیب دیگر آنکہ خود بیں نیست او | ہست او در ہستی خود عیب جو
عیب بڑی ہے کہ وہ خود بیں نہیں | اپنی ہی ہستی کا ہے وہ نکتہ چیں

عیب گو و عیب جوئے خود بدست | با ہمہ نیکو و با خود بد بدست
عیب گو [illegible] | نیک سب کے ساتھ ساتھ اپنے بُرا

گفت شہ جلدی مکن در مدح یار | مدح خود در ضمن مدح او میار
شہ [illegible] دوست کا ہے مدح گر | اپنی تعریف اس کے پردے میں نہ کر

زانکہ من در امتحاں آرم ورا | شرمساری آیدت در ماجرا
کیونکہ میں لوں گا جب اس کا امتحاں | شرمساری تجھ کو ہو گی بے گماں

## غلام کا اپنی سچائی پر قسم کھانا

گفت نے واللہ باللہ العظیم | مالکُ الملکُ رحمٰنٌ رحیم
بولا ہے سوگند اللہِ عظیم | جو ہے مالک اور رحمٰن و رحیم

آں خدائے کہ فرستاد انبیاء | نے بحاجت بل بفضل کبریا
وہ خدا بھیجے ہیں جس نے انبیا | تھی نہ کچھ حاجت فقط یہ فضل تھا

آں خداوندے کہ از خاک ذلیل | آفرید او شہسواران جلیل
وہ خدا جس نے ذلیل اس خاک سے | شہسوار اتنے بڑے پیدا کئے

پاک شاں کرد از مزاج خاکیاں | بگذرانید از تگ افلاکیاں
خاکیوں سے پاک ان کو کر دیا | پھر فرشتوں سے دیا ان کو بڑھا

برگرفت از نار و نور صاف ساخت ‌ ‌ ‌ وانگہ او بر جملۂ انوار تاخت
نور بخشا اور جھڑا یا نار سے ‌ ‌ ‌ پھر بڑھا ڈالا تمام انوار سے

آں سنا برقی[1] کہ بر ارواح تافت ‌ ‌ ‌ تا کہ آدم معرفت زاں نور یافت
تھا سنا برقی کا روحوں میں ظہور ‌ ‌ ‌ تا ملا آدمؑ کو وہ عرفان نور

آں کز آدم رست دست شیث چید ‌ ‌ ‌ پس خلیفہ اش کرد آدم چوں بدید
قلب آدمؑ سے وہ پہنچا شیثؑ پر ‌ ‌ ‌ کر دیا آدمؑ نے نائب دیکھ کر

نوحؑ ازاں گوہر چو برخوردار شد ‌ ‌ ‌ در ہوائے بحر جاں دُربار شد
نوحؑ اُس گوہر سے برخوردار تھے ‌ ‌ ‌ بحر جاں کی موج میں دُربار تھے

جان ابراہیمؑ ازاں انوار زفت ‌ ‌ ‌ بے حذر در شعلہائے نار رفت
نور پہنچا جان ابراہیمؑ پر ‌ ‌ ‌ آگ کے شعلوں میں ٹھہرے بے خطر

چونکہ اسمٰعیلؑ در جویش فتاد ‌ ‌ ‌ پیش دشنہ آبدارش سر نہاد
جب تھے اسمٰعیلؑ اُس سے کامگار ‌ ‌ ‌ سر جھکا یا پیش تیغ آبدار

جان داؤدؑ از شعاعش گرم شد ‌ ‌ ‌ آہن اندر دست بافش نرم شد
جان داؤدؑ اس کی کرنوں سے تھی گرم ‌ ‌ ‌ لوہا اُن کے ہاتھ میں ہوتا تھا نرم

چوں سلیمانؑ شد وصالش را رضیع ‌ ‌ ‌ دیو گشتش بندہ فرمان مطیع
جب سلیماںؑ اُس سے نور افشاں ہوئے ‌ ‌ ‌ دیو اُن کے تابع فرماں ہوئے

در قضا یعقوبؑ چوں بنہاد سر ‌ ‌ ‌ چشم روشن کرد از بوئے پسر
جب قضا یعقوبؑ نے منظور کی ‌ ‌ ‌ آنکھ روشن بوئے یوسفؑ سے ہوئی

یوسف مہرو چو دید آں آفتاب ‌ ‌ ‌ شد چناں بیدار در تعبیر خواب
یوسفؑ مہرو نے دیکھا آفتاب ‌ ‌ ‌ جاگ اٹھا دیکھ کر تعبیر خواب

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: یَکَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ۔ نزدیک ہے کہ اُس کی بجلی کی چمک آنکھوں کا نور زائل کر دے ۱۰

چون عصا از دستِ موسیٰؑ آب خورد | ملکتِ فرعون را یک لقمہ کرد
جب عصا نے پانی موسیٰ سے پیا | ملک کو فرعون کے لقمہ کیا

جانِ جرجیسؑ از فرش چون از یافت | ہفت نوبت جاں فشاند و باز یافت
کچھ ملا پاس سے جب جرجیسؑ نے | جان دے دی سات بار اور جی اُٹھے

چونکہ زکریاؑ ز عشقش دم زدے | کرد در جوفِ درختش جاں فدے
دم جو زکریاؑ نے مارا عشق کا | جان اندر پیڑ کے کر دی فدا

چونکہ یونسؑ جرعۂ زاں جام یافت | در درونِ ماہی او آرام یافت
جام سے یونسؑ ہوئے جب میگسار | پیٹ میں مچھلی کے تھا اُن کو قرار

چونکہ یحییٰؑ مست گشت از شوقِ او | سر بطشتِ زر نہاد از ذوقِ او
مست تھے یحییٰ جو اُس کے شوق سے | اپنا سر تھالی میں رکھا ذوق سے

چون شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا | چشم را در باخت از بہرِ لقا
جب شعیبؑ اس بات سے واقف ہوئے | دید کی خاطر وہ اندھے ہو گئے

شکر کرد ایوبؑ صابر ہفت سال | در بلا چون دید آثارِ وصال
اور رہے ایوبؑ صابر ہفت سال | دیکھے جب آفت میں آثارِ وصال

خضر و الیاسؑ از میش چون دم زدند | آبِ حیواں یافتند و کم زدند
جب پیا [illegible] خضرؑ اور الیاسؑ نے | آبِ حیواں پا کے بھی چھوڑا اسے

زد بانش عیسیٰؑ مریم چو یافت | بر فرازِ گنبدِ چارم شتافت
پائی عیسیٰؑ نے جب اُس کی [illegible] بار | چل گیا رہنے کو جو تھا آسمان

چون محمدؐ یافت آں ملکِ نعیم | قرصِ مہ را کرد در دم او دو نیم
جب محمدؐ کو ملا ملکِ نعیم | چاند کو دم بھر میں کر ڈالا دو نیم

چون ابوبکرؓ آیتِ توفیق شد | با چناں شہ صاحب و صدیق شد
جب ابوبکرؓ آیتِ توفیق تھے | تھے مصاحب شہ کے اور صدیق تھے

چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد | حق و باطل را چو دل فاروق شد
جب عمرؓ کو مل گیا معشوق وہ | حق و باطل کے ہوئے فاروقؓ[1] وہ

چونکہ عثمانؓ آں عیاں را عین گشت | نور فائض بود ذوالنورین گشت
چونکہ عثمانؓ اُس عیاں کے عین تھے | نور سے معمور ذوالنورین تھے

چوں ز ریش مرتضیٰؓ شد دُرفشاں | گشت او شیرِ خدا در مرج جاں
مرتضیٰؓ اُس سے ہوئے جب دُرفشاں | ہو گئے شیرِ خدائے دو جہاں

روشن از نورش چو سبطینؓ آمدند | عرش را دُرّین و قرطین آمدند
روشن اُس کے نور سے حسنینؓ تھے | گوشوارے عرشِ اعظم کے بنے

آں یکے از زہر جاں کردہ نثار | واں سر افگندہ بپائش مست وار
ایک نے جاں زہر سے کر دی نثار | دوسرے نے سر کٹایا مست وار

چوں جنیدؒ از جندِ او دید آں مدد | خود مقاماتش فزوں شد از عدد
تھے جنیدؒ اُس کی مدد سے شاد کام | ہو گئے حد سے سوا اُن کے مقام

بایزیدؒ اندر مزیدش راہ دید | نام قطب العارفیں از حق شنید
بایزیدؒ اُس سے ہوئے جب راہ میں | ہو گئے دنیا میں قطب العارفیں

شاہِ منصورؒ آنکہ نصرت یار شد | تخت را بگذاشت سوئے دار شد
شاہ منصورؒ اس سے نصرت یاب تھے | تخت چھوڑا دار کی جانب گئے

چونکہ کرخیؒ کرخ[2] او را شد حرس | شد خلیفہ عشق و ربانی نفس
تھے جو کرخیؒ کرخ کا اُس کے حرس | تھے خلیفہ عشق کے عالی نفس

پور ادہمؒ[3] مرکب آں سو راند شاد | گشت او سلطان سلطانان داد
پورِ ادہمؒ جب چلے اُس سمت شاد | ہو گئے سلطانِ سلطانانِ داد

۱ فرق کرنے والا ۔ ۲ بغداد میں ایک مقام ہے ۔
۳ یعنی ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔

دان شقیق از شق آن راہِ شگرف | گشت او خورشید رائے و تیز طرف

راہ میں اُس کی شقیقِ بلخ نے | چشمِ باطن پائی اور سورج بنے

شد فضیل از رہزنی رہ پیرِ راہ | چوں بلحظہ لطف شد ملحوظِ شاہ

رہزنی سے ہو گئے رہبر فضیلؒ | جب ہُوا لطفِ خدا اُن کا کفیل

بشرِ حافی را مبشر شد ادب | سر نہاد اندر بیابانِ طلب

بشرِ حافی کو مبشر تھا ادب | ہو گئے صرفِ بیابانِ طلب

چونکہ ذوالنون از غمش دیوانہ شد | مصرِ جاں را ہمچو شکر خانہ شد

اُس کا غم طاری ہُوا ذوالنونؒ پر | مصرِ جاں کو کر لیا شکر کا گھر

چوں سری[۱] بے سر شد اندر راہِ او | بر سرِ ہر سروراں شد جاہِ او

سریؒ بے سر ہوئے اس راہ میں | ہو گئے سرور سریرِ جاہ میں

صد ہزاراں پادشاہانِ جہاں | سرفرازانند زاں سوئے جہاں

صد ہزاروں پادشاہانِ جہاں | سرفراز اُس سمت سے اے مہرباں

نامِ شاں از رشکِ حق پنہاں بماند | ہر گدائے نامِ شاں را برنخواند

نام اُن کا رشکِ حق سے چھپ گیا | ہر گدا نے نام اُن کا کب لیا

رحمتِ رضوانِ حق در ہر زماں | باد بر جان و روانِ پاکِ شاں

رحمتِ حق اور رضوانِ خدا | اُن کی جانِ پاک پر ہو دائما

حق آں نور و حقِ نورانیاں | کاندراں بحر اند ہمچوں ماہیاں

نور و اہلِ نور کی سوگند ہاں | بہ رہیں اس دریا میں گویا مچھلیاں

بحرِ جان و جانِ بحرا گویمش | نیست لائق نامِ نو می جویمش

بحرِ جان و جانِ بحر اس کو کہوں | یہ نہیں موزوں نیا اک نام لوں

۱ حضرت سری سقطیؒ۔

حق ایں آنے کہ ایں و آں از وست[1] | مغز را نسبت بدو باشند پوست

حق ایں و آں، ہیں ایں و آں نہ ہی | مغز کو نسبت ہے ں سے پوست کی

کہ صفاتِ خواجہ تاش و یارِ من | ہست صد چنداں کہ ایں گفتارِ من

ہاں صفات ہا اور وصف میرے دوست کا | سو گنا ہے میرے کہنے سے سوا

آنچہ می دانم ز وصفِ آں ندیم | باورت ناید چہ گویم اے کریم

وصف اُس کا میں ہوں جو کچھ جانتا | باور آ سکتا نہیں اے ! سخا

شاہ گفت اکنوں از آنِ خود بگو | چند گوئی آنِ این و آنِ او

شاہ بولا اب تو اپنا حال کہہ | اُس کے حال و قال سے خاموش رہ

تو چہ داری و چہ حاصل کردۂ | از تگِ دریا چہ دُر آوردۂ

تو نے کیا پایا ہے کیا حاصل کیا | تہ سے دریا کی گہر لایا ہے کیا

روزِ مرگ ایں حسنِ تو باطل شود | نورِ جاں داری کہ یارِ دل شود

مرتے دم جب حسن ہو باطل ترا | نورِ جاں ہے؟ تا ہو روشن دل ترا

در لحد کیں چشم را خاک آگند | ہست آنچہ گور را روشن کند

آنکھ میں جب خاکِ تربت کی بھرے | وہ بھی ہے جو قبر کو روشن کرے

آں زماں کیں دست و پایت بردرد | پرّ و بالت ہست تا جاں برپرد

دست و پا تیرے جو بے قابو رہیں | بال و پر بھی ہیں کہ جاں کو لے اُڑیں

نورِ دل از جاں بود اے یارِ غار | مستعار آں را نداں اے مستِ عار

نورِ دل ہے جان سے اے یارِ غار | تو نہ اس کو جان ہرگز مستعار

آں زماں کیں جانِ حیوانی نماند | جانِ باقی بایدت بر جا نشاند

جس گھڑی یہ جانِ حیوانی نہ ہو | جانِ باقی چاہیے تنظیم کو

[1] اِس کی اور اُس کی قسم ✦

شرط من جا بالحسن نے کردن است ۔۔۔ بل حسن را سوئے حضرت بردن است

شرط من جاء بالحسن[1] ہے بالیقین ۔۔۔ لانا نیکی سوئے رب العالمین

جوہرے[2] داری ز انساں یا خری ۔۔۔ ایں عرضہا کہ فنا شد چوں بری

جوہر انساں ہے تجھ میں یا ہے خر ۔۔۔ ساتھ دیں فانی عرض کیا بے خبر

ایں عرضہائے نماز و روزہ را ۔۔۔ چونکہ لا یبقی زمانین انتفا

ہیں عرض روزہ نماز اور ہیں فنا ۔۔۔ کب دو صورت میں عرض باقی رہا

نقل نتواں کرد مر اعراض را ۔۔۔ لیک از جوہر برند امراض را

نقل کیونکر کیجئے اعراض کو ۔۔۔ کھوئیے جوہر سے ان امراض کو

تا مبدل گشت جوہر زیں عرض ۔۔۔ چوں ز پرہیز کہ زائل شد مرض

ہاں بدل جائے گا جوہر سے عرض ۔۔۔ جیسے ہو پرہیز سے زائل مرض

گشت پرہیز عرض جوہر بجہد ۔۔۔ شد دہان تلخ از پرہیز شہد

اور پرہیز عرض جوہر بنا ۔۔۔ تلخ منہ پرہیز سے میٹھا ہوا

از زراعت خاکہا شد سنبلہ ۔۔۔ دارو ئے مو کرد مو را سلسلہ

ہو گئی کھیتی سے مٹی سنبلہ ۔۔۔ بالوں نے پایا دوا سے سلسلہ

آں نکاح زن عرض بد شد فنا ۔۔۔ جوہر فرزند حاصل شد زما

تھا نکاح زن عرض فانی ہوا ۔۔۔ جوہر فرزند حاصل ہو گیا

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل مَن جَاءَ بِالحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشرُ اَمثَالِہَا۔ جو ایک نیکی لائیگا وہ اس کے برابر دس نیکیاں پائیگا۔

[2] جوہر۔ چیز کی اصل ہے جو بذاتہ قائم ہوتی ہے اور عرض بذاتہ قائم نہیں ہوتا۔ جیسے کپڑا اور رنگ۔ کہ کپڑا جوہر ہے اور رنگ عرض۔ اور اعراض دو صورتوں میں باقی نہیں رہتے۔ ایک عرض جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ آجاتا ہے +

جفت کردن اسپ و اشتر را عرض
جوہر کرّہ بزائیدن عرض

اونٹ یا گھوڑے کی جفتی ہے عرض
بچّہ کا جننا ہے جوہر اور عرض

ہست آں بستاں نشاندن ہم عرض
گشت جوہر میوہ اش اینک غرض

یہ ہے باغوں کا لگانا بھی عرض
جوہر اس کے میوے ہیں ہے غرض

ہم عرض داں کیمیا بردن بکار
جوہرے زاں کیمیا گر شد بیار

کیمیا کا سیکھنا تو ہے عرض
اس سے جوہر کا بنانا ہے غرض

صیقلے کردن عرض باشد شہا
زیں عرض جوہر ہمی زاید صفا

کرنا صیقل ہے عرض اے نامدار
ہوتا ہے جوہر عرض سے آشکار

پس مگو کہ من عملہا کردہ ام
دخل آں اعراض را بنما مرم

یہ نہ کہہ میں نے عمل ایسا کیا
حاصل ان اعراض کا مجھ کو دکھا

ایں صفت کردن عرض باشد خمش
سایۂ بزّاز پئے قرباں مکش

یہ صفت کرنا عرض ہے چپ رہو
بھیڑ کے سائے کو قرباں کیوں کرو

گفت شاہا بے قنوط عقل نیست
گر تو فرمائی عرض را نقل نیست

بولا اے شہ یہ ہے کب بے یاس عقل
تو جو فرمائے عرض کو کب ہے نقل

پادشاہا جز کہ یاس بندہ نیست
ہر عرض کاں رفت باز آئندہ نیست

یاس کی ہے بات مجھ کو الغرض
یہ کہ جا کر لوٹنا کب ہے عرض

گر نبودے مر عرض را نقل و حشر
فعل بودے باطل و اقوال قشر

گر نہ ہوتی نقل ان اعراض کی
ہوتے باطل فعل بھی اور قول بھی

ایں عرضہا نقل شد لون دگر
حشر ہر فانی بود کون دگر

ہر عرض کی نقل ہے رنگ دگر
حشر ہر فانی ہے اور اک حال پر

نقل ہر چیزے بود ہم لائقش
لائق گلہ بود ہم سائقش

نقل ہر شے کے مطابق ہے یہاں
ہوتا ہے گلّہ کے لائق گلہ باں

وقتِ محشر ہر عرض را صورتیست
صورتِ ہر یک عرض را نوبتیست
[illegible] کی حشر میں صورت ہے ایک
اور ہر صورت کی پھر نوبت ہے ایک

بنگر اندر خود نہ تو بودی عرض
جنبشِ جفتی و جفتی با غرض
[illegible] کیا نہیں تھا تو عرض
حرکتِ جفتی سے جفتی تھی غرض

بنگر اندر خانہ و کاشانہا
در مہندس بود چوں افسانہا
[illegible] اور [illegible] نے مکاں
تھے یہ افسانے مہندس میں نہاں

کاں فلاں خانہ کہ ما دیدیم خوش
بود موزوں صفہ و سقف و درش
[illegible] نے دیکھے خوب تر
اور تھے موزوں جس کے صحن و سقف و در

از مہندس آں عرض اندیشہا
آلت آورد و ستوں از بیشہا
[illegible] دل
لا با دہ صحرا سے آلات اور ستوں

چیست اصل و مایۂ ہر پیشۂ
جز خیال و جز عرض اندیشۂ
[illegible] اصل پیشہ ہے
بس تخیل اور عرض اندیشہ ہے

جملہ اجزائے جہاں را بے غرض
درنگر حاصل نشد جز از عرض
جملہ اجزائے جہاں کو بے غرض
دیکھ کر لے سب میں ملے گا اک عرض

اوّل فکر آخر آمد در عمل
نسبتِ عالم چناں داں از ازل
فکر اول ہی عمل ہے آخری
ہے ازل سے نسبتِ عالم یہی

میوہا در فکرِ دل اوّل بود
در عمل ظاہر بآخر می شود
[illegible] فکر میں ہوتے ہیں یا
ہوتے ہیں آخر عمل میں آشکار

چوں عمل کردی شجر بنشاندی
اندر آخر حرفِ اوّل خواندی
[illegible] شجر بو یہ عمل تو نے کیا
یعنی پہلا حرف آخر میں پڑھا

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اوّلست
آں ہمہ از بہرِ میوہ مرسلست
[illegible] اور شاخ پتے ہیں مگر
سب ہیں میوے کے لئے پیغامبر

| | |
|---|---|
| پس سرے کہ مغز ایں افلاک بود | اندر آخر خواجۂ[1] لولاک بود |
| بھید وہ جو مغز تھا افلاک کا | آخر آخر خواجۂ[1] لولاک بعثت |
| نقل اعراضست ایں بحث و مقال | نقل اعراضست ایں شیر و شغال |
| عقل ہے اعراض کی بحث و مقال | نقل ہیں اعراض [illegible] شیر و شغال |
| جملہ عالم خود عرض بودند تا | اندریں معنی بیامد ہل اتیٰ[2] |
| سارا عالم یہ عرض فی الجملہ تھا | اس لئے نازل ہوئی تھی ہل اتیٰ |
| ایں عرضہا از چہ زاید از صور | ویں صور ہم از چہ زاید از فکر |
| صورتوں سے یہ عرض نکلے آشکار | فکر سے یہ صورتیں نکلیں [illegible] |
| ایں جہاں یک فکرتست از عقل کل | عقل چوں شاہ ست و فکرتہا رسل |
| عقل کل کی فکر ہے سارا جہان | عقل کو شاہ ایلچی فکروں کو جان |
| عالم اول جہان امتحان | عالم ثانی جزائے ایں و آں |
| پہلا عالم ہے جہان امتحان | دوسرا سب کی جزا اے مہربان |
| چاکرت شاہا خیانت می کند | آں عرض زنجیر و زنداں میشود |
| جب خیانت کرتا ہے اے شہ! غلام | قید اور زنجیر سے پڑتا ہے کام |
| بندہ ات چوں خدمت شائستہ کرد | آں عرض نے خلعتے شد در نبرد |
| خدمت شائستہ جب بندے کریں | یہ عرض خلعت مساوات و جنگ میں |
| ایں عرض با جوہر آں بیضہ ست و طیر | ایں ازاں و آں ازیں زاید بسیر |
| ہیں عرض اور جوہر انڈا اور پرند | اس سے وہ ہوا اس سے یہ [illegible] |

[1] مراد از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[2] قولہ تعالیٰ: ہَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا۔ یعنی تحقیق انسان پر ایک ایسا وقت آیا تھا کہ وہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا۔ یعنی اُس کا کوئی ذکر اور نام ہی نہ تھا۔

| | |
|---|---|
| گفت شاہنشہ چنیں گیر المراد | این عرضہائے تو یک جوہر نزاد |
| بادشہ بولا کہ لو یہ سب عرض | بہتر سے بے جوہر عرض ہیں سربسر |
| گفت مخفی داشتست آں را خرد | تا بود غیب این جہان نیک و بد |
| بولا اس کو رکھتی ہے مخفی خرد | غیب ہوتا یہ جہان نیک و بد |
| زانکہ گر پیدا شدے اسرار فکر | کافر و مومن نگفتے جز کہ ذکر |
| ہوتا نہ ظاہر ہوتے گر اسرار فکر | کافر و مومن کا ہوتا ایک ذکر |
| پس عیاں بودے نہ غیب اے شاہ دیں | نقش دین و کفر بودے بر جبیں |
| ہوتا ظاہر اور نہ پنہاں شاہ دیں | نقش دین و کفر چمکاتی جبیں ۲۲ |
| کے درین عالم بت و بتگر بدے | چوں کسے از ہزء و تسخر بدے |
| ہوتے بتگر اور بت عالم میں کیوں | اور بکتا کرتا تمسخر کون یوں |
| پس قیامت بودے این دنیائے ما | در قیامت کہ کند جرم و خطا |
| پس قیامت ہوتی یہ دنیا تمام | کیا قیامت میں گناہوں کا تھا کام |
| گفت شہ پوشید حق پاداش بد | لیک از عامہ نہ از خاصان خود |
| بولا شہ کی حق نے پوشیدہ سزا | عام لوگوں سے نہ خاصوں سے ذرا |
| گر بدامے افگنم من یک امیر | از امیران خفیہ دارم نز وزیر |
| میں اگر قیدی بنا لوں اک امیر | کب امیروں کو خبر ہو جز وزیر |
| حق بمن بنمود پس پاداش کار | در صور ہائے عملہا صد ہزار |
| حق نے مجھ پر کھول دی پاداش کار | صورت اعمال میں جیسے ہیں ہزار |
| تو نشانے دہ کہ من دانم تمام | ماہ را بر من نمی پوشد غمام |
| تو نشانی دے کہ مجھ پر ہو عیاں | ابر میں کب چاند ہوتا ہے نہاں |
| گفت پس از گفت من مقصود چیست | چوں تو می دانی کہ آنچہ بود چیست |
| بولا ان باتوں کا ہے مقصود کیا | جب تو جانے کیا ہے وہ جو کچھ کہ تھا |

گفت شہ حکمت در اظہارِ جہاں ‏ـ آنکہ دانستہ بروں آید عیاں

بولا شہ یہ حکمت خلق جہاں ‏ـ جو تھا اس کے علم میں وہ ہو عیاں

آنچہ می دانست تا پیدا نکرد ‏ـ بر جہاں ننہاد رنج طلق و درد

علم میں جو تھا جب پیدا کیا ‏ـ کچھ نہ رنج و درد دنیا کو دیا

یک زماں بیکار نتوانی نشست ‏ـ تا بدی یا نیکی از تو بر نجست

بیٹھ سکتا کب ہے بیکار اک گھڑی ‏ـ کوئی نیکی تجھ سے ہو گی یا بدی

ایں تقاضائے کار از بہر آں ‏ـ شد موکل تا شود سرت عیاں

یہ تقاضے کام کے ہیں اس لیے ‏ـ تا کہ تیرا بھید تجھ پر کھلے

ورنہ کے گیرد کلاوہ تن قرار ‏ـ چوں ضمیرت می کشد او را بکار

ورنہ کب تیرے بدن کو ہو قرار ‏ـ جب ضمیر اس کو کرے پابند کار

چوں کلابہ تن کجا ساکن شود ‏ـ چوں سررشتہ ضمیرش می کشد

تن کی کلکڑی کب رہے آرام گیر ‏ـ کھینچتا رہتا ہے جب ڈورا ضمیر

تاسۂ تو شد نشانِ آں کشش ‏ـ بر تو بیکاری بود چوں جاں کنش

رنج تیرا اس کشش کا ہے نشاں ‏ـ جاں کنی ہے تیری بے کاری یہاں

ایں جہان و آں جہاں زاید ابد ‏ـ ہر سبب مادر اثر از وے ولد

ہر سبب زا یہ جہاں اور وہ جہاں ‏ـ اور ہم ان کے اثر سے ہیں عیاں

چوں اثر زائید آں ہم شد سبب ‏ـ تا بزائید او اثرہائے عجب

جب اثر ہونا بھی ٹھہرا اک سبب ‏ـ اس سے پیدا ہیں اثرہائے عجب

ایں سببہا نسل بر نسلست لیک ‏ـ دیدۂ باید منور نیک نیک

یہ سبب ہیں نسل بعد نسل اخی! ‏ـ چاہیئے آنکھوں میں لیکن روشنی

شاہ با او در سخن اینجا رسید ‏ـ تا بدید از وے نشانے یا ندید

شاہ نے باتیں یہاں تک اس سے کیں ‏ـ کیا خبر پایا پتہ کچھ یا نہیں ۲۲

خبث یارش را چو از شہ گوش کرد | در زماں دریائے خشمش جوش کرد

جب سنا شہ سے وہ کیسا تھا بُرا | دفعتاً پھر اس کو غصہ آگیا

کف برآورد آں غلام و سرخ گشت | تا کہ موج ہجوِ او از حد گذشت

منہ سے نکلے جھاگ چہرہ سُرخ تھا | ہجو کے دریا میں طوفاں آگیا

کو ز اوّل دم کہ با من یار بود | ہمچو سگ در قحط سرگیں خوار بود

بولا وہ مدت سے میرا یار تھا | قحط میں کتا تھا، سرگیں خوار تھا

چوں دمادم کرد ہجوش چوں جرس | دست بر لب زد شہنشاہش کہ بس

ہجو کی اُس نے جو نہی مثلِ جرس | ہاتھ منہ پر رکھ دیا شہ نے کہ بس

گفت دانستم ترا از وے بداں | از تو جاں گندست و ز یارت دہاں

میں نے پہچانا تجھے اے بد زباں | تیری جاں گندی ہے اور اس کا دہاں

پس نشیں اے گندہ جاں از دور تو | تا امیر او باشد و مامور تو

بس تو گندی جان والے دور ہو | دوں امیری اس کو تو مامور[1] ہو

بہر ایں گفتند اکابر در جہاں | راحۃ الانسان فی حفظ اللسان

اس لئے کہتے ہیں دانائے جہاں | راحت انساں ہے بس حفظ زباں

در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا | ہمچو سبزہ گولخن داں اے کیا

ہے نبی کا قول [illegible] ریا | [illegible]

پس بداں کہ صورت خوب و نکو | با خصال بد نیرزد یک تسو

بس سمجھ لے ہو جو کوئی خوبرو | بد خصالی سے نہ [illegible] اک تسو[2]

ور بود صورت حقیر و ناپذیر | چوں بود خُلقش نکو در پاش میر

نفرت انگیز اور بری صورت ہو گر | پر ہو خلق اچھا تو [illegible]

---

[1] محکوم +

[2] ڈیڑھ رتی یعنی ذرا بھی +

چند بازی عشق با نقشِ سبو ‖ بگذر از نقشِ سبو و آب جو
کب تک اس نقشِ سبو سے عاشقی ‖ نقش کو چھوڑ اور پانی ڈھونڈ اچھی

چند باشی عاشقِ صورت بگو ‖ طالبِ معنی شو و معنی بجو
عاشقِ صورت رہے گا تا کجا ‖ طالبِ معنی ہو ، معنی ڈھونڈ لا

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں ‖ عالمِ معنی بماند جاوداں
صورتِ ظاہر ہے فانی بے گماں ‖ عالمِ معنی رہے گا جاوداں

صورتش دیدی ز معنی غافلی ‖ از صدف دُر را گزیں گر عاقلی
معنی سے غافل ہے صورت دیکھ کر ‖ موتی لے سیپی سے عاقل ہے اگر

ایں صدفہائے قوالب در جہاں ‖ گرچہ جملہ زندہ اند از بحرِ جاں
یہ جہاں میں قالبوں کی سیپیاں ‖ گرچہ ساری جی رہی ہیں بحرِ جاں

لیک اندر ہر صدف نبود گہر ‖ چشم بکشا در دلِ ہر یک نگر
ہے ہر اک سیپی میں لیکن کب گہر ‖ آنکھ اٹھا ہر اک کے دل پر کر نظر

کاں چہ دارد ایں چہ دارد می گزیں ‖ زانکہ کم یابست آں دُرِّ ثمیں
دیکھ اس میں کیا ہے اور اس میں ہے کیا ‖ کیونکہ ہے کمیاب دُرِّ بے بہا

گر بصورت بنگری کوہے بشکل ‖ در بزرگی ہست صد چنداں ز لعل
ظاہرا دیکھے اگر تو کوہ کو ‖ لعل سے کتنا بڑا معلوم ہو

ہم بصورت دست و پا و جسمِ تو ‖ ہست صد چنداں کہ نقشِ چشمِ تو
یہ بدن یہ ہاتھ یہ پاؤں ترے ‖ سو گنا ہیں تیری آنکھوں سے بڑے

لیک پوشیدہ نباشد بر تو ایں ‖ کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزیں
تجھ پہ پوشیدہ نہیں ہے یہ مگر ‖ آنکھیں ہیں اعضا سے بہتر کس قدر

از یک اندیشہ کہ آید در دل ‖ صد جہاں گردد بیک دم سرنگوں
ایک اندیشہ جو دل میں ہو عیاں ‖ بالیقیں برباد کر دے سو جہاں

| | |
|---|---|
| جسمِ سلطاں گر بصورت یک بود | صد ہزاراں لشکرش در تگ بود |
| جسمِ سلطاں گرچہ ظاہر ہیں ہے ایک | اُس کے پیچھے لاکھوں فوجیں ہیں دبیک |
| باز شکل و صورتِ شاہِ صفی | ہست محکومِ یکے فکرِ خفی |
| پھر وہی شکل اور صورت شاہ کی | رہتی ہے محکومِ فکرِ مختفی ؎۱ |
| خلقِ بے پایاں ز یک اندیشہ بیں | گشتہ چوں سیلے روانہ بر زمیں |
| اس قدر مخلوق اک اندیشے سے | صورتِ طوفاں زمیں پر دیکھ لے |
| ہست آں اندیشہ پیشِ خلق خورد | لیک چوں سیلے جہاں را خورد و برد |
| وہ ہے اندیشہ اگرچہ مختصر | لے گیا جوں سیل دنیا کو مگر |
| خلقِ عالم چوں رمہ ست و حق شباں | می دواند جملہ را روز و شباں |
| گلہ ہے مخلوق چرواہا خدا | رات دن وہ سب کو ہے دوڑا رہا |
| پس چہ می بینی کہ از اندیشۂ | قائم است اندر جہاں ہر پیشۂ |
| دیکھتا ہے تو کہ اک اندیشے سے | ہر طرف قائم ہیں پیشے خلق کے |
| خانہا و قصرہا و شہرہا | کوہہا و دشتہا و نہرہا |
| جتنے گھر ہیں جتنے قصر اور جتنے شہر | جس قدر ہیں کوہ و صحرا اور نہر |
| ہم زمین و بحر و ہم مہر و فلک | زندہ از وے ہمچو از دریا سمک |
| یہ زمیں، دریا، یہ سورج، یہ فلک | اُس سے زندہ، جیسے دریا سے سمک ؎۲ |
| پس چرا از ابلہی پیشِ تو کور | تن سلیمان است و اندیشہ چو مور |
| کیوں ہے تیرے سامنے پھر مثلِ کور | تن سلیماں اور اندیشہ ہے مور |
| می نماید پیشِ چشمت کہ بزرگ | ہست اندیشہ چو موش و تن سترگ |
| کوہ ہے نظروں میں کیوں پیکر تن بڑا | فکر مثلِ موش ہے اور تن بڑا |

؎۱ پوشیدہ - باطنی +

؎۲ مچھلی +

عالم اندر چشم تو هول عظیم | ز ابر و برق و رعد داری لرز و بیم

ہے جہاں بڑا ہول نظروں میں تری | ابر و برق و رعد سے ہے خوف بھی

در جهان فکرتی اے کم ز خر | ایمن[۱] و غافل چو سنگے بیخبر

فکر کی دنیا میں تو ہے خر سے کم | صورتِ سنگ ایمن و غافل بہم

زانکه نقشی وز خرد بی بهرهٔ | آدمی خو نیستی خر کرهٔ[۲]

کیونکہ تو ہے نقش خالی مثل سے | کرۂ خر ہے تجھ کو کہنا چاہیئے

جهل محض و ز خرد بیگانهٔ | تو نداری ز خدا دیوانهٔ

جہل کامل عقل سے بیگانہ ہے | تو نہیں اللہ کی دیوانہ ہے

سایه را تو شخص می بینی ز جهل | شخص از آن شد نزد تو بازی و سهل

سائے کو تو جانتا ہے آدمی | آدمی تیرے لئے ہے دل لگی ۲۲

نک ز غیبت یک نمود آتش است | کز لطافت چون هوائے دلکش است

دیکھ آتش غیب سے ہے آشکار | ہے لطافت سے ہوائے خوش گوار

تا بجسمی در نمی پیچد کثیف | آگهی نبود بصر را زان لطیف

جائے گندہ تن میں جب آئے نظر | آنکھ کو ورنہ نہیں اس کی خبر

باز افزون است هنگام اثر | از هزاران تیشه و تیغ و تبر

ہاں زیادہ ہے وہ ہنگام اثر | سیکڑوں تیغ و تبر سے تیز تر

باش تا روزی کز آن فکر و خیال | بر گشاید بی حجابی پرّ و بال

صبر کر تھوڑے دن کہ وہ فکر و خیال | کھول دیں بے پردہ ہو کر پر و بال

کوهها بینی شده چون پشم نرم | نیست گشته این زمین سرد و گرم

کوہ کو دیکھے گا مثل پشم نرم | نیست ہوگی یہ زمینِ سرد و گرم

[۱] بے خوف۔

[۲] گدھے کا بچہ۔

| | |
|---|---|
| نے سما بینی زاختر نے وجود | جز خدائے واحدِ حیّ و دود |
| آسماں ہو گا نہ اختر اور وجود | ہاں مگر واحد خدا حیّ و دود |
| یک فسانہ راست آید یا دروغ | تا دہد مر راستیہا را فروغ |
| اک فسانہ راست ہے جو یا دروغ | اور سچ تا راستی کو ہو فروغ |

# ملازموں کا غلامِ خاص سے حسد کرنا

| | |
|---|---|
| پادشاہے بندۂ را از کرم | برگزیدہ بود از جملہ حشم |
| بادشہ نے ایک بندہ لطف سے | کر لیا تھا منتخب اپنے لیے |
| جامگی او وظیفہ چل امیر | دہ یک قدرش ندیدے صد وزیر |
| رزق تھا چالیس امیروں کا اُسے | سو وزیر اس لطف سے محروم تھے |
| از کمالِ طالع و اقبال و بخت | او ایازے بُد و شہ محمودِ وقت |
| صاحبِ اقبال و بخت و جود تھا | وہ ایاز اور بادشہ محمود تھا |
| روحِ او با روحِ شہ در اصلِ خویش | پیش ازیں تن بود ہم [illegible] خویش |
| روح اس کی روحِ شہ سے وصل میں | اس سے پہلے بھی تھی پیوند اصل میں |
| کار آں دارد کہ پیش از تن بدست | بگذر ازینہا کہ نو حادث شدست |
| کام وہ ہے پیشتر جو تن سے تھا | چھوڑ دے اس کو کہ یہ حادث ہے کیا |
| چشمِ عارف است گو نے احول است | چشمِ او بر کشتہائے اوّل است |
| چشمِ عارف [illegible] | کشتِ اوّل پر نظر اس کی سدا |
| آنچہ گندم کاشتندش آنچہ جو | چشمِ او آنجاست روز و شب گرو |
| گیہوں یا بوئے ہیں یا بوٹے ہیں جو | آنکھ اس کی ہے وہاں ہر دم گرو |
| آنچہ آبست شب جز آں نزاد | حیلہا و مکرہا [illegible] ست باد |
| حاملہ تھی رات اس نے کیا جنا | حیلے اور مکار باں ظلم و ریا |

لہ یعنی [illegible]

رخت دزدیدہ بتدبیر و فنش ‌‌ ‌‌ ماند روزِ داوری بر گردنش

جو چرایا اُس نے ساماں مکر سے ‌‌ ‌‌ حشر کے دن اُس کی گردن پر رہے

صد ہزاراں عقل باہم بر جہند ‌‌ ‌‌ تا بغیرِ دامِ او دامے نہند

سیکڑوں عقلیں اگر کوشش کریں ‌‌ ‌‌ تا بغیر اُس جال کے پھندا رکھیں

دامِ خود را سخت تر یابند و بس ‌‌ ‌‌ کے نماید قوتے با بادِ خس

دام کو اپنے وہ دیکھیں سخت تر ‌‌ ‌‌ کب ہوا پر پائے اک تنکا ظفر

ور نداری باور از من رو بیاں ‌‌ ‌‌ در بخواں وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِين

اور اگر آتا نہیں تجھ کو یقیں ‌‌ ‌‌ پڑھ ذرا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِين [۱]

در تو گوئی فائدہ ہستی چہ بود ‌‌ ‌‌ در سوالت فائدہ ہست اے عنود

گر کہے کیا فائدہ ہستی میں تھا ‌‌ ‌‌ فائدہ اس پوچھنے میں کیا بھلا

گر ندارد ایں سوالت فائدہ ‌‌ ‌‌ چہ شنوم ایں را عبث بے فائدہ

گر نہیں کچھ پوچھنے میں فائدہ! ‌‌ ‌‌ پھر میں اس کو کیوں سنوں یہ تو بتا

ور سوالت فائدہ دارد یقیں ‌‌ ‌‌ پس جہاں بیفائدہ نبود ببیں

ہے سوالوں میں جو تیرے فائدہ ‌‌ ‌‌ کس طرح ہے پھر جہاں بے فائدہ

گر سوالت را بسے فائدہ ست ‌‌ ‌‌ پس جہاں بیفائدہ آخر چرا ست

جب سوالوں میں ترے ہیں فائدے ‌‌ ‌‌ پھر جہاں بے فائدہ ہے کس لئے

در جہاں از یکجہت بیفائدہ است ‌‌ ‌‌ از جہتہائے دگر پُر فائدہ ست

گر جہاں اک طرح ہے بے فائدہ ‌‌ ‌‌ اس میں ہے دیگر جہت سے فائدہ

[۱] قولہ تعالیٰ عز و جل: مَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ

یہ لوگ حیلہ کرتے ہیں اور خدا ان کا حیلہ انہیں پر لوٹا دیتا ہے اور خدا سب سے بڑا حیلہ کرنے والا ہے۔

فائدہ تو گر مرا فائدہ نیست — مر ترا چوں فائدہ ست از وے بایست

فائدہ تیرا ہے گو میرا نہیں — فائدہ تجھ کو ہے۔ قائم رہ یہیں

فائدہ تو گر مرا نبود مفید — چوں ترا شد فائدہ گیر اے مرید

فائدہ تیرا نہیں مجھ کو مفید — فائدہ خود ہی اُٹھا تو لے مُرید

در نیم زاں فائدہ محرم ابن حرم — مر ترا چوں فائدہ است ازیں مبر

میں اگر اُس فائدے سے ہوں رہا — فائدہ تجھ کو ہے تو کیوں ہو جُدا

حسن یوسفؑ عالمے را فائدہ — گرچہ بر اخواں عبث بد زائدہ

حسن تھا یوسفؑ سے تھا سب کو فائدا — بھائیوں پر تھا اثر اُس کا بُرا

لحن داؤدی چناں محبوب بود — لیک بر محروم بانگ چوب بود

لحن داؤدی اگرچہ خوب تھا — بد نصیبوں کو صدائے چوب تھا

آب نیل از آب حیواں بد فزوں — لیک بر قبطی منکر بود خوں

آب حیواں سے تھا بہتر آب نیل — قبطیوں پر خون تھا وہ بے دلیل

ہست بر مومن شہیدی زندگی — بر منافق مُردن است و ژندگی

مومنوں کو ہے شہادت زندگی — اور منافق پہ ہے ہیبت موت کی

چیست در عالم بگو یک نعمتے — کہ نہ محروم اند ازوے اُمتے

ایسی کیا دنیا میں نعمت ہے عجیب — کوئی اُمت ہو نہ جس سے بدنصیب

گاو خر را فائدہ چہ در شکر — ہست ہر جاں را یکے قوتے دگر

گاو خر کو فائدہ شکر سے کیا — ہے غذا ہر جان کی گویا جُدا

لیک گر آں قوت بر وے عارضی ست — پس نصیحت کردن او را رائضی ست

ہے اگر خوراک اُس کی عارضی — تو نصیحت کرنا ہے چابک گری

چوں کسے کو از مرض گل داشت دوست — گرچہ پندارد کہ آں خود قوت اوست

جیسے ہو بیمار کو مٹی پسند — اور غذا اُس کو وہ سمجھے درد مند

قوّتِ اصلی را فرامش کردہ است ⁂ روئے در قوّتِ مرض آوردہ است

قوّتِ اصلی سے نہیں اُس کو غرض ⁂ اُس کا رُخ ہے جانبِ قوّتِ مرض

نوش را بگذاشتہ سم خوردہ است ⁂ قوّتِ علت ہمچو بش کردہ است

چھوڑ کر وہ نوش کو کھاتا ہے سم ⁂ چوب بیماری سے ہے وہ بیش و کم

قوّتِ اصلی بشر نورِ خدا ست ⁂ قوّتِ حیوانی مرادرا ناسزا ست

قوّتِ اصلی بشر، نورِ خدا ⁂ قوّتِ حیوانی ہے اُس کو ناسزا

لیک از علت دریں افتاد دل ⁂ کہ خورد او روز و شب زیں آب و گل

یہ اُسے علت سے ہے مرغوبِ دل ⁂ رات دن اُس کی غذا ہے آب و گل

روئے زرد و پائے سست و دل سبک ⁂ کو غذائے وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكْ[1]

زرد منہ اور سست پا، دل کا سبک ⁂ ہے کہاں قوّت سَمَا ذَاتِ الْحُبُكْ

آں غذائے خاصگانِ دولتست ⁂ خوردنِ آں بے گلو و آلتست

خاصگانِ شاہ کی وہ ہے غذا ⁂ جس کے کھانے کو نہیں لازم گلا

شد غذائے آفتاب از نورِ عرش ⁂ مر حسود و دیو را از دُودِ فرش

ہے غذا خورشید کی تو نورِ عرش ⁂ حاسدان[2] دیو کی ہے دودِ فرش

در شہیداں یُرْزَقُوْنَ فرمود حق ⁂ آں غذا را نے دہاں بُد نے طبق

یُرْزَقُوْنَ[3] بہرِ شہیداں حکمِ حق ⁂ کچھ نہ تھا درکار اُنہیں منہ یا طبق

---

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل: وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ - قسم اس آسمان کی جو صاحبِ طریقہ و راہ ہے۔ ساتویں آسمان سے مراد ہے۔

[2] شیطان کے حاسدوں یعنی ہاروت و ماروت کی غذا [illegible] کا دھواں ہے۔

[3] قولہ تعالیٰ عزوجل: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور خدا انہیں رزق دیتا ہے۔

| | |
|---|---|
| دل زہر رائے غذائے می خورد | دل زہر علمے صفائے می برد |
| دل کو بخشی اک غذا ہر رائے نے | صاف دل ہوتا ہے ہر اک علم سے |
| صورت ہر آدمی چوں کاسہ ایست | چشم از معنی او حساسہ ایست |
| صورت انساں مثالِ کاسہ ہے | آنکھ اُس کی باطنی حاسہ[۱] ہے |
| از لقائے ہر کسے چیزے خوری | وز قرانِ ہر قریں چیزے بری |
| کچھ نہ کچھ ہر اک سے ہے فائدا | ہر قریں کا قُرب ہے راحت فزا |
| چوں ستارہ با ستارہ شد قریں | لائق ہر دو اثر زاید یقیں |
| جب ستارہ ہو ستارے کے قریں | دونوں کے لائق اثر ہو بالیقیں |
| از قرانِ مرد و زن زاید پسر | وز قرانِ سنگ و آہن ہم شرر |
| قرب مرد و زن سے پیدا ہو پسر | سنگ و آہن جب ملیں، نکلیں شرر |
| وز قرانِ خاک با بارانہا | میوہا و سبزہا ریحانہا |
| خاک سے ہو جب کہ بارش کا قِراں | پھول اور میوے اُگیں اور سبزیاں |
| وز قرانِ سبزہا با آدمی | دل خوشی و بے غمی و خرمی |
| سبزے کے ملنے سے پائے آدمی | خوش دلی اور بے غمی اور خرمی |
| وز قرانِ خرمی با جانِ ما | می بزاید خوبی و احسانہا |
| جان سے ملتی ہے جب آکر خوشی | پاتے ہیں خوبی و احساں زندگی |
| قابلِ خوردن بود اجسامِ ما | چوں بزاید از تفرج کامِ ما |
| ہوتے ہیں کھانے کے قابل خود بدن | کام ہوتا ہے خوشی سے بے سخن |
| سرخروئی از قرانِ خوں بود | خوں ز خورشیدِ خوشی گلگوں بود |
| سرخروئی خوں کے ملنے سے ہوئی | خون کو گلگوں کرے مہرِ خوشی |

۱ حساسہ میں ہ تانیث کی ہے یعنی احساس کرنے والی ۔

بهترین رنگها سرخی بود | وان ز خورشیدست از وے می رسد
رنگوں میں ہے سب سے اچھا سرخ رنگ | مہر سے ہے وہ پہنچتا بے درنگ

ہر زمینے کو قرین شد با زحل | شورہ گشت و کشت را نبود محل
جو زحل کے پاس ہوتی ہے زمیں | ہو کے بنجر، کشت کے قابل نہیں

قوّت اندر فعل آید ز اتفاق | چوں قران دیو با اہل نفاق
فعل میں آتی ہے قوّت ناگہاں | دیو کا جیسے منافق سے قِران

ایں معانی ہست از چرخ نہم | بے ہمہ طاق و طرم طاق و طرم
آتے ہیں چرخ نہم سے بہ گہر | اور نہیں کچھ ظاہری یہ کرّ و فر

خلق را طاق و طرم عاریتے ست | امر را طاق و طرم ماہیتے ست
خلق کا یہ کرّ و فر ہے عارضی | ماہیت یہ کرّ و فر ہے امر[1] کی

از پئے طاق و طرم خواری کشند | بر امید عزّ در خواری خوشند
کرّ و فر کے واسطے ہوتے ہیں خوار | خوش ہیں اس سے دفر کے امیدوار

بر امید عزّ دو روزہ خدوک | گردن خود کردہ اند از غم چو دوک
چند روزہ دفر کی اُمید پر | مثل تکلے کے جھکا لیتے ہیں سر

چوں نمی آیند ایں جا کہ منم | کاندریں عزّ آفتاب روشنم
کیوں نہیں آتے یہاں۔ ہیں کامیاب | دفر کا ہوں ایک روشن آفتاب

مشرق خورشید برج قیر گوں | آفتاب ما ز مشرقہا بروں
مہر کا مشرق ہے بُرج نیلگوں | مشرقوں سے ہے مرا سورج بروں

مشرق او نسبت ذرّات او | نہ برآمد نہ فرو شد ذات او
شرق کو نسبت ہے اُس کے ذرّوں سے | کب طلوع و غرب ہے اُس کے لئے

[1] امر حق۔ یعنی حکم خدا۔

ماکہ داییں ماندہ ذرّاتِ دُنیم — در دو عالم آفتابِ بے فییم

ہم کہ اُس کے ذرّے ہیں ما لوٹے ہوئے — مہر ہیں کونین میں بے سائے کے

باز گردِ شمس می گردم عجب — ہم ز فرِّ شمس باشد ایں سبب

شمس کے ہم گرد پھرتے ہیں عجب — شمس کے ہے دبدبے کا یہ سبب

شمس باشد بر سببہا مطلع — ہم ازو حبلِ سببہا منقطع

شمس آگاہِ سبب ہے بے گماں — منقطع بھی ہیں سبب کی رسیّاں

صد ہزاراں بار ببریدم امید — از کہ از شمس ایں ز من باور کنید

قطع اُمیدیں ہوئیں سو مرتبا — شمس سے۔ باور تو اس کو کر ذرا

تو مرا باور مکن کز آفتاب — صبر دارم من و یا ماہی ز آب

کر نہ باور ہے مجھے خورشید سے — صبر۔ یا مچھلی کو پانی سے سوے

ور شوم نومید نومیدیِ من — عینِ صنعِ آفتاب است اے حسن

گر ہوں نا اُمید نومیدی مری — صنعتِ خورشید ہے اے مدّعی

عینِ صنع از نفسِ صانع چوں برد — عینِ ہست از غیرِ ہستی چوں چرد

صنع کیا ہو نفسِ صانع سے جُدا — ہست کو یعنی عدم سے کام کیا

جملہ ہستیہا ازیں روضہ چرند — کہ براق و تازیاں یا خود خرند

چرتی ہیں اس باغ میں سب ہستیاں — ہوں براق و اسپ یا خر بے گماں

لیک اسپِ کور کورانہ چرد — می نہ بیند روضہ را زاں ست رد

کور گھوڑا اندھے پن سے جب چرا — رد ہوا، وہ باغ کے لائق نہ تھا

وانکہ گردشہا ازیں دریا ندید — ہر دم آرد رو بمحرابِ جدید

گردشیں دیکھے نہ جو اس بحر کی — دیکھے ہر لحظہ وہ محرابیں نئی

او ز بحرِ عذب آبِ شور خورد — تا کہ آبِ شور او را کور کرد

کھاری پانی بحرِ شیریں سے پیا — اُس کو آبِ شور نے اندھا کیا

بحر می گوید بدست راست خور ۔ ز آب من اے کور تا یابی بصر

بحر کہتا ہے کہ سیدھے ہاتھ سے ۔ پانی پی اندھے، کھلیں دیدے ترے

ہست دست راست اینجا ظن راست ۔ کو بداند نیک و بد را کز کجاست

ہاتھ سیدھا ظنِ صادق اے فتا ۔ نیک و بد کی اصل وہ ہے جانتا

نیزہ گردانیست ایں نیزہ کہ تو ۔ راست می گردی گہ و گاہے دوتو

نیزہ گرداں ایک ہے اس نیزے کا ۔ جس سے تو سیدھا کبھی دُہرا ہُوا

ما ز عشق شمس دیں بے ناخنیم ۔ ورنہ ما آں کور را بینا کنیم

عشقِ شمس دیں سے بے ناخن ہیں ہم ۔ ورنہ اندھے کو کریں بینا ہم

ہاں ضیاء الحق حسام الدینؒ تو زود ۔ داروش کن کوری چشم حسود

اے ضیاء الحق حسام الدینؒ تو دے ۔ وہ دوا چشم حسد جو کھول دے

توتیائے کبریائی تیز فعل ۔ داروئے ظلمت کُش استیز فعل

تو خدائی سُرمہ ہے اور پُر اثر ۔ داروئے ظلمت، دوائے تیز تر

آنکہ گر بر چشم اعمیٰ بر زند ۔ ظلمت صد سالہ از و بر کند

وہ کہ جو اندھوں کی آنکھوں میں پڑے ۔ سَو برس کی تیرگی زائل کرے

جملہ کوراں را دوا کن اے قمر ۔ اے نہال میوہ دار افشاں ثمر

سارے اندھوں کی دوا کر اے قمر ۔ اے نہالِ بار ور ہاں دے ثمر

جملہ کوراں را دوا کن جز حسود ۔ کز حسودی بر تو می آرد جحود

دے دوا سب کو، مگر حاسد ہے بد ۔ وہ ترا منکر ہے از روئے حسد

مر حسودت را اگرچہ آں منم ۔ جاں مدہ تا ہمچنیں جاں می کنم

اپنے دشمن کو، وہ میں ہی کیوں نہ ہوں ۔ جان مت دے تا میں اس کی جان لوں

آنکہ او باشد حسودِ آفتاب ۔ کور می گردد ز بودِ آفتاب

جو بھی ہوتا ہے حسودِ آفتاب ۔ کور کر دیتی ہے بودِ آفتاب

| | |
|---|---|
| اینت در دیئے وا کورست آہ | اینت افتادہ ابد در قعرِ چاہ |
| رکھتا ہے کور درد بے دوا | اور اک گہرے کنوئیں میں ہے پڑا |
| نفی خورشید ازل پابست او | کے برآید ایں مرادِ او بگو |
| نفی خورشید ازل زنجیرِ پا | کس طرح پورا ہو اس کا مدعا |
| باز آں باشد کہ آید نزدِ شاہ | باز کور است آنکہ او گم کرد راہ |
| باز وہ ہے جو کہ آئے نزدِ شاہ | باز اندھا ہے جو ہے گم کردہ راہ |

## اُلوؤں کے ویرانے میں باز کا پھنسنا

| | |
|---|---|
| باز در ویرانہ بر جغداں فتاد | راہ را گم کرد و در ویراں فتاد |
| باز ویرانے میں جغدوں کے پھنسا | راستہ بھولا، ادھر کو آگیا |
| او ہمہ نور است از نورِ رضا | لیک کورش کرد سرہنگ قضا |
| رضائے نور سے مطلق وہ نور | موت نے لیکن بنایا اس کو کور |
| خاک در چشمش زد و از راہ برد | در میانِ جغد و ویرانش سپرد |
| خاک بھر دی آنکھ میں اور [illegible] گئی | اُلوؤں میں ۔ اور دی ویرانگی |
| بر سرش جغدانش بر سر می زنند | پر و بالِ نازنینش می کنند |
| اُلو اس کے سر پہ [illegible] مارتے | نوچتے تھے بال و پر نازک جو تھے |
| ولولہ افتاد در جغداں کہ ہا | باز آمد تا بگیرد جائے ما |
| اُلوؤں میں شور و غل ہونے لگا | گھر ہمارا باز لینے آگیا |
| چوں سگان کوئے پر خشم و مہیب | اندر افتادند در دلقِ غریب |
| جس طرح گلیوں میں کتے بے خبر | گدڑی والے شخص پر ہوں حملہ ور |
| باز گوید من چہ در خوردم بجغد | صد چنیں ویراں رہا کردم بجغد |
| باز بولا ان سے میں لائق ہوں کیا | میں نے ان کو ایسا سو جنگل دیا |

من نخواہم بود ایں جا می روم ‏ ‏ سوئے شاہنشاہ راجع می شوم

میں تو جاتا ہوں، یہاں ہو گیا سیاہ ‏ ‏ پھر دیں جاؤں گا سوئے بادشاہ

خویشتن مکشید اے جغداں کہ من ‏ ‏ نے مقیمم می روم سوئے وطن

اُلّوؤ! بے کار ہے یہ بانکپن ‏ ‏ ہوں مسافر، جاؤں گا سوئے وطن

ایں خراب آباد در چشم شماست ‏ ‏ ورنہ ما را ساعد شہ بازجاست

تم کو ہے مرغوب ویرانہ یہی ‏ ‏ میرا مسکن ہے کلائی شاہ کی

جغد گفتہ باز حیلت می کند ‏ ‏ تا ز خان و ماں شما را بر کند

بولا اک اُلّو یہ دیتا ہے فریب ‏ ‏ تا کرے بے خانماں یہ ناشکیب

خانہائے ما بگیرد او بمکر ‏ ‏ برکند ما را بسالوسی ز وکر

تا کرے لے گھر ہمارا مکر سے ‏ ‏ آشیاں سے ہم کو آوارہ کرے

می نماید سیری ایں حیلت پرست ‏ ‏ واللہ از جملہ حریصاں بدترست

سیر چشمی گو دکھاتا ہے ہمیں ‏ ‏ سب سے بدتر ہے یہ حرص و آز میں

او خورد از حرص طیں را ہمچو دبس[1] ‏ ‏ دنبہ مسپار اے خرد را بخرس

کھائے جوں دوشاب مٹی حرص سے ‏ ‏ ریچھ کو چکتی نہ دیتا جان کے

لاف از شہ می زند وز دست شاہ ‏ ‏ تا برد او ما سلیماں را ز راہ

بس یونہی کرتا ہے ذکر شاہ وہ ‏ ‏ تا سلیماں کو کرے گمراہ وہ

خود چہ جنس شاہ باشد مرغکے ‏ ‏ مشنوش گر عقل داری اندکے

اک پرندہ کب ہے جنس بادشا ‏ ‏ مت سنو میری کی جو دانش ہے ذرا

جنس شاہ ست او و یا جنس وزیر ‏ ‏ ہیچ باشد لائق لوزینہ سیر

وہ ہو جنس شاہ یا جنس وزیر ‏ ‏ لائق لوزینہ کب ہوتا ہے سیر[2]

---

[1] انگور کا رس

[2] لہسن

آنچہ می گوید ز مکر و فعل و فن ‏— ‏ہست سلطاں با حشم جویائے[۱] من

جو کچھ کہتا ہے مکر و حیلہ سے ‏— ‏ہے تلاشی بادشہ اس کے لیے

اینت مالیخولیائے ناپذیر ‏— ‏اینت لافِ خام و دامِ گول گیر

ہے یہ ناقص ایک مالیخولیا ‏— ‏جھوٹ ہے، حیلہ ہے، فن ہے اور دغا

بہ گماں باور کند زو ابلہ است ‏— ‏مرغکِ لاغر چہ درخورد شہ است

وہ ہے احمق جو اسے باور کرے ‏— ‏مرغ لاغر کب ہے لائق شاہ کے

کمترین جغدی زند بر مغز او ‏— ‏مر ورا یاری گری از شاہ کو

ادنیٰ اک الو جو مارے مغز پر ‏— ‏کب مدد کو آئے شاہ دادگر

گفت باز ار یک پرِ من بشکند ‏— ‏بیخ جغدستاں[۲] شہنشہ برکند

بولا باز اک پر اگر توڑے مرا ‏— ‏بیخ جغدستاں اکھاڑے بادشا

جغد چہ بود خود اگر بازے مرا ‏— ‏دل برنجاند کند با من جفا

الو تو الو اگر خود باز بھی ‏— ‏ظلم کرنا چاہے بھولے سے کبھی

شہ کند تودہ بہر شیب و فراز ‏— ‏صد ہزاراں خرمن از سرہائے باز

ڈھیر کر دے ہر جگہ وہ دادگر ‏— ‏مثلِ خرمن سیکڑوں بازوں کے سر

پاسبانِ من عنایاتِ وے ست ‏— ‏ہر کجا کہ من روم شہ در پے ست

پاسباں میرے ہیں لطفِ شہ کے ہاتھ ‏— ‏میں جہاں جاتا ہوں وہ ہے میرے ساتھ

در دلِ سلطاں خیالِ من مقیم ‏— ‏بے خیالِ من دلِ سلطاں سقیم

ہے دلِ سلطاں میں میرا ہی خیال ‏— ‏بھولنے سے میرے ہوتا ہے ملال

چوں بپراند مرا شہ در روش ‏— ‏می پرم بر اوجِ دل چوں پرتوش

جب اڑاتا ہے وہ شاہ دادگر ‏— ‏سایہ ساں اڑتا ہوں دل کے اوج پر

[۱] ڈھونڈنے والا۔

[۲] الوؤں کے رہنے کی جگہ۔

ہمچو ماہ و آفتابے می پرم      پردہائے آسماں ہا می درم
میں ہوں اُڑتا مثل ماہ و آفتاب      پھاڑتا ہوں چرخ کے پردے شتاب

روشنیٔ عقلہا از تن کرم      انفطار آسماں از فطرتم
عقل روشن میری ذہنیّت سے ہے      چرخ کا پھٹنا مری فطرت سے ہے

بازم و حیراں شود در من ہما      چغد کہ بود تا بداند سرّ ما
باز ہوں، حیران ہے مجھ سے ہما      چغد پھر جانے گا میرا بھید کیا

شہ برائے من ز زنداں یاد کرد      صد ہزاراں بستہ را آزاد کرد
میری خاطر شاہ نے زندان سے      لاکھ اسیر آزاد اک دم کر دئے

یک دمم با چغدہا دمساز کرد      از دم من چغدہا را باز کرد
مجھ کو چغدوں کا بنا کر ہمنشیں      باز اُن کو کر دیا ہے بالیقیں

اے خنک چغدے کہ در پرواز من      فہم کرد از نیک بختی راز من
ہے مبارک چغد جو پرواز سے      ہو گیا آگاہ میرے راز سے

در من آ[illegible] بازاں شوید      گرچہ چغدانید شہبازاں شوید
مجھ کو ملنا باز بننے کا ہے راز      چغد ہو لیکن بنو گے شاہ باز

آنکہ باشد با چناں شاہے حبیب      ہر کجا افتد چرا باشد غریب
ہو گا ایسا بادشہ جس کا حبیب      وہ جہاں جائے گا کیوں ہو گا غریب

ہر کہ باشد شاہ دردش را دوا      گر چو نے نالد نباشد بینوا
درد کی جس کے ہو خود سلطاں دوا      مثل نے رو کر بھی کب ہے بے نوا

مالک الملکم نیم من طبل خوار      طبل بازم می زند شہ از کنار
ملک والا ہوں نہیں بسیار خوار      شاہ طبل[1] باز پیٹے بار بار

[1] ایک قسم کا چھوٹا ڈھول ہوتا ہے جب باز نظروں سے غائب ہو جاتا ہے تو اُسے بجاتے ہیں تاکہ وہ اس کی آواز سُن کر واپس چلا آئے ۔

طبل بازِ من صدائے ارجعی | حق گواہِ من بزعمِ مدعی

طبل ہے میرا صدا ہے "ارجعی"[1] | میرا شاہد ہے خدا اے مدعی

من نیم جنسِ شہنشہ دور ازو | لیک دارم در تجلی نور ازو

جنسِ شہ ہی سے نہیں ہوں شہ سے دور | ہاں تجلی میں ہے میری اس کا نور

نیست جنسیت ز روئے شکل و ذات | آب جنسِ خاک آمد در نبات

جنسیت ہے ذات اور صورت سے پاک | پودوں میں پانی ہے جیسے جنسِ خاک

باد جنسِ آتش آمد در قوام | طبع را جنس آمدست آخر مدام

جنسِ آتش ہے ہوا وقتِ قوام | ہے طبیعت جنس کی خوگر مدام

جنسِ ما چون نیست جنسِ شاہِ ما | مائے ما شد بہرِ مائے او فنا

جنس میری اور شہ کی ہے جدا | پر خودی اُس کی خودی میں ہے فنا

چون فنا شد مائے ما او ماند فرد | پیش پائے اسپِ او گردم چو گرد

بے خودی میں اپنی خودی بس وہ رہا | اس کے توسن کی ہوئے ہم خاکِ پا

خاک شد جان و نشانیہائے او | ہست بر خاکش نشانِ پائے او

خاک ہو کر جان نے چھوڑے نشاں | خاک پر ہیں اُس کے پاؤں کے نشاں

خاکِ پایش شو ز بہرِ این نشان | تا شوی تاجِ سرِ گردن کشان

خاکِ پا ہو اِس نشاں کے واسطے | تاجِ سر ہو سر بلندوں کے لئے

تا نہ فریبد شما را شکلِ من | نقلِ وے نوشید بیش از نقلِ من

تا نہ دھوکا دے تمہیں صورت مری | نقلِ وے کھا جاؤ قبلِ نقل ہی

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد | قصدِ صورت کرد و بر اللہ زد

اکثروں کو پہنچا نقصاں شکل سے | دھوکے ہیں اللہ کے لاگو ہوئے

[1] قولہ تعالیٰ: یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ اے نفسِ مطمئن! اپنے رب کی طرف ہنسی خوشی لوٹ جا۔

آخر ایں جاں با بدن پیوستہ است / ہیچ ایں جاں با بدن پابستہ ست

جسم سے کیا جان پیوستہ نہیں / ہیچ جاں کی تن سے پابستہ نہیں؟

تابِ نورِ چشم با پیہ است جفت / نورِ دل در قطرۂ خونے نہفت

نورِ آنکھوں کا ہے چربی سے رلا / نورِ دل ہے قطرۂ خوں میں چھپا

شادی اندر گردہ و غم در جگر / عقل چوں شمعے درونِ مغزِ سر

شادی گردے میں، جگر چکر میں ہے / عقل مثلِ شمع مغزِ سر میں ہے

رائحہ در انف و منطق در لساں / لہو در نفس و شجاعت در جناں

ہے زباں پر نطق، خوشبو ناک میں / نفس میں ہے لہو، دل میں ہمتیں

ایں تعلقہا نہ بے کیف است و چوں / عقلہا در دانشِ چونی زبوں

یہ تعلق تو نہیں بے کیف و چوں / عقل ہے ادراک میں اس کے زبوں

جانِ کل با جانِ جزو آسیب کرد / عقل ازو دُرّے ستد در جیب کرد

جانِ کلی جانِ جزوی سے ملی / عقل نے موتی لیا اک واقعی

ہمچو مریمؑ جاں ازاں آسیب جیب / حاملہ شد از مسیحؑ دلفریب

مثلِ مریمؑ جان موتی سے اٹی! / حاملہ عیسیٰؑ سے گویا ہوگئی

آں مسیحے نے کہ بر خشک و تر ست / آں مسیحے کز مساحت برتر ست

جو مسیحؑ خشک و تر ہے۔ وہ نہیں / وہ مساحت سے ہے برتر بالیقیں

پس ز جانِ جاں چو حامل گشت جاں / از چنیں جانے شود حامل جہاں

جانِ جاں سے جیسے حامل ہے یہ جاں / ایسی جاں سے ہوتا ہے حامل جہاں

پس جہاں زاید جہانے دیگرے / ایں حشر را وا نماید محشرے

پس جہاں اک دوسرا پیدا کرے / اور وہ محشر کرے برپا نئے

تا قیامت گر بگویم بشمرم / من ز شرح ایں قیامت قاصرم

تا قیامت گر یونہی گفتا رہوں / قاصر اس کی شرح سے گویا رہوں

این سخنہا خود بمعنی یاربے ست ‖ حرفہا دام دم شیریں لبے ست

یہ بیاں معنی میں تو "یارب" سمجھ ‖ حرف دام صوت شیریں لب سمجھ

چوں کند تقصیر پس چوں تن زند ‖ چونکہ لبیکش زیارب می رسد

کیوں رہے چپ۔ کیسے کوتاہی کرے ‖ جب وہ "لبیک[لہ]" اپنے "یارب" پر سنے

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید ‖ لیک سرتا پائے بتوانی چشید

سن نہیں سکتا کوئی اس کی صدا ‖ دل ہی چکھ سکتا ہے کچھ اس کا مزا

یک مثل آوردمت تا پے بری ‖ وز چنیں لبیک پنہاں برخوری

اک مثل لکھتا ہوں گر اس کو سنے ‖ ہو ثمر ور راز سے لبیک کے

## نہر میں ایک پیاسے کا ڈھیلے پھینکنا

بر لب جو بود دیوارے بلند ‖ بر سر دیوار تشنہ دردمند

تھی لب جو ایک دیوارِ بلند ‖ اس پہ اک بیٹھا تھا پیاسا دردمند

تشنۂ مستسقیے زار و نزار ‖ عاشقے مستے غریبے بیقرار

ایک پیاسا پیاس سے زار و نزار ‖ عاشق و مست و غریب و بے قرار

مانعش از آب آں دیوار بود ‖ از پئے آب او چو ماہی زار بود

مانع آب اس کو وہ دیوار تھی ‖ مثل ماہی خواہش اس کو آب کی

شد حجاب آب آں دیوارِ او ‖ بر فلک می شد فغانِ زارِ او

اک حجاب آب وہ دیوار تھی ‖ آسماں پر تھی فغاں پہنچی ہوئی

ناگہاں انداخت او خشتے در آب ‖ بانگ آب آمد بگوشش چوں خطاب

اینٹ اک پانی میں پھینکی بے حجاب ‖ شور پانی کا سنا مثل خطاب

[لہ] میں تیری خدمت میں حاضر ہوں ۔

چوں خطابِ یار شیریں لذیذ ۔۔۔ مست کرد آں بانگِ آبش چوں نبیذ
لطف تھا اُس میں خطاب یار کا ۔۔۔ مست پانی کی صدا سے ہو گیا

از سماعِ بانگِ آب آں ممتحن ۔۔۔ گشت خشت انداز ز آنجا خشت کن
سن کے پانی کی صدا وہ خستہ جاں ۔۔۔ پھینکتا تھا اینٹ پانی میں وہاں

آب می زد بانگ یعنی ہے ترا ۔۔۔ فائدہ چہ زیں زدن خشتے مرا
پانی کہتا تھا کہ افسوس اے گدا ۔۔۔ مجھ کو اینٹیں مارنے سے فائدا؟

تشنہ گفت آبا مرا دو فائدہ ست ۔۔۔ من ازیں صنعت ندارم ہیچ دست
بولا پیاسا ہیں مجھے دو فائدے ۔۔۔ دخل قدرت میں نہیں مجھ بھی مجھے

فائدہ اول سماعِ بانگِ آب ۔۔۔ کو بود مر تشنگاں را چوں جواب
فائدہ پہلا ہے سننا بانگِ آب ۔۔۔ جو کہ پیاسوں کے لئے ہے اک جواب

بانگِ او چوں بانگِ اسرافیل شد ۔۔۔ مُردہ را زیں زندگی تحویل شد
بانگ اُس کی بانگِ اسرافیل تھی ۔۔۔ مل گئی مُردے کو گویا زندگی

یا چو بانگِ رعدِ ایامِ بہار ۔۔۔ باغ می یابد ازو چندیں نگار
یا صدائے رعدِ ایامِ بہار ۔۔۔ باغ جس سے پاتا ہے نقش و نگار

یا چو بر درویش ہنگامِ زکات ۔۔۔ یا چو بر محبوس پیغامِ نجات
یا وہ ہے درویش کو مثلِ زکوٰۃ ۔۔۔ یا وہ ہے قیدی کو پیغامِ نجات

[۱] چوں دمِ رحماں بود کاں از یمن ۔۔۔ می رسد سوئے محمدؐ بے دہن
یا دمِ رحماں ہے خوشبوئے یمن ۔۔۔ آتی ہے سوئے محمدؐ بے دہن

یا چو بوئے احمدِ مرسل بود ۔۔۔ کاں بعاصی در شفاعت می رسد
یا اُسے تو بوئے احمدؐ جان لے ۔۔۔ عاصیوں کو جو شفاعت میں ملے

[۱] جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے محبت کی خوشبو آرہی ہے۔

باچو بوئے یوسفِ خوبے لطیف
می زند بر جانِ یعقوبؑ نحیف

بادہ مثلِ بوئے یوسفؑ ہے لطیف
شاد ہے یعقوبؑ کی جانِ نحیف

یا نسیمِ روضۂ دار السلام
سوئے عاصی می رسد بے انتقام

یا نسیمِ روضۂ دار السلام
سوئے عاصی آتی ہے بے انتقام

یا سوئے مسِ سیہ از کیمیا
می رسد پیغام کاے ابلہ بیا

یا پہنچتا ہے پیامِ کیمیا
کاے تانبے کو کہ میری سمت آ

یا ز لیلیٰ بشنود مجنوں کلام
یا فرستد ویس رامیں را پیام

قیس یا سنتا ہے لیلیٰ کا کلام
ویس[۱] یا دیتی ہے رامیں کو پیام

فائدہ دیگر کہ ہر خشتے کزیں
بر کنم آیم سوئے ماءِ معیں

فائدہ دیگر ہے اینٹیں توڑنا
پانی کے نزدیک ہوں میں آ رہا

کز کمی خشت دیوار بلند
پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند

اینٹیں کم ہوتی ہیں جو دیوار سے
پست تر وہ کرتی جاتی ہیں اُسے

پستی دیوار قربے می شود
فصل او درمانِ وصلے می بود

ہو اگر پستی تو قرب آسان ہے
اس کا مٹنا وصل کا سامان ہے

سجدہ آمد کندنِ خشتِ لزب
موجبِ قربے کہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

کھودنا اینٹوں کا سجدہ ہے محب
قرب کا موجب کہ وَاسْجُدْ[۲] وَاقْتَرِبْ

تا کہ ایں دیوارِ عالی گردن است
مانع ایں سر فرود آوردن است

جب تک اونچی ہے یہ دیوارِ بلند
جھک نہیں سکتا سرِ نخوت پسند

سجدہ نتواں کرد بر آبِ حیات
تا نیابی زیں تنِ خاکی نجات

کس طرح ہو سجدہ گر آبِ حیات
ہو نہ جب تک جسمِ خاکی سے نجات

۱ ویس ایک مطلوب اور رامیں ایک طالب کا نام ہے۔
۲ سجدہ کر اور قریب آجا۔

| | |
|---|---|
| بر سرِ دیوار ہر کو تشنہ تر | زودتر بر می کند خشت و مدر |
| گر کوئی دیوار پر ہو تشنہ لب | وہ کرے گا پھینکنے سے اینٹ کب |
| ہر کہ عاشق تر بود بر بانگ آب | او کلوخ زفت بر کند از حجاب |
| جو ہو آشفتہ صدائے آب پر | چھپ کے ڈھیلے کیوں نہ پھینکے بخطر |
| او ز بانگِ آب پُر مے تا عنق | نشنود بیگانہ جز بانگ بلق |
| وہ مے آواز سے پُر تا عنق | اور بیگانہ سنے بانگ بُلق[۱] |
| اے خنک آں را کہ او ایّام پیش | مغتنم دارد گزارد وام خویش |
| وہ بہت اچھا ہے، جو عمر بقا | مغتنم سمجھے کرے قرضہ ادا |
| اندر آں ایّام کش قدرت بود | صحت و زور دل و قوت بود |
| ان دنوں میں جب اسے قدرت بھی ہو | زور اور صحت بھی ہو قوت بھی ہو |
| واں جوانی ہمچو باغ سبز و تر | می رساند بے دریغے بار و بر |
| وہ جوانی مثل باغ سبز و تر | بے تکلف دے رہی ہے بار و بر |
| چشمہائے قوت و شہوت رواں | سبز می گردد زمین تن بداں |
| قوت و شہوت کے چشمے ہیں رواں | ہیں زمین تن پہ اُن سے سبزیاں |
| خانہ معمور و سقفش بس بلند | معتدل ارکان و بے تخلیط و بند |
| گھر ہے آباد اور اُس کی چھت بلند | معتدل ارکان ہیں بے قید و بند |
| نورِ چشم و قوت ابداں بجا | قصر محکم خانہ روشن پُر صفا |
| نورِ چشم اور قوت جسمی بجا | قصر ہے مضبوط روشن پُر صفا |
| ہیں غنیمت داں جوانی اے پسر | سر فرود آور بکن خشت و مدر |
| اس جوانی کو غنیمت جان لے | نیچے آ، اینٹیں گرا دیوار سے |

[۱] وہ آواز جو اینٹ یا ڈھیلا پھینکنے کے وقت نکلتی ہے ؎

پیش ازاں کایامِ پیری در رسد ۔ گردنت بندد بحبلٍ مِن مَسَد

پیشتر اس کے کہ آئے ضعفِ بد ۔ اور باندھے تجھ کو حبلٍ مِن مَسَد[۱]

خاکِ شورہ گردد و ویران و سست ۔ ہرگز از شورہ نباتِ خوش نرست

خاک ہو بے کار اور سست و خراب ۔ کاشت اُس مٹی میں کیا ہو کامیاب

آب زور و آب شہوت منقطع ۔ او زخویش و دیگراں نا منتفع

زور و شہوت قطع ہوں جب اس طرح ۔ دوسروں سے نفع پہنچے کس طرح

ابرواں چوں پارِ دُم زیر آمدہ ۔ چشم را نم آمدہ تاری شُدہ

مثلِ دُمچی کے لٹک جائیں بھویں ۔ ڈھلکے سے آنکھیں نہ روشن رہ سکیں

از تشنج رو چو پشتِ سوسمار ۔ رفتہ نطق و طعم و دنداں ہا ز کار

جُھریاں ہوں مثلِ پشتِ سوسمار ۔ نطق، کھانا، دانت چھوڑیں اپنے کار

پشت دوتا گشتہ دل سُست و تپاں ۔ تن ضعیف و دست و پا چوں ریسماں

پیٹھ جُھک جائے ہو دل سُست و تپاں ۔ جسم لاغر، دست و پا ہوں رسیاں

برسرِ رہ زاد کم مرکوب سُست ۔ غم قوی دل تنگ تن نا دُرست

کم ہو زادِ راہ، اور مرکب ہو سست ۔ غم قوی، دل ناتواں، تن نا درست

خانہ ویراں کار بے ساماں شُدہ ۔ دل بہ افغاں ہمچو نے انباں شُدہ

خانہ ویراں، کام بے ساماں رہے ۔ مثلِ نے دل مائلِ افغاں رہے

عمر ضایع سعی باطل راہ دُور ۔ نفس کاہل دل سیہ جاں ناصبور

عمر ضائع، سعی باطل، راہ دُور ۔ نفس کاہل، دل سیہ، جاں ناصبور

موے برسر ہمچو برف از بیم مرگ ۔ جملہ اعضا لرزلرزاں ہمچو برگ

بال سر پر برف خوفِ مرگ سے ۔ جسم کے اعضا ہوں لرزاں برگ سے

[۱] درخت کے ریشے سے بنائی ہوئی رتی +

روز بیگہ لاشہ لنگ و رہ دراز          کارگہ ویراں عمل رفتہ زساز
خر ہو لنگڑا، دن ہو کم منزل دراز          کارگہ ویراں، عمل محروم ساز
بیخہائے خوئے بد محکم شدہ          قوتِ برکندن آں کم شدہ
خوئے ناقص نے پکڑلی ہوں جڑیں          ہوں نہ اُن کے کھودنے کی قوتیں

## حکایت

ہمچو آں شخصِ درشت خوش سخن          درمیانِ رہ نشاند او خاربن
جیسے اس نے گفتگو میں تھا جو سخت          راہ میں بو یا تھا کانٹوں کا درخت
رہ گذریانش ملامت گر شدند          پس بگفتندش بکن او را نکند
کرتے تھے اُس کو ملامت راہ گیر          وہ نہ رستے سے ہٹاتا تھا شریر
ہر دمے آں خاربن افزوں شدے          پائے خلق از زخمِ او پُرخوں شدے
بڑھتے جاتے تھے وہ کانٹے راہ میں          زخم پڑتے پائے خلق اللہ میں
جامہائے خلق بدریدے زخار          پائے درویشاں بخستے زار زار
کانٹوں سے پھٹتے تھے کپڑے خلق کے          پاؤں درویشوں کے زخمی ہوتے تھے
چونکہ حاکم را خبر شد زیں حدیث          یافت آگاہی ز فعلِ آں خبیث
جبکہ حاکم کو خبر اس کی ہوئی          پائی اس کے فعل سے جب آگہی
چوں بجد حاکم بدو گفت ایں بکن          گفت آرے بر کنم روزیش من
یوں کہا حاکم نے اس کو پھینک دے          بولا۔ہاں اک دن اکھاڑدوں گا اسے
مدتے فردا و فردا وعدہ داد          شد درختِ خارِ او محکم نہاد
کل جب آئی کل کا پھر وعدہ کیا          جڑ ہوئی کانٹوں کی پھر محکم سوا
گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ          پیش آ در کارِ ما واپس مغژ
ایک دن حاکم نے اس سے پھر کہا          دیر مت کر۔کام میں عجلت دکھا

گفت الایام یا عم بیننا ۔۔۔ گفت عجل لا تماہل دیننا

بولا تھوڑے دن ہیں اس کے درمیاں ۔۔۔ بولا فوراً کر ادائے قرض ہاں

تو کہ می گوئی کہ فردا ایں بداں ۔۔۔ کہ بہر روزیکہ می آید زماں

روز کر دیتا ہے کل۔ تو غور کر ۔۔۔ وقت جائے گا بہت کل تک گذر

آں درخت بد جواں تر می شود ۔۔۔ ویں کنندہ پیر و مضطر می شود

ہو رہا ہے وہ درختِ بد جواں ۔۔۔ کھودنے والا ضعیف و ناتواں

خاربن در قوت و برخاستن ۔۔۔ خارکن در سستی و در کاستن

نخل خار اک قوت و چستی میں ہے ۔۔۔ خارکن کمزوری و سستی میں ہے

خاربن ہر روز و ہر دم سبز و تر ۔۔۔ خارکن ہر روز زار و خشک تر

کانٹے ہیں ہر روز ہر دم سبز و تر ۔۔۔ خارکن ہر دن ہے زار اور خشک تر

او جواں تر می شود تو پیر تر ۔۔۔ زود باش و روزگارِ خود مبر

وہ جواں تر۔ تو ہے بوڑھا ہو رہا ۔۔۔ کھو نہ اپنا وقت جلدی کر ذرا

خاربن داں ہر یکے خوئے بدت ۔۔۔ بارہا در پائے خار آخر زدت

اپنی بد خوئی کو کانٹے جان لے ۔۔۔ بارہا پاؤں میں تیرے ہیں چبھے

بارہا از فعل بد نادم شدی ۔۔۔ بر سرِ راہ ندامت آمدی

بارہا بدیوں سے تو نادم ہوا ۔۔۔ فعلِ بد نے تجھ کو شرمندہ کیا

گر ز خستہ گشتن دیگر کساں ۔۔۔ کز خلقِ زشت تو ہست آں نشاں

دوسروں کے خستہ ہونے سے تو ہاں ۔۔۔ ہے جو غافل۔ گو وہ ہے تیرا نشاں

غافلی بارے ز زخم خود نۂ ۔۔۔ تو عذابِ خویش و ہم بیگانۂ

زخم سے تو اپنے تو غافل نہیں ۔۔۔ ہے عذابِ خویش و غیراں بالیقیں

یا تبر بردار و مردانہ بزن ۔۔۔ تو علیؑ وار ایں درِ خیبر بکن

یا تبر سے وار کر مردانہ وار ۔۔۔ جوں علیؑ ہاں توڑ درِ خیبر کا یار!

ورنہ چوں صدیق و فاروقِ مہیں
ہیں طریق دیگراں را بر گزیں

ورنہ جوں صدیق رضؓ جوں فاروقؓ یار!
دوسروں کا کر طریقہ اختیار

یا بہ گلبن وصل کن ایں خار را
وصل کن با نار نورِ یار را

وصل کر گلبن سے یا اس خار کو
اور ملا دے نور سے اس نار کو

تا کہ نورِ او کشد نارِ ترا
وصلِ او گلبن کند خارِ ترا

آگ تیری نور سے اُس کے بجھے
تیرا کانٹا گل ہو اس کے وصل سے

تو مثالِ دوزخی او مومن است
کشتنِ آتش بمومن ممکن است

وہ ہے مومن اور تو ہے دوزخی
سہل ہے مومن کو یہ آتش کشی

مصطفیٰؐ فرمود از گفتِ جحیم
کہ بمومن لابہ گر گردد ز بیم

مصطفیٰؐ کہتے ہیں جب دوزخ ڈرے
اور خوشامد خوف مومن سے کرے

گویدش بگذر ز من اے شاہ زود
ہیں کہ نورت سوزِ نارم را ربود

اور کہے فوراً گذر جاؤ ذرا
سوز کا دشمن ہے یہ نور آپ کا

پس ہلاکِ نار نورِ مومن است
زانکہ بے ضد دفعِ ضد لا یمکن است

نور مومن کا فنائے نار ہے
دفعِ ضد بے ضد بہت دشوار ہے

نار ضدِ نور باشد روزِ عدل
کاں ز قہر انگیختہ شد ویں ز فضل

نار ضدِ نور ہوگی حشر میں
قہر اُس میں فضل اس میں دیکھ لیں

گر ہمی خواہی تو دفعِ شرِ نار
آبِ رحمت در دلِ آتش گمار

دفع کرنا چاہے شرِ نار اگر
آبِ رحمت سے بجھا نارِ سقر

چشمۂ آں آبِ رحمت مومن است
آبِ حیواں روحِ پاکِ محسن است

چشمہ ہر مومن ہے آبِ رحم کا
روحِ محسن آبِ حیواں ہے فتا

بس گریزان است نفسِ تو ازو
زانکہ تو از آتشی او ز آبِ جو

تیرا نفس اس سے گریزاں اس لئے
کیونکہ تو ہے آگ سے۔ وہ آب سے

زاب آتش زاں گریزاں می شود
بھاگتی ہے پانی سے آگ اس لئے
کاتشش از آب ویراں می شود
اُس کی گرمی ہوتی ہے کم آب سے

حسنِ تو و فکرِ تو از آتش است
تیری حس اور فکر دونوں آگ سے
حسنِ شیخ و فکرِ او نورِ خوش است
حسن و فکرِ شیخ ہے تو نور سے

آبِ نورِ او چو بر آتش زند
آگ پر یورش ہو آبِ نور کی
چکچک از آتش برآید خوش جهد
آگ میں سردی سے آئے کپکپی

چوں کند چکچک تو گویش مرگ و درد
کپکپائے جب، اجل کا جان درد
تا شود ایں دوزخِ نفسِ تو سرد
تاکہ دوزخ نفس کا ہو جائے سرد

تا نسوزد او گلستانِ ترا
تا جلائے وہ نہ تیرے باغ کو
پست نکند عدل و احسانِ ترا
عدل و احساں بھی نہ اُس سے پست ہو

یک شرار از وے ہزاراں گلستاں
اک تجھے شعلہ جلیں سو گلستاں
از یکے نے نام ماند نے نشاں
ایک کا پھر کب رہے نام و نشاں

بعد ازاں چیزے کہ کارے بر دہد
بعد ازاں جو چیز بوئے۔ پھل ملے
لالہ و نسرین و سیسنبر[1] دہد
لالہ و نسرین و سیسنبر کھلے

باز پہنامی روم از راہِ راست
دُور پھر رستے سے ہٹوں میں ہو گیا
باز گرد اے خواجہ راہِ ما کجاست
لوٹ خواجہ! راستہ مجھ کو بتا

اندر آں تقریر بودیم اے خسور
تھے انہیں باتوں میں ہم اے پُر غرور
کہ خرت لنگ است و منزل دور دور
خر ہے لنگڑا اور منزل دور دور

بارِ تو باشد گراں در راہ چاہ
بوجھ بھاری اور رستے میں ہے چاہ
کج مرو زو رست اندر شاہراہ
چل نہ ٹیڑھا۔ پُر ہے دھوکے سے یہ راہ

سال شصت آمد کہ در شستت کشد
شست نے کر سے کشواں سال آگیا
راہِ دریا گیر تا یابی رشد
راہ لے دریا کی۔ نیکی پائے گا

[1] پودینہ

آنکہ عاقل بود در دریا رسید — شد خلاص از دام و از آتش رہید
تھا جو عاقل پہنچا دریا پر فتا — ہو گیا وہ دام و آتش سے رہا

چونکہ بیگہ گشت و آں فرصت گذشت — مُردہ گردد و سوئے دریا ز دشت
ہو گیا نا وقت، اب فرصت کہاں — مُردہ بن ہو جانب دریا رواں

ورنہ در تابہ شوی بریاں بسے — ایں چنیں ہرگز کند بر خود کسے
ورنہ تو اک دن کڑاھائی میں جلے — ایسا کرتا ہے کوئی اپنے لئے

حال آں سہ ماہی و آں جوئبار — گفتہ شد ایں جا برائے اعتبار [۱]
تین اک ندی میں تھیں جو مچھلیاں — حال اُن کا ہو چکا ہے کچھ بیاں

فَانْتَبِہْ ثُمَّ اعْتَبِرْ ثُمَّ انْتَصِبْ — وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ثُمَّ احْمَدْ تُصِبْ
جاگ، عبرت اس سے لے اور صبر کر — مانگ امدادِ خدا، تا ہو مفر ۲۲

سال بیگہ گشت و وقتِ کشت نہ — جز سیہ روئی و فعلِ زشت نہ
سال گذرا اب کہاں ہے وقت کشت — بس سیہ روئی ہے یا ہے فعلِ زشت

کرم در بیخ درخت تن فتاد — بایدش برکند و بر آتش نہاد
بیخ نخل تن میں کیڑے لگ گئے — آگ پر اب اس کو رکھنا چاہیئے

ہین و ہین اے راہ رو بیگاہ شد — آفتاب عمر سوئے چاہ شد
اے مسافر، وقت سب گذرا تباہ — آفتاب عمر ہے مائل بچاہ

ایں دو روزک را کہ زورت ہست زود — پیر افشانی بکن از راہِ جود
اور قابو میں ہیں دو دن ہیں ترے — کوششیں کر لے کچھ اپنے جود سے

ایں قدر تخمیکہ ماندستت بکار — تا درآخر بینی اورا برگ و بار
بیج جو تھوڑے سے ہیں بو دے انہیں — تا ہیں کچھ پھل دے انھیں انجام میں

[۱] حال یہ ہے کہ ابھی اُن تین مچھلیوں اور ندی کا حال مولانا نے بیان نہیں کیا۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ چوتھے دفتر میں موجود ہے ؂

تا نمردست این چراغ با گهر — هین فتیله‌اش ساز و روغن زودتر

ہے ابھی روشن چراغ با گہر — ہیں بتی ڈال اس میں جلد تر

هین مگو فردا که فرداها گذشت — تا بکلی نگذرد ایام کشت

کل نہ کر - کل تو بہت سے ہو چکے — اب گزر جائیں نہ یہ دن کاشت کے

## تاخیر میں بڑی آفتیں ہیں

پند من بشنو که تن بند قوی ست — کهنه بیرون کن گرت میل نوی ست

سن نصیحت جسم ہے قیدِ قوی — ہے نیا درکار، کہنہ پھینک بھی

لب ببند و کف پُر زر برگشا — بخل تن بگذار و پیش آور سخا

بند لب، اور دستِ پُر زر کھول دے — گر سخاوت، بخلِ تن کو چھوڑ کے

ترکِ لذتها و شهوتها سخاست — هر که در شهوت فرو شد برنخاست

ترکِ لذت ترکِ شہوت ہے سخا — جو گرا شہوت میں پھر وہ کب اٹھا

این سخا شاخیست از سروِ بهشت — وای او کز کف چنین شاخی بهشت

یہ سخا ہے شاخِ سروِ خلد، اے — اس پہ حسرت جس نے چھوڑا ہے اسے

عروة الوثقیست این ترکِ هوا — برکشد این شاخ جاں را بر سما

رشتہ محکم ہے یہ ترکِ ہوا — شاخِ جاں کو اس سے ہے اوجِ سما

تا برد شاخِ سخا اے خوب کیش — مر ترا بالا کشاں تا اصلِ خویش

تا کہ لے جائے تجھے شاخِ سخا — کھینچ کر تا اصل اے مردِ خدا

یوسفِ حسنی و این عالم چو چاه — وین رسن صبرست از امرِ اله

تو ہے یوسف اور یہ عالم ہے چاہ — یہ رسن ہے صبر، از امرِ اله

یوسفا آمد رسن در زن دو دست — از رسن غافل مشو بیگه شدست

آئی اے یوسف! رسن لے ہاتھ مار — ہو نہ غافل، وقت ہے ناوقت یار

حمد للہ کاین رسن آویختند ‌ ‌ ‌ فضل و رحمت را بہم آمیختند

شکر کر خالق نے لٹکا دی رسن ‌ ‌ ‌ فضل و رحمت ہیں اکٹھے جانِ من!

در رسن زن دست و بیرون رو ز چاہ ‌ ‌ ‌ تا ببینی بارگاہِ پادشاہ

ہاں پکڑ رسّی اکنوئیں سے باہر آ ‌ ‌ ‌ تاکہ دیکھے بارگاہِ بادشا

تا ببینی عالمِ جانِ جدید ‌ ‌ ‌ عالمے بس آشکار و ناپدید

عالمِ جانِ جدید آئے نظر ‌ ‌ ‌ جو نہاں بھی ہے اور ہے منتشر

این جہانِ نیست چون ہستاں شدہ ‌ ‌ ‌ واں جہانِ ہست بس پنہاں شدہ

یہ جہانِ نیست ہے ہستی نما ‌ ‌ ‌ وہ جہاں پنہاں ہے جو ہے ہست کا

خاک بر باد است و بازی می کند ‌ ‌ ‌ کژ نمائی پردہ سازی می کند

خاک بر باد اپنی بازی میں ہے ہاں ‌ ‌ ‌ کج نمائی پردہ سازی میں ہے ہاں

خاک ہمچوں آلتے در دستِ باد ‌ ‌ ‌ باد را داں عالی و عالی نژاد

خاک اک آلہ ہے دستِ باد میں ‌ ‌ ‌ باد کے رتبے ہیں عالی دیکھ لیں

چشمِ خاکی را بخاک افتد نظر ‌ ‌ ‌ باد بیں چشمے بود نوعِ دگر

خاک پر پڑتی ہیں آنکھیں خاک کی ‌ ‌ ‌ باد بیں ہوتی ہیں آنکھیں دوسری

آنکہ بر کار است بیکار است و پوست ‌ ‌ ‌ وانکہ پنہان است مغز و اصل اوست

یہ جو ہے باکار ہے بیکار و پوست ‌ ‌ ‌ اور پوشیدہ ہے مغز و اصل دوست!

اسپ انداسپ را کو ہست بار ‌ ‌ ‌ ہم سوارے اندا احوالِ سوار

گھوڑے کو کرتا ہے گھوڑا تیز یار ‌ ‌ ‌ جانتا اسوار ہے حالِ سوار

چشمِ حس اسپ است و نورِ حق سوار ‌ ‌ ‌ بے سوار این اسپ خود ناید بکار

چشمِ حس گھوڑا ہے نورِ حق سوار ‌ ‌ ‌ بے سوار آئے گا کیا گھوڑا بکار

پس ادب کن اسپ را از خوئے بد ‌ ‌ ‌ ورنہ پیشِ شاہ باشد اسپ رد

تو بری عادت سے گھوڑے کو بچا ‌ ‌ ‌ ورنہ رد کر دے گا اس کو بادشا

چشمِ اسپ از چشمِ شہ رہبر بود ‏— چشمِ او بے چشمِ شہ مضطر بود

چشمِ شہ ہے اسپ کو بس خضرِ راہ ‏— اس کی آنکھیں زار ہیں بے چشمِ شاہ

چشمِ اسپاں جز گیاہ و جز چرا ‏— ہر کجا خوانی نیاید بے چرا

چشمِ اسپاں سوئے گہ۔ سوئے چرا[1] ‏— تو جہاں جا ہے، نہ آئیں بے چرا

نورِ حق بر نورِ حس راکب شود ‏— وآنگہے جاں سوئے حق راغب شود

نورِ حس پر ہو جو راکب نورِ حق ‏— بعد ازاں یہ جان ہو مسرورِ حق ۲۲

اسپ بے راکب چہ داند رسم و راہ ‏— شاہ باید تا بداند شاہراہ

اسپ بے راکب نہ جانے رسم و راہ ‏— شاہ کو معلوم ہے ہر شاہ راہ

سوئے حسے رو کہ نورش راکب است ‏— حس را آں نور نیکو صاحب است

ڈھونڈ وہ حس نور ہو جس کا سوار ‏— ہے مصاحب حس کا وہ نور اور یار

نورِ حس را نورِ حق تزئیں بود ‏— معنیِ نورٌ علیٰ نور ایں بود

نورِ حق ہے نورِ حس کی آن بان ‏— معنی نورٌ علیٰ نور اس کو جان

نورِ حسی می کشد سوئے ثریٰ ‏— نورِ حقش می برد سوئے علا

نورِ حس تحت الثریٰ کو کھینچتا ‏— نورِ حق عرشِ علیٰ کو کھینچتا

زانکہ محسوسات دوں تر عالمے ست ‏— نورِ حق دریا و حس چوں شبنمے ست

یہ ہے محسوساتِ ادنیٰ کی مثال ‏— نورِ حق دریا ہے حس شبنم جمال

لیک پیدا نیست ایں راکب برو ‏— جز بآثار و بگفتارِ نکو

روبرو ظاہر نہیں لیکن سوار ‏— ہیں عیاں صرف اس کے آثار و شعار

نورِ حسی کو غلیظ است و گراں ‏— ہست پنہاں در سوادِ دیدگاں

نورِ حس کا جو ہے گدلا اور گراں ‏— وہ ہے آنکھوں کی سیاہی میں نہاں

[1] چراگاہ

| | |
|---|---|
| چونکہ نورِ حس نمی بینی ز چشم | چوں ببینی نورِ آں دینی ز چشم |
| نورِ حس ہی جب نہیں آتا نظر | نورِ حق پھر کس طرح ہو جلوہ گر |
| نورِ حس با ایں غلیظی مختفی ست | چوں خفی نبود ضیائے کاں صفی ست |
| نورِ حس گدلا ہے۔ پھر بھی ہے نہاں | صاف ہو کر نورِ حق کیا ہو عیاں |
| ایں جہاں چوں خس بدستِ بادِ غیب | عاجزی پیشہ گرفتہ ازدادِ غیب |
| ہے جہاں جوں خس بدستِ بادِ غیب | عاجزی پیشہ بنا از دادِ غیب |
| گہ بحرش می برد گاہیش بر | گاہ خشکش می کند گاہیش تر |
| بحر میں لے جاتا ہے۔ بر میں کبھی | خشک میں رکھتا ہے اور تر میں کبھی |
| دست پنہاں و قلم بیں خط گزار | اسپ در جولان و ناپیدا سوار |
| ہاتھ ہے پنہاں۔ قلم ہے خط گزار | دوڑ میں گھوڑا ہے۔ پنہاں ہے سوار |
| گہ بلندش می کند گاہیش پست | گہ درستش می کند گاہے شکست |
| پست کرتا ہے اُسے۔ گاہ ہے بلند | گہ بنائے گاہ توڑے بند بند |
| گہ یمینش می برد گاہے یسار | گہ گلستانش کند گاہیش خار |
| داہنیں بائیں اُس کو لے جاتا ہے وہ | پھول اور کانٹا بنا لاتا ہے وہ |
| تیر پراں بین و ناپیدا کماں | جانہا پیدا و پنہاں جانِ جاں |
| اُڑ رہا ہے تیر پنہاں ہے کماں | جانیں ظاہر اور نہاں ہے جانِ جاں |
| تیر را مشکن کہ ایں تیرِ شہی ست | نیست پرتابے ز شستِ آگہی ست |
| تیر کو مت توڑ، ہے تیرِ شہی | تیر ہے یہ شست سے آگاہ کی |
| مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ گفت حق | کارِ حق برکارہا دارد سبق |
| مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ[1] پڑھ ذرا | کارِ حق سب پر ہے سبقت لے گیا |

[1] قولہ تعالیٰ:۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللہَ رَمٰی۔ جب تو تیر پھینکتا ہے تو تو تیر نہیں پھینکتا، بلکہ خدا تیر پھینکتا ہے۔

چشم خود بشکن تو مشکن تیر را — چشم خشمت خوں نماید شیر را

تیر کو مت توڑ، پھوڑ آنکھیں ذرا — خوں دکھائے شیر کو چشم جفا

بوسه ده بر تیر و پیش شاه بر — تیر خوں آلوده از خون تو تر

بوسہ دے اور تیر پیش شاہ لا — خون سے تر کر کے پیکاں تیر کا

آنچه پیدا عاجز و بست و زبوں — وانچه ناپیدا چناں تند و حروں

جو ہے پیدا، عاجز، اور پست و زبوں — اور جو ناپیدا ہے سرکش اور دوں

ما شکاریم این چنیں دامے کراست — گوئے چوگانیم چوگانی کجاست

صید ہیں ہم، دام ایسا ہے کہاں — گیند ہیں ہم ہے وہ چوگاں کیوں نہاں

می درد می دوزد ایں خیاط کو — می دمد می سوزد ایں نفاط کو

پھاڑتا سیتا ہے یہ خیاط کون — ہے جلاتا پھونکتا نفاط کون

ساعتے کافر کند صدیق را — ساعتے زاہد کند زندیق را

اک گھڑی کافر کرے صدیق کو — اک گھڑی زاہد کرے زندیق کو

زانکہ مخلص در خطر باشد مدام — تا ز خود خالص نگردد او تمام

رہتا ہے خطرے میں بس مخلص مدام — ہو نہ وہ جس وقت تک خالص تمام

زانکہ در راہ است و رہزن بیحد است — آں رہد کو در امان ایزد است

کیونکہ رہ میں ہیں بہت دزدان راہ — وہ بچا لی جس نے خالق کی پناہ

آئنہ خالص نگشت او مخلص است — مرغ را نگرفتہ است و مقنص است

آئنہ خالص نہیں، مخلص ہے وہ — مرغ کو پکڑا نہیں، مقنص ہے وہ

چونکہ مخلص گشت مخلص باز رست — در مقام امن رفت و برد دست

جبکہ مخلص ہو گیا، مخلص ہوا — پہنچا جائے امن میں غالب بنا

ھ۱ درزی + ھ۲ آتش باز +
ھ۳ گرفتار +

ہیچ آئینہ دگر آہن نشد | ہیچ نانے گندم خرمن نشد

کب کوئی آئینہ پھر لوہا بنا | کب کوئی روٹی بنی گیہوں بتا

ہیچ انگورے دگر غورہ نشد | ہیچ میوہ پختہ با کورہ نشد

کب ہوا انگور پختہ خام اجی | میوہ پک کر پھر نہ ہو کچا کبھی

پختہ گرد و از تغیر دور شو | رو چو برہان محقق نور شو

پختہ بن، تبدیلیوں سے دور ہو | مثل برہان محقق[1] نور ہو

چون ز خود رستی ہمہ برہان شدی | چونکہ گفتی بندہ ام سلطان شدی

ہو رہا خود سے تو بن جائے دلیل | بندہ کہنے سے ہو سلطان اے جلیل

در عیان خواہی صلاح الدین[2] نمود | دیدہا را کرد بینا و گشود

گر عیاں چاہے، صلاح الدیں سے مل | روشن آنکھوں کو کرے کھل جائے دل

فقر را از چشم و از سیمای او | دید ہر چشمے کہ دارد نور ہو

چشم و پیشانی سے اُس کی فقر کو | دیکھا اُن آنکھوں نے جو حق بیں تھیں جو

شیخ فعال است بے آلت چو حق | با مریداں دادہ بے گفتے سبق

شیخ بے آلہ ہے فاعل مثل حق | بے پڑھائے دے مریدوں کو سبق

دل بدست او چو موم نرم رام | مہر او گہ ننگ سازد گاہ نام[3]

دل ہے اس کے ہاتھ میں جوں موم رام | مہر اس کی تنگ کر دے گاہ نام

مہر مومش حاکی انگشتری ست | باز آن نقش نگیں حاکی کیست

مہر ہے بس مثل انگشتری | نقش کس کا ذکر کرتا ہے کبھی

[1] تحقیق کی ہوئی دلیل۔ یا حضرت سید برہان الدین محقق سے مراد ہے +

[2] حضرت صلاح الدین زرکوبؒ سے مراد ہے جو حضرت برہان الدین رحؒ کے مریدوں اور مشائخ میں سے تھے +

[3] یہاں کشادہ سے مراد ہے +

حاکی اندیشۂ آں زرگر است — سلسلہ ہر حلقہ اندر دیگر است
مصنع اندیشہ تو زرگر ہے وہ — سلسلہ در سلسلہ اکثر ہے وہ

ایں صدا در کوہِ دلہا بانگ کیست — گہ پُر است از بانگ ایں گہ گہ تہی ست
کوہِ دل میں یہ صدا ہے گونجتی — پُر ہے گا ہے بانگ سے گا ہے تہی

ہر کجا ہست آں حکیم اوستاد — بانگ او زیں کوہِ دل خالی مباد
جس جگہ ہے وہ حکیم خوش کلام — کوہ بھر ہو بانگ سے اس کی مدام

ہست کہ کاوا مثنا می کند — ہست کہ کاواز صد تا می کند
بعض کوہوں کی صدا دُہری ہوئی — بعض کی بانگ و صدا ہے سو گُنی

می رہاند کوہ ازاں آواز و قال — صد ہزاراں چشمۂ آبِ زلال
کرتی ہے ہر کوہ کی آواز و قال — لاکھوں پیدا چشمۂ آبِ زلال

چوں زکہ آں لطف بیروں میشود — آبہائے چشمہا خوں می شود
کوہ سے جب لطف ہوتا ہے بروں — چشموں کا پانی بھی ہوں جاتا ہے خوں

زاں شہنشاہِ ہمایوں نعل بود — کہ سراسر طورِ سینا لعل بود
چونکہ شاہنشہ ہمایوں فال تھا — سارا کوہ طور سینا لال تھا

جاں پذیرفت و خرد اجزائے کوہ — ما کم از سنگیم آخر اے گروہ
زندہ و دانا ہوئے اجزائے کوہ — ہم ہیں پتھر سے بھی کمتر اے گروہ

نے ز جاں یک چشمہ جوشاں میشود — نے بدن از سبز پوشاں میشود
جان سے آتا نہیں چشموں کو جوش — اور نہ ہوتا ہے بدن ہی سبز پوش

نے صدائے بانگ مشتاقی درو — نے صفائے جرعۂ ساقی درو
ہے نہ آوازِ دل کی مشتاقی وہاں — اور نہ نورِ جرعۂ ساقی وہاں

کو حمیت تا ز تیشہ وز کلند — ایں چنیں کہ را بکلی بر کنند
کس میں غیرت ہے کدال اور تیشے سے — کوہ کو جڑ سے اٹھا کر پھینک دے

بو کہ براجزائے او تابد مہے
بو کہ در وے تاب خورتابد رہے

شاید اُس کے ٹکڑوں پر روشن ہو ماہ
شاید اُس میں پائے سورج اپنی راہ

چوں قیامت کوہہا را بر کند
پس قیامت ایں کرم کے می کند

جب قیامت اُن کو جڑ سے پھینک دے
دیکھئے کس دن کرم ایسا کرے

ایں قیامت زاں قیامت کے کم ست
آں قیامت زخم و ایں چوں مرہم ست

یہ قیامت کب ہے اُس محشر سے کم
زخم ہے وہ - یہ ہے مرہم ذوالکرم

ہر کہ دید آں مرہم از زخم ایمن است
ہر بدے کایں حسن دید او محسن ست

زخم کا کیا غم جو یہ مرہم ملا
جس نے دیکھا حُسن محسن بن گیا

اے خنک زشتے کہ خوبش شد حریف
وائے گل روئیکہ جفتش شد خریف

واہ وہ بد رُو - ہے جس کی خو حریف ط
آہ وہ گل رُو جو ہے جفت خریف

نانِ مُردہ چوں حریفِ جاں شود
زندہ گردد ناں و عین آں شود

نانِ مُردہ جب حریفِ جاں ہوئی
زندہ ہو کر عین جاں وہ بن گئی

ہیزمِ تیرہ حریفِ نار شد
تیرگی رفت و ہمہ انوار شد

جب حریفِ نار اک لکڑی ہوئی
تیرگی کھو کر سراپا نور تھی

در نمکسار ار خرِ مُردہ فتاد
آں خری و مُردگی یکسو نہاد

خر گرا نانِ نمک میں جب کبھی
سب خری اور مُردگی جاتی رہی

صبغۃ اللہ ہست رنگِ خُمِ ہو
پیسہا یک رنگ گردد اندرو

ہے خدا کا رنگ رنگِ خُمِ ہو
ایک رنگ ابلق ہیں جس میں موبمو

چوں دراں خم افتد و گوئیش قم
از طرب گوید منم خم لا تلم

وہ گرے خم میں - اُسے تو قم کہے
بولے میں خم ہوں - مجھے طعنے نہ دے

ط اور دل کے لئے سازگار ◆

| | |
|---|---|
| آں منم خم خود انا الحق گفتنیست | رنگ آتش دارد الا آہنیست |
| خم ہے کیا قائل انا الحق کا ہے وہ | رنگ ہے آتش کا۔ گو لوہا ہے وہ |
| رنگ آہن محو رنگ آتش است | ز آتشے میلا فد و خامش وش است |
| رنگِ آہن آگ میں مدہوش ہے | لافِ آتش ہے، مگر خاموش ہے |
| چوں بسرخی گشت ہمچوں زرکاں | پس انا نارست لافش بے زباں |
| سُرخ جب سونے کی صورت ہو گیا | بے زبانی سے انا نارؔ کہا |
| شد ز رنگ و طبع آتش محتشم | گوید او من آتشم من آتشم |
| آگ رنگ و طبع سے وہ ہو گیا | آگ آدل میں آگ ہوں کہنے لگا |
| آتشم من گر ترا شک است و ظن | آزموں کن دست را بر من بزن |
| آگ ہوں، لیکن جو ہو شک اور گماں | آزما، رکھ ہاتھ مجھ پر جلد ہاں |
| آتشم من بر تو گر شد مشتبہ | روئے خود بر روئے من یک دم بنہ |
| آگ ہوں گر شک ہے اس میں کچھ تجھے | اپنا چہرہ مجھ پہ رکھ کر دیکھ لے |
| آدمی چوں نور گیرد از خدا | ہست مسجود ملائک ز اجتبا |
| آدمی جب خود خدا سے نور لے | وہ ہے مسجودِ ملائک و فر سے |
| نیز مسجود کسے کو چوں ملک | رستہ باشد جانش از طغیان و شک |
| اُس کا بھی مسجود ا جو بے شبہ و شک | شک سے ہو جائے رہا مثلِ ملک |
| آتشِ چہ آہن چہ لب ببند | ریشِ تشبیہ و مشبہ را بخند |
| آگ کیسی کیسا لوہا بے خبر | خندہ تشبیہ و مشبہ پہ تو کر |
| پائے در دریا منہ کم گو ازاں | بر لبِ دریا خمش کن لب گزاں |
| جا نہ سوئے بحر، کم کر یہ بیاں | ساحلِ دریا پہ رہ خاموش ہاں |

لہ یعنی میں آگ ہوں +

گرچہ صد چوں من ندارد تاب بحر　　لیک می نشکیبم از غرقاب بحر

سیکڑوں مجھ سے نہ لائیں تاب بحر　　صبر کیا، جب تک نہ ہوں غرقاب بحر

جان و عقلِ من فدائے بحر باد　　خونبہائے عقل و جاں ایں بحر داد

عقل و جاں میری فدا ہے بحر پر　　عقل و جاں کا خونبہا دے گا مگر

تا کہ پایم می رود رانم درو　　چوں نماند پا چو بطّانم درو

پاؤں میں جب تک ہے دم آتا ہوں میں　　زور جب گھٹ جائے۔ مرغابی ہوں میں

بے ادب حاضر ز غائب خوشتر است　　حلقہ گرچہ کژ بود نے بر در است

بے ادب حاضر ہے غائب سے بھلا　　گنڈی گو ٹیڑھی ہے۔ در پر ہے سدا

اے تن آلودہ بگرد حوض گرد　　پاک کے گردد برون حوض مرد

گندے! کیا حاصل طوافِ حوض سے　　پاک کب ہو مرد باہر حوض سے

پاک کو از حوض مہجور اوفتاد　　او ز طہر خویش ہم دور اوفتاد

حوض سے جو دور ہے کب پاک ہے　　دور پاکی سے وہ بے ادراک ہے

پاکی ایں حوض بے پایاں بود　　پاکی اجسام کم میزاں بود

حوض کی پاکی ہے پاکی کامیاب　　جسم کی پاکی کا ہے کچھ کم حساب

زانکہ دل حوضیست لیکن در کمیں　　سوئے دریا راہ پنہاں دارد ایں

کیونکہ دل اک حوض ہے بالکل چھپا　　اس سے دریا تک ہے پنہاں راستا

پاکیِ محدود تو خواہد مدد　　ورنہ اندر خرج کم گردد عدد

تیری پاکی چاہے امداد اے فتا!　　ورنہ تو پاکی میں کم ہو جائے گا

## پانی کا ناپاکوں کو پاکی کے لئے بلانا

آب گفت آلودہ را در من شتاب　　گفت آلودہ کہ دارم شرم از آب

پانی اک ناپاک سے بولا کہ آ　　بولا آلودہ۔ ہے پانی سے حیا

گفت آب ایں شرم بے من کے رود ‏ ‏ بے من ایں آلودہ زائل کے شود

پانی بولا کھوؤں گا میں شرم بھی ‏ ‏ بے مرے کب دُور ہو آلودگی

زآب ہر آلودہ گر پنہاں شود ‏ ‏ اَلْحَیَاءُ یَمْنَعُ الْاِیْمَانَ بود

پانی سے ناپاک اگر پنہاں رہے ‏ ‏ یہ حیا دُور اس کو ایماں سے رکھے

دل ز پایہ حوض تن گلناک شد ‏ ‏ تن ز آب حوض دلہا پاک شد

دل جو حوض جسم سے گلناک ہے ‏ ‏ جسم آب حوض دل سے پاک ہے

گرد پایہ حوض دل گرد اے پسر ‏ ‏ ہاں ز پایہ حوض تن می کن حذر

حوض دل کے گرد پھر تو اے پسر ‏ ‏ حوض تن کی گاد سے پرہیز کر

بحر تن بر بحر دل برہم زناں ‏ ‏ درمیانشاں بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَان

بحر دل پر تو ہے بحر تن رواں ‏ ‏ بیچ میں حائل ہے اک پردہ گراں[1]

گر تو باشی راست ور باشی تو کژ ‏ ‏ بیشتر میغژ بدو واپس مغژ

خواہ تجھ میں ہو کجی یا راستی ‏ ‏ آگے بڑھ، لیکن نہ پیچھے ہٹ کبھی

پیش شاہاں گر خطر باشد بجاں ‏ ‏ لیک نشکیبند عالی ہمتاں

پیش شہ جانے میں گو ہے خوف جاں ‏ ‏ اہل ہمت صبر کرتے ہیں کہاں

شاہ چوں شیریں تر از شکر بود ‏ ‏ جان بشیرینی رود خوشتر بود

شاہ جو شیریں شکر سے ہے سوا ‏ ‏ جان شیریں دے تو بہتر اس سے کیا

اے ملامت گو سلامت مر ترا ‏ ‏ وے سلامت جو رہا کن تو مرا

اے ملامت گو سلامت تو رہے ‏ ‏ اے سلامت جو مجھے تو چھوڑ دے

جان من کورہ ست و با آتش خوش است ‏ ‏ کورہ را ایں بس کہ خانہ آتش است

میری جاں بھٹی ہے، خوش ہے آگ سے ‏ ‏ آگ گھر کافی ہے بھٹی کے لئے

[1] یعنی ایک پردہ ہے جس کے باعث وہ اپنی اپنی حد سے تجاوز نہیں کر سکتے +

| | |
|---|---|
| ہیچو کورہ عشق را سوزید نیست | ہر کہ او زیں کور باشد کودنے ست |
| عشق بھٹی کی طرح ہے سوز میں | اس سے جو اندھا ہو کودن جان لیں |
| برگ بے برگی ترا چوں برگ شد[1] | جان باقی یافتی و مرگ شد |
| برگ بے برگی جو تیرا برگ ہو | جان باقی پائے، رخصت مرگ ہو |
| چوں ترا غم شادی افزودن گرفت | روضۂ جانت گل و سوسن گرفت |
| تھیں جو خوشیاں عین غم تیرے لئے | باغ میں جاں کے گل و سوسن اُگے |
| آنچہ خوفِ دیگراں آں امنِ تست | بط قوی در بحر و مرغ خانہ سست |
| امن تیرا، خوف اوروں کا، دُرست | بط قوی دریا میں، مرغ خانہ سست |
| باز دیوانہ شدم من اے طبیب! | باز سودائی شدم من اے حبیب! |
| ہو گیا دیوانہ پھر میں اے طبیب! | ہو گیا سودائی پھر میں اے حبیب! |
| حلقہائے سلسلہ تو ذو فنوں | ہر یکے حلقہ دہد دیگر جنوں |
| حلقۂ زنجیر ہیں ہیں دو کمال | حلقے حلقے ہیں جنوں کا ہے وبال |
| دادِ ہر حلقہ فنونے دیگر ست | پس مرا ہر دم جنونے دیگر ست |
| حلقے حلقے میں فسوں ہے دوسرا | مجھ کو ہر لحظ جنوں ہے دوسرا |
| پس جنوں باشد فنوں ایں شد مثل | خاصہ در زنجیرِ ایں میرِ اجل |
| ہے جنوں خود ہی "فنوں" یہ ہے مثل | خاص کر جب پھانس لے میرِ اجل |
| آنچناں دیوانگی بگست بند | کہ ہمہ دیوانگاں پندم دہند |

یوں جنوں نے توڑ ڈالی قید و بند
دیتے ہیں دیوانے بھی اب مجھ کو پند

[1] یعنی اگر بے سرو سامانی تیرا سامان ہو جائے۔

# دوستوں کی طرف سے ذوالنون مصریؒ کی عیادت

| | |
|---|---|
| ایں چنیں ذوالنونؒ مصری را فتاد | کاندرو شور و جنون نو بزاد |
| ایسی ہی ذوالنونؒ مصری پر پڑی | شوران کا اور وحشت بڑھ گئی |
| شور چنداں شد کہ تا فوق فلک | می رسد از وے جگرہا را نمک |
| شور اس درجہ بڑھا تھا تا فلک | واسطے جگروں کے گویا تھا نمک[1] |
| ہیں منہ تو شور خود اے شورہ خاک | پہلوئے شورِ خداوندانِ پاک |
| شور اپنا رکھ نہ تو اے شورہ خاک | اُن کے پہلو میں جو ہیں خاصانِ پاک |
| خلق را تاب جنونِ او نبود | آتش او ریشہا شاں می ربود |
| خلق کو تاب اُس کی وحشت کی نہ تھی | اُن کی ڈاڑھی آگ سے اُس کی جلی |
| چونکہ در ریش عوام آتش فتاد | بند کردندش بزنداں المراد |
| آگ جب لوگوں کی ڈاڑھی میں لگی | دی اسے تکلیف آخر قید کی ٢٢ |
| نیست امکان واکشیدن ایں لجام | گرچہ زیں رہ تنگ می آیند عام |
| کس کے امکاں میں ہے روکے یہ لگام | گرچہ اس سے تنگ آئیں خاص و عام |
| دید ایں شاہاں ز عامہ خوفِ جاں | کایں گرُہ کورند و شاہاں بے نشاں |
| دیکھا شاہوں نے جو خوفِ جانِ عام | بے نشاں وہ۔ یہ گروہ اندھا تمام |
| حکم چوں در دست رنداں اوفتاد | لاجرم ذوالنوں بزنداں اوفتاد |
| حکم دینے والے اکثر رند تھے | اس لئے ذوالنونؒ زنداں میں گئے |
| یک سوارہ می رود شاہِ عظیم | در کفِ طفلاں چنیں دُرِّ یتیم |
| دیکھو تنہا ہوتا ہے شاہِ عظیم | ہاتھ میں بچوں کے جوں دُرِّ یتیم |

[1] بے چینی سے مراد ہے۔

دُرچہ دریا بُد نہاں در قطرۂ ‏ ‏ ‏ ‏ آفتابے مخفی اندر ذرّۂ

دُر تو کیا دریا ہے قطرے میں نہاں ‏ ‏ ‏ ‏ اور ذرّے میں ہے مہر ضَو فشاں

آفتابے خویش را ذرّہ نمود ‏ ‏ ‏ ‏ واندک اندک روئے خود را بر کشود

پہلے ذرّہ اپنے سُورج کو کیا ‏ ‏ ‏ ‏ تھوڑا تھوڑا چہرہ پھر کھلتا رہا

جملہ ذرّات در وے محو شد ‏ ‏ ‏ ‏ عالم از وے مست گشت و صحو شد

جتنے ذرّے تھے سب اُس میں محو تھے ‏ ‏ ‏ ‏ مست بھی ہشیار سارے ہو گئے

چوں قلم در دستِ غدّارے بود ‏ ‏ ‏ ‏ لاجرم منصورؒ بر دارے بود

جب قلم ہو ہاتھ میں غدّار کے ‏ ‏ ‏ ‏ کیوں نہ ہوں منصورؒ او بر دار کے

چوں سفیہاں را بود کار و کیا ‏ ‏ ‏ ‏ لازم آمد یقتلون الانبیا

جب کمینوں کا ہو زور اے باوفا ‏ ‏ ‏ ‏ لازم آئے انبیا کا مارنا

انبیا را گفتہ قومِ راہ گم ‏ ‏ ‏ ‏ از سفہ اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ

کہتے تھے، تھی جن کی عقل و راہ گم ‏ ‏ ‏ ‏ نبیوں سے اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ[1]

جہلِ ترسا بیں اماں انگیختہ ‏ ‏ ‏ ‏ زاں خداوندیکہ گشت آویختہ

جہلِ ترسا[2] دیکھ لیتے ہیں اماں ‏ ‏ ‏ ‏ اُن سے لٹکاتے ہیں جن کو بیگماں

چوں بقولِ اوست مصلوب جہود ‏ ‏ ‏ ‏ پس مرا او را امن کے تاند نمود

جب یہود ان کو کریں مصلوب ہاں ‏ ‏ ‏ ‏ ان سے پھر مل سکتی ہے کیونکر اماں

چوں دل آں شاہ زایشاں خوں بود ‏ ‏ ‏ ‏ عصمت وَ اَنْتَ فِیْہِمْ چوں بود

شاہ کا دل خون ہو جب قوم سے ‏ ‏ ‏ ‏ عصمت وَ اَنْتَ فِیْہِمْ[3] کیا کرے

---

[1] قولہ تعالیٰ:- اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہُوْا لَنَرْجُمَنَّکُمْ وَ لَیَمَسَّنَّکُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ کفار پیغمبروں سے کہتے ہیں، ہم نے تم سے شگون لیا، اگر تم باز نہ آؤ گے تو بیشک ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور تم کو ہم سے سخت عذاب پہنچے گا۔

[2] عیسائیوں کی بے وقوفی۔ [3] قولہ تعالیٰ: وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ

| | |
|---|---|
| زر خالص را و زرگر را خطر | باشد از قلاب خائن بیشتر |
| زر کو اور زرگر کو ہے شک سے خطر | کھوٹا کرنے والے سے اے باخبر |
| یوسفاں از رشک زشتاں مخفی اند | کز عدو خوباں در آتش می زیند |
| ہیں بُردوں کے رشک سے یوسف نہاں | خوب رُو دشمن سے ہیں آتش بجاں |
| یوسفاں از مکر اخواں در چہند | کز حسد یوسف بگرگاں می دہند |
| مکر اخواں سے ہیں یوسف چاہ میں | جو حسد سے بھیڑیوں کو دیں انہیں |
| از حسد بر یوسف مصری چہ رفت | ایں حسد اندر کمیں گرگیست زفت |
| یوسف مصری حسد میں مبتلا | یہ حسد ہے گھات کا اک بھیڑیا |
| لاجرم زیں گرگ یعقوبؑ حلیم | داشت بر یوسفؑ ہمیشہ خوف و بیم |
| لاجرم یعقوبؑ بھی اس گرگ سے | حال پر یوسفؑ کے خائف رہتے تھے |
| گرگ ظاہر گرد یوسف خود نگشت | ایں حسد در فعل از گرگاں گذشت |
| گرد یوسفؑ تھا نہ ظاہر بھیڑیا | یہ حسد تو گرگ سے بھی بڑھ گیا |
| زخم کرد ایں گرگ وز عذر لبق | آمدہ کانا ذہبنا نستبق |
| کیا کتنا گو حسد۔ لیکن کہا | بھیڑیا اُن کو اُٹھا کر لے گیا |
| صد ہزاراں گرگ را ایں مکر نیست | عاقبت رسوا شود ایں مکر بایست |
| مکر ایسا لاکھوں گرگوں میں نہیں | ہوتا ہے آخر یہ رسوا مکر کیں |

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۵۳) یعنی اے محمدؐ! خدا نہیں چاہتا کہ اُس قوم کو عذاب دے جس میں تو موجود ہو + سلہ قرآن شریف کی آیت یہ ہے ۔ وَجَاءُوْ اَبَاهُمْ عِشَاءً يَّبْكُوْنَ، قَالُوْا يَا اَبَانَا اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۔ شام کے وقت اپنے باپ کے پاس روتے چلاتے آئے اور کہا اے باپ! ہم جنگل میں تیر چلانے اور شکار کے لئے چلے گئے تھے اور یوسفؑ کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ بھیڑیا اُس کو کھا گیا +

زانکہ حشر حاسداں روزِ گزند ۔۔۔ بیگماں بر صورتِ گرگاں کنند

حاسدوں کا حشر روزِ حشر بھی ۔۔۔ بھیڑیوں کی شکل میں ہوگا اخی

حشر پُر حرص خس مردار خوار ۔۔۔ صورتِ خوکے بود روزِ شمار

حشر پُر حرص خس مردار خوار ۔۔۔ خوک کی مانند ہو روزِ شمار

زانیاں را گندہ اندامِ نہاں ۔۔۔ خمر خواراں را بود گندہ دہاں

زانیوں کا گندہ اندام نہاں ۔۔۔ اور مے نوشوں کا گندہ ہو دہاں

گند مخفی کاں بدلہا می رسید ۔۔۔ گشت اندر حشر محسوس و پدید

بوئے مخفی جو پہنچتی دل میں تھی ۔۔۔ حشر میں بالکل عیاں ہو جائے گی

بیشہ آمد وجودِ آدمی ۔۔۔ پُر حذر شو زیں وجود ار آدمی

ایک جنگل ہے وجودِ آدمی ۔۔۔ آدمی تو ہے تو ڈر اس سے اخی!

ظاہر و باطن اگر باشد یکے ۔۔۔ نیست کس را در نجات او شکے

جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو ۔۔۔ اس کی بخشش میں ہو شک کس شخص کو

در وجودِ ما ہزاراں گرگ و خوک ۔۔۔ صالح و ناصالح و خوب و خشوک

ہیں ہمارے تن میں خوک اور بھیڑیے ۔۔۔ نیک اور بد خوب صورت اور برے

حکم خود آں راست کو غالب تر است ۔۔۔ چونکہ زر بیش از مس آمد آں زر است

حکم اس پر ہے جو غالب تر رہا ۔۔۔ مس بھی پھر زر ہے اگر زر بڑھ گیا

سیرتے کاں در وجودت غالب است ۔۔۔ ہم براں تصویر حشرت واجب است

جو عمل غالب ہے ہستی پر تری ۔۔۔ حشر اسی صورت پہ ہوگا واقعی

ساعتے گرگے در آید در بشر ۔۔۔ ساعتے یوسف رخے ہمچوں قمر

دفعتاً ہے بھیڑیا انساں میں ۔۔۔ دفعتاً یوسف ہے اس کی آن میں

می رود در سینہا از سینہا ۔۔۔ از رہِ پنہاں صلاح و کینہا

سینوں سے جاتے ہیں سینوں کی طرف ۔۔۔ چھپ چھپا کر کینہ و مکر او رشرف

بلکہ خود از آدمی در گاو و خر | می رود دانائی و علم و ہنر

آدمی سے بلکہ گاو و خر میں بھی | ہیں ہنر اور علم کی راہیں کھلی

اسپ سکسک میشود رہوار و رام | خرس بازی می کند بز ہم سلام

اسپ بے رہ ہوتا ہے رہوار و رام | کھیلتا ہے ریچھ۔ کرتا ہے سلام

رفت در سگ ز آدمی حرص ہوس | یا شباں شد یا شکاری یا حرس

آدمی کی حرص سے کتے میں ہاں | یا شکاری بن گیا یا پاسباں

در سگ اصحاب خوئے زاں رقود | رفتہ تا جویائے رحماں گشتہ بود

پڑ گیا پر تو جو اہل کہف کا | ہو گیا کتا بھی جویائے خدا

ہر زماں در سینہ نوعے سر کند | گاہ دیو و گہ ملک گہ دام و دد

سینے میں اک نوع ہر لحظہ رہے | گہ فرشتہ گاہ دام و دد بنے

زاں عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ است | تا بدام سینہا پنہاں رہ است

شیر سب آگاہ ہیں اس دشت سے | دام تک سینوں کے ہیں رستے چھپے

دزدئے کن از زر و مرجان جاں | اے کم از سگ از درون عارفاں

تو زر و مرجان جاں کو لے چرا | پیش عارف سگ سے کم رتبہ ترا

چونکہ دزدی بارے آں در لطیف | چونکہ حامل می شوی بار شریف

تو چراتا ہے اگر دزدی لطیف | ہوتا ہے تو حامل بار شریف

چونکہ ذو النون سوئے زنداں رفت شاد | بند بر پا دست بر سر زافتقاد

قید میں ذوالنون گئے عشرت کے ساتھ | بیڑیاں تھیں پاؤں میں۔ سر پر تھے ہاتھ

دوستاں از ہر طرف بنہادہ رو | بہر پرسش سوئے زنداں نزد او

دوست سب زنداں میں ان کے جمع تھے
پوچھتے تھے اُن سے سارے واقعے

## ذوالنونؒ کے متعلق مُریدوں کا خیال

دوستاں در قصۂ ذوالنونؒ شدند ۔۔۔ سوئے زندان و دراں رائے زدند
دوستوں نے قصۂ ذوالنونؒ سُنا ۔۔۔ رائے اپنی پھر ہر اک دینے لگا

کایں مگر قاصد کند یا حکمتے ست ۔۔۔ کو دریں دیں قبلۂ ما و آیتے ست
کام یہ قصداً ہے یا حکمت سے ہے ۔۔۔ اُن کو نسبت قبلۂ ملت سے ہے

دُور دُور از عقل چوں دریائے او ۔۔۔ تا جنوں باشد سفر فرمائے او
اُن کا دریا ہے الگ ہر فہم سے ۔۔۔ کب جنوں اُن پر اثر اپنا کرے

حاش للہ از کمالِ جاہِ او ۔۔۔ کابرِ بیماری بپوشد ماہِ او
ہے کمالِ جاہ سے ممکن کہاں ۔۔۔ ان کا چاند ابرِ مرض میں ہو نہاں

او ز شرِ عامہ اندر خانہ شد ۔۔۔ او ز ننگِ عاقلاں دیوانہ شد
شر سے لوگوں کے وہ زنداں میں گئے ۔۔۔ عاقلوں کے ننگ سے مجنوں بنے

او ز عارِ عقلِ کندِ تن پرست ۔۔۔ قاصداً رفتست و دیوانہ شدست
تن پرستوں سے جو ۔۔ شرم سے ۔۔۔ ہو کے دیوانہ ہیں قصداً خود گئے

کہ ببندم اے فتیٰ و ساز گاو ۔۔۔ بر سر و پشتم بزن وایں را مکاو
یعنی مجھ کو قید کر کوڑے بھی مار ۔۔۔ راز یہ لیکن نہ کر تو آشکار

تا ز زخمِ لخت یابم من حیات ۔۔۔ چوں قتیل از گاوِ موسیٰ[12] اے ثقات
زندگی مجھ کو بھی وہ حاصل ہو جو ۔۔۔ گاوِ موسیٰ سے ملی مقتول کو

تا ز زخمِ لخت گاوے خوش شوم ۔۔۔ ہمچو کشتہ گاوِ موسیٰ[13] کُش شوم
زخمِ لخت گاو سے ہوں شادماں ۔۔۔ مثلِ کشتہ گاو کا قاتل ہوں ہاں

زندہ شد کشتہ ز زخمِ دُمّ گاو ۔۔۔ ہمچو مس از کیمیا شد زر ساو
کشتہ زندہ تازیانے سے ہوا ۔۔۔ جیسے مس کو زر بنا دے کیمیا

کشتہ برجست و بگفت اسرار را — وانمود آں زمرۂ خونخوار را

کشتہ اُٹھا - بھید سب ظاہر کئے — قاتلوں کے نام اس نے لے دئے

گفت روشن کایں جماعت کشتہ اند — تخم ایں آشوب ایشاں کشتہ اند

یعنی مارا اس جماعت نے مجھے — بیج انہوں نے بوئے ہیں آشوب کے

چونکہ کشتہ گردد ایں جسمِ گراں — زندہ گردد ہستئ اسرار داں

جبکہ مرجاتا ہے یہ جسمِ گراں — جاگتی ہے ہستئ اسرار داں

جانِ او بیند بہشت و نار را — باز داند جملۂ اسرار را

دیکھتی ہے جاں بہشت و نار کو — اور سمجھتی ہے تمام اسرار کو

وانماید خونیانِ دیو را — وانماید دامِ خدعہ و ریو را

قاتلانِ دیو کو ظاہر کرے — کھول دے جو ہر فریب و مکر کے

گاو کشتن ہست از شرطِ طریق — تا شود از زخمِ دمش جاں مفیق

مارنا ہے گائے کا شرطِ طریق — تا ہو اس کے زخمِ دُم سے جاں مفیق[۱]

گاوِ نفسِ خویش را زوتر بکش — تا شود روحِ خفی زندہ بہش

مار ڈال اس اپنی گاوِ نفس کو — تا کہ تیری رُوح پنہاں زندہ ہو

ایں سخن را منقطع و پایاں مجو — حالِ ذوالنونؒ با مریداں باز گو

اس سخن کا ہو بھلا انجام کیا — حالِ ذوالنونؒ اور مریدوں کا سُنا

## ذوالنون مصریؒ اور اُن کے مرید

چوں رسیدند آں نفر نزدیکِ او — بانگ زد ہی کیستید اِتَّقُوا[۲]

پہنچے جب ذوالنونؒ کے وہ روبرو — بول وہ للکارے کہ ہو کون اِتَّقُوا

۱ توفیق پانے والی +

۲ پرہیز کرد - دُور رہو +

| | |
|---|---|
| باادب گفتند ما از دوستاں | بہر پرسش آمدیم ایں جا بجاں |
| دوستوں نے یہ ادب سے عرض کی | آپ کی پرسش کو آئے ہیں سبھی |
| چونی اے دریائے عقل ذوفنوں | ایں چہ بہتان است برعقلت جنوں |
| حال کیا ہے بحرِ عقلِ ذوفنوں! | کیوں لگایا ہے یہ الزام جنوں |
| دودِ گلخن کے رسد در آفتاب | چوں شود عنقا شکستہ از غراب |
| کب دھواں سورج کا پائے راستا | کوّے سے عنقا شکستہ پر ہو کیا |
| وا مگیر از ما بیاں کن ایں سخن | ما محبّانیم با ما ایں مکن |
| ہم سے سچ سچ کہہ دے جو کچھ بات ہو | ہم سے پوشیدہ نہ رکھ اس حال کو |
| مر محبّاں را نشاید دور کرد | یا بہ روپوش و دغل مہجور کرد |
| دوستوں کو دور کرنا چاہیئے؟ | کیا یونہی مہجور کرنا چاہیئے؟ |
| راز را اندر میاں نہ با محب | ایکہ بحرِ علم و عقلی اے مجیب |
| راز اپنے دوستوں پر کھول دے | بحرِ علم و عقل ہے تو مان لے |
| راز را اندر میاں آور شہا | رو مکن در ابر پنہانی مہا |
| دوستوں سے راز کہہ دے بے خطر | چاند کو اب ابر میں پنہاں نہ کر |
| ما محبِ صادق و دل خستہ ایم | در دو عالم دل بتو بربستہ ایم |
| ہم تو ہیں سچے محب دل حزیں | ہم کو دنیا میں کوئی تجھ سا نہیں |
| راز را از دوستاں پنہاں مکن | در میاں نہ راز و قصدِ جاں مکن |
| دوستوں سے راز کو پنہاں نہ کر | راز کہہ دے اور قصدِ جاں نہ کر |
| چونکہ ذوالنّون ایں سخن زیشاں شنید | جز طریقِ امتحاں مخلص ندید |
| جب کہ یہ ذوالنّون نے باتیں سنیں | کچھ نہ سُوجھا امتحاں آیا یقیں |
| فحشش آغازید و دشنام از گزاف | گفت او دیوانگانہ زے وقاف |
| گالیاں دینے لگے اور فحش صاف | مثلِ دیوانوں کے بولے لام کاف |

بر جہید و سنگہا کرد و چوب — جملگاں بگریختند از بیم کوب

اٹھالیے پتھر اور لکڑی پھینک دی — خوف سے لوگوں میں بھاگڑ پڑ گئی

قہقہہ خندید و جنبانید سر — گفت با درویش ایں یاراں نگر

قہقہہ مارا ہلا کر اپنا سر — بولے اک درویش سے، کر نا نظر

دوستاں بیں کو نشانِ دوستاں — دوستاں را رنج باشد ہمچو جاں

دیکھتا ان کو یہی ہیں دوستاں — دوستوں کو رنج ہو گا مثل جاں

کے گراں گیرد ز رنج دوست دوست — رنج مغز و دوستی او را چو پوست

دوست کو ہاں کب گراں ہو رنج دوست — رنج گودا دوستی ہے مثل پوست

نے نشانِ دوستی شد سرخوشی — در بلا و محنت و آفت کشی

سرخوشی کب ہے نشانِ دوستی — دوست ہو جب وقتِ رنج دیکھی

دوست ہمچو زر بلا چوں آتش است — زرِ خالص در دلِ آتش خوش است

دوست زر ہے اور بلا اک آگ ہے — آگ ہی میں خوش ہے زر اے نیک پے

## حضرت لقمانؒ اور اُن کا آقا

نے کہ لقمانؒ را کہ بندہ پاک بود — روز و شب در بندگی چالاک بود

دیکھ لقمانؒ کو جو مردِ پاک تھا — بندگی میں رات دن چالاک تھا

خواجہ اش می داشتے در کار پیش — بہترش دیدے ز فرزندانِ خویش

خواجہ اپنے سامنے رکھتا اُسے — جانتا بیٹوں سے بھی اچھا اُسے

زانکہ لقمانؒ گرچہ بندہ زادہ بود — بندہ بود و از ہوا آزادہ بود

کیونکہ لقمانؒ گو کہ بندہ زاد تھا — پر ہوا و حرص سے آزاد تھا

گفت شاہے شیخ را اندر سخن — چیزے از بخشش ز من درخواست کن

گفتگو میں شاہ بولا شیخ[1] سے — مجھ سے کوئی چیز بخشش مانگیے

[1] حضرتِ لقمانؒ سے مراد ہے +

گفت اے شہ شرم ناید مر ترا　　کہ چنیں گوئی مرا زیں برتر آ
بولا اے سلطان نہیں کچھ شرم کیا؟　　مجھ سے تو کہتا ہے کیا شرما ذرا

من دو بندہ دارم وایشاں حقیر　　واں دو بر تو حاکما نند و امیر
میرے دو بندے ہیں دو تو ہیں حقیر　　تجھ پہ حاکم ہیں مگر مثل امیر

گفت شہ آں دو چہ اند ایں زلت ست　　گفت آں یک خشم و دیگر شہوت ست
شاہ بولا کون ہیں وہ سچ بتا　　بولا اک غصہ ہے شہوت دوسرا

شاہ آں داں کو ز شاہی فارغ ست　　بر مہ و خورشید نورش بازغ ست
شاہ وہ ہے جو ہو شاہی سے رہا　　چاند سورج پر پڑے جس کی ضیا

مخزن اندازد کہ مخزن عار اوست　　ہستی اندازد کہ ہستی را عدوست
چھوڑے مال و زر جو اس کو عار ہے　　چھوڑے ہستی کو جو دشمن خوار ہے

خواجۂ لقمان بظاہر خواجہ وش　　در حقیقت بندہ لقمان خواجہ اش
خواجۂ لقمانؑ بظاہر خواجہ تھا　　در حقیقت بندہ تھا لقمانؑ کا

در جہان باژگونہ زیں بسے ست　　در نظرشاں گوہرے کم از خسے ست
ہیں بہت ایسے جہاں میں ذی حشم　　جنکی نظروں میں ہیں موتی خس سے کم

مر بیاباں را مفازہ نام شد　　نام و ننگے عقل شاں را دام شد
ان بیابانوں کا آبادی ہے نام　　نام و ننگ عقل ہے ان سب کا دام

یک گرہ را خود معرف جامہ است　　در قبا گویند کو از عامہ است
بعض کو تو اعتراف جامہ ہے　　یہ قبا ان کو لباس عامہ ہے

یک گرہ را ظاہر سالوس زہد　　نور باید تا بود جاسوس زہد
بعض کا ہے زہد ظاہر آشکار　　نور ہو تو زہد بیں ہو کامگار

نور باید پاک از تقلید و غول　　تا شناسد مرد را بے فعل و قول
نور ہو وارستۂ[1] تقلید و غول　　جانے وہ مرد کو بے فعل و قول

---

[1] پیروی اور عیال داری سے آزاد۔

در رود در قلبِ او از راہِ عقل  نقد او بیند نباشد بند نقل
قلب میں جائے گا وہ از راہِ عقل  اصل دیکھے اُسکی توڑے بندِ نقل

بندہ گان خاص علام الغیوب  در جہانِ جاں جواسیس القلوب
خاص ہیں جو بندگانِ بے نیاز  ہیں جہانِ جاں میں وہ جاسوسِ راز

در درونِ دل در آید چوں خیال  پیش شاں مکشوف باشد سرِ حال
دل میں جب آئے کسی کے کچھ خیال  پہلے سے ہو جائے معلوم ان کو حال

در تنِ گنجشک چیست از برگ و ساز  کہ شود پوشیدہ آں بر عقلِ باز
چڑیوں کے پوٹے میں کیا ہے برگ و ساز  جس سے ناواقف بھلا ہو عقلِ باز

آنکہ واقف گشت بر اسرارِ ہو  سرِ مخلوقات چہ بود پیشِ او
ہوگیا جو واقفِ اسرارِ ہُو  راز عالم کیا ہے اُس کے روبرو

آنکہ بر افلاک رفتارش بود  بر زمیں رفتن چہ دشوارش بود
جو فلک پر مائلِ رفتار ہو  اُسکو کیا چلنا زمیں پر بار ہو

در کفِ داؤد کآہن گشت موم  موم چہ بود در کفِ اوائے ظلوم
موم ہو لوہا کفِ داؤد میں  موم کا کیا حال ہے۔ خود سوچ لیں

بود لقمانؑ بندہ شکلِ خواجۂ  بندگی بر ظاہرش دیباجۂ
صورت خواجہ میں لقمان بندہ تھا  بندگی ظاہر کی تھی اک ابتدا

چوں رود خواجہ بجائے ناشناس  بر غلامِ خویش پوشاند لباس
شہر نامعلوم میں خواجہ جو جائے  اپنے کپڑے اپنے خادم کو پہنائے

او بپوشد جامہائے آں غلام  مر غلامِ خویش را سازد امام
اور پہن لے آپ ملبوسِ غلام  اپنے بندے کو کرے اپنا امام

در پئش چوں بندگاں در رہ شود  تا نیابد زو کسے آگہ شود
پیچھے پیچھے ساتھ رستے میں چلے  تا نہ کوئی شخص اسے پہچان لے

گویدائے بندہ تو رو در صدر نشیں | من بگیرم کفش چوں بندہ کہیں

اور کہے جا بیٹھ خادم صدر میں | تیرے جوتے لے کے ہم بیٹھے رہیں

تو درشتی کن مرا دشنام دہ | مر مرا تو ہیچ توقیرے منہ

مجھ پہ سختی کر مجھے دشنام دے | اور بزرگ اپنا نہ باور کر مجھے

ترکِ خدمت خدمتِ تو داشتم | تا بغربت تخمِ حیلت کاشتم

چھوڑی خدمت، تیری خدمت کیلئے | حیلتاً پردیس میں لایا تجھے

خواجگاں ایں بندگیہا کردہ اند | تا گماں آید کہ ایشاں بردہ اند

خواجہ لوگوں نے یہ کی ہے بندگی | تا غلام ان کو سمجھ لے ہر کوئی

چشم پر بودند و سیر از خواجگی | کارہا را کردہ اند آمادگی

سیر چشم خواجگی تھے یہ تمام | اور کئے آمادگی سے اپنے کام

ویں غلامانِ ہوا برعکسِ آں | خویشتن بنمود خواجہ عقل و جاں

برخلاف اس کے غلامِ حرص کار | خود کو خواجہ کر رہے ہیں آشکار

آید از خواجہ رہِ افگندگی | ناید از بندہ بغیر از بندگی

خواجہ سے ہوتی ہے ظاہر عاجزی | بندہ سے ہوتی ہے پیدا بندگی

پس ازاں عالم بدیں عالم چناں | تعبیتہا ہست برعکس ایں بداں

اُس جہاں سے اس جہاں تک مہرباں | تعبیے ایسے ہیں - تو برعکس جان

خواجۂ لقمانؑ بر احوالِ نہاں | بود واقف دیدہ بود از وے نشاں

خواجۂ لقماں کو حالاتِ نہاں | ہو گئے معلوم، کچھ پایا نشاں

راز می دانست خوش می راند خر | از برائے مصلحت آں راہبر

جانتا تھا - کام لیتا تھا مگر | مصلحت کے طور پر وہ راہبر

ے ۱ بہردپ ٭

او ورا آزاد کردی از نخست　　لیک خوشنودی لقمان را بجست

وہ تو آزاد اس کو کرتا پہلے ہی　　پر اسے اس کی رضا منظور تھی

زانکہ لقمان را مراد این بود تا　　کس نداند سر آن شیر فتی

تھی رضا لقمان کی ۔ اس کا خیال　　ہو نہ ظاہر اہل دنیا پہ کمال

چہ عجب گر سر ز بد پنہاں کنی　　این عجب کہ سر ز خود پنہاں کنی

کیا عجب گر بھید بدخو سے چھپے　　یہ عجب پوشیدہ ہو راز اپنے سے

کار پنہاں کن تو از چشمان خود　　تا بود کارت سلیم از چشم بد

اپنی آنکھوں سے بھی کر پوشیدہ کام　　چشم بد سے تا ہو محفوظ اے ہمام

خویش را تسلیم کن بر دام مزد　　وانگہ از خود بی ز خود چیزی بدزد

کر حوالے خود کو تو تسلیم کے　　خوبی اپنے سے چرائی جان لے

می دہند افیون بمرد زخم مند　　تا کہ پیکاں از تنش بیروں کنند

زخمی کو افیون دیں لے خوش خصال　　تا کہ پیکاں اُسکے تن سے لیں نکال

وقت مرگ از رنج او را می درند　　او بدان مشغول شد جاں می برند

موت کے وقت اُسکو دیتے ہیں ملال　　وہ ہوا مشغول اور لی جاں نکال

چوں بہر فکرے کہ دل خواہی سپرد　　از تو چیزے در نہاں خواہند برد

جب چھپا کر نکلے فکر میں　　کچھ نہ کچھ تجھ سے چھپا کر چھین لیں

ہر چہ اندیشی و تحصیلے کنی　　می درآید دزد ازاں سو کایمنی

جو کرے حاصل جو ہو کر کا مگار　　راہ ایمن ہی سے آئے چور یار

پس بدان مشغول شو کاں بہتر است　　تا ز تو چیزے برد کاں کہتر است

اُس میں ہو مشغول بہتر ہے یہی　　تا کہ چھوٹی چیزیں لے جائے نری

بار بازرگاں چو در آب اوفتد　　کشتی عمرش بغرقاب اوفتد

مال سوداگر جو زیر آب ہو　　عمر کی کشتی نہ کیوں غرقاب ہو

هرچه نازل‌تر بدریا افگنند — دست اندر کالهٔ بهتر زنند

پھینکتے دریا میں ہیں ساماں بُرا — اور رکھتے ہیں جو ہو بالکل کھرا

چونکه چیزے فوت خواهد شد در آب — ترک کمتر گیر و بهتر را بیاب

جبکہ چیزیں تیری ہونگی غرقِ آب — لے لے بہتر - چھوڑ دے جو ہو خراب

نقدِ ایماں را بطاعت گوش دار — تا ز روئے حق نگردی شرمسار

نقدِ دیں کو بندگی سے تو بچا — تا نہ شرمندہ ہو تو پیشِ خدا

چونکه نقدت را نگهداری کنی — حرص و غفلت را برد دیوِ دنی

تو بچائے نقد کو جب اے اخی! — تہ کرے گا حرص کو شیطان بھی

## لقمانؑ کے فضل و ہنر کا ظاہر ہونا

خواجهٔ لقماں چو لقماں را شناخت — بنده بود او را و با او عشق باخت

خواجہ جب لقماں سے واقف ہوگیا — اُسکا بندہ ہوگیا اور شیفتا

هر طعامے کاوریدندے بوے — کس سوئے لقماں فرستادے زپے

کھانا آتا تھا جو کچھ اس کے لئے — بھیجتا تھا سامنے لقمان کے

تاکه لقماں دست سوئے آں برد — قاصدا تا خواجه پس خوردش خورد

تاکہ لقماں پہلے کھائے وہ طعام — اُسکے جھوٹے سے ہو خواجہ شادکام

سورِ او خوردے و شور انگیختے — هر طعامے کو نخوردے ریختے

جھوٹا پانی اس کا پیتا شوق سے — جو نہ کھاتا - پھینک دیتا تھا اُسے

ور بخوردے بیدل و بے اشتها — ایں بود پیوستگی بے منتہا

اور جو کھاتا بھی باصد بے دلی — یہ محبت انتہائے عشق تھی

خربزه آورده بودند ارمغاں — لیک غائب بُد لقماں زاں میاں

خربزے بھیجے کسی نے تحفتاً — تھا نہ لقمان - یاد آئی دفعتاً

گفت خواجہ با غلامے کاے فلاں    زود رو فرزندِ لقمانؔ را بخواں

فوراً اس کے پاس بھیجا اک غلام    تا بلا لائے بہ تعجیل تمام

چونکہ لقماںؔ آمد و پیشش نشست    خواجہ پس بگرفت سکینے بدست

آیا لقماںؔ اور بیٹھا سامنے    لی چھری خواجہ نے اسکو دیکھ کے

چوں بریدا و داد اورا یک بریں    ہمچو شکر خوردش و چوں انگبیں

کاٹ کر اک قاش پھر لقمانؔ کو دی    شہد و شکر کی طرح کھا اس نے لی

از خوشی کہ خورد داد اورا دوم    تا رسید آں تمسہا تا ہفدہم

دیکھکر نوش اُسکو دی اک دوسری    سترہ پھانکیں اس طرح دیں پراجی

ماند تمسے گفت ایں را من خورم    تا چہ شیریں خربزہ است ایں بنگرم

بچ رہی اک اور وہ کھالی آپ ہی    تا کہ چکھے خربزے کی چاشنی

او چناں خوش می خورد کز ذوق او    طبعہا شد مشتہی و لقمہ جو

کھاتا تھا لقمان ایسے ذوق سے    دوسروں کو جس سے آتے تھے مزے

چوں بخورد از تلخیش آتش فروخت    ہم زباں کرد آبلہ ہم حلق سوخت

خواجہ نے کھائی - تو اک شعلہ اٹھا    پڑ گیا چھالا زباں پر - منہ جلا

ساعتے بیخود شد از تلخیؔ آں    بعد ازاں گفتش کہ اے جانِ جہاں

دم بخود وہ اسکی تلخی سے ہُوا    پھر کہا لقماں سے اے جانِ وفا

نوش چوں کردی تو چندیں زہر را    لطف چوں انگاشتی ایں قہر را

نوش کیونکر کر لیا اس زہر کو    لطف کیوں سمجھا کیا اس قہر کو

ایں چہ صبر است ایں صبوری از چہ رو ست    یا مگر پیشِ تو ایں جانت عدو ست

صبر یہ کیسا ہے اور کس نوع کا    یا تو اپنی جان کا دشمن بنا

چوں نیاوردی بہانہ و حجّتے    کہ مرا عذرے ست بس کن ساعتے

کیوں بہانہ اور نہ حجّت تو نے کی    عذر کر دیتا نہ کھاؤں گا ابھی

گفت من از دستِ نعمت بخش تو | خوردہ ام چندانکہ از شرمم دوتو
بولا نعمت دینے والے ہاتھ سے | اتنا کھایا ہے کہ اب سر کیا اٹھے

شرمم آید کہ یکے تلخ از کفت | می نخوردم اے تو صاحب معرفت
شرم یہ آئی کہ اک شے تلخ تر | تیرے ہاتھوں سے نہ کھاؤں باخبر

چوں ہمہ اجزام از انعامِ تو | رستہ اند و غرق دانہ و دامِ تو
میرے اجزا تیری بخشش سے بنے | غرق ہیں دام اور دانے میں ترے

گر زیک تلخی کنم فریاد و داد | خاک صد رہ بر سرِ اجزام باد
ایک تلخی سے کروں فریاد اگر | خاک سو رستوں کی میرے جسم پر

لذتِ دستِ شکر بخش تو داشت | اندریں بطیخ تلخی کے گذاشت
دستِ شیریں سے ترے شیریں ہوا | تلخ ہو جاتا وہ کیونکر خربزا

از محبت تلخہا شیریں شود | از محبت مسہا زریں شود
شیریں ہو جاتا ہے اس سے تلخ تر | یہ محبت مس کو کردیتی ہے زر

از محبت دُردہا صافی شود | وز محبت دردہا شافی شود
صاف کرتی ہے محبت دُرد کو | درد بن جاتا ہے درماں دیکھ لو

از محبت خارہا گل می شود | وز محبت سرکہا مُل می شود
خار ہو جاتے ہیں سب الفت سے گل | اس کے ہاتھوں سرکہ ہو جاتا ہے مُل[1]

از محبت دار تختے می شود | وز محبت بار بختے می شود
اور محبت سے ہے بنتی تخت دار | اس سے ہو جاتی ہے قسمت سازگار

از محبت سجن گلشن می شود | بے محبت روضہ گلخن می شود
یہ محبت باغ زنداں کو کرے | یہ نہ ہو تو بھاڑ ہیں سب گل کدے

[1] شراب۔

از محبت نارہا نورے می شود — وز محبت دیو حورے می شود

نار ہو جاتی ہے محبت ہی سے نور — دیو بن جاتا ہے اس سے مثلِ حور

از محبت سنگ روغن می شود — بے محبت موم آہن می شود

تیل کر دیتی ہے الفت سنگ کو — بے محبت موم کیوں آہن نہ ہو

از محبت حزن شادی می شود — وز محبت غول ہادی می شود

ہاں محبت سے بنے ہے غم خوشی — غول[1] کرتا ہے اسی سے رہبری

از محبت نیش نوشے می شود — وز محبت شیر موشے می شود

نیش الفت ہی سے ہو جاتا ہے نوش — شیر بنتا ہے محبت ہی سے موش

از محبت سقم صحت می شود — وز محبت قہر رحمت می شود

ہاں محبت سقم[2] کو صحت کرے — ہاں محبت قہر کو رحمت کرے

از محبت مُردہ زندہ می شود — وز محبت شاہ بندہ می شود

مُردوں کو ملتی ہے اس سے زندگی — شاہ کو دیکھا ہے کرتے بندگی

ایں محبت ہم نتیجہ دانش است — کے گزافہ بر چنیں تختے نشست

یہ محبت ہے نتیجہ عقل کا — لاف گو اس تخت پر کیا بیٹھتا

دانش ناقص کجا ایں عشق زاد — عشق زاید ناقص اما بر جماد

عقل ناقص عشق کب پیدا کرے — اور کرے بھی تو فقط مخلوق سے

بر جمادے رنگ مطلوبے چو دید — از صفیرے بانگ محبوبے شنید

اس نے دیکھا رنگ جب محبوب کا — تو صدائے نغمۂ جانان سنا

دانش ناقص نداند فرق را — لاجرم خورشید داند برق را

دانش ناقص نہ جانے فرق کو — لاجرم خورشید جانے برق کو

[1] چھلاوہ +

[2] بیماری +

چونکہ ملعون خواند ناقص را رسول[۱] — ہست در تاویل نقصان عقول

یعنی ناقص کو کہتے تھے رسول[۲] — اور ہے تاویل نقصانِ عقول

زانکہ ناقص تن بود مرحوم رحم — نیست بر مرحوم لائق لعن و زخم

جسم ناقص کو ہیں کرتے سنگسار — قابل لعنت ہے ہر مردود یار

نقص عقل ست آنکہ بد رنجوریست — موجب لعنت سزائے دوریست

عقل کا ہے نقص بیماری بُری — لعنت و دوری کے لائق ہوئی

زانکہ تکمیل بدنہا دور نیست — لیک تکمیل خرد مقدور نیست

سہل ہے تکمیل جسم اے خوش خصال — عقل کی تکمیل لیکن ہے محال

کفر فرعونی و ہر گبر عنید — جملہ از نقصان عقل آمد پدید

کفر یہ فرعون اور کفار کا — عقل کے نقصان سے ظاہر ہوا

بہر نقصان بدن آمد فرج — در نبی کہ ما علی الاعمی حرج

نقص تن کو ہے سہولت نیک پے — ما علی الاعمی حرج[۱] قرآں میں ہے

برق آفل باشد و بس بے وفا — آفل از باقی ندانی بے صفا

برق فانی بھی ہے اور ہے بے وفا — فانی و باقی نہ جانے بے صفا

برق خندد بر کہ می خندد بگو — بر کسے کہ دل نہد بر نور او

بجلیاں ہنستی ہیں کس پر غور کر — اُس پہ جو مرتا ہے اُنکے نور پر

نورہائے برق ببریدہ پیست — آن چو لاشرقی و لاغربی کیست

نور بجلی کا ہے فانی بے گماں — اُس میں لاشرقی و لاغربی کہاں

---

[۱] قولہ تعالیٰ عزوجل۔ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ یعنی اندھے لنگڑے اور مریض پہ جہاد نہ کرنے سے کوئی قصور اور حرج لازم نہیں آتا۔

[۲] وہ جو نہ پورب میں ہے اور نہ پچھم میں۔

برق را خو یخطف الابصار[1] داں ‌ ‌ ‌ نور باقی را ہمہ ابصار داں

برق کو تو یخطف الابصار مان ‌ ‌ ‌ نور باقی کو سراسر آنکھ جان ہے

بر کفِ دریا فرس را راندن ‌ ‌ ‌ نامہ را در نورِ برقی خواندن

موج دریا میں جو گھوڑا چھوڑ دیں ‌ ‌ ‌ روشنی میں برق کی نامہ پڑھیں

از حریصی عاقبت نادیدن است ‌ ‌ ‌ بر دل و بر عقلِ خود خندیدن است

حرص کی ناعاقبت اندیشیاں ‌ ‌ ‌ عقل و دل پر ہیں تمسخر کیشیاں

عاقبت بین است عقل از خاصیت ‌ ‌ ‌ نفس باشد کو نہ بیند عاقبت

خاصیت ہیں عقل ہے انجام بیں ‌ ‌ ‌ نفس میں لیکن یہ خاصیت نہیں

عقل کو مغلوب نفس او نفس شد ‌ ‌ ‌ مشتری مات زحل شد نحس شد

نفس ہے گر عقل ہو مغلوب نفس ‌ ‌ ‌ مشتری زیرِ زحل ہو جائے نحس

ہم دریں نحسے بگرداں ایں نظر ‌ ‌ ‌ در کسے کہ نحس کردت درنگر

ڈال تو اس نحس پر بھی اک نظر ‌ ‌ ‌ نحس جو تجھ کو کرے اے بے خبر

آں نظر کہ بنگرد ایں جزر و مد ‌ ‌ ‌ او ز نحسے سوئے سعدے نقب زد

جو نظر اس جزر و مد کو دیکھ لے ‌ ‌ ‌ سعد کی جانب ہے جاتی نحس سے

زاں ہمی گرداندت حالے بحال ‌ ‌ ‌ ضد بضد پیدا کناں در انتقال

دوسرے سے ہے بدلتا ایک حال ‌ ‌ ‌ ضد سے ضد پیدا کرے یہ انتقال

تاکہ از عسرے نہ بینی خوفہا ‌ ‌ ‌ کے ز یسرے بازیابی لطفہا

خوف اگر دیکھے نہ تو تکلیف کا ہے ‌ ‌ ‌ لطف راحت تجھکو کیونکر آئے گا

تاکہ خوفت زاید از ذات الشمال ‌ ‌ ‌ لذتِ ذات الیمین یرجی الرّجال

تاکریں خائف تجھے ذات الشمال[2] ‌ ‌ ‌ اور دیں ذات الیمین[3] لطفِ کمال

---

[1] بینائی کو چھین لینے والی + [2] جن کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا۔ یعنی مقہور اور بُرے لوگ + [3] جن کے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا یعنی مغفور اور نیک لوگ +

تا دو پر باشی کہ مرغ یک پرہ — عاجز آمد از پریدن یک سرہ

تا دو پر ہو تو کہ طائر اِک پرا — اُڑنے سے رہتا ہے عاجز اے فتا

یا رہا کن تا نیایم در کلام — یا بدہ دستور تا گویم تمام

یا تو مجھ کو چھوڑ دے تا چپ رہوں — یا اجازت دے کہ جو چاہوں کہوں

ورنہ ایں خواہی نہ آں فرماں تراست — کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست

گر نہ یہ چاہے نہ وہ ہے اختیار — کون جانے کیا ترا مقصد ہے یار

جانِ ابراہیم باید تا بنور — بیند اندر نار فردوس و قصور

جانِ ابراہیمؑ ہو تو نور سے — نار میں بھی قصرِ جنت دیکھ لے

پایہ پایہ بر رود بر ماہ و خور — تا نماند ہمچو حلقہ بند در

سیڑھی سیڑھی جائے مہر و ماہ پہ — مثلِ حلقہ تا نہ پائے بند در

چوں خلیل از آسمانِ ہفتمیں — بگذرد کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن

گذرے ساتوں آسماں سے جوں خلیل — لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن[1] لائے دلیل

ایں جہانِ تن غلط انداز شد — جز مر آں را کو ز شہوت باز شد

سب کو گمرہ یہ جہانِ تن کرے — پر نہ اس کو شہوتوں سے جو بچے

# غلام سلطان کے حاسدوں کا باقی قصہ

قصۂ شاہ و امیران و حسد — بر غلامِ خاص سلطانِ ابد

قصہ شہ کا اور امیروں کا جو تھا — حاسد بندہ ہوئے جو برملا

دور ماند از جرِّ جرّارِ کلام — باز باید گشت و کرد آں را تمام

کھینچا تانی سے بیاں کی رہ گیا — ختم کرنا چاہیے اس کو ذرا

[1] میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

| | |
|---|---|
| باغبانان ملک با اقبال و بخت | چون درختے را نداند از درخت |
| باغبان ملک با اقبال و بخت | کیوں درختوں میں نہ پہچانے درخت |
| آن درختے را کہ تلخ و رد بود | وان درختے کہ یکش ہفصد بود |
| ایک ہو پیڑوں میں کڑوا اور درخت | سات سو کے ہو برابر اک درخت |
| کے برابر دارد اندر مرتبت | چون ببیند شان بچشم عاقبت |
| رتبے میں کب ہوں برابر وہ شجر | ان پہ ڈالے جب وہ آخر بین نظر |
| کان درختان را نہایت چیست بد | گرچہ یکسانند این دم در نظر |
| اصل الگ ہیں اور نتیجے بھی نئے | گو نظر آئیں بظاہر ایک سے |
| شیخ کو ینظر بنور اللہ شد | از نہایت وز نخست آگاہ شد |
| شیخ جب نور خدا سے دیکھتا | جانتا ہے ابتدا اور انتہا |
| چشم آخر بین ببست از بہر حق | چشم آخر بین کشاد اندر سبق |
| چشم آخر بین کو باندھا بہر خدا | چشم آخر بین کو اس نے وا کیا |
| آن حسودان بد درختان بودہ اند | تلخ گوہر شور بختان بودہ اند |
| تھے وہ حاسد فی الحقیقت بد درخت | اصل انکی تلخ تھی تھے شور بخت |
| از حسد جوشان و کف می ریختند | در نہانی مکر حیلہ انگیختند |
| دشمنی کے جوش سے تھے منہ میں جھاگ | مکر کی چھپکر جلاتے تھے وہ آگ |
| تا غلام خاص را گردن زنند | بیخ او را از زمانہ برکنند |
| مار ڈالیں تا غلام خاص کو | اسکی جڑ بنیاد دنیا میں نہ ہو |
| چون شود فانی چو جانش شاہ بود | بیخ او در عصمت اللہ بود |
| کیوں ہو فانی جان اسکی شاہ تھا | حافظ اسکی اصل کا اللہ تھا |
| شاہ از اسرار شان واقف شدہ | ہمچو بوبکر[1] ربابی تن زدہ |
| بادشہ پر بھید ان کا کھل گیا | مثل بوبکر ربابی اسے [illegible] ہے |

[1] حضرت بوبکر ربابیؒ صاحب جذب مشائخ میں سے تھے جو سات سال تک خاموش رہے تھے +

| | |
|---|---|
| در تماشائے دلِ بدگو ہراں | می زدے خنبک بر آں کوزہ گراں |
| دیکھتا تھا وہ یہ حالات نہاں | تکر پر ان کے بجاتا تالیاں |
| مکر می سازند قومِ حیلہ مند | تا کہ شہ را در فقاعے افگنند |
| مکر کرتی تھی یہ قومِ حیلہ گر | تا کہ ہو بے ہوش شاہِ باخبر |
| پادشاہے بس عظیم و بیکراں | در فقاعے کے بگنجد اے خراں |
| تھا عظیم الشان وہ سلطان تو | بے ہنسی ہیں کب سماتا اے گدھو! |
| از برائے شاہ دامے دوختند | آخر ایں تدبیر از و آموختند |
| دام بہرِ شاہ وہ سیتے رہے | تھے اسی سے یہ مگر سیکھے ہوئے |
| نحس شاگردے کہ با استادِ خویش | ہمسری آغازد و آید بہ پیش |
| نحس وہ شاگرد جو استاد سے | سیکھ کر پھر سامنا کرنے لگے |
| با کدام استاد استادِ جہاں | پیشِ او یکساں ہویدا و نہاں |
| کونسا استاد استادِ جہاں | جسکے آگے ایک ظاہر اور نہاں |
| چشمِ او ینظر بنور اللہ شدہ | پردہ ہائے جہل را خارق بدہ |
| دیکھتا ہے جو خدا کے نور سے | پھاڑ ڈالے جس نے پردے جہل کے |
| از دلِ سوراخ چوں کہنہ گلیم | پردہ بندد بہ پیشِ آں حکیم |
| دل تو سوراخوں سے ہے کہنہ[1] گلیم | اس کا پردہ تانے وہ پیشِ حکیم |
| پردہ می خندد برو با صد دہاں | ہر دہانے گشتہ اشگافے بر آں |
| پردہ سو منہ سے ہے اس پر خندہ زن | ہر شگاف اس کا بنا گویا دہن |
| گوید آں استاد مر شاگرد را | اے کم از سگ نیستت با من وفا |
| کہتا ہے استاد یوں شاگرد سے | تو ہے کتے سے بھی کم او بے وفا |

[1] پُرانا اور پھٹا ہوا کمبل۔

خود مرا استا مگیر آہن گسل / ہمچو خود شاگرد گیرد کور دل

میں نہیں استاد جا ڈھونڈ اور کو / کور دل کا کور دل شاگرد ہو

نے از منت زی ست در جان رواں / بے منت آبے نمی گیرد رواں

کیا نہیں یاد رہیں تیری جان کا / بے مرے تجھ میں نہ جاری آب تھا

پس دل من کارگاہِ بخت تست / چہ شکنی این کارگہ اے نادرست

تیری قسمت کی ہے یہ دل کارگاہ / اسکو کیوں کرتا ہے ناحق تو تباہ

گو نہیش نہاں زنم آتش زنہ / نے بقلب از قلب باشد روزنہ

تو کہے - ہے آگ الفت کی چھپی / کیا نہیں اک دل کو دل سے آگہی

آخر از روزن ببیند فکرِ تو / دل گواہی می دہد زیں ذکرِ تو

دیکھے اس روزن میں جلوہ فکر کا / دل ہی خود شاہد ہے تیرے ذکر کا

لیک در رویت نمالد از کرم / ہر چہ گوئی خندد و گوید نعم

سامنے تیرے نہ گو وہ کچھ کہے / تیری باتوں پر کہے ہاں اور ہنسے

او نمی خندد ز ذوقِ مالشت / او ہمی خندد برین اسگالشت

چاپلوسی پر تری ہنستا نہیں / فکر پر تیری ہے خنداں بالیقیں

پس نہاں را خندائے شد جزا / کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا

مکر کی بس مکر ہوتی ہے سزا / مار کاسہ ، مار پھر کوزے کی کھا

در بے با تو ورا خندہ رضا / صد ہزاراں گل شگفتے مر ترا

تجھ سے خوش ہو کر جو وہ کرتا ہنسی / پھول سو تیرے لئے کھلتے ابھی

چوں دلِ او در رضا آرد عمل / آفتابے دان کہ آید در حمل

دل میں اسکے جب خوشی کا ہو عمل / جان لے سورج ہے اور برج حمل

زو بخندد ہم بہار و ہم نہار / در ہم آمیزد شگوفہ سبزہ زار

دن ہو روشن اور ہو ساماں بہار / اور لہرائیں شگوفے - سبزہ رار

| | |
|---|---|
| چوں ندانی تو خزاں را از بہار | چوں بدانی رمز خندہ در ثمار |
| جب بہاروں سے خزاں سمجھے نہ تو | تو پھلوں کے خندہ کی کیا گفتگو |
| صد ہزاراں بلبل و قمری نوا | افگند اندر جہان بے نوا |
| بلبلیں اور قمریاں ہیں خوش نوا | اس جہاں میں سیکڑوں بے انتہا |
| چونکہ برگِ روح خود زرد و سیاہ | می بینی چوں ندانی خشم شاہ |
| رُوح کا پتہ جو ہے زرد و سیاہ | دیکھے تو - تو کیوں نہ سمجھے خشم شاہ |
| آفتابِ شاہ در برجِ عتاب | می کند رُوہا سیہ ہمچوں کتاب |
| آفتابِ شاہ اور برج عتاب | چہرے کیوں کالے نہ ہوں مثلِ کتاب |
| آں عطارد را ورقہا جانِ ماست | آں سپیدی واں سیہ میزانِ ماست |
| اس عطارد کا ورق ہے میری جان | ہے سپیدی اور سیاہی امتحان |
| باز منشورے نویسد سرخ و سبز | تا رہند ارواح از سودا و عجز |
| رکھتا ہے فرمان اکثر سرخ و سبز | تاکہ ہو روحوں سے باہر رنگِ عجز |
| سرخ و سبز افتاد نسخہ نو بہار | چوں خطِ قوس قزح در اعتبار |
| سرخ اور سبز ایک نسخہ نو بہار | خط دھنک کا تو اسے کرلے شمار |
| اندریں معنی شنو تو قصۂ | تا بیابی از معانی حصۂ |
| سن اسی بارے میں اک قصہ نیا | تاکہ مقصد میں ملے حصہ ذرا |

## ہُدہُد، بلقیسؑ اور حضرتِ سلیمانؑ

| | |
|---|---|
| رحمت صد تو برآں بلقیسؑ باد | کہ خدایش عقل صد مرداں بداد |
| رحمتیں لاکھوں ہو اُس بلقیسؑ پر | عقل مردوں کی جسے دے داد گر |
| ہُدہُد نامہ بیاورد و نشاں | از سلیمانؑ چند حرفے با بیاں |
| لایا ہُدہُد ایک نامہ اور نشاں | تھا سلیمانؑ کی طرف سے اک بیاں |

نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چوں ‏ ‏ ‏ بس جگرہا کاندریں رہ گشت خوں

کس کی طاقت ہے کرے چون وچرا ‏ ‏ ‏ خون اس رہ میں جگر ہیں برملا

پس یقیں شد کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَا ‏ ‏ ‏ خاکیے را گفت پرہا برکشا

پس یقینی ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَا ؎ ‏ ‏ ‏ کھولدے پر اپنے خاکی سے کہا

آتشے را گفت رو ابلیس شو ‏ ‏ ‏ زیر ہفتم خاک با تلبیس شو

کہ دیا آتش سے جا ابلیس بن ‏ ‏ ‏ ہاں دکھا زیر زمیں تو مکر و فن

آدم خاکی برو تو بر سہا ‏ ‏ ‏ اے بلیس آتشی رو تا ثری

آدم خاکی سہا تک کر خرام ‏ ‏ ‏ آتشی شیطاں ثریٰ میں کر قیام

چار طبع و علت اولیٰ نیم ‏ ‏ ‏ در تصرف دائماً من باقیم

چار طبع و علت اولیٰ نہیں ‏ ‏ ‏ اور تصرف میں ہوں باقی بالیقیں

کار من بے علت ست و مستقیم ‏ ‏ ‏ نیست تقدیرم بعلت اے سقیم

کام بے علت ہیں میرے اے سقیم ‏ ‏ ‏ کب مری قسمت میں علت ہی مقیم

عادت خود را بگردانم بوقت ‏ ‏ ‏ ایں غبار از پیش بنشانم بوقت

اپنی عادت کو بدل لوں وقت پر ‏ ‏ ‏ گرد کو اکثر بٹھا دوں وقت پر

بحر را گویم کہ ہیں پُر نار شو ‏ ‏ ‏ گویم آتش را کہ رو گلزار شو

بحر سے کہدوں کہ تو پُر نار ہو ‏ ‏ ‏ آگ سے کہدوں کہ ہاں گلزار ہو

کوہ را گویم سبک شو ہمچو پشم ‏ ‏ ‏ چرخ را گویم فرو رو پیش چشم

کوہ سے کہ دوں سبک ہو مثل پشم ‏ ‏ ‏ چرخ سے کہدوں فرو ہو پیش چشم

؎ قولہ تعالیٰ عزوجل: تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی یا اللہ! تو جس کو چاہتا ہے عزیز کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ نیکیاں اور خوبیاں سب تیرے ہاتھ میں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے +

۵۲ ایک ستارے کا نام ہے۔ ۵۳ خاک +

| | |
|---|---|
| گویم اے خورشید مقروں شو بماہ | ہر دو را سازم چو دو ابر سیاہ |
| کہدوں سورج سے کہ ہو مہ کے قرین | کالے بادل دونوں بن جائیں وہیں |
| چشمۂ خورشید را سازم خشک | چشمۂ خوں را بفن سازم مشک |
| میں سکھا دوں چشمۂ خورشید کو | خون کا چشمہ جو چاہوں مشک ہو |
| آفتاب و مہ چو دو گاوِ سیاہ | یوغ بر گردن ببندد شاں الٰہ |
| ہوں یہ مہر و ماہ دو گائیں سیاہ | ان کی گردن پر جُوا رکھدے الٰہ |

## آیتِ قرآنی سے ایک فلسفی کا انکار

| | |
|---|---|
| مقریے می خواند از روئے کتاب | ماؤکم غوراً ز چشمہ بندم آب |
| ایک قاری پڑھ رہا تھا عقلمند | ماؤکم غوراً[1] کروں چشمے کو بند |
| آب را در غورہا پنہاں کنم | چشمہا را خشک و خشکستاں کنم |
| میں زمیں میں پانی کو پنہاں کروں | چشموں کو خشک اور خشکستاں کروں |
| آب را در چشمہ کہ آرد دگر | جز من بے مثل با فضل و خطر |
| پانی پھر چشموں میں لائے کون یوں | ما سوا میرے کہ میں بے مثل ہوں |
| فلسفیٔ منطقیٔ مستہاں | می گذشت از سوئے مکتب آں زماں |
| فلسفی تھا اک حقیر و منطقی | گذرا مکتب کی طرف سے اس گھڑی |
| چونکہ بشنید آیۂ او را بلند | گفت آریم آب را ما با کلند |
| جبکہ با آواز یہ فقرے سنے | بولا میں لے آؤں پانی کھود کے |

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: —— اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ - اگر تمہارا پانی زمین پر چھیل جائے تو پھر کون ہے جو تمہارے لئے خوشگوار پانی مہیا کردے؟

لہ یا بدریوزہ مقوقس از رسولؐ — سنگلاخے مزرعے شد با وصول
یا مقوقس کو شفیع المذنبینؐ — کھیت کر دیں ایک پتھریلی زمین

کہربائے مسخ آمد ایں دعا — خاک قابل را کند سنگ و حصی
کہربائے مسخ ہے گویا دعا — اچھی مٹی کو بھی پتھر دے بنا

ہر دلے را سجدہ ہم دستور نیست — مزدِ رحمت قسم ہر مزدور نیست
سجدہ ہر دل کے لئے ممکن نہیں — مزدِ رحمت سب کو ملتی ہے کہیں؟

ہیں بپشتی آں مکن جرم و گناہ — کہ کنم توبہ در آیم در پناہ
اس بھروسے پر نہ کر ہرگز گناہ — توبہ کرکے پھر میں لے لونگا پناہ

می بباید تاب و آبے توبہ را — شرط شد برق و سحابے توبہ را
چاہئے ہے پھر توبہ آب و تاب — شرط توبہ کے لئے برق و سحاب

آتش و آبے بباید میوہ را — واجب آمد ابر و برق ایں شیوہ را
آگ پانی میوہ کی ہیں زندگی — ابر و برق اس شیوہ کو ہیں لازمی

تا نباشد برقِ دل و آبِ دو چشم — کے نشیند آتشِ تہدید و خشم
گر نہ آنسو اور برق دل اٹھے — آگ [illegible] اور غضب کی کیا بجھے

تا نباشد گریۂ ابر از مطر — تا نباشد خندۂ برق اے پسر
ابر جب تک مائل گریہ نہ ہو — برق جب تک، راغب خندہ نہ ہو

کے بروید سبزۂ ذوق و صال — کے بجوشد چشمہا ز آب زلال
کب ہو پیدا سبزۂ ذوق و صال — چشموں سے کب ہو رواں آب زلال

لہ مقوقس اسکندریہ اور مصر کے بادشاہوں میں سے ایک مشہور بادشاہ تھا۔ جسے جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت کی دعا سے اُس کے لئے پتھریلی زمین سرسبز ہوگئی تھی ؟

که گلستان را ازکو بد با چمن | که بنفشه عهد بندد با سمن
راز داں کب ہو گلستاں کا چمن | عہد کب باندھے بنفشہ سے سمن

که چنارے کف کشاید در دعا | که درختے برفشاند میوه را
ہاتھ کیوں بہر دعا کھولے چنار | پیڑ کب ہوں چار جانب میوہ بار

که شگوفه آستین پرنثار | برفشاندن گیرد ایام بهار
آستیں کیونکر شگوفے کی کھلے | کب بہاروں میں وہ چھلکے اور کھلے

که فروزد لاله را رخ همچو خوں | که گل از کیسه برآرد زر بروں
کب ہو روشن روئے لالہ مثل خوں | جیب سے باہر زر گل آئے کیوں

که بیاید بلبل و گل را بو کند | که چو طالب فاخته کوکو کند
آئے کب بلبل، تو کب مہکیں یہ پھول | فاختہ کوکو کرے کیوں پھر فضول

که بگوید لکلک آں لک لک بجاں | لک چه باشد ملک لک یا مستعان[۵]
بولے لکلک شوق سے لک، لک کہاں | یعنی تیرا ملک ہے سارا جہاں

که نماید خاک اسرار ضمیر | که شود چوں آسماں بستاں منیر
کھولے کب خاک اسرار ضمیر | باغ کب مثل فلک یوں ہو منیر

از کجا آورده اند ایں حلها | من کریم من رحیم کلها
لائے ہیں کس جا سے یہ حلے تمام | کون ہے راحم کریم نیک نام

آں لطافتها نشان شاهد یست | که بهر ساعت وصد جانش فدیست
وہ لطافت سے نشان شاہدی | جس پہ سو جانیں فدا ہیں ہر گھڑی

[۵] لک لک سے مولانا رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہٗ یہ مفہوم پیدا کرتے ہیں کہ گویا لکلک جانور یوں کہتا ہے کہ "لَکَ الْمُلْکُ" یعنی اے خدا! یہ سارا جہان تیرا ہی ہے۔

آں شود شاد از نشاں کو دید شاہ ۔۔۔ چوں ندید اورا نباشد انتباہ
ہو نشاں سے خوش جو دیکھے شاہ کو ۔۔۔ جب نہ دیکھے آگہی کس طرح ہو

روح آں کس کو بہنگام الست ۔۔۔ دید ربّ خویش و شد بیخویش مست
روح اسکی ہے جو ہنگام الست ۔۔۔ دیکھ کر رب کو ہوئی سرشار و مست

او شناسد بوئے مے کو مے بخورد ۔۔۔ چوں نخورد او مے چہ داند بوئے کرد
بوئے مے وہ جانے جو ہو بادہ خوار ۔۔۔ بے پیئے کیا بوئے مے ہو آشکار

زانکہ حکمت ہمچو ناقہ ضالہ ست ۔۔۔ ہمچو دلالان شہاں را دالہ ست
کیونکہ حکمت ناقہ ہے بھٹکا ہوا ۔۔۔ مثل دلالوں کے شہ کا رہنما

تو ببینی خواب در یک خوش لقا ۔۔۔ کو دہد وعدہ و نشانے مر ترا
خواب میں آئے نظر اک مہ لقا ۔۔۔ تجھ سے جو وعدہ کرے اور دے پتا

کہ مرادِ تو شود اینک نشاں ۔۔۔ کہ بہ پیش آید ترا فردا فلاں
ہو ترا مقصود وہ تیرا نشاں ۔۔۔ یعنی کل آئے گا ملنے کو فلاں

یک نشانے آنکہ او باشد سوار ۔۔۔ یک نشانے کہ ترا گیرد کنار
اک نشانی یہ کہ وہ ہوگا سوار ۔۔۔ اک نشانی یہ کہ ہوگا ہمکنار

یک نشانے کہ بخندد پیش تو ۔۔۔ یک نشاں کہ دست بندد پیش تو
اک نشانی یہ کہ وہ تجھ سے ہنسے ۔۔۔ اک نشانی ہاتھ جوڑے سامنے

یک نشانے آنکہ ایں خواب از ہوس ۔۔۔ چوں شود فردا نگوئی پیش کس
اک نشانی یہ کہ یہ خوابِ ہوس ۔۔۔ صبح کو ظاہر کسی پر ہو نہ بس

زاں نشاں با والدِ یحییٰؑ بگفت ۔۔۔ کہ نیائی تا سہ روز اصلا بگفت
والدِ یحییٰؑ سے جیسے کہہ دیا ۔۔۔ تین دن تک کچھ نہ کہنا برملا

تا سہ شب خامش کن ایں نیک و بدت ۔۔۔ ایں نشاں باشد کہ یحییٰؑ آیدت
تین راتوں تک نہ کہہ اچھا بُرا ۔۔۔ یہ نشاں ہوگا کہ یحییٰؑ آئے گا

| | |
|---|---|
| دم مزن سہ روز اندر گفتگو | کہ سکوت ست آیت منصور تو |
| تین دن تک تو نہ کچھ بھی بول | تیری خاموشی ہے نصرت کا نشاں |
| ہیں میاور این نشاں را تو بگفت | این سخن را دار اندر دل نہفت |
| تو نہ ظاہر کر کسی پر یہ نشاں | اپنے دل میں رکھ یہ باتیں تو نہاں |
| این نشانہا گویدش ہمچون شکر | این چہ باشد صد نشانہائے دگر |
| مثل شکر ہیں لگے یہ ظاہر نشاں | اور ایسے سیکڑوں نادر نشاں |
| این نشان آن بود کان ملک و جاہ | کہ ہمی جوئی بیابی از الہ |
| یہ نشاں اس کا ہے تو ملک اور جاہ | پائے گا اللہ سے اے خوش نگاہ |
| آنکہ می گریدی بشبہائے دراز | وآنکہ می سوزی سحرگہ در نیاز |
| رو کے کٹتی ہیں تیری راتیں دراز | ہر سحر کو ہے تجھے سوز نیاز |
| آنکہ بے آں روز تو تاریک شد | ہمچو دوکے گردنت باریک شد |
| ایک ہے تیرے دنوں میں تیرگی | تیری گردن سوکھ کر تکلا ہوئی |
| وآنکہ دادی آنچہ داری در زکوٰۃ | چوں زکوٰۃ پاکبازاں بر جہات |
| کر دیا خیرات جو کچھ پاس تھا | جیسے دنیا پر ہو پاکوں کی سخا |
| رختہا دادی و خواب و رنگ و رو | سر فدے کردی و گشتی ہمچو مو |
| کھو یا سب اسباب نیند اور رنگ و رو | سر فدا کر کے ہوا تو مثل مو |
| چند در آتش نشستی ہمچو عود | چند پیش تیغ رفتی ہمچو خود |
| خود بن کر آگ میں جلتا رہا | خود بن کر تیغ کے آگے گیا ہے |

لہ قولہ تعالیٰ عزوجل قال آیتک الا تکلم الناس ثلثۃ ایام الا رمزا۔
جب اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا مژدہ دیا۔ تو فرمایا کہ اس کی پہچان یہ ہوگی کہ تم تین روز تک لوگوں سے رمز و اشارہ کے سوا گفتگو نہ کر سکو گے۔

زاینچنیں بیچارگیہا صد ہزار | خوئے عشاق است ناید در شمار
ایسی بے سامانیاں ایسے فشار | خصلت عشاق میں ہیں بے شمار

چونکہ اندر خواب دیدی حالہا | آنکہ بودی آرزویش سالہا
خواب میں وہ دیکھتا ہے حال تو | جسکی برسوں سے تجھے تھی آرزو

چونکہ شب آں خواب دیدی روز شد | از امید آن دلت پیروز شد
شب کو دیکھا خواب تو دن ہوگیا | دل ہؤا امید سے راحت فزا

چشم گرداں کردۂ بر چپ و راست | کاں نشان و آں علامتہا کجاست
دائیں بائیں غور سے ہے دیکھتا | وہ نشانی اور علامت [illegible]

بر مثال برگ می لرزی کہ وائے | گر رود در [illegible] نشاں [illegible]
تجھکو پتے کی طرح ہیں لرزشیں | ہو نہ ایسا وہ نشاں جاتے رہیں

می دوی در کوو بازار و سرا | چوں کسے کو گم کند گوسا[illegible]
تو گلی کوچے میں یوں دوڑا پھرے | جیسے کوئی اپنا بچھڑا گم کرے

خواجہ خیرست ایں دوادو چیست | گم شدہ ایں جا کہ داری کیستتا
خیر تو ہے یہ تگاپو کس لئے ہے | کھو گیا کیا ڈھونڈتا ہے تو کسے

گوئیش خیرست لیک ایں خیر من | کس نشاید کہ بداند غیر من
تو کہے ہاں خیر ہے لیکن پتا ہے | بے مرے ہے [illegible] اُس کا جانتا

گر بگویم یک نشانم فوت شد | چوں نشاں شد فوت وقت موت شد
گر کہوں میں اک نشانی فوت ہے | فوت ہونا اسکا وقت موت ہے

بنگری در روئے ہر مردے سوار | گویدت منگر مرا دیوانہ وار
تکتا پھرتا ہے تو روئے ہر سوار | وہ کہے مت دیکھ ادھر دیوانہ وار

گوئیش من صاحبے گم کردہ ام | رو بجست و جوئے او آوردہ ام
تو کہے مالک مرا گم ہو گیا | اسلئے پھرتا ہوں اسکا ڈھونڈتا

دولتت پاینده بادا اے سوار
رحم کن بر عاشقاں معذور دار

روز افزوں تیری دولت اے سوار
عاشقوں پر رحم کر ، سن عذر یار

چوں طلب کردی بجد آمد نظر
جد خطا نکند چنیں آمد خبر [1]

گر کرے کوشش تو آجائے نظر
سعی کب بے سود ہو - یہ ہے خبر

ناگہاں آمد سوارے نیک بخت
پس گرفت اندر کنارت سخت سخت

ناگہاں اک نیک بخت آئے سوار
اور وہ تجھ سے ہو لپٹ کر ہم کنار

تو شدی بیہوش و افتادی بطاق
بیخبر گفت اینت سالوس و نفاق

تو گرے بے ہوش ہو کر خاک پر
بے خبر بولے - یہ دھوکا ہے مکر

او چہ می بیند درو ایں شور چیست
او نداند کاں نشانِ وصل کیست

کیا وہ دیکھے شور کیوں ہے ہو رہا
کیا وہ جانے ہے نشانِ وصل کیا

ایں نشاں در حقِ او باشد کہ دید
آں دگر را کے نشاں آید پدید

جس نے دیکھا ہو وہ پائے یہ نشاں
دوسرے پر ہو نشاں کیونکر عیاں

ہر زماں کز وے نشانے می رسید
شخص را جائے بجائے می رسید

ہر گھڑی ملتا ہے اُسکا کچھ پتا
جسم پر ہوتا ہے ظاہر جا بجا

ماہی بیچارہ را پیش آمد آب
ایں نشانہا تِلکَ آیاتُ الکِتاب

جس طرح بے چاری مچھلی پائے آب
یہ نشانی تِلکَ آیاتُ الکتاب [2]

پس نشانیہا کہ اندر انبیاست
خاص آں جاں را بود کو آشناست

یہ نشاں ہیں انبیاء میں بر ملا
ہیں انہیں جانوں کو جو ہیں آشنا

---

[1] یعنی حدیث شریف میں ہے کہ "من طلب شیئاً وجد وجد" جو کوئی کسی چیز کو ڈھونڈھے اور اُس میں کوشش کرے. تو وہ اُسے ضرور پائیگا +

[2] یہ نشانیاں قرآن کی ہیں ؛

ایں سخن ناقص بماند و بیقرار ... دل ندارم بے دلم معذور دار

بات یہ ناقص رہی - تشنہ رہی ... میں ہوں بیدل - رکھ مجھے معذور اخی

ذرہا را کے تواند کس شمرد ... خاصہ آں کو عشق از وے عقل برد

کون گن سکتا ہے ذروں کو بتا ... خاص کر جو عشق سے مجنوں ہوا

می شمارم برگہائے باغ را ... می شمارم بانگ کبک و زاغ را

گن رہا ہوں برگ ہائے باغ کو ... گن رہا ہوں بانگ کبک و زاغ کو

در شمار اندر نیاید لیک من ... می شمارم بہر رشد اے ممتحن

گو نہیں آتے وہ گنتی میں - ولے ... گن رہا ہوں میں ہدایت کے لئے

نحس کیواں یا کہ سعد مشتری ... ناید اندر حصر اگر چہ بشمری

نحس کیواں یا ہو سعد مشتری ... فی الحقیقت گن نہیں سکتا کوئی

لیک ہم بعضے ازیں ہر دو اثر ... شرح باید کرد بہر نفع و ضر

پھر بھی ان دونوں کی کچھ تاثیر سے ... شرح کر تو نفع و نقصاں کیلئے

تا شود معلوم آثار قضا ... شمۂ مر اہل سعد و نحس را

تاکہ ہوں معلوم آثار قضا ... کچھ تو پائیں حال سعد و نحس کا

طالع آں کس کہ باشد مشتری ... شاد گردد از نشاط و سروری

جس کا طالع ہو ستارہ مشتری ... پائے وہ بیشک نشاط و سروری

وآنکہ را طالع زحل از ہر شرور ... احتیاطش لازم آمد در امور

جس کا طالع ہو زحل اے متقی ... احتیاط اسکے لئے ہے لازمی

گر نگویم آں زحل استارہ را ... زآتشش سوزد مر آں بیچارہ را

گر نہ دوں حال زحل اسکو بتا ... آگ اس بیچارہ کو دیگی جلا

بس کن اے بیہودہ تا زاں آفتاب ... آتشے ناید بیک بارہ بتاب

بس کر اے ناداں کہ اس خورشید سے ... یک بیک آتش نہ بھڑکے اور جلے

از کواکب در سپہر بیکراں ۔۔۔ در دمے نے نور ماند نے نشاں

تاروں کا اس آسماں پر لے پتا ۔۔۔ ایک دم بھر میں نہیں ملتا پتا

آنچہ بردارد بداں مشغول شو ۔۔۔ وز دگر گفتارہا معزول شو

[illegible] کا ہے وہ کام کر ۔۔۔ دوسری باتوں سے قطعاً کر حذر

[illegible] اختر نیاید جز عقیم ۔۔۔ بر ندارد جز کہ آں لطفِ رحیم

جنبش [illegible] کچھ پیدا نہیں ۔۔۔ کچھ نہیں جز لطفِ ربّ العالمیں

اذکروا اللہ شاہِ ما دستور داد ۔۔۔ اندر آتش دیدہا را نور داد

[illegible] نے اذکروا اللہ[1] کا دیا ۔۔۔ آگ میں بھی نور آنکھوں کو ملا

گفت اگرچہ پاکم از ذکرِ شما ۔۔۔ نیست لائق مر مرا تصویرہا

[illegible] پاک ہوں میں ذکر سے ۔۔۔ اور نہیں لائق کسی تصویر کے

لیک ہرگز مستِ تصویر و خیال ۔۔۔ در نیابد ذاتِ ما را بے مثال

پھر بھی جو [illegible] مستِ تصویر و خیال ۔۔۔ ذات کو کیا پائیں جو ہے بے مثال

ذکرِ جسمانہ خیالِ ناقص است ۔۔۔ وصفِ شاہانہ از آنہا خالص است

ذکرِ جسمانی ہے اک ناقص خیال ۔۔۔ وصفِ شاہانہ ہے خالص باکمال

شاہ را گوید کسے جولاہ نیست ۔۔۔ ایں چہ مدح است ایں مگر آگاہ نیست

گر کہے کوئی جلاہا کب ہے شاہ ۔۔۔ کیا ہوئی تعریف ۔ ہے گم کردہ راہ

## حضرتِ موسیٰ اور ایک چرواہا

دید موسیٰ یک شبانے را براہ ۔۔۔ کو ہمی گفت اے خدا و اے الٰہ

دیکھا اک چرواہا موسیٰ نے کہیں ۔۔۔ کہ رہا تھا وہ کہ ربّ العالمیں!

[1] اللہ کا ذکر کرو ۔

تو کجائی تا شوم من چاکرت ‌‌ ‌‌ چارقت دوزم کنم شانہ سرت

تو کہاں ہے میں ترا نوکر بنوں ‌‌ ‌‌ میں ترا جوتا سیئوں کنگھا کروں

اے خدائے من فدایت جان من ‌‌ ‌‌ جملہ فرزندان و خانمان من

اے خدا تجھ پر فدا ہو میری جاں ‌‌ ‌‌ میرے بچے اور میرا خانماں

تو کجائی تا سرت شانہ کنم ‌‌ ‌‌ چارقت را دوزم و بخیہ زنم

تو کہاں - سر میں ترے کنگھا کروں ‌‌ ‌‌ میں تری جوتی سیوں بخیہ کروں

جامہ ات دوزم شپشہایت کشم ‌‌ ‌‌ شیر پیشت آورم اے محتشم

میں جوئیں دیکھوں - ترے کپڑے سیوں ‌‌ ‌‌ دودھ بھی لاکر ترے آگے رکھوں

ور ترا بیماری آید بہ پیش ‌‌ ‌‌ من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش

جبکہ تو بیمار ہو جائے ذرا ‌‌ ‌‌ میں ہوں غمخوار [illegible] ترا

دستکت بوسم بمالم پایکت ‌‌ ‌‌ وقت خواب آید بروبم جایکت

پاؤں داوں ہاتھ تیرے چوم لوں ‌‌ ‌‌ وقت خواب آئے تو بستر جھاڑ دوں

گر ببینم خانہ ات را من دوام ‌‌ ‌‌ روغن و شیرت بیارم صبح و شام

دیکھ لوں تیرا جو میں گھر تو مدام ‌‌ ‌‌ دودھ روغن میں لے [illegible] صبح و شام

ہم پنیر و نانہا سے روغنیں ‌‌ ‌‌ خمرہا جغراتہا [illegible]

کچھ پنیر اور روٹیاں کچھ روغنیں ‌‌ ‌‌ [illegible] اور [illegible]

سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام ‌‌ ‌‌ از من آوردن از تو خوردن [illegible]

لیکے آؤں تیرے آگے صبح و شام ‌‌ ‌‌ لاؤں میں کھائے تو میرا [illegible]

اے فدائے تو ہمہ بزہائے من ‌‌ ‌‌ اے بیادت ہیہی و ہیہائے من

تجھ پہ ہوں قربان میری بکریاں ‌‌ ‌‌ میں [illegible]

زین نمط بیہودہ می گفت آن شباں ‌‌ ‌‌ گفت موسیٰ [illegible]

بیہدہ چرواہا تھا یوں بک رہا ‌‌ ‌‌ بولے موسیٰ [illegible]

گفت با آں کس کہ ما را آفرید ۔۔۔ ایں زمین و چرخ ازو آمد پدید
بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا ۔۔۔ جس نے سب ظاہر کئے ارض و سما

گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی ۔۔۔ خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
اے موسیٰ بے حیا ظاہر ہے تو ۔۔۔ ہاں مسلماں تو نہیں کافر ہے تو

ایں چہ ژاژ است ایں چہ کفر است و فشار ۔۔۔ پنبہ اندر دہان خود فشار
کفر کیا بکتا ہے۔ فقرے بے تکے ۔۔۔ بیہودہ گو، اپنے منہ میں ڈاٹ دے

گند کفر تو جہاں را گندہ کرد ۔۔۔ کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
گندگی سے تیری گندہ ہے جہاں ۔۔۔ گدڑی تو نے کر دیا دیبا کو ہاں

چارق و پاتابہ لائق مر ترا است ۔۔۔ آفتابے را چنیں ہا کے رواست
جوتا اور موزہ ہے سب تیرے لئے ۔۔۔ کب مناسب ہیں یہ سورج کیلئے

گر نبندی زیں سخن تو حلق را ۔۔۔ آتشے آید بسوزد خلق را
گر کرے گا تو نہ بند اس حلق کو ۔۔۔ آگ آ کر پھونک دیگی خلق کو

آتشے گر نامدہ است ایں دود چیست ۔۔۔ جاں سیہ گشتہ رواں مردود چیست
گر نہ ہوتی آگ کیوں ہوتا دھواں ۔۔۔ ہو گئی تاریک اور مردود جاں

گر ہمی دانی کہ یزداں داور است ۔۔۔ ژاژ و گستاخی ترا چوں باور است
جانتا ہے جبکہ یزداں ہے خدا ۔۔۔ پھر یہ ان گستاخیوں کی وجہ کیا

دوستی بے خرد خود دشمنی ست ۔۔۔ حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست
دوستی بے عقل کی ہے دشمنی ۔۔۔ ہے خدا تو ایسی خدمت سے غنی

با کہ می گوئی تو ایں با عم و خال ۔۔۔ جسم و حاجت در صفات ذوالجلال
با یہ خالو اور چچا سے ہے کلام ۔۔۔ جسم کب رکھتا ہے۔ رب ذوالکرام

شیر او نوشد کہ در نشو و نما ست ۔۔۔ چارق او پوشد کہ او محتاج پا ست
دودھ وہ پیتا ہے جو ہو بڑھ رہا ۔۔۔ جوتے وہ پہنے جو ہو محتاج پا

| | |
|---|---|
| وز برائے بندہ است این گفتگو | آنکہ حق گفت او منست او من خود او |
| یہ ہے بندے کے لئے اے نیک پے[۱] | قول حق - وہ میں ہوں میں وہ او ہے |
| آنکہ گفت اِنّی مَرِضتُ لَم تَعُد | من شدم رنجور او تنہا نشد |
| اس نے ہے - اِنّی مَرِضتُ کو کہا | میں بھی تھا بیمار وہ تنہا نہ تھا |
| آنکہ بی یَسمَعُ و بی یُبصِر شدہ است | در حق آں بندہ این ہم بیہدہ ست |
| بندہ جو بی یَسمَعُ و یُبصِرُ[۲] ہوا | اس کے حق میں بھی یہ کہنا ہے بُرا |
| بے ادب گفتن سخن با خاص حق | دل بمیراند سیہ دارد ورق |
| بے ادب ہو جانا با خاصانِ حق | دل کو مردہ اور سیہ کردے ورق[۳] |
| گر تو مردے را بخوانی فاطمہ | گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ |
| فاطمہ کہہ دے اگر تو مرد کو | گرچہ ہیں ہم جنس زن اور مرد تو |
| قصد خون تو کند تا ممکن است | گرچہ خوشخوئے حلیم و مومن است |
| یہ ہے ممکن مار ڈالے وہ تجھے | تو حلیم و نیک گو سمجھے اُسے |
| فاطمہ مدح است در حق زناں | مرد را گوئی بود زخم سناں |
| فاطمہ تعریفِ عورت ہے یہاں | مرد سے کہہ دے تو ہو زخم سناں |

۱ حدیث شریف میں ہے کہ خدا قیامت کے دن دریافت کریگا۔ اے ابن آدم میں بیمار تھا تو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟ ابن آدم کہیگا کہ الٰہی! تو دونوں جہان کا بادشاہ ہے بھلا تو کس طرح بیمار ہو سکتا ہے؟ ندا آئیگی کیا تجھے خبر نہ تھی کہ ہمارا فلاں بندہ بیمار ہے اگر تو اس کی عیادت کے لئے جاتا تو یقیناً ہمیں وہاں پاتا۔

۲ حدیث شریف میں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے متعلق فرماتا ہے "وہ میرے ہی ساتھ سنتے اور میرے ہی ساتھ دیکھتے ہیں" یعنی میں ان کے کان اور آنکھیں بن جاتا ہوں۔

۳ نامۂ اعمال۔

| | |
|---|---|
| دست و پا در حق ما آسایش است | در حق پاکی حق آلایش است |
| [illegible] آسائشیں | حق کے حق میں ہیں یہ سب آلائشیں |
| لم یلد لم یولد او را لائق است | والد و مولود را او خالق است |
| [illegible] | وہ ہے خالق والد و مولود کا |
| هر چه جسم آمد ولادت وصف اوست | هر چه مولود است او زین سو جوست |
| [illegible] | اور جو مولود ہے موجود ہے |
| [illegible] | حادث است و محدثی خواهد یقین |
| [illegible] | وہ ہے حادث اس کا محدث بھی ہے |
| گفت ای موسی دهانم دوختی | وز پشیمانی تو جانم سوختی |
| [illegible] | ہاں پشیمانی سے اب جلتی ہے جان |
| جامه را بدرید و آهی کرد تفت | سر نهاد اندر بیابانی و رفت |
| کپڑے پھاڑ ڈالے گرم آہ کی | چل دیا جنگل کی جانب راہ لی |

## حضرت موسیٰ پر عتاب کی وحی

| | |
|---|---|
| وحی آمد سوی موسی از خدا | بندۂ ما را چرا کردی جدا |
| سوئے موسیٰ آئی یہ وحی خدا | کر دیا کیوں ہم سے بندے کو جدا |
| تو برائے وصل کردن آمدی | نے برائے فصل کردن آمدی |
| وصل کرنے کے لئے آیا ہے تو | یا جدا کرنے اسے آیا ہے تو |
| تا توانی پا منه اندر فراق | اَبْغَضُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِی الطَّلَاق |
| جہاں تک ممکن ہو چھوڑ دے راہِ فراق | بدترین شے میں سمجھتا ہوں طلاق |

۱ نئی پیدا شدہ چیز ۔ ۲ نئی چیز پیدا کرنے والا ۔ ۳ حضرت معاذ بن جبل
[illegible] سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم
ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم

ہم نے سب کو دی ہے اک سیرت نئی
اصطلاحیں سب کی ہیں بدلی ہوئی

درحقِ او مدح و درحقِ تو ذم
درحقِ او شہد و درحقِ تو سم

اُس کے حق میں مدح تیرے حق میں ذم
اُس کے حق میں شہد، تیرے حق میں سم

درحقِ او نور و درحقِ تو نار
درحقِ او ورد و درحقِ تو خار

اُس کے حق میں نور، تیرے حق میں نار
اُس کے حق میں پھول تیرے حق میں خار

درحقِ او نیک و درحقِ تو بد
درحقِ او خوب و درحقِ تو رد

اُس کے حق میں نیک - تیرے حق میں بد
اُس کے حق میں خوب - تیرے حق میں رد

ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ
از گراں جانی و چالاکی ہمہ

ہاں بَری ہیں پاک و ناپاکی سے ہم
اور گراں جانی و چالاکی سے ہم

من نکردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

میں نے بہر نفع کب پیدا کیا
بلکہ خود کرتا ہوں بندوں پر عطا

ہندیاں را اصطلاحِ ہند مدح
سندیاں را اصطلاحِ سند مدح

ہندیوں کو اصطلاحِ ہند مدح
سندھیوں کو اصطلاحِ سند مدح

من نگردم پاک از تسبیح شاں
پاک ہم ایشاں شوند و دُرفشاں

پاک میں تسبیح سے ہوتا نہیں
پاک ہوتے ہیں وہ خود ہی بالیقیں

ما بروں را ننگریم و قال را
ما دروں را بنگریم و حال را

ہم نہ دیکھیں اُن کا ظاہر اور قال
دیکھتے ہیں اُن کا باطن اور حال

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۹۲) ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب من العتاق و ما خلق شیئا علی وجہ الارض ابغض من الطلاق - یعنی اے معاذ! خدا نے دنیا میں کوئی چیز آزاد کرنے سے زیادہ محبوب نہیں بنائی اور کوئی چیز طلاق دینے سے زیادہ مبغوض (بُری بکردہ) پیدا نہیں کی +

| | |
|---|---|
| ناظرِ قلبیم اگر خاشع بود | گرچہ گفت لفظ ناخاضع بود |
| [illegible] ہیں دل اگر ہے باخشوع | گو ہو قول اس کا سراپا بے خشوع |
| زانکہ دل جوہر بود گفتن عرض | پس طفیل آمد عرض جوہر غرض |
| دل ہے جوہر اور باتیں ہیں عرض | پس طفیلی ہے عرض جوہر غرض |
| چند ازیں الفاظ و اضمار و مجاز | سوز خواہم سوز با آں سوز ساز |
| کب تک یہ الفاظ و ضمیر اور کنایہ [illegible] | سوز چاہوں سوز سے کر تو بھی ساز |
| آتشے از عشق در جاں برفروز | سر بسر فکر و عبارت را بسوز |
| آگ تو دل میں جلا دے عشق کی | اور جلا فکر و عبادت کو ابھی |
| موسیا آداب داناں دیگرند | سوختہ جان و رواناں دیگرند |
| اے کلیم آداب داں ہیں اور ہی | سوختہ دل تفتہ جاں ہیں اور ہی |
| عاشقاں را ہر نفس سوزیدنی ست | بر دہِ ویراں خراج و عشر نیست |
| عاشقوں پر سوز ہے عشق کا [illegible] | قریۂ ویراں پہ ہو محصول کیا |
| گر خطا گوید ورا خاطی مگو | گر شود پُر خوں شہید آں را مشو |
| گر خطا گو ہو تو خاطی[1] مت کہو | غسل خوں سے پھر شہیدوں کو نہ دو |
| خون شہیداں را از آب اولیٰ ترست | ایں خطا از صد صواب اولیٰ ترست |
| ان کا خوں پانی سے بہتر واقعی | یہ خطا سو نیکیوں سے ہے بھلی |
| در درونِ کعبہ رسمِ قبلہ نیست | چہ غم ار غواص را پاچلہ نیست |
| رسمِ قبلہ کعبہ کے اندر نہیں | غوطہ زن کا ہو نہ جوتا ڈر نہیں |
| تو ز سرمستاں قلاؤزی مجو | جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو |
| رہنمائی ڈھونڈ نہ مستوں سے تو | جامہ چاکوں کی نہ کر فکرِ رفو |

[1] خطا کرنے والا۔

ملّت عشق از ہمہ دینہا جداست
عاشقاں را مذہب و ملت خداست

عشق کی ملّت ہے دنیا سے جُدا
عاشقوں کا صرف مذہب ہے خدا

لعل را اگر مہر نبود باک نیست
عشق در دریائے غم غمناک نیست

لعل کو سورج نہ ہو - تو باک کیا
عشق بحرِ غم میں ہو غمناک کیا

## چرواہے سے عذر خواہی کیلئے حضرت موسیٰ پر وحی

بعد ازاں در سرِّ موسیٰ حق نہفت
رازہائے کاں نمی آید بگفت

رکھ دیئے پر حق نے موسیٰ سے نہاں
راز وہ جو ہو نہیں سکتے بیاں

بر دلِ موسیٰ سخنہا ریختند
دیدن و گفتن بہم آمیختند

دل پہ موسیٰ کے سخن ظاہر کیا
دیکھنا اور بولنا باہم ملا

چند بیخود گشت و چند آمد بخود
چند پرّید از ازل سوئے ابد

ان پہ چھائی بے خودی و باخودی
اور ازل سے تا ابد پرواز کی

بعد ازاں گر شرح گویم ابلہی ست
زانکہ شرح ایں ورائے آگہی ست

اب کروں گر شرح تو ہے ابلہی
شرح ہے اس کی برونِ آگہی

گر بگویم عقلہا را بر کند
ور نویسم بس قلمہا بشکند

گر کہوں ہو عقل رخصت بیش و کم
اور اگر لکھوں شکستہ ہو قلم

ور بگویم شرحہائے معتبر
تا قیامت باشد آں بس مختصر

اور جو لکھوں شرح اس کی معتبر
تا قیامت ہو بیانِ مختصر

لاجرم کوتاہ کردم من زباں
گر تو خواہی از درونِ خود بخواں

میں نے کی ناچار بند اپنی زباں
اپنے دل سے سن جو چاہے یہ بیاں

چونکہ موسیٰ ایں عتاب از حق شنید
در بیاباں در پئے چوپاں دوید

جبکہ موسیٰ نے عتابِ حق سنا
دوڑے چرواہے کے پیچھے بادنا

برنشانِ پائے آں سرگشتہ راند | گرد از پرّہ بیاباں برفشاند
اس کے قدموں کے نشانوں پر چلے | گرد دامانِ بیاباں جھاڑتے

گام پائے مردمِ شوریدہ خود | ہم زگامِ دیگراں پیدا بود
مردِ شوریدہ کے قدموں کا نشاں | دوسروں کے نقشِ پا سے ہو عیاں

یک قدم چوں رخ زبالا تا نشیب | یک قدم چوں پیل رفتہ بر اریب
اک قدم رُخ کی طرح سیدھے گئے | اک قدم جوں پیل وہ ٹیڑھے گئے

گاہ چوں موجے برافرازاں علم | گاہ چوں ماہی روانہ بر شکم
گاہ وہ جوں موج لہراتے گئے | پیٹ کے بل گاہ جوں ماہی چلے

گاہ بر خاکے نوشتہ حالِ خود | ہمچو رمالے کہ رملے بر زند
حال اپنا گاہ مٹی پر لکھا | رمل پھینکے جیسے رمّال اے فتا

گاہ حیراں ایستادہ گہ دواں | گاہ غلطاں ہمچو گوے از صولجاں
دوڑتے تھے اور کبھی حیراں کھڑے | گاہ لڑھکے گیند جیسے بٹّے سے

عاقبت دریافت اورا و بدید | گفت مژدہ آنکہ دستورے رسید
مل گیا آخر انہیں وہ جنتی | بولے مژدہ ہو، اجازت آ گئی

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو | ہرچہ می خواہد دلِ تنگت بگو
فارغ آداب و ترتیب اب تو رہ | جو کچھ آئے تیرے دل میں خوب کہہ

کفرِ تو دین ست و دینت نورِ جاں | ایمنی وز تو جہانے در اماں
کفر تیرا دین، دیں ہے نورِ جاں | تو ہے بے خوف اور دنیا کی اماں

اے معافِ یَفعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَا[1] | بے محابا روز باں را برگشا
ہے معافی - جو خدا چاہے کرے | بے دھڑک اپنی زباں اب کھول دے

[1] خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہیگا کریگا +

گفت اے موسیٰ ازاں بگذشتہ ام ۔۔۔ من کنوں در خونِ دل آغشتہ ام

بولا اے موسیٰ میں آگے بڑھ گیا ۔۔۔ خونِ دل میں اب ہوں آلودہ ہوا

من ز سدرہ منتہیٰ بگذشتہ ام ۔۔۔ صد ہزاراں سالہ زاں سو گشتہ ام

پیچھے چھوڑا میں نے سدرہ منتہیٰ ۔۔۔ لاکھوں برسوں کی ہوں رہ آگے گیا

تازیانہ برزدی اسپم بگشت ۔۔۔ گنبدی کرد و ز گردوں برگذشت

تیرے کوڑے سے مرا گھوڑا مرا ۔۔۔ جست بھر کر چرخ سے آگے گیا

محرمِ ناسوت با لاہوت باد ۔۔۔ آفریں بر دست و بر بازوت باد

ہو خبر ناسوت اور لاہوت سے ۔۔۔ آفریں ہو دست و بازو پر ترے

حالِ من اکنوں برون از گفتن است ۔۔۔ آنچہ می گویم نہ احوالِ من است

حال میرا اب ہے کہنے سے پرے ۔۔۔ حال یہ میرا نہیں، کہتا جو ہوں

نقش می بینی کہ در آئینہ ایست ۔۔۔ نقشِ تست آں نقشِ آں آئینہ نیست

نقش آئینے میں آتا ہے نظر ۔۔۔ نقش تیرا ہے، نہیں آئینے پر

دم کہ مردِ نائی اندر نائے کرد ۔۔۔ درخورِ نائیست نے درخورد مرد

مرد نے جو دم نفیری میں بھرے ۔۔۔ نے کے لائق ہے، نہ لائق مرد کے

ہاں و ہاں گر حمد گوئی ور سپاس ۔۔۔ ہمچو نافرجامِ آں چوپاں شناس

تو کرے گر حمد اور شکرِ خدا ۔۔۔ مثل چرواہے کے ہے نا سزا

حمدِ تو نسبت بداں گر بہتر است ۔۔۔ لیک آں نسبت بحق ہم ابتر است

نسبتاً گو حمد یہ بہتر ہوئی ۔۔۔ حق سے جب منسوب ہو، ابتر ہوئی

چند گوئی چوں غطا بر داشتند ۔۔۔ کیں نبودست آنچہ می پنداشتند

کیا کہے تو جبکہ پردہ اٹھ گیا ۔۔۔ وہ نہیں وہ، جیسے پہچانا گیا

ایں قبولِ ذکرِ تو از رحمت است ۔۔۔ چوں نمازِ مستحاضہ رخصت است

ہے قبولِ ذکر رحیمِ بے نیاز ۔۔۔ حیض میں ہو جس طرح جائز نماز

در نماز او بیالود است خون | ذکر تو آلودۂ تشبیہ و چون
خون آگیں ہے نماز اس کی اگر | ذکر تیرا منحصر تشبیہ پر ۲۶۶

خون پلید است و بآبے می رود | ایں پلیدی جہل قائم تر بود
پانی سے جائے لہو کی گندگی | اور رہے قائم پلیدی جہل کی

کاں بغیر آب لطف کردگار | کم نگردد از درون مرد کار
وہ بغیر آب لطف کردگار | تیرے دل سے کم نہ ہوگی زینہار

در سجودت کاش رو گردانیے | معنی سُبحان ربی دانیے
سجدے میں اے کاش پھرتا رُخ ترا | معنی سبحان ربی جانتا

کاں سجودم چوں وجودم ناسزا | مر بدی را تو نکوئی دہ جزا
میرا تن و سجدہ دونوں ناسزا | تو برائی کی بھلائی دے جزا

ایں زمیں از حلم حق دارد اثر | تا نجاست برد و گلہا داد بر
اس زمیں پر حلم حق کا ہے اثر | بعدِ ناپاکی اُگیں گل ہائے تر

تا بپوشد او پلیدی ہائے ما | در عوض بر روید از وے غنچہا
تا پلیدی وہ ہماری لے چھپا | اُس کے بدلے دیتا ہے غنچے اُگا

پس چو کافر دید کو در داد و جود | کمتر و بے مایہ تر از خاک بود
دیکھا داد و جود میں کافر نے جب | کم ہوں اور بے مایہ مٹی سے بھی اب

از وجودِ او گل و میوہ نرست | جز فسادِ جملہ پاکیہا نجست
کچھ نہ گل میوہ اُگا تن سے عیاں | فتنے اُٹھے پر نہ چمکیں نیکیاں

گفت واپس رفتہ ام من در ذہاب | حسرتا یا لیتنی کنت تراب[ل]
بولا۔ میں افسوس پیچھے رہ گیا | کاشکے مٹی ہی ہوتا برملا ۲۶۲۶

ل قولہ تعالیٰ عز و جل: یَوْمَ یَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدَاهُ وَیَقُولُ الْکَافِرُ یٰلَیْتَنِی کُنْتُ تُرَابًا۔ یعنی جس دن لوگ اپنے اعمال و افعال اپنے سامنے دیکھیں گے۔ کافر کہیگا۔

| | |
|---|---|
| کاش از خاکے سفر نگزیدمے | ہمچو خاکے دانۂ می چیدمے |
| میں سفر کرتا نہ ہرگز خاک سے | دانہ مثل خاک چنتا کاشکے |
| چوں سفر کردم مرا راہ آزمود | زیں سفر کردن رہ آوردم[۱] چہ بود |
| راہ نے یوں امتحاں میرا کیا | دیکھئے تا میرا ہے رہ آورد کیا |
| زاں ہمہ میلش سوئے خاک ست کو | در سفر سودے نہ بیند پیش رو |
| اس لئے ہے میل اس کو خاک سے | کچھ نہیں دیکھے سفر میں فائدے |
| روئے واپس کردنش آں حرص و آز | روئے در رہ کردنش صدق و نیاز |
| اُس کا یہ رُخ پھیرنا ہے حرص و آز | راستے کو دیکھنا صدق و نیاز |
| ہر گیا را کش بود میل علا | در مزید ست و حیات و در نما |
| ہو جو اوپر کی طرف رُخ گھاس کا | زندگی ہے اس کی اور نشو و نما |
| چونکہ گرداند سر سوئے زمیں | در کمی و خشکی و نقص و غبیں |
| اور جھکایا سر اگر سوئے زمیں | ہے کمی نقصان اور خشکی و بیں |
| میل روحت چوں سوئے بالا بود | در تزاید مرجعت آنجا بود |
| مائل بالا جو تیری روح ہو | بڑھ جائے تو ترقی گاہ کو |
| ور نگوں ساری سرت سوئے زمیں | آفلی حق لا اُحِبُّ الآفلین[۲] |
| اور اگر ہو سرنگوں سوئے زمیں | فانی ہے اور حق کا تو پیارا نہیں |

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۹۸) کہ اسے کاش میں خاک ہوتا۔

[۱] وہ تحفہ جو سفر سے دوستوں کے لئے لاتے ہیں۔

[۲] میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

# غلبۂ ظالماں کے متعلق حضرت موسیٰؑ کا خدا سے سوال

گفت موسیٰؑ اے کریمِ کارساز — اے کہ یکدم ذکرِ تو عمرِ دراز

بولے موسیٰؑ اے کریم کارساز — ذکرِ یک لحظہ ترا عمرِ دراز

نقش کژ مژ دیدم اندر آب و گل — چوں ملائک اعتراضے کرد دل

ٹیڑھے دیکھے میں نے نقشِ آب و گل — معترض مثلِ ملک ہے اس پہ دِل

کہ چہ مقصود است نقشے ساختن — واندراں تخمِ فساد انداختن

کیوں بنایا نقش اے ربِّ العباد — اور اس میں ڈالنا تخمِ فساد

آتشِ ظلم و فساد افروختن — مسجد و سجدہ کناں را سوختن

شعلہ بھڑکانا فساد و ظلم کا — مسجد اور سجدہ گروں کو پھونکنا

مایۂ خونابہ و زرداب را — جوش دادن از برائے لابہ را

نطفہ و علقہ کو اے مولا مرے — جوش میں لانا خوشامد کے لیے

من یقیں دانم کہ عینِ حکمت است — لیک مقصودم عیان و رویت است

بالیقیں حکمت ہے اس میں مستتر — دیکھنا ظاہر میں مقصد ہے مگر

آں یقیں می گویدم خاموش کن — حرصِ رویت گویدم نے جوش کن

مجھ سے کہتا ہے یقیں خاموش ہو — حرصِ رویت کہتی ہے پُرجوش ہو

مر ملائک را نمودی سرِّ خویش — کایں چنیں نوشے ہمی ارزد بہ نیش

راز یہ ظاہر فرشتوں پر کیا — نوش یہ کیوں نیش کے قابل ہوا

عرضہ کردی نورِ آدمؑ را عیاں — بر ملائک گشت مشکلہا بیاں

نورِ آدمؑ کر دیا اُن پر عیاں — یوں فرشتوں کو ملیں آسانیاں

حشرِ تو گوید کہ سرِّ مرگ چیست — میوہا گویند سرِّ برگ چیست

حشر کہتا ہے کہ رازِ مرگ کیا — میوے کہتے ہیں کہ رازِ برگ کیا

سرِّ خونِ نطفہ حسنِ آدمی ست — سابق ہر بیشیے آخر کمی ست
راز ہے نطفے کا حسن آدمی — پہلے ہر بیشی سے آخر ہے کمی

لوح را اوّل بشوید بے وقوف — آنگہے بروے نویسد او حروف
لوح کو دھوتا ہے پہلے بے وقوف — اور پھر لکھتا ہے کچھ اس پر حروف

خوں کند دل را ز اشکِ مستہاں — بر نویسد بروے اسرار آنگہاں
خون کر دے دل کو اشکِ خوار سے — بعد اس کے بھید کچھ اس پر لکھے

وقتِ شستن لوح را باید شناخت — کہ مر آں را دفترے خواہند ساخت
دھوئے جس دم لوح کو پہچان لے — ایک دن دفتر بنائیں گے اسے

چوں اساسِ خانۂ نو افگنند — اوّلیں بنیاد را بر می کنند
اک نئے گھر کی جو رکھتے ہیں بنا — پہلی بنیادوں کو دیتے ہیں گرا

گل بر آرند اوّل از قعرِ زمیں — تا بآخر بر کشی ماءِ معیں
پہلے مٹی کو نکالیں چاہ سے — صاف پانی تاکہ تو حاصل کرے

از حجامت کودکاں گریند زار — کہ نمی دانند ایشاں سرِّ کار
روتے ہیں بچے حجامت سے مگر — بھید سے اس کے ہیں بالکل بے خبر

مرد خود زر می دہد حجّام را — می نوازد نیشِ خوں آشام را
مرد خود دیتا ہے زر حجّام کو — یوں نوازے نیشِ خوں آشام کو

می دود حمّال زیں بارِ گراں — می رباید مال را از دیگراں
بوجھ لے کر دوڑتا حمّال ہے — مال چھینے اوروں سے اسے نیک ہے

جنگِ حمّالاں برائے بار بیں — اینچنیں ست اجتہادِ کار بیں
جنگ حمّالوں کی بہرِ بار دیکھ — اس طرح ہے اجتہادِ کار دیکھ

چوں گرانیہا اساسِ راحت ست — تلخہا ہم پیشوائے نعمت ست
رنج اور محنت ہے راحت کی بنا — تلخیاں ہیں نعمتوں کی پیشوا

### حفت الجنۃ بمکروہات

بستِ فردوس مکروہات سے

تخم مایہ آتشت شاخ تراست
تیری شاخ تر ہے تخم آتش ۱۲

ہر کہ در زندان قرینِ محنتے ست
قید خانے میں جو محنت سے سوا

ہر کہ در قصرے قرینِ دولتے ست
جس کو قصر میں ہے مل گیا

ہر کرا دیدی بزر و سیم فرد
دیکھے یکتا سیم و زر میں تو جسے

آنکہ بیروں از طبائع جانِ اوست
جو طبائع سے برون تر جس کی جان

بے سبب بیند چو شد دیدہ گذار
بے سبب دیکھے جو چھوڑے[1] آنکھ کو

بے سبب بیند نہ از آب و گیا
بے سبب دیکھے نہ آب اور گھاس سے

این سبب ہمچون مریض است و علیل
ہے سبب بیمار کی صورت علیل

شب چراغت را فتیلے نو بتاب
بتی رکھو اپنے چراغوں میں نئی

### حفت النیران من شہوات

واسطہ دوزخ کو ہے شہوات سے

سوختہ آتش قرین کوثر است
سوختہ آتش ہیں کوثر کے قریں

آن جزائے لقمہا و شہوتے ست
وہ ہے لقموں اور شہوت کی سزا

آن جزائے کارزار و محنتے ست
وہ ہے اس کی سعی و محنت کی جزا

وآنکہ اندر کسب کردن صبر کرد
صبر اس نے ہیں کمانے میں کئے

منصبِ خرقِ سببہا آنِ اوست
ترکِ اسباب اس کے تابع ہیں تو جان

تو کہ در حسی سبب را گوش دار
تجھ میں حس ہے ناظرِ اسباب ہو

چشمہ چشمہ معجزاتِ انبیا
بے شمار ان انبیا کے معجزے

این سبب ہمچون چراغ است و فتیل
یہ ہے بتی اور چراغ اسے بے دلیل

پاک دان زینہا چراغِ آفتاب
ہے چراغ مہر کو اک برتری ۱۲

[1] ظاہر کو دیکھنے والی آنکھ

رو تو کہگل ساز بہرِ سقفِ جاں ۔۔۔ سقفِ گردوں را ز کہگل پاک داں
سقفِ جاں کے واسطے کہگل بنا ۔۔۔ آسماں کو واسطہ کہگل سے کیا؟

وہ کہ چوں دلدارِ ما غمسوز شد ۔۔۔ خلوتِ شب در گذشت و روز شد
جب ہوا دلدار اپنا غم گسار ۔۔۔ رات گذری ہو گیا دن آشکار

جز بشب جلوہ نباشد ماہ را ۔۔۔ جز بدردِ دل مجو دل خواہ را
رات کو ہوتا ہے جلوہ ماہ کا ۔۔۔ دردِ دل میں ہے مکاں دل خواہ کا

ترکِ عیسیٰؑ کردہ خر پروردہ ۔۔۔ لاجرم چوں خر بروں پردہ
ترکِ عیسیٰؑ کر کے پالا تو نے خر ۔۔۔ تو بروں پردہ خر سے بے خبر

طالعِ عیسیٰؑ ست علم و معرفت ۔۔۔ طالعِ خر نیست اے تو خر صفت
طالعِ عیسیٰؑ ہے علم و معرفت ۔۔۔ طالعِ خر تو نہیں اے خر صفت

نالۂ خر بشنوی رحم آیدت ۔۔۔ پس ندانی خرخری فرمایدت
خر کے نالے سن کے رحم آئے تجھے ۔۔۔ تو ہے ناواقف، گدھا پن خر کرے

رحم بر عیسیٰؑ کن و بر خر مکن ۔۔۔ طبع را بر عقلِ خود سرور مکن
رحم کر عیسیٰؑ پہ اور خر پر نہ کر ۔۔۔ دے طبیعت کو نہ قابو عقل پر

طبع را ہل تا بگرید زار زار ۔۔۔ تو از و بستان و وامِ جاں گزار
چھوڑ اس کو تا یہ روئے زار زار ۔۔۔ اس سے لے ہو قرضِ جاں سے رستگار

سالہا خر بندہ بودی بس بود ۔۔۔ زانکہ خر بندہ ز خر واپس بود
بندۂ خر مدتوں سے تو رہا ۔۔۔ بندۂ خر خر کے بس پیچھے ہوا

ز اخّروهنّ مرادش نفسِ تست ۔۔۔ کو بآخر باید و عقلت نخست
آخِروهنّ [1] سے ہے مقصد نفس سے ۔۔۔ عقل پہلے اور وہ آخر رہے

[1] جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورتوں کو پیچھے کرو۔ اس حیثیت سے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے پیچھے کیا ہے"۔

ہم مزاجِ خر شدست ایں عقلِ پست ‏ ‏ ‏ فکرش اینکہ چوں علف آرد بدشت

عقل تیری ہم مزاجِ خر ہو گئی ‏ ‏ ‏ فکر میں چارے کی بیکل ہو گئی

آں خرِ عیسیٰ مزاجِ دل گرفت ‏ ‏ ‏ در مقامِ عاقلاں منزل گرفت

خرِ عیسیٰ نے مزاجِ دل لیا ‏ ‏ ‏ عاقلوں کے گھر میں وہ جاکر رہا

زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف ‏ ‏ ‏ از سوارِ زفت گردد خر نحیف

کیونکہ غالب عقل تھی اور خر ضعیف ‏ ‏ ‏ ہاں سوارِ فربہ سے ہو خر نحیف

در ضعیفیٔ عقل تو اے خر بہا ‏ ‏ ‏ ایں خرِ پژمردہ گشتست اژدہا

عقل کی کمزوریوں سے بن گیا ‏ ‏ ‏ یہ خرِ کمزور تیرا اژدہا

گر ز عیسیٰ گشتۂ رنجور دل ‏ ‏ ‏ ہم ازو صحت رسد او را مہل

تو جو عیسیٰ سے کبیدہ دل ہوا ‏ ‏ ‏ اس کو مت چھوڑ۔ اس سے صحت پائے گا

اے مسیحِ خوش نفس چونی ز رنج ‏ ‏ ‏ کہ نبود اندر جہاں بے رنج گنج

اے مسیحِ نیک کیا ہے تجھ کو رنج ‏ ‏ ‏ کب ہے دنیا میں کوئی بے رنج گنج

چونی اے عیسیٰ ز دیدارِ یہود ‏ ‏ ‏ چونی اے یوسف ز اخوانِ حسود

کیا ہے اے عیسیٰ تجھے فکرِ یہود ‏ ‏ ‏ کیا ہے یوسف حالِ اخوانِ حسود

تو شب و روز از پئے ایں قومِ غمر [ل] ‏ ‏ ‏ چوں شب و روزے بدو بخشائی عمر

روز و شب ہے تو قومِ جاہل کے لئے ‏ ‏ ‏ عمر بخشے مثل دن اور رات کے

چہ دنی از صفرائیانِ بے ہنر ‏ ‏ ‏ چہ ہنر زاید ز صفرا دردِ سر

بے ہنر صفرائیوں سے کیا ہے حال ‏ ‏ ‏ دردِ سر صفرا کا ہوتا ہے مآل

[ل] یعنی تو احمق و جاہل قوم کی عمر بڑھا رہا ہے جس طرح رات اور دن انسان کی عمر کو زیادہ کرتے ہیں اور یہ قوم میری حاسد اور دشمن ہے +

تو ہماں کن کہ کند خورشید شرق | با نفاق و حیلہ و دزدی و زرق

تو بھی وہ کر جو کیا خورشید نے | ساتھ چوری اور نفاق و کر کے

تو عسل ما سرکہ در دنیا و دیں | دفع ایں صفرا بود سرکنگبیں

شہد تو ہم سرکہ دنیا و دیں | دور صفرا کو کرے سرکنگبیں

سرکہ افزودیم ما قوم زحیر | تو عسل بفزا کرم را وا مگیر

سرکہ گو ہم نے بڑھایا بر ملا | تو کرم کر شہد ہی اس میں بڑھا

ایں سزید از ما چنیں آید زما | ریگ اندر چشم چہ افزاید عمی

بس یونہی لائق تھے ہم اس کے لئے | ریت آنکھیں اور بھی اندھی کرے

آں سزد از تو ایا کحل عزیز | کہ بیابد از تو ہر ناچیز چیز

وہ ترے لائق ہے یا کحل عزیز | جس سے ہر ناچیز تجھ سے پائے چیز

ز آتش ایں ظالمانت دل کباب | از تو جملہ اہد قومی بد خطاب

ظالموں نے دل کیا تیرا کباب | اہد قومی[1] کا تجھی سے ہے خطاب

کان عودی در تو گر آتش زنند | ایں جہاں از عطر و ریحاں پر کنند

عود کی ہے کان، اگر تجھ کو جلائیں | عطر و ریحاں سے جہاں لبریز پائیں

تو نہ آں عودی کز آتش کم شود | تو نہ آں روحی کا سیر غم شود

تو نہیں وہ عود کم ہو آگ سے | تو نہیں وہ روح، تجھ غم ہو جسے

عود سوزد کان عود از سوز دور | باد کے حملہ برد بر اصل نور

عود سوزاں - کان خالی سوز سے | نور پر کیونکر ہوا حملہ کرے

اے ز تو مر آسمانہا را صفا | اے جفائے تو نکوتر از وفا

آسمانوں کو تجھی سے ہے صفا | ہے وفا سے خوب تر تیری جفا

[1] یعنی جب جناب رسول کریم اپنی قوم سے کوئی ظلم دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ الٰہی ان کو ہدایت دے۔

زانکہ از عاقل جفائے گر رود ‖ از وفائے جاہلاں آں بہ بود

کیونکہ جب کرتا ہے اک عاقل جفا ‖ جاہلوں کی ہے وفا سے وہ سوا

عاقل آرد معرفت را در میاں ‖ جاہل آرد معرفت را بر زباں

معرفت کو رکھے عاقل تو نہاں ‖ اور جاہل اس کو لائے برزباں

گفت پیغمبرؐ عداوت از خرد ‖ بہتر از مہرے کہ از جاہل رسد

بولے پیغمبرؐ عداوت عقل کی ‖ جاہلوں کی مہربانی سے بھلی

دوستی با مردمِ دانا نکوست ‖ دشمنِ دانا بہ از ناداں دوست

دوستی دانا کی اچھی اے فتا! ‖ خصم دانا یار ناداں سے بھلا

## ایک امیر کا ایک سونے والے کو رنجیدہ کرنا

عاقلے بر اسپ می آمد سوار ‖ در دہانِ خفتۂ می رفت مار

عاقل اک گھوڑے پہ آتا تھا سوار ‖ منہ میں اک خفتہ کے جاتے دیکھا مار

آں سوار آں را بدید و می شتافت ‖ تا رماند مار را فرصت نیافت

دوڑا اس کو دیکھ کر پھر وہ سوار ‖ پر نہ مہلت تھی کہ بھگا دیتا جو مار

چونکہ از عقلش فراواں بُد مدد ‖ چند دبوسے قوی بر خفتہ زد

چونکہ تھا عقل و خرد سے بہرہ مند ‖ سونے والے کے لگائے گرز چند

خفتہ از خوابِ گراں چوں بر جہید ‖ یک سوارِ ترک با دبوس دید

سونے والا ہو گیا جب ہوشیار ‖ گرز ہاتھوں میں لئے دیکھا سوار

بے محابا ترک دبوسے گراں ‖ چونکہ افزوں کوفت او شد زو رواں

بے محابا گرز مارے ترک نے ‖ سونے والا اٹھ کے بھاگا خوف سے

برد او را زخمِ آں دبوس سخت ‖ زو گریزاں تا بزیرِ یک درخت

گرز کی چوٹیں جو تھیں [illegible] ‖ دوڑتا اک پیڑ کے پہنچا قریں

| | |
|---|---|
| سیب پوسیدہ بسے بُد ریختہ | گفت ازیں خور اے بدرد آویختہ |
| سیب پوسیدہ پڑے تھے بڑ کُھلا | بولا کھا یہ سیب اے درد آشنا |
| سیب چنداں مر ورا در خورد داد | کز دہانش باز بیروں می فتاد |
| اس قدر اس کو کھلائے سیب ہاں | منہ سے اُس کے باہر آئے بیلماں |
| بانگ می زد کاے امیر آخر چرا | قصدِ من کردی چہ کردم مر ترا |
| بولا آخر کس لئے مردِ خدا | مارنا مجھ کو ہے کیا میں نے کیا |
| گر ترا از اصل ہست با جانم ستیز | تیغ زن یکبارگی خونم بریز |
| ہے حقیقت میں جو خواہش جان کی | تیغ لے اور قتل کر یکبارگی |
| شوم ساعت کہ شدم بر تو پدید | اے خنک آں را کہ روئے تو ندید |
| وہ گھڑی بدتھی کہ میں تجھ کو ملا | وہ ہے اچھا۔ دُور جو تجھ سے رہا |
| بے خیانت بے گنہ بے بیش و کم | ملحداں جائز ندارند ایں ستم |
| بے خیانت بے گنہ بے بیش و کم | اتنا ملحد بھی نہیں کرتے ستم |
| می جہد خوں از دہانم با سخن | اے خدا آخر مکافاتش تو کن |
| بات کرنے میں ٹپکتا ہے لہو | اس کا بدلہ اس سے لے اللہ تو |
| ہر زماں می گفت او نفریں نو | اوش می زد کاندریں صحرا بدو |
| لعنتیں جتنی وہ اس پہ بھیجتا | مارتا اسوار اسے ۔ دوڑاتا تھا |
| زخم دبوس سوارِ ہمچو باد | می دوید و باز بر روئے فتاد |
| تاب کب اُس گرز کی لاتا تھا وہ | دوڑتا تھا اور گر جاتا تھا وہ |
| زد بر آمد خوردہ ہا زشت و نکو | ماربا آں خوردہ بیروں جست ازو |
| نکلا سب کھایا تھا جو اچھا بُرا | ساتھ ہی وہ سانپ باہر آ گیا |
| چوں بدید از خود بروں آں مار را | سجدہ آورد آں نکوکردار را |
| جب دیکھتے اُس نے دیکھا سانپ کو | سجدے کرتا تھا اُسے ممنون ہو |

ہم آں مارِ سیاہ زشت زفت — چوں بدید آں مردہا از وے برفت

ڈر سے اُس مارِ سیاہ و تُند کے — درد جتنے بھی تھے، سب جاتے رہے

گفت تو خود جبرئیلِ رحمتی — یا خدائی کہ ولی ہر نعمتی

بولا وہ جبریلؑ بے رحمت ہے تو — یا خداوندِ ولی نعمت ہے تو

اے مبارک ساعتے کہ دیدیم — مُردہ بودم جان نو بخشیدیم

تو نے کس اچھی گھڑی دیکھا مجھے — مُردہ تھا میں کر دیا زندہ مجھے

اے خنک آں را کہ بیند روئے تو — یا درافتد ناگہاں در کوئے تو

وہ مبارک جس نے دیکھا رخ تیرا — یا وہ جاکر تیرے کوچے میں پڑا

تو مرا جویاں مثالِ مادراں — من گریزاں از تو مانندِ خراں

مثلِ مادر میرا جویا تھا مگر — بھاگتا تھا تجھ سے میں مانندِ خر

خر گریزد از خداوند از خری — صاحبش درپے ز نیکو اختری

خر اگر مالک سے بھاگے، ہے خری — مالک اُس کے پیچھے پیچھے ہر گھڑی

از پئے سود و زیاں می جویدش — لیک تا گرگش ندرّد یا ددش

ڈھونڈتا ہے ہر گھڑی سود و زیاں — جب لوراس کو نہ پھاڑیں بیگماں

اے روانِ پاک بستودہ ترا — چند گفتم ژاژ و بیہودہ ترا

اے کہ رُوحِ پاک ہے عالی تری — میں بھلا کب تک کروں تیری بدی

اے خداوند و شہنشاہ و امیر — من نگفتم جہلِ من گفت آں مگیر

اے خداوند اے مرے فرماں روا — جہل سے تھا میں نے جو کچھ بھی کہا

شمۂ زیں حال اگر دانستمے — گفتنِ بیہودہ کے تانستمے

حال اگر تھوڑا بھی میں کچھ جانتا — بیہودہ گوئی نہ کرتا بر ملا

بس ثنایت گفتمے اے خوش خصال — گر مرا یک رمزی گفتی ز حال

میں تری تعریف کرتا خوش خصال — گر بتا دیتا مجھے تو کچھ بھی حال

لیک خامش کردہ می آشوفتی | خامشانہ بر سرم می کوفتی
میں پریشاں تیری خاموشی سے تھا | چپکے چپکے تو مجھے تھا مارتا

شد سرم کالیوہ عقل از سر بجست | خاصہ ایں سر را کہ مغزش کمتر ست
سر پھرا۔ گم عقل تھی اسے نیک پے! | خاص یہ سر جس میں تھوڑا مغز ہے

عفو کن اے خوب روئے خوب کار | آنچہ گفتم از جنوں اندر گذار
عفو کر اے خوب رو اے خوب کار | میری باتوں کو تو کر وحشت شمار

گفت اگر من گفتمے رمزے ازاں | زہرۂ تو آب گشتے آں زماں
بولا وہ، کچھ بھی میں کہہ دیتا اگر | پانی ہو کر تیرا یہ جاتا جگر

گر ترا من گفتمے اوصاف مار | ترس از جانت بر آوردے دمار
سانپ کے اوصاف اگر کرتا بیاں | خوف سے دے بیٹھتا تو اپنی جاں

مصطفیٰؐ گویدا اگر گویم براست | شرح آں دشمن کہ در جان شماست
مصطفیٰؐ بولے جو میں کر دوں بیاں | شرح دشمن کی جو دل میں ہے نہاں

زہرہائے پردلاں بر ہم درد | نے رود رہ نے غم کارے خورد
اہل دل کے یک بیک پتے پھٹیں | کام ہو کوئی نہ رستہ چل سکیں

نے دلش را تاب ماند در نیاز | نے تنش را قوت صوم و نماز
اُس کے دل میں ہو نہ پھر تاب نیاز | یا بدن کو قوت صوم و نماز

ہمچو موشے پیش گربہ لا شود | ہمچو میشے پیش گرگ از جا رود
چوہا جن کر پیشِ گربہ ہو فنا | جیسے بکری دیکھ لے اک بھیڑیا

اندر و نے حیلہ ماند نے روش | پس کنم ناگفتہ تاں من پرورش
بھول جائیں اپنے سب مکر و روش | بے کہے کرتا ہوں ان کی پرورش

ہمچو بوبکرؓ ربانی تن زنم | دست چوں داؤد در آہن زنم
مثل بوبکرؓ ربانی چپ رہوں | ہاتھ میں داؤد ساں لو ہے کو لوں

تا محال از دستِ من حالے شود — مرغ پر برکندہ را بالے شود
تاکہ آساں ہو مرے ہاتھوں محال — مرغ بے پر پائے اپنے پر دبال

چوں یَدُ اللہ فَوقَ اَیدِیہِم بود — دستِ مارا دستِ خود فرمود احد
ہے یدُ اللہ فوق ایدیہم[1] بجا — تو پھر میرا کیوں نہ ہو دستِ خدا

پس مرا دستِ دراز آمد یقیں — برگذشتہ ز آسمانِ ہفتمیں
اس لئے ہے میرا ہاتھ دراز و بلند — آسمان ہفتمیں سے ہے بلند

دستِ من بنمود بر گردوں ہنر — مقریا برخواں کہ انشقّ القمر
آسماں پر بھی دکھلائے ہنر — پڑھ تو اے مقری[2] اِکہ انشقّ القمر

ایں صفت ہم بہرِ ضعفِ عقلہاست — با ضعیفاں شرحِ قدرت کے رواست
یہ صفت ہے بہرِ ضعفِ عقل ہاں — شرحِ قدرت کب ضعیفوں پر عیاں

خود بدانی چوں آری سر ز خواب — ختم شد واللہ اعلم بالصواب
جانے گا تو ہو گا جب بیدار خواب — ختم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

گر ترا من گفتمے ایں ماجرا — آں دم از تو جانِ تو گشتے جدا
تجھ سے گر دیتے جو یہ ماجرا — جان سے اپنی تو ہو جاتا جدا

مر ترا نے قوتِ خوردن بُدے — نے رہ و پروائے قے کردن بُدے
ہوتی کیونکر کھانے کی قوت تجھے — ہوتی قے کرنے کی کب ہمت تجھے

می شنیدم فحش و خر می راندم — رَبِّ یَسِّر زیرِ لب می خواندم
فحش سنتا تھا ہانکتا تھا گدھا — رب یسر[3] زیر لب پڑھتا ہوا

[1] اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے +
[2] (قرآن شریف کا) پڑھانے والا +
[3] اے رب! آسان کر دے +

| | |
|---|---|
| از سبب گفتن مرا دستور نیست | ترکِ تو کردن مرا مقدور نیست |
| مار، سبب کہنا مجھے تھا ناروا | چھوڑ دینے کا بھی کب مقدور تھا |
| ہر زماں می گفتم از دردِ دروں | اِهْدِ قَوْمِي إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ |
| درد دل سے ہر گھڑی کہتا تھا یوں | اِهْدِ قَوْمِي إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ [۱] |
| سجدہا می کرد آں رستہ ز رنج | کاے سعادت وے مرا اقبال و گنج |
| کرتا تھا سجدے وہ آزادِ رنج | اے سعادت میری! اے اقبال و گنج! |
| از خدا یابی جزاہائے شریف | قوتِ شکرت ندارد ایں ضعیف |
| دے خدا تجھ کو جزا اس کی شریف | شکر کی قوت کہاں ہیں ہوں ضعیف |
| شکرِ حق گوید ترا اے پیشوا | آں لب و چانہ ندارم واں نوا |
| تیرے حق کا شکر ادا ہو پیشوا | وہ زبان ولب کہاں ہوں بے نوا |
| دشمنی عاقلاں زیں ساں بود | زہرِ ایشاں ابتہاجِ جاں بود |
| اس طرح ہے عاقلوں کی دشمنی | جان کی راحت ہے ان کا زہر بھی |
| دوستی ابلہاں رنج و ضلال [۲] | ایں حکایت بشنو از بہرِ مثال |
| دوستی ناداں کی ہے رنج و ضلال | یہ حکایت سن تو از روئے مثال |

## ایک احمق اور ریچھ

| | |
|---|---|
| اژدہائے خرس را در می کشید | شیر مردے رفت و فریادش رسید |
| اژدہا اک ریچھ کو تھا کھینچتا | شیر مرد اک اس کا حامی ہوگیا |
| شیر مردانند در عالم مدد | آں زماں کافغانِ مظلوماں رسد |
| ہیں مدد دنیا کی کرتے شیر مرد | سنتے ہیں مظلوم کی جب آہِ سرد |

۱؎ یاالٰہی! میری قوم کو ہدایت کر کہ یہ ناواقف ہے +

۲؎ گمراہی +

بانگِ مظلوماں ز ہر جا بشنوند — آں طرف چوں رحمتِ حق می دوند

سنتے ہیں مظلوم کی جس دم صدا — دوڑتے ہیں مثلِ رحمِ کبریا

آں ستونہائے خللہائے جہاں — آں طبیبانِ مرضہائے نہاں

وہ جہانِ پُرخلل کے ہیں ستوں — وہ ہیں چارہ سازِ امراضِ دروں

محض مہر و داوری و رحمتند — ہمچو حق بے علت و بے رشوتند

مہر یکسر، مطلقاً رحمت ہیں وہ — مثلِ حق بے علت و رشوت ہیں وہ

ایں چہ یاری می کنی یکبارگیش — گوید از بہرِ غم و بیچارگیش

تو مدد کرتا ہے کیا یکبارگی — وہ کہے بہرِ غم و بے چارگی

مہربانی شد شکارِ شیر مرد — در جہاں دارو نجوید غیرِ درد

مہربانی ہے شکارِ شیر مرد — ڈھونڈتا پھرتا ہے وہ دنیا میں درد

ہر کجا دردے دوا آں جا رود — ہر کجا فقرے نوا آں جا رود

درد ہو جس جا پہنچتی ہے دوا — ہو غریبی جس جگہ پہنچے نوا

ہر کجا پستی ست آب آں جا رود — ہر کجا مشکل جواب آں جا رود

ہو جہاں پستی۔ وہاں جاتا ہے آب — ہو جہاں مشکل۔ وہاں پہنچے جواب

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست

ڈھونڈ مت پانی، ہو پیدا تشنگی — پست و بالا سے بہے آب اے اخی!

تا سقاھم ربھم آید خطاب — تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب

تا سقاھم ربھم[1] پائے خطاب — تشنہ رہ۔ واللہ اعلم بالصواب

آبِ رحمت بایدت رو پست شو — وانگہاں خور خمرِ رحمت مست شو

آبِ رحمت چاہیئے، جا پست ہو — خوب پی صہبائے رحمت، مست ہو

رحمت اندر رحمت آید تا بسر — بر یکے رحمت فرو ما اے پسر

تا کہ رحمت پر ہو رحمت اے پسر — ایک رحمت پر توقف تو نہ کر

[1] قولہ تعالیٰ: وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا۔ اُن کا خدا اُن کو شراب طہور پلاتا ہے +

چرخ را در زیر پا آر اے شجاع ... بشنو از فوقِ فلک بانگِ سماع

چرخ کو لا زیرِ پا تو اے شجاع ... اور بالا ئے فلک سے سُن سماع

پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش ... تا بگوشت آید آں بانگِ خروش

وسوسوں کی روئی کانوں سے نکال ... تا سنے بانگِ خروش اے خوش خصال

پاک کن دو چشم را از موئے عیب ... تا ببینی باغ و سروستانِ غیب

پاک کر آنکھوں سے اپنی موئے عیب ... تا کہ دیکھے باغ اور بستانِ غیب

دفع کن از مغز و از بینی زکام ... تا کہ ریح اللہ در آید در مشام

دور کر مغز اور بینی سے زکام ... تا کہ بوئے ذات سے مہکے مشام

ہیچ مگذار از تپ صفرا اثر ... تا بیابی از جہاں طعمِ شکر

چھوڑ صفرا کا نہ کچھ باقی اثر ... تا کہ دنیا میں ملے تجھ کو شکر

دارو‌ئے مردی کن و عنّیں مپو ... تا بروں آیند صد گوں خوبرو

کر دوا مردی کی۔ مت نامرد بن ... تا کہ پیدا تجھ سے ہوں سو گل بدن

کندۂ تن را ز پائے جاں بکن ... تا کند جولاں بپائے ایں چمن

پائے جاں سے تن کی بیڑی دور کر ... تا کرے اس باغ کی جانب گذر

غلِّ بخل از دست و گردن دور کن ... بختِ نو دریاب از چرخِ کہن

دور کر گردن سے پھندا بخل کا ... تا کہ پائے چرخ سے حصہ نیا

ور نمی تانی بکعبِ لطف پر ... عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر

سمتِ کعبہ اڑ نہیں سکتا اگر ... چارہ گر سے عجز اپنا عرض کر

زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست ... رحمتِ کُلّی قوی تر دایہ ایست

رونا چلّانا قوی سرمایہ ہے ... رحمتِ کُلّی قوی تر دایہ ہے

دایہ و مادر بہانہ جو بود ... تا کہ کے آں طفل گریاں می شود

دایہ اور ماں ڈھونڈتی رہتی ہیں سبب ... دیکھتی رہتی ہیں بچہ روئے کب

| | |
|---|---|
| طفل حاجات شمارا آفرید | تا بنالید و شود شیرش مزید |
| حاجتوں نے طفل کو پیدا کیا | رونے سے تا ہو اضافہ شیر کا |
| گفت ادعوا الله بے زاری مباش | تا بجوشد شیرہائے مہرہاش |
| [illegible] | تا کہ شیر لطف آئے جوش پر |
| ہائے ہو باد و شیر افشان ابر | در غم مایند یک ساعت تو صبر |
| [illegible] | سب ہمارے غم میں ہیں کر صبر تو |
| فی السماء رزقکم بشنیدۂ | اندریں پستی چہ بر چفسیدۂ |
| فی السماء رزقکم جب سن لیا | پھر تو کیوں پستی میں ہے ڈوبا ہوا |
| ترس و نومیدیت داں آواز غول | می کشد گوش تو تا قعر سفول |
| ترس و نومیدی ہیں نغمے غول کے | کھینچتے ہیں جانب پستی تجھے |
| ہر ندائے کہ ترا بالا کشید | آں ندائے داں کہ از بالا رسید |
| سوئے بالا جو صدا کھینچے تجھے | عالم بالا سے اس کو جاں لے |
| ہر ندائے کہ ترا حرص آورد | بانگ گرگے داں کہ او مردم درد |
| جس ندا سے حرص بڑھ جائے تری | ہے ندائے گرگ مردم در وہی |
| ایں بلندی نیست از روئے مکاں | ایں بلندیہاست سوئے عقل و جاں |
| یہ بلندی کب ہے از روئے مکاں | یہ بلندی ہے بسوئے عقل و جاں |

لہ قولہ تعالیٰ عزوجل: قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ دو کہ جو کچھ مانگو خدا اور رحمٰن سے مانگو کہ اس کی ذات کے لئے تمام اسمائے نیک ہیں۔

ٹہ قولہ تعالیٰ عزوجل وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔ تمہارے رزق اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ آسمان اور لوح میں محفوظ ہے۔

ہر سبب بالا تر آمد از اثر
سنگ و آہن فائق آمد بر شرر

ہر سبب بالا اثر سے جان لے
لوہا اور پتھر شرر سے بڑھ گئے

آں فلانے فوق آں سرکش نشست
گرچہ در صورت بپہلوش نشست

اونچا اس سرکش سے بیٹھا وہ فلاں
ظاہرا پہلو میں بیٹھا گو جیا

فوقی آں جابست از روئے شرف
جائے دور از صدر باشد مستخف

ہے شرف یاب اس جگہ کا مرتبا
ہے سبک جو صدر سے ہے دور جا

سنگ و آہن زیں جہت کہ سابقند
در عمل ہنگام فوقی لائق اند

سنگ و آہن چونکہ سابق ہو گئے
فوقیت پانے کے لائق ہو گئے

واں شرر از روئے مقصودی خویش
ز آہن و سنگ ست زیں رو پیش بیش

اور شرر از روئے مقصد دیکھ لے
سنگ و آہن پر ہے فوقیت اس لئے

سنگ و آہن اول و پایاں شرر
لیک ایں ہر دو تنند و جاں شرر

سنگ و آہن اول اور آخر شرر
وہ ہیں دونوں تن، شرر ہے جاں مگر

کاں شرر کاندر زماں واپس ترست
در صفت از سنگ و آہن برترست

پھر شرر جو آخری سمجھا گیا
سنگ و آہن سے صفت میں ہے بڑا

در زماں شاخ از ثمر سابق ترست
در ہنر از شاخ او فائق ترست

شاخ دنیا میں ہے پہلے پھر ثمر
شاخ سے ہیں پھل سوا [illegible]

چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر
پس ثمر اول بود آخر شجر

اور شجر سے چونکہ مقصد ہے ثمر
اس لئے پہلے ثمر ہے پھر شجر

سوئے خرس و اژدہا گردیم باز
زانکہ طولے دارد ایں قصہ دراز

پھر چلیں ہم سوئے خرس و اژدہا
قصہ لمبا ہے بجا ہے دراز کا

خرس ہم چوں فریاد کرد از اژدہا
شیر مردے داد از چنگش رہا

اژدہے سے ریچھ نے فریاد کی
مرد نے آ کر رہائی اس کو دی

حیلت دفعِ مضرت داند بشت | اژدہا را او بدیں قوت بکشت

حیلہ دفع مضرت کرنے کی بد | اژدہے کی قوتیں کیں اس نے رد

اژدہا را او بدیں حیلت ببست | تا کہ آں خرس از ہلاکِ تن برست

اژدہے کو اس نے باندھ کر سے | تا کہ ریچھ اس طرح جانبر ہو سکے

اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست | لیک فوقِ حیلۂ تو حیلتے ست

اژدہے میں زور ہے حیلہ نہیں | حیلے سے بالا ہے حیلہ دوسرا

مکر آں بسیار نیکان باز بیں | در نبی وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن

مکر کرنے والے کو تھوڑے نہیں | بھی ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن[۵]

حیلۂ خود را چو دیدی باز رو | کز کجا آمد سوئے آغاز رو

جب تو حیلہ اپنا دیکھے لوٹ جا | دیکھ آغاز اس کا کس جا سے ہوا

ہر چہ در پستی ست آمد از علا | چشم را سوئے بلندی نہ ہلا

ہے علا سے سب جو کچھ پستی میں بند | رکھ نظر اپنی جہاں تک ہو بلند

روشنی بخشد نظر اندر علا | گرچہ اول خیرگی آرد بلا

ہے بلندی روشنی بخشِ نظر | گو چکاچوند اول اول ہو پسرا

چشم را در روشنائی خوئے کن | گر نہ خفاشی نظر آں سوئے کن

آنکھ کو تو خوگر بینائی کر | ہے نہ چمگادڑ، رکھ اس جانب نظر

عاقبت بینی نشانِ نورِ تست | شہوتِ حالی حقیقت گورِ تست

عاقبت بینی نشاں ہے نور کا | شہوت دنخواہش سے کوری دیکھے گا

عاقبت بینے کہ صد بازی بدید | مثلِ آں نبود کہ یک بازی شنید

عاقبت بیں بازی سو کو دیکھ لے | کب ہے مثل اس کے جو اک بازی سنے

۵ خدا سب سے بڑا مکر کا جاننے والا ہے ۰

| مصرعِ اوّل | مصرعِ دوم |
| --- | --- |
| زاں یکے بازی چناں مغرور شد | کز تکبر ز استاداں دور شد |
| ایک بازی سے غرور اتنا کیا | اپنے استادوں سے گویا بڑھ گیا |
| سامری از آں ہنر در خود چو دید | او ز موسیٰؑ از تکبر سر کشید |
| سامری بھی ہو کے مغرورِ ہنر | سرکشی موسیٰؑ سے کرتا تھا مگر |
| او ز موسیٰؑ آں ہنر آموختہ | وز معلم چشم را بر دوختہ |
| اس نے موسیٰؑ ہی سے سیکھے تھے ہنر | پھیر لی تھی اب معلم سے نظر |
| لاجرم موسیٰؑ دگر بازی نمود | تا کہ او بازی و جانش را ربود |
| کھیل موسیٰؑ نے دکھایا دوسرا | آخر اس بازی سے وہ مردہ ہوا |
| اے بسا دانش کہ اندر سر دود | تا شود سرور بداں خود سر رود |
| سر میں ہوتی ہیں بہت سی دانشیں | سروری کے ظن میں وہ خود جان دیں |
| سر نخواہی کہ رود تو پائے باش | در پناہِ قطبِ صاحب رائے باش |
| سر کو گر چاہے سلامت پاؤں ہو | ڈھونڈ امن قطبِ صاحب رائے کے |
| گرچہ شاہی خویش فوقِ او مبیں | گرچہ شہدی جز نباتِ او مچیں |
| ہو جو سلطاں، خود کو فوقیت نہ دے | شہد بھی ہو تو نہ تو شکر اس سے لے |
| فکرِ تو نقش است و فکرِ اوست جاں | نقدِ تو قلب است و نقدِ اوست کاں |
| فکر تیرا نقش، فکر اس کا ہے جان | تیرا کھوٹا نقد، اس کا نقد کان |
| او توئی خود را بجو در روئے او | گوے کو کو فاختہ ساں سوئے او |
| خود کو اس میں ڈھونڈ۔ وہ تو ہے تو ہی | فاختہ ساں کہتا جا کو کو اسی ! |
| ور نخواہی خدمتِ اہلِ صفا | ہمچو خرسی در دہانِ اژدہا |
| کر نہ چاہے خدمتِ اہلِ صفا | اژدہے کے منہ میں ہے تو ریچھ سا |
| بو کہ استادے رہاند مر ترا | وز خطر بیروں کشاند مر ترا |
| کر دے گا استاد ہی تجھ کو رہا | اور خطر سے کھینچ لے گا بے بلا |

سلہ کھدا ؛

زاریٔ نی کن چو زورت نیست ہاں / چونکہ کوری سر مکش از راہ بیں
زور اگر ممکن نہیں زاری ہی کر / کور ہے تو رہنما پر رکھ نظر

تو کم از خرسی نمی نالی ز درد / خرس رست از درد چوں فریاد کرد
ریچھ سے کم ہے کہ تو روتا نہیں / ریچھ رونے ہی سے چھوٹا بالیقیں

اے خدا آں سنگ دل را موم کن / نالہ اش را تو خوش و مرحوم کن
اے خدا اس سنگ دل کو موم کر / رحم اُس کے نالۂ جاں کاہ پر

## ایک اندھا فقیر

آں یکے کورے ہمی گفت الاماں / من دو کوری دارم از اہل زماں
ایک اندھا کہہ رہا تھا الاماں / دُہرا اندھا ہوں میں اے اہلِ جہاں

پس دو بارہ رحمتم آرید ہاں / چوں دو کوری دارم اے اہلِ زماں
[illegible] دو بارہ کرم [illegible] / میں ہوں دہرا اندھا اس کو مان لیں

از تعجب مردماں گفتند نیک / ایں دو کوری را بیاں کن نیک نیک
پھر تعجب سے یہ لوگوں نے کہا / دُہرا اندھا ہے تو، یہ کہتا ہے کیا؟

زانکہ یک کوریت می بینیم ما / آں دگر کوری کدام آں وانما
تیرا اندھا پن تو ہم ہیں دیکھتے / دوسری کوری دکھانا چاہئے

گفت زشت آوازم و ناخوش نوا / زشتی آواز و کوری شد دو تا
بولا بد آواز ہوں میں بے نوا / بد نوائی اندھا پن ہے دوسرا

بانگ زشتم مایۂ غم می شود / مہرِ خلق از بانگ من کم می شود
ہے بری آواز میری وجہِ غم / مہرِ خلقت اس سے ہو جاتی ہے کم

زشت آوازم بہر جا کہ رود / مایۂ خشم و غم و کیں میشود
جاتی ہے جس جا بُری میری صدا / غصہ و غم اس سے ہوتا ہے سوا

بر دو کوری رحم را دوتا کنید — این چنیں ناگنج را گنجا کنید
دہرا اندھا ہوں، تو دہرا رحم ہو — مجھ سے اک مفلس کو صاحبِ زر کرو

کرد نیکو چوں بگفت ایں راز را — لطف آوازِ دلش آواز را
یہ بیاں جب کر رہا تھا وہ گدا — مل گئی آواز میں دل کی صدا

زشتیٔ آواز کم شد زیں گلہ — خلق شد بروے برحمت یکدلہ
زشتیٔ آواز بھی کم ہو گئی — خلق اُس پر مہرباں ہونے لگی

وانکہ آوازِ دلش ہم بد بود — آں سہ کوری زشتیِ سرمد شود
اور اگر ہو بدنما آوازِ دل — تگنی کوری، ہو گی لعنت مستقل

لیک وہاباں کہ بے علت دہند — بو کہ دستے بر سرِ زشتش نہند
وہ سخی جو بے سبب بخشش کریں — اس کے سر پر ہاتھ شاید رکھ سکیں

چونکہ آوازش خوش و مرحوم شد — زو دلِ سنگیں دلاں چوں موم شد
خوشگوار اُس کی صدا تھی پاکباز — ہو گئے سنگیں دلوں کے دل گداز

نالۂ کافر چو زشت است و شہیق — زاں نمی گردد اجابت را رفیق
نالۂ کافر ہے بد، جوں بانگِ خر — اس لئے ہوتا نہیں اُس کا اثر

اخسئوا[۱] بر زشت آواز آمدست — کو ز خونِ خلق چوں سگ بود مست
اخسئوا ہے بد صدائی کے لئے — مست جوں سگ تھا وہ خونِ خلق سے

چونکہ نالۂ خرس رحمت کش بود — نالۂ تو نبود ایں ناخوش بود
ریچھ کا نالہ تو رحمت کش ہوا — تیرا نالہ گر نہ ہو، یہ ہے بجا

۱؎ قولہ تعالیٰ عزّ و جل: اخسئوا فیہا ولا تکلمون۔ یعنی خداوند تعالیٰ دوزخیوں اور اُن کی نالہ وزاری کے جواب میں فرمائے گا کہ "آگ میں چلے جاؤ اور منہ سے کچھ نہ کہو"۔

وانکہ ایوسف تو گرگی کردۂ | یا ز خونِ بے گناہے خوردۂ

گر تو نے کی یوسف سے گرگی اگر | خونِ ناحق ہے کیا تو نے اگر

توبہ آن وز خوردہ استفراغ کن | ور جراحت کہنہ شد رو داغ کن

توبہ کر جو کچھ ہے کھایا ڈال دے | داغ دے گر زخم کہنہ ہیں ترے

باز گرد از گرگی اے روباہ پیر | نصرت از حق می طلب نعم النصیر

باز آ گرگی سے اے روباہ پیر | لے مدد حق سے وہ بہتر ہے نصیر[1]

## احمق اور ریچھ کا باقی قصہ

خرس ہم از اژدہا چوں وا رہید | وآں کرم زاں مرد مردانہ بدید

ریچھ جب اُس اژدھے سے چھٹ گیا | اور دیکھا یہ کرم اُس مرد کا

چوں سگ اصحاب کہف آں خرس زار | شد ملازم از پئے آں بُرد بار

جوں سگِ اصحاب کہف اب ریچھ بھی | اُس کا خادم ہو گیا اے متقی

آں مسلماں سر نہاد از خستگی | خرس حارس گشت از دلبستگی

خستگی سے وہ مسلماں سو گیا | ریچھ پھر اس کا نگہباں ہو گیا

آں یکے بگذشت و گفتش حال چیست | اے برادر مر ترا ایں خرس کیست

ایک نے آ کر کہا، ہے بات کیا | بھائی تیرا ریچھ سے کیا واسطا

قصہ وا گفت و حدیث اژدہا | گفت بر خرسے منہ دل ابلہا

اس نے قصہ اژدہے کا کہہ دیا | بولا ناحق ہے بھروسہ ریچھ کا

دوستی زابلہ بتر از دشمنی ست | او بہر حیلہ کہ دانی راندنی ست

دوستی نادان کی ہے دشمنی | جس طرح جانے، ہو ثابت لعنتی

گفت واللہ از حسد می گفت ایں | ورنہ خرسی چہ نگری ایں مہر بیں

بولا واللہ ہے حسد سے یہ بیاں | ریچھ پن دیکھا، نہ دیکھا لطف ہاں

[1] مددگار ۲

گفت مہر ابلہاں عشوہ دہ است — ایں حسودی من از مہرش بہ است
بولا ہے ناداں کی الفت عشوہ گر — دشمنی میری ہے اس سے خوب تر

ہی بیا با من براں ایں خرس را — خرس مگزیں مہل تو جنس را
میرے ساتھ آ ٹال دے اس ریچھ کو — چھوڑ دے اس کو۔ شریک جنس ہو

گفت رَو رَو کارِ خود کن اے حسود — گفت کارم ایں بد و زرقت نبود
بولا جا جا دشمن! اپنا کام کر — بولا تھا یہ فرض میرا بے خبر

من کم از خرسے نباشم اے شریف — ترک او کن تا منت باشم حریف
ریچھ سے تو میں نہیں کم اے شریف — چھوڑ اس کو تا بنوں تیرا حریف

بر تو دل می لرزدم ز اندیشۂ — با چنیں خرسے مرو در بیشۂ
میں اس اندیشے سے ہوں کانپا ہوا — ریچھ کے ساتھ اب تو جنگل میں نہ جا

ایں دلم ہرگز نلرزید از گزاف — نور حق است ایں نہ دعویٰ نہ لاف
دل میں یہ لرزش نہیں کچھ جھوٹ سے — نورِ حق ہے یہ، نہ دعوے لاف کے

مومنم ینظر بنور اللہ شدہ — ہاں و ہاں بگریز ازیں آتشکدہ
دیکھتا ہوں میں خدا کے نور سے — بھاگ آتش خانۂ مستور سے

ایں ہمہ گفت و بگوشش در نرفت — بدگمانی مرد را سدیست زفت
سب کہا لیکن نہ کچھ اس نے سنا — بدگمانی سدِ محکم ہے فتا!

دستِ او بگرفت دست از وے کشید — گفت رفتم چوں نۂ یارِ رشید
پھر ملا کر ہاتھ ہو کر ایک سُو — بولا جاتا ہوں جو ہے بیزار تو

گفت رو با من تو غمخوارہ مباش — بوالفضولا معرفت کمتر تراش
بولا جا، میرا نہ تو غم خوار ہو — چھوڑ اپنے معرفت کے درس کو

باز گفتش من عدوے تو نیم — لطف باشد گر بیائی در پیم
پھر کہا اس نے کہ میں دشمن نہیں — ساتھ چل میرے، کرم کر، بالیقیں

| | |
|---|---|
| گفت خوابستم مرا بگذار ورد | گفت آخر یار را منقاد شو |
| بولا میں سوتا ہوں تو ہو راہ گیر | بولا ہو جا دوست کا فرماں پذیر |
| تا بخسپی در پناہِ مقبلے | در جوارِ دوستے صاحبدلے |
| اِن میں تا سوئے خوشی اقبال کے | دوست کی ہمسائگی میں شوق سے |
| در خیال افتاد مرد از جدِّ او | خشمگیں شد زود بگردانید رو |
| اُس کی کوشش سے وہ بگڑا اور بھی | ہو کے غصے آنکھ اس سے پھیر لی |
| کیں مگر قصدِ من آمد خونی است | یا طمع دارد گدائے تونی است |
| سوچا شاید جان لے گا یہ مری | یا کوئی سفلہ گدا ہے لالچی |
| یا گرو بستست با یاراں بدیں | کہ بترساند مرا زیں ہمنشیں |
| یا کسی سے شرط ہے باندھے ہوئے | میرے ساتھی سے ڈرائے گا مجھے |
| یا حسد دارد ز مہرِ یارِ من | کایں چنیں جدّ می کند در کارِ من |
| یا حسد ہے اس کو مہرِ یار سے | سعی کرتا ہے جو منعِ کار سے |
| خود نیامد ہیچ از خبثِ سرش | یک گمانِ نیک اندر خاطرش |
| خبث اُس کے سر میں تھا شعلہ فشاں | دل میں نیک اُس کے نہ آیا اک گماں |
| ظنِ نیکش جملگی بر خرس بود | او مگر مر خرس را ہم جنس بود |
| اُس کا ظنِ نیک تھا بس ریچھ پہ | ریچھ کا ہم جنس تھا شاید وہ خر |
| بدگمان و ابلہ و نا اہل بود | وز شقاوت او مطیعِ جہل بود |
| بدگماں تھا ابلہ و نااہل تھا | بدنصیبی سے مطیعِ جہل تھا |
| بد رگ و خود رائے و بدبخت ابد | گمرہ و مغرور و کور و خوار و رد |
| تھا وہ بدبخت اور پھر بدکار تھا | گمرہ و مغرور کور اور خوار تھا |
| خرس را بگزید بر صاحب کمال | رو سیہ حاصل تبہ فاسد خیال |
| با ہنر پہ ریچھ کو ترجیح دی | رو سیہ تھا ظنی خیالوں میں بدی |

عاقلے را از خری تہمت نہاد ۔۔۔ خرس را دانست اہلِ مہر و داد
عقل والے کو خری سے بد کہا ۔۔۔ ریچھ کو جانا کہ یہ ہے باوفا

## حضرتِ موسیٰؑ اور ایک بچھڑا پوجنے والا

گفت موسیٰؑ با یکے اہلِ خیال ۔۔۔ کاے بد اندیش از شقاوت در ضلال
بولے موسیٰؑ ایک بد اندیش سے ۔۔۔ گمرہی ہے بدخیالوں میں ترے

صد گمانت بود در پیغمبرم ۔۔۔ با چنیں برہانِ ایں خلقِ کریم
تھا گماں میری نبوّت پر تجھے ۔۔۔ با وجود ایسی دلیل اور خُلق کے

صد ہزاراں معجزہ دیدی ز من ۔۔۔ صد خیالت می فزود و شک و ظن
مجھ سے لاکھوں معجزے دیکھے عیاں ۔۔۔ اور بڑھائے سیکڑوں دل شک اور گماں

از خیال و وسوسہ تنگ آمدی ۔۔۔ طعنہ بر پیغمبری ام می زدی
تنگ آ کر وسوسوں سے تو کبھی ۔۔۔ طعن کرتا تھا نبوت پر مری

گرد از دریا بر آوردم عیاں ۔۔۔ تا رہید از شرِ فرعونیاں
میں نے دریا خشک بالکل کر دیا ۔۔۔ کر دیا فرعون کے شر سے رہا

ز آسماں چل سال کاسہ و خواں رسید ۔۔۔ وز دعایم جوئے از سنگے دوید
خوان آیا چرخ سے چالیس سال ۔۔۔ نہر اک پتھر سے دی میں نے نکال

چوب شد در دستِ من نر اژدہا ۔۔۔ آب خوں شد بر عدوئے نا سزا
میرے ہاتھوں میں تھی لکڑی اژدہا ۔۔۔ پانی دشمن کے لئے خوں ہو گیا

شد عصا مار و کفم شد آفتاب ۔۔۔ آفتاب از عکسِ نورم شد شہاب
سانپ تھا میرا عصا ہاتھ آفتاب ۔۔۔ عکس سے میرے تھا سورج بھی شہاب

ایں و صد چندیں و چندیں گرم و سرد ۔۔۔ از تو اے سرد آں توہم کم نکرد
اس قدر گرم اور سرد آئے نظر ۔۔۔ کم نہیں کیوں وہم تیرا فتنہ گر

| | |
|---|---|
| بانگ زد گوسالہ از جادوئی | سجدہ کردی کہ خدائے من توئی |
| بچھڑا اک جادو سے گویا بول اُٹھا | تو نے رب گہ کر اسے سجدہ کیا |
| واں توہمات اسیلاب برد | زیرکی باردت را خواب برد |
| لے گیا اُن وہموں کو سیلاب ایک | چھا گیا دانش پہ تیری خواب ایک |
| چوں نبودی بدگماں در حقِ او | چوں نہادی سر چناں اے زشت خو |
| اُس کے حق میں کیوں نہ تھا تو بدگماں | زشتِ خو، کیوں رکھ دیا تھا سر وہاں |
| چوں خیالت نامد از تزویرِ او | وز فسادِ سحرِ احمق گیرِ او |
| کیوں نہ اس کے مکر کا آیا خیال | فتنۂ جادو سے وہ چلتا ہے چال |
| سامری خود کہ باشد اے مہاں | کہ خدائے بر تراشد در جہاں |
| سامری میں خود کہاں یہ زور تھا | دہر میں ہاں وہ تراشے اک خدا |
| در خدائی گاو چوں یکدل شدی | وز ہمہ اشکالہا عاطل شدی |
| بیل کو سمجھا خدا۔ یک دل ہوا | اور ہر مشکل سے تو غافل ہوا |
| گاو می شاید خدائی را بلاف | در رسولی ام تو چوں کردی خلاف |
| کیا مناسب ہے خدائی بیل کی | اور جھوٹی ہے مری پیغمبری؟ |
| پیشِ گاوے سجدہ کردی از خری | گشت عقلت صیدِ سحرِ سامری |
| بیل کو سجدہ گدھے پن سے کیا | سامری کے سحر میں خود پھنس گیا |
| چشم دزدیدی ز نورِ ذوالجلال | اینت جہلِ وافر و عینِ ضلال |
| آنکھ نورِ حق سے تو نے لی چرا | جاہلی سے اپنی گمرہ ہو گیا |
| شہ بر آں عقل و گزینش کہ تراست | چوں تو کانِ جہل را کشتن سزاست |
| جو ہے تجھ میں، تف تری اُس عقل پر | تجھ سے جاہل کی ہلاکت خوب تر |
| گاوِ زریں بانگ زد آخر چہ گفت | کاحمقاں را ایں ہمہ رغبت شگفت |
| بیل سونے کا جو بولا۔ کیا کہا | ہو گئے احمق جو سب اس پر فدا |

زاں عجب تو دیدۂ از من بسے
لیک حق را کے پذیرد ہر خسے

تو نے میرے کام دیکھے ہیں عجیب
حق کو ماننے، یہ نہیں سب کو نصیب

باطلاں را چہ رباید باطلی
عاطلاں را چہ خوش آید عاطلی

اہل باطل کو فقط باطل پسند
عاطلی کرتا ہے ہر عاطل پسند

زانکہ ہر جنسے رباید جنس خود
گاو سوئے شیر نر کے رو نہد

جنس کی رغبت ہے اپنی جنس پر
بیل کب آتا ہے سوئے شیر نر

گرگ بر یوسف کجا عشق آورد
جز مگر از مکر تا او را خورد

گرگ کو کب عشق یوسف سے ہو سکے
پر سوائے مکر تا کھائے آسکے

چوں ز گرگی وا رہد محرم شود
چوں سگ کہف از بنی آدم شود

چھوڑ دے گرگی تو محرم ہو ذرا
جیسے کتا کہف کا انساں بنا

چوں محمدؐ را ابوبکرؓ نکو
دید صدقش گفت ہذا صادق

صدق احمدؐ دیکھا جب بوبکرؓ نے
بالیقیں صادق ہیں یہ کہنے لگے

چوں ابوبکرؓ از محمدؐ برد بو
گفت ہذا لیس وجہ کاذب

آئی جب بوبکرؓ کو بو سچی
بولے یہ صورت نہیں کاذب کبھی

چوں نبد بوجہل از اصحاب درد
دید صد شق القمر باور نکرد

درد تھا [illegible] نہ تھا
اس نے کب شق القمر باور کیا

دردمندے کش ز بام افتاد طشت
ز و نہاں کردیم حق پنہاں نگشت

دردمندوں سے چھپے راز آشنا
گو چھپایا ہم نے لیکن کھل گیا

وانکہ او جاہل بد از درد بعید
چند بنمودیم و او آں را ندید

تھا جو جاہل دور ذوق درد سے
اس سے چھپے راز اور پنہاں رہے

آئنہ دل صاف باید تا درو
وا شناسی صورت زشت از نکو

صاف رکھ تو اپنے دل کا آئنہ
تا نظر آئے تجھے اچھا برا

# ناصح کا احمق کو ترک کرنا

| | |
|---|---|
| آں مسلماں ترک آں ابلہ گرفت | زیر لب لاحول گویاں رہ گرفت |
| [illegible] ترک [illegible] ناداں کو کیا | زیر لب لاحول پڑھتا چل دیا |
| گفت ازیں بند و پند او جدال | در دل او بیش می زاید خیال |
| [illegible] میری اور بھی | بدگمانی تیری بڑھتی ہے شقی |
| پس رہ پند و نصیحت بستہ شد | امر اَعْرِضْ عَنْهُمْ پیوستہ شد |
| [illegible] پند کا [illegible] ہو گیا | حکم اعرض عنہم اب تو ہے روا |
| چون دوا [illegible] درد [illegible] | قصہ طالب بگو برخواں عبس |
| جب دوا [illegible] بڑھا [illegible] درد [illegible] | قصہ طالب سے تو کہہ اور پڑھ عبس[2] |
| چونکہ اعمیٰ طالب حق آمدست | بہر فقر او نشاید سینہ خست |
| [illegible] طالب [illegible] بنا ہوا | دیکھ کر مفلس نہ اس کا دل دکھا |
| تو حریصی بر رشاد مہتراں | تا بیاموزند علم از سروراں |
| [illegible] تعلیم [illegible] کی تجھے | تا وہ سیکھیں علم ہر سردار سے |
| احمدا دیدی کہ قومے از ملوک | مستمع گشتند گشتی خوش کہ بوک |
| اے محمدؐ بادشاہوں کو مگر | تو یہ سمجھا سننے والا دیکھ کر |
| ایں رئیساں یار دیں گردند خوش | بر عرب اینہا سرند و بر حبش |
| [illegible] کو [illegible] کے مدد [illegible] شادماں | ہیں عرب پر اور حبش پر حکمراں |

(۱) قول [illegible] عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْنَ۔ اے محمدؐ! ان سے اعراض (قطع نظر) کر اور ہماری نصرتوں کا منتظر رہ۔ کہ وہ بھی اپنے معبودوں سے مدد کے منتظر ہیں + (۲) [illegible] عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی (وہ ترش رو ہوئے اور منہ پھیر لیا کہ اُن کے پاس اندھا آیا) کی طرف اشارہ ہے +

بگذر ایں صیت از بصرہ و تبوک — زانکہ الناس علیٰ دینِ ملوک

جائے یہ آواز بصرہ اور تبوک — ہے رعیت تابعِ دینِ ملوک

زیں سبب از تو ضریرے مہتدے — رو بگردانیدے و تنگ آمدے

اس لئے اندھا ہدایت یافتا — تنگ آکر تجھ سے آخر پھر گیا

کاندریں فرصت کم افتد ایں مناخ — تو زیارانی و وقت تو فراخ

بولا تو۔ فرصت نہیں اب واقعی — یار تو۔ تجھ کو فراخی وقت کی

مزدحم می کردیم در وقتِ تنگ — ایں نصیحت می کنم نز خشم و جنگ

تو نے زحمت دی مجھے ہے وقت تنگ — یہ نصیحت ہے نہیں از خشم و جنگ

احمدا نزدِ خدا ایں یک ضریر — بہتر از صد قیصر ست و صد وزیر

ہے یہ اندھا اے نبیؐ پیشِ خدا — قیصروں سے اور وزیروں سے سوا

یاد الناس معادن ہیں بیار[1] — معدنی باشد فزوں از صد ہزار

یاد الناس معادن کر ذرا — معدنی سونا ہے سب سے بے بہا

معدنِ لعل و عقیقِ مقتبس — بہتر ست از صد ہزاراں کانِ مس

ہے عقیق و لعل کی کاں اے فتا — لاکھ کانِ مس سے بہتر ہے بلا

احمدا ایں جا ندارد مال سود — سینہ باید پر ز عشق و درد و دود

مال ہے کیا مال اس جا اے نبیؐ — عشق کی ہو ہوک سینے میں لگی

اعمیٰ روشن دل آمد در مبند — پند او را دہ کہ حق اوست پند

اندھا روشن دل ہے آیا در نہ بند — پند اس کو دے کہ ہے حق دار پند

[1] حدیث شریف میں ہے کہ "الناس معادن کمعدن الذھب والفضۃ" یعنی آدمی ایسی کانیں ہیں جیسی سونے چاندی کی ۔

گر دو صد ابلہ ترا منکر شوند — تلخ کے گردی چو ہستی کانِ قند

تیرے منکر ہوں جو دو سو ابلہ بھی — قند ہے تو تلخ کیوں ہو اے عزیز!

گر دو صد احمق ترا تہمت نہد — حق برائے تو گواہی می دہد

رکھیں ناداں تجھ پہ گر تہمت تو کیا — دیتا ہے تیری گواہی خود خدا

گفت از اقرارِ عالم فارغم — آنکہ حق باشد گواہ او را چہ غم

بولے ہوں اقرارِ عالم سے رہا — اُس کو کیا غم جس کا شاہد ہو خدا

گر خفاشے را ز خورشیدے خوریست — آں دلیل آمد کہ او خورشید نیست

جب چمگادڑ کو دہشت شمس سے — وہ نہیں سورج۔ اسی سے جان لے

نفرتِ خفاشکاں باشد دلیل — کہ منم خورشیدِ تابانِ جلیل

ہو گی چمگادڑ کی نفرت یہ دلیل — میں ہوں خود خورشیدِ تابان و جلیل

گر گلابے را جعل راغب شود — آں دلیلِ ناگلابی می بود

گبریلا گوبر کا اگر ہو گل پسند — ہے دلیل اس کی نہیں گل۔ دردمند!

گر شود قلبے خریدارِ محک — در محکی اش در آید نقص و شک

کوئی کھوٹا گر کسوٹی مول لے — تو کسوٹی پن میں نقص و شک رہے

دزد شب خواہد نہ روز این بدان — شب نیم روزم کہ تابم در جہاں

رات چاہتا ہے چور، دن چاہتا ہے کہاں — میں نہیں شب، دن ہوں تابانِ جہاں

فارقم فاروقم و غلبیل وار — تا کہ کاہ از من نمی یابد گذار

فرق جوں چھلنی ہوں کرتا با یقیں — بھوسی مجھ میں سے نکل سکتی نہیں

آرد را پیدا کنم من از سبوس — تا نمایم این نقوش ست آں نفوس

آٹے کو بھوسی سے کرتا ہوں عیاں — فرق نقش و نفس کرتا ہوں بیاں

من چو میزانِ خدایم در جہاں — وانمایم ہر سبک را از گراں

میں ہوں میزانِ خدا در دو جہاں — ہوں بتاتا ہر سبک ہے یہ گراں

گاو را داند خدا گوسالۂ — خر خریدارے و در خور کالۂ
گائے کو بچھڑا ہی جانے گا خدا — لینے والا جانے کیسا ہے گدھا

من نہ گاوم تا کہ گوسالہ ام خرد — من نہ خارم کاشترے از من چرد
میں نہیں ہوں گائے گوسالہ جوے — خار کب ہوں اونٹ جو مجھ کو چرے

او گمانے برد و بر من جور کرد — بلکہ از آئینۂ من روفت گرد
ہے گماں اس کو ستم مجھ پر کیا — گرد میرے آئینے سے کی جدا

## جالینوس اور ایک خوشامدی دیوانہ

گفت جالینوس با اصحاب خود — مر مرا تا آں فلاں دارو دہید
بولا جالینوس یہ اصحاب سے — دو دوا فی الفور لاکر دو مجھے

پس بدو گفت آں یکے کاے ذوفنون — ایں دوا خواہند از بہر جنون
دوستوں میں سے کہا یہ ایک نے — وہ دوا تو ہے جنوں کے واسطے

دور از عقل تو ایں دیگر مگو — گفت در من کرد یک دیوانہ رو
عقل سے ہے دور جو تو نے کہا — بولا اک دیوانہ تھا مجھ سے ملا

ساعتے در روئے من خوش بنگرید — چشمکم زد آستینِ من درید
اک گھڑی تک چار آنکھیں مجھ سے کیں — کرکے چشمک پھاڑ ڈالی آستیں

گر نہ جنسیت بُدے در من ازو — کے رخ آوردے بمن آں زشت رو
مجھ سے ہم جنسی نہ گر ہوتی اسے — اس طرح کیوں اس کے سامنے آتا مرے

گر ندیدے جنس خود کے آمدے — کے بغیر جنس خود را بر زدے
گر نہ تھا ہم جنس کیوں آتا یہاں — ہوتا غیر جنس سے کیوں شادماں

چوں دو کس بر ہم زند بے ہیچ شک — درمیاں شاں ہست قدر مشترک
دو جب آپس میں ملیں بے شبہ و شک — درمیاں ان کے ہے قدر مشترک[ل]

ل باہم مشابہ بنانے والی بات ۔

| | |
|---|---|
| کے پرد مرغے بجز با جنس خود | صحبت نا جنس گور ست و لحد |
| مرغ کب بے جنس اڑتا ہے کبھی | صحبت نا جنس ہے گور اے اخی |

# دو نا جنس مرغوں کا باہم اڑنا اور چگنا

| | |
|---|---|
| آں حکیمے گفت دیدم در تگے | در بیاباں زاغ را با لکلکے |
| بولا وہ دانا نظر آیا ہمیں | کوے کے ہمراہ لک لک دشت میں |
| در عجب ماندم بجستم حال شاں | تا چہ قدر مشترک یابم نشاں |
| مجھ کو حیرت سے تجسس اس کی ہوئی | مشترک ہے بات ان میں کون سی |
| چوں شدم نزدیک من حیران و دنگ | خود بدیدم ہر دواں بودند لنگ |
| جب گیا حیرت سے میں نزدیک تر | دونوں لنگڑے وہ مجھے آئے نظر |
| خاصہ شہبازے کہ او عرشی بود | با یکے جغدے کہ او فرشی بود |
| خاص کر شہباز وہ عرشی ہو جو | ساتھ اس الو کے ہو فرشی ہو جو |
| آں یکے خورشید علیین بود | ویں یکے کرمے کہ بر سرگیں تند |
| ایک ہو خورشید علیین کا | ایک وہ کیڑا جو ہو سرگین کا |
| آں یکے یوسف رخے عیسیٰ نفس | ویں دگر کرمے و یا خر یا جرس |
| ایک ہو یوسف رخ و عیسیٰ نفس | اور اک کیڑا ہو یا خر یا جرس |
| آں یکے پراں شدہ در لامکاں | ویں یکے در کاہداں ہمچوں سگاں |
| ایک وہ ہو لامکاں پرواز ہو | ایک کتوں کی طرح گھورے پہ ہو |
| آں یکے سلطان عالی مرتبت | ویں یکے در گلخنے در تعزیت |
| ایک ہو سلطان عالی مرتبت | ایک ہو گلخن میں صرفِ تعزیت |
| آں یکے خلقے ز اکرامش خجل | ویں دگر از بینوائی منفعل |
| ایک کی بخشش سے خلقت ہو خجل | دوسرا خود بے نوا و منفعل |

آں یکے سر رشتۂ نزاہلِ زماں ۔۔۔ وین دگر در خاک و خواری پس نہاں

ایک ہو سلطان و سردارِ جہاں ۔۔۔ ایک ہو خاک اور خواری میں نہاں

بلبلاں را جائے می زیبد چمن ۔۔۔ مرجعل را در چمیں خوشتر وطن

بلبلوں کو زیب دیتا ہے چمن ۔۔۔ گھورے کے کیڑے کا گھورا ہے وطن

باز بانِ معنوی گل با جعل ۔۔۔ ایں ہمی گوید کہ اے گندہ بغل

پھول کیڑے سے زبانِ حال سے ۔۔۔ کہتا ہے یوں اے نجاست سے بھرے

گر گریزانی زگلشن بیگماں ۔۔۔ ہست آں نفرت کمالِ گلستاں

تو اگر بھاگے چمن سے بے گماں ۔۔۔ تو وہ نفرت ہے کمالِ گلستاں

غیرتِ من بر سرِ تو دور باش ۔۔۔ می زند کاے خس ازیں جا دور باش

میری غیرت مارے چوب دورباش[1] ۔۔۔ اور کہے تجھ سے کمینے دور باش

ور بیامیزی تو با من اے دنی ۔۔۔ ایں گماں آید کہ از کانِ منی

اور اگر مل جائے تو مجھ سے گلے ۔۔۔ یہ گماں ہو تو ہے میری جنس سے

گر درآمیزد زنقصانِ من است ۔۔۔ زانکہ پندارند کو زانِ من است

ترے ملنے سے مرا نقصان ہے ۔۔۔ تجھ کو مجھ کو جانیں گے سب ایک شے

گر درآمیزد بمن آں زہرناک ۔۔۔ موش در دریا باشد و ماہی خاک

مجھ سے مل جائے اگر وہ زہرناک[2] ۔۔۔ موش اور دریا ہو ، ماہی اور ناک

حق مرا چوں از پلیدی پاک داشت ۔۔۔ چوں سزد بر من پلیدی را گماشت

گندگی سے پاک حق نے ہے رکھا ۔۔۔ مجھ سے پھر ناپاک کا ہو میل کیا

یک رگم زایشاں بُد و آں را برید ۔۔۔ در منِ آں بد رگ کجا خواہد رسید

اُن کی اک رگ مجھ میں تھی وہ کاٹ دی ۔۔۔ مجھ میں اب کس طرح بدرگ آئے گی

ل دو شاخہ نیزہ جو بادشاہوں کی سواری کے آگے آگے رہتا ہے ۔

۲ زہر سے بھرا ہوا ۔

یک نشان آدم آن بود از ازل — که ملائک سر نهندش از محل

تھا ازل سے اک یہ آدمؑ کا نشان — سب فرشتے ہوں اُسے سجدہ کناں

یک نشان دیگر آنکه آن بلیس — ننهدش سر که منم شاه و رئیس

اک نشاں یہ تھا کہ ابلیسِ لعین — کبر و نخوت سے نہ ہو سجدہ گزیں

پس اگر ابلیس هم ساجد شدی — او نبودی آدمؑ او غیرے بدے

پس اگر ابلیس دیتا سر جھکا — ہوتا کوئی اور آدمؑ کے سوا

هم سجودِ هر ملک میزان اوست — هم جحودِ آن عدو برهان اوست

ہر ملک کا سجدہ بھی میزان ہے — اور انکارِ عدو برہان ہے

هم گواهِ اوست اقرارِ ملک — هم گواهِ اوست کفرانِ سگک

شاہد اقرارِ ملک بھی ہے اُسی — نیز ناشکری گواہ اُس کتے کی

این سخن پایان ندارد بازگرد — تا چه کرد آن خرس با آن شیرمرد

لوٹ اس جانب یہ قصہ ہے بڑا — سن تو قصہ شیر مرد اور خرس کا

## احمق اور ریچھ کے قصّے کا انجام

شخص خفت و خرس می راندش مگس — وز ستیز آمد مگس زو باز پس

سو رہا وہ اور ریچھ مکھی جھلتا تھا — ضد سے مکھی واپس آتی بر ملا

چند بارش راند از روئے جواں — آں مگس پس باز می آمد دواں

ریچھ نے اُس کو اڑایا چند بار — لیکن آ جاتی تھی پھر وہ نابکار

خشمگین شد با مگس خرس و برفت — برگرفت از کوه سنگے سخت زفت

غصے ہو کر ریچھ لایا بر ملا — ایک پتھر کوہ سے سخت اور بڑا

سنگ آورد و مگس را دید باز — بر رخ خفته گرفته جائے ساز

سنگ لایا دیکھا مکھی پھر وہی — منہ پہ اُس خفتہ کے ہے بیٹھی ہوئی

برگرفت آں آسیا سنگ و بزد | بر مگس تا آں مگس واپس خزد

مارا وہ پتھر اٹھا کر ریچھ نے | تا کہ اُس مکھی کو وہ بے جاں کرے

سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد | ویں مثل بر جملہ عالم فاش کرد

اُس کی صورت سنگ نے خشخاش کی | یہ مثل سارے جہاں پر فاش کی

مہرِ ابلہ مہرِ خرس آمد یقیں | کینِ او مہرست و مہرِ اوست کیں

مہر ناداں ریچھ کی سی کر یقیں | کینہ اُس کا مہر ہے اور مہر کیں

عہدِ او سست است و ویران و ضعیف | گفتِ او زفت و وفائے او نحیف

عہد اُس کا سست و ویراں و ضعیف | باتیں محکم اور وفا بالکل نحیف

گر خورد سوگند ہم باور مکن | بشکند سوگند مردِ کژ سخن

وہ قسم بھی کھائے تو باور نہ کر | کیا قسم کے توڑنے سے اس کو ڈر

چونکہ بے سوگند گفتش بُد دروغ | تو میفت از مکرِ سوگندش بدوغ

کیونکہ بے سوگند کہنا جھوٹ تھا | تو نہ ہو مکرِ قسم میں مبتلا

نفسِ او میرست و عقلِ او اسیر | صد ہزاراں مصحفش خود خوردہ گیر

نفس اُس کا میر عقل اُس کی اسیر | سیکڑوں مصحف کا ہے وہ خوردہ گیر

چونکہ بے سوگند پیماں بشکند | گر خورد سوگند او بدتر کند

بے قسم کھائے جو پیماں توڑ دے | گر قسم کھائے تو بدتر ہی کرے

زانکہ نفسِ آشفتہ تر گردد ازاں | کہ کند بندش بزنجیرِ گراں

کیونکہ نفس آشفتہ تر ہو بے گماں | بستۂ قسم کا بند زنجیر گراں

چوں اسیرے بند بر حاکم نہد | حاکم آں را بر درد بیروں جہد

جب اسیر اک بند حاکم پر رکھے | حاکم اُس سے باہر آئے اور توڑے

بر سرش کوبد ز خشم آں بند را | می زند بر روئے او سوگند را

اُس کے سر غصے سے مارے بند کو | اُس کے منہ پر مارے وہ سوگند کو

توڑ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدش سست شو ۔ اِحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ با او مگو

اَوْفُوْا بِالْعُقُوْد[۵۱] سے تو دھو ۔ احفظوا ایمانکم[۵۲] کے سر نہ ہو

ہر کہ او گوید بہ نزد ما دروغ ۔ در نگیرد گفت سوگندش دروغ

جو ہمارے سامنے بولے دروغ ۔ ہے قسم کو اس کی ناممکن فروغ

و آنکہ داند عہد با کہ می کند ۔ تن کند چوں تار و گردِ او تند

جو یہ جانے عہد ہے کس ذات سے ۔ تار بن کر اس سے وہ لپٹا رہے

## رسولِ خدا کی طرف سے ایک صحابی کی بیمار پرسی

از صحابہ خواجۂ بیمار شد ۔ واندر آں بیماری او چوں تار شد

اک صحابی خستہ و بیمار تھا ۔ اور بیماری سے مثلِ تار تھا

مصطفیٰ آمد عیادت سوئے او ۔ چوں ہمہ لطف و کرم بُد خوئے او

مصطفیٰ آئے، عیادت اس کی کی ۔ کیونکہ تھی لطف و کرم خو آپ کی

در عیادت رفتن تو فائدہ ست ۔ فائدہ آں باز با تو عائدہ ست

ہے عیادت سے تجھے اک فائدہ ۔ فائدہ وہ پھر ہے تجھ پر لوٹنا

فائدہ اوّل کہ آں شخصِ علیل ۔ بو کہ قطبے باشد و شاہِ جلیل

فائدہ پہلا کہ وہ شخصِ علیل ۔ قطب ہو شاید کہ ہو شاہِ جلیل

چوں تو چشمِ دل نداری اے عنود ۔ کہ نمی دانی تو ہیزم را ز عود

چشمِ دل رکھتا نہیں تو اے فتنا ۔ عود سے ہیزم کو پھر جانے گا کیا

[۵۱] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۔ اے ایمان والو اپنے وعدے پورے کرو۔

[۵۲] اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

چونکہ گنجے ہست در عالم مرنج — ہیچ ویراں را مداں خالی ز گنج

گنج اسی دنیا میں ہے تو کر نہ رنج — کوئی ویرانہ نہیں محرومِ گنج

قصدِ ہر درویش می کن از گزاف — چوں نشاں یابی بجد می کن طواف

ڈھونڈ ہر درویش کو، اے قلبِ صاف — جب ملے کوشش سے، کر اس کا طواف

چوں ترا آں چشمِ باطن بیں نبود — گنج می پندار اندر ہر وجود

جب کہ تجھ میں چشمِ باطن بیں نہیں — ہر بدن میں گنج کا کر لے یقیں

ور نباشد قطب یارِ رہ بود — شہ نباشد فارسِ اسپہ بود

گر نہ ہو گا قطب ہو گا رہ کا یار — شہ نہیں، تو ہو گا شاید شہ سوار

پس صلہ یاران رہ لازم شمار — ہر کہ باشد گر پیادہ ور سوار

دوستوں سے فرض ہے پیوستگی — ہو پیادہ یا سوار اے متقی!

ور عدو باشد ہم ایں احسان نکوست — کہ باحساں بس عدو گشتست دوست

ہو جو دشمن بھی ۔ تو تو احسان کر — دوست ہو جاتے ہیں دشمن بے خبر

ور نگردد دوست کینش کم شود — زانکہ احساں کینہ را مرہم شود

گر نہ ہو گا دوست کینہ ہو گا کم — مرہم کینہ ہے احساں بیش و کم

بس فواید ہست غیر ایں ولیک — از درازی خائفم اے یارِ نیک

ما سوا اس کے ہیں بے حد فائدے — مجھ کو ڈر لگتا ہے لیکن طول سے

حاصل ایں آمد کہ یارِ جمع باش — ہمچو بت گر از حجر یارے تراش

تو غرض ہر ایک کا ہو یار باش — یار پتھر ہی کا جوں بت کر تراش

زانکہ انبوہے و جمع کارواں — رہزناں را بشکند پشتِ سناں

کیونکہ مجمع اور جمع کارواں
رہزنوں کی توڑ دے پشتِ سناں

# حضرت موسیٰؑ اور وحیِ حق تعالیٰ

آمد از حق سوئے موسیٰؑ این عتیب — کاے طلوعِ ماہ دیدہ تو ز جیب
آئی یہ موسیٰؑ کو اک آوازِ غیب — اے کہ ضوئے مہ ہے تیرا نورِ جیب

مشرقت کردم ز نورِ ایزدی — من حقم رنجور گشتم نامدی
میں نے تجھ کو نور سے مشرق کیا — کیوں عیادت کو نہ میری آسکا

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں — این چہ رمز است این بکن یا رب بیاں
بولے اے سبحاں تجھے کب ہے زیاں — بھید اس میں کیا ہے کر تجھ سے بیاں

باز فرمودش کہ در رنجورئم — چوں نپرسیدی تو از روئے کرم
[illegible] — کیوں نہ پوچھا عاطفت سے ناچار ہوں

گفت یا رب نیست نقصانے ترا — عقل گم شد این گرہ را برگشا
بولے یا رب تجھ کو نہ نقصان ہے — عقل گم ہے یہ معما حل ذرا

گفت آرے بندۂ خاصِ گزیں — گشت رنجور او منم نیکش ببیں
حکم آیا بندۂ خاص اک مرا — ہے مریض اور میں ہی وہ ہوں پر ملا

ہست معذوریش معذوریِ من — ہست رنجوریش رنجوریِ من
اس کی معذوری ہے معذوری مری — اس کی رنجوری ہے رنجوری مری

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — او نشیند در حضورِ اولیا
ہاں جو چاہے ہم نشینی خدا — وہ کرے حاصل حضورِ اولیا

از حضورِ اولیا گر بگسلی — تو ہلاکی زانکہ جزوی نہ کلی
گر حضورِ اولیا سے ہو گا الگ — جزو ہے تو کل نہیں ہو گا ہلاک

ہر کرا دیو از کریماں وا برد — بے کسش یابد سرش را وا برد
جس کو دیو اہلِ کرم سے چھین لے — جان کر بے کس سر اس کا کاٹ دے

یک بدست از جمع رفتن یکزماں ‌‌ ‌ مکر شیطاں باشد این نیکو بداں

دُوری اک لحظہ بھی جمعیت سے ہاں ‌ ‌ مکر شیطاں ہے یقیں کر بے گماں

# باغبان ـ صوفی ـ فقیہ اور شریف

باغبانے چوں نظر در باغ کرد ‌ ‌ دید چوں دزداں بباغ خود سہ مرد

باغباں نے جب نظر کی باغ پر ‌ ‌ چور سے تین آدمی آئے نظر

یک فقیہ و یک شریف و صوفیے ‌ ‌ ہر یکے شوخے فضولے لوتیے

ایک صوفی، ایک عالم، اک شریف ‌ ‌ شوخ تھے تینوں، طبیعت تھی لطیف

گفت با اینہا مرا صد حجت است ‌ ‌ لیک جمع اند و جماعت رحمت است

بولا ان سے ہیں مجھے سو حجتیں ‌ ‌ پر جماعت پر ہیں حق کی رحمتیں[1]

بر نیایم یک تنہ با سہ نفر ‌ ‌ پس ببرم شاں نخست از یکدگر

غالب ان پر میں نہ تنہا آؤں گا ‌ ‌ ان میں سے ہر ایک کو کر دوں جدا

ہر یکے را من بسوئے افگنم ‌ ‌ چونکہ شد تنہا سبالش بر کنم

تینوں کو میں تین جانب بھیج دوں ‌ ‌ جب ہو تنہا، تو سزا کا نام لوں

حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ ‌ ‌ تا کند یارانش را با او تباہ

پھر بتائی حیلے سے صوفی کو راہ ‌ ‌ تا کرے ساتھ ان کے یاروں کو تباہ

گفت صوفی را برو سوئے وثاق ‌ ‌ یک گلیم آور برائے ایں رفاق

بولا صوفی سے کہ جا گھر سے مرے ‌ ‌ ایک کمبل لا رفیقوں کے لئے

رفت صوفی گفت خلوت با دو یار ‌ ‌ تو فقیہی ویں شریف نامدار

جب گیا صوفی، تو بولا ایک بار ‌ ‌ تو ہے عالم، یہ شریف نام دار

---

[1] حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (۱) الجماعۃ رحمۃٌ ـ جماعت رحمت ہے +
(۲) ید اللہ علی الجماعۃ ـ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے ‍.

ما بفتوائے تو نانے می خوریم ‌‌ ‌ ما بہ پرِ دانش تو می پریم

[illegible] سے کھاتے [illegible] طعام ‌ ‌ اڑتے ہیں تیرے پرِ دانش سے عام

وین دگر شہزادہ و سلطانِ ماست ‌ ‌ سید ست از خاندانِ مصطفیٰ است

دوسرا شہزادہ [illegible] سلطان ہے ‌ ‌ اور سید مصطفیٰ کی آل سے

کیست آن صوفی شکمخوارِ خسیس ‌ ‌ تا بود با چوں شما شاہاں جلیس

[illegible] صوفی کیا شکم خوار خسیس ‌ ‌ ہو جو تم سے بادشاہوں کا جلیس

چون بیاید مر ورا پنبہ کنید ‌ ‌ ہفتۂ بر باغ و راغِ من تنید

[illegible] ‌ ‌ ایک ہفتہ باغ میں میرے رہو

باغ چہ بود جانِ من آنِ شماست ‌ ‌ اے شما بودہ مرا چوں چشمِ راست

باغ کیا [illegible] جان بھی ہے آپ کی ‌ ‌ آپ گویا آنکھ ہیں سیدھی مری

وسوسہ کرد و مر ایشاں را فریفت ‌ ‌ آہ کز یاراں نمی باید شکیفت

ان کو [illegible] دل [illegible] ہے ‌ ‌ صبر یاروں سے نہ کرنا چاہئے

چوں بہ رہ کردند صوفی را و رفت ‌ ‌ خصم شد اندر پیش با چوبِ زفت

جب [illegible] صوفی کو رخصت کیا ‌ ‌ باغبان [illegible] پیچھے گیا

گفت اے سگ صوفیے کو از ستیز ‌ ‌ اندر آید باغِ مردم تیز تیز

بولا اے صوفی سگِ دنیا ہے تو ‌ ‌ کیوں بِلا [illegible] باغ میں آتا ہے تو

این جنیدت رہ نمود و بایزید ‌ ‌ از کدامیں شیخ و پیرت ایں رسید

[illegible] کیا جنید و بایزید ‌ ‌ کون ہے پیر اور کس کا ہے مرید

کوفت صوفی را چو تنہا یافتش ‌ ‌ نیم کشتش کرد و سر بشکافتش

پیٹا صوفی کو جو وہ تنہا ملا ‌ ‌ پھاڑا سر اور ادھ موا سا کر دیا

گفت صوفی آنِ من بگذشت لیک ‌ ‌ اے رفیقاں پاسِ خود دارید نیک

بولا صوفی [illegible] میرا تو کٹا ‌ ‌ اے رفیقو! ہوش میں رہنا ذرا

مر مرا اغیار دانستید ہاں / نیستم اغیار تر زیں قلتباں

تم نے تو اغیار سے جانا مجھے / غیر تر کب ہوں میں اس [illegible]

آنچہ من خوردم شما را خوردنیست / ویں چنیں ضربت سزای ہر دنیست

میں نے جو کھایا ہے تم بھی کھاؤ گے / [illegible]

رفت بر من بر شما ہم رفتنی ست / ایں چنیں غصہ شما را خوردنیست

مجھ پہ گذری تم پہ گذرے گی ابھی / ایسا غصہ تم بھی کھاؤ گے کبھی

ایں جہاں کوہست و گفت و گوئے تو / از صدا ہم باز آید سوئے تو

کوہ یہ دنیا ہے۔ تیری گفتگو / جوں صدا آئے گی پھر کر ہو بہو

چوں ز صوفی گشت فارغ باغباں / یک بہانہ کرد زاں پس جنس آں

صوفی سے فارغ ہوا جب باغباں / ساتھیوں [illegible]

کاے شریف من برو سوئے وثاق / کہ ز بہر چاشت پختم من رقاق

اے شریعت اب تو بھی جا گھر میرے ہاں / میں نے [illegible] پکا [illegible] روٹیاں

بر در خانہ بگو قیماز[1] را / تا بیارد آں رقاق و قاز را

گھر کے دروازے پہ کہہ قیماز سے / گوشت اور روٹی لا کے دے [illegible]

چوں بره کردش بگفت ای مرد دیں / تو فقیہی ظاہرست ایں و یقیں

بھیج کر اس کو کہا اے مرد دیں / تو فقیہ [illegible] ہے [illegible] یقیں

او شریفی می کند دعوائے سرد / مادر او را کہ داند تا چہ کرد

ہے شریف اس طرح ڈینگیں مارتا / کون جانے ماں نے اس کی کیا کیا

بر زن و بر فعل زن دل می نہید / عقل ناقص وانگہانی اعتمید

زن پہ ہے اور فعل زن پہ اعتبار / عقل ناقص پہ [illegible]

---

[1] غلام کا نام۔

خویشتن را نسبتی دہ بر نبی / بستہ است اندر زمانہ ہر غبی

خود کو اولادِ علی آلِ نبی / جانتا ہے اس جہاں میں ہر غبی

ہر کہ باشد از زنا و ز زانیان / این برد ظن در حقِ ربانیان

جو زنا اور زانیوں سے ہے بنا / ہے خدا والوں پہ کرتا یہ گماں

ہر کہ برگردد سرش از چرخہا / ہمچو خود گردندہ بیند خانہ را

چکر دل سے جس کا پھر جاتا ہے سر / گھر بھی پھرتا اس کو آتا ہے نظر

آنچہ گفت آن باغبانِ بوالفضول / حالِ او بد دور از اولادِ رسولؐ

باغباں نے حال اپنے تھے کہے / دور اولادِ رسول اللہ سے

گر نبودے او نتیجۂ مرتدان / کے چنین گفتے برائے خاندان

مرتدوں سے ہے [illegible] شقی / کیوں یہ کہتا از پئے آلِ نبی

خواند افسونہا شنید آن را فقیہ / در پیش رفت آن ستمگارِ سفیہ

سُن لیا اُس کے فسوں جب وہ فقیہ / اُس کے پیچھے وہ گیا ظالم سفیہ[۵]

گفت اے خر اندرین باغت کہ خواند / دزدی از پیغمبرت میراث ماند

بولا اے خر راہ کیوں لی باغ کی / چوری میراث پیمبرؐ سے ملی؟

شیر را بچہ ہمی ماند بدو / تو بہ پیغمبرؐ چہ می مانی بگو؟

شیر کا بچہ نمونہ شیر کا / تجھ کو پیغمبرؐ سے کیا نسبت بتا

با شریف آن کرد آن دون از کجی / کہ کند با آلِ یٰسینؑ خارجی

کی کمینے نے وہ سید سے کجی / آلِ احمدؐ سے کرے جو خارجی

تا چہ کین دارند دائم دیو و غول / چون یزید و شمر با آلِ رسولؐ

کینہ ایسا رکھتے ہیں یہ دیو پلید / آلِ پیغمبرؐ سے جوں شمر اور یزید

شد شریف از زخمِ آن ظالم خراب / با فقیہ او گفت با چشمِ پُر آب

تھا شریف اس کے ستم سے بس خراب / بولا یوں عالم سے با چشمِ پُر آب

۵؎ کمینہ

پایدار اکنوں کہ گشتی فرد و کم | چوں دہل شو زخم می خور بر شکم
رہ گیا تنہا - تو اب اس جا ٹھہر | زخم کی مثل ڈھول اب پیٹ پر

گر شریف و لائق و ہمدم نیم | از چنیں ظالم ترا من کم نیم
گو شریف اور لائق و ہمدم نہیں | ایسے ظالم سے تجھے میں کم نہیں

مر مرا دادی بدیں صاحب غرض | احمقی کردی ترا بئس العوض
مجھ کو تو نے کر دیا صید غرض | پائے گا اس جہل کا تو بد عوض

شد از و فارغ بیامد کاے فقیہ | چہ فقیہی اے تو ننگ ہر سفیہ
اس سے فارغ ہو کے بولے اے فقیہ | کیا ہے عالم تو ہے ننگ ہر سفیہ

فتویت اینست اے بریدہ دست | کاندر آئی و نگوئی امر ہست
ہے بُریدہ دست یہ فتوی ترا | بے اجازت [illegible]

بوحنیفہ داد ایں فتوی ترا | شافعی گفت ایں [illegible]
بوحنیفہ نے تجھے فتوی دیا | شافعی نے یا تجھے [illegible]

ایں چنیں رخصت بخواندی از وسیط[١] | یا بدست ایں مسئلہ اندر محیط[٢]
کیا اجازت تجھ کو دیتی ہے وسیط | یا ہے ایسا مسئلہ درس محیط

ایں بگفت و دست بر وے برکشاد | دست او کین دلش را داد داد
یہ کہا اور جھک پڑا اس پر لعیں | خوب دی ہاتھوں نے اس کے داد کیں

گفت حق ست بزن دستت رسید | ایں سزائے آنکہ از یاراں برید
بولا ہاں تو مار قدرت ہے تجھے | یہ سزا اس کی جو یاروں سے پھرے

من سزاوارم بایں و صد چنیں | تا چرا ببریدم از یاراں کہیں
میں سزاوار سزا ہوں سو گنا | کیوں ہوا میں اپنے یاروں سے جدا

[١] [٢] فقہ کی کتابیں +

گوش کردم آں ہمہ افسونِ تو     بر زنم بر سر کہ شد ناموسِ تو
سن لئے ہیں میں نے سب حیلے ترے     مار مجھ کو تاکہ ہو راحت تجھے

زد ورا القصہ بسیار و بخست     کرد بیرونش زباغ و در ببست
اس کو مارا اور کیا بے حد نڈھال     در کیا بند اور دیا اس کو نکال

ہر کہ تنہا ماند از یاراں شود     ایں چنیں آید مر او را جملہ بد
اپنے یاروں سے جو تنہا رہ گیا     وہ بُرائی ایسی دیکھے گا سدا

## رسولِ خداؐ اور صحابیؓ کا قصّہ

ایں عیادت از برائے ایں صلہ است     ویں صلہ از صد محبّت حاملہ است
ہے عیادت اس صلے کے واسطے     اس محبت میں صلے سو دیکھ لے

چوں عیادت رفت پیغمبرؐ بدید     آں صحابی را کہ در نزعے رسید
پہنچے جب بہرِ عیادت مصطفیٰؐ     وہ صحابیؓ نزع کے عالم میں تھا

چوں شوی دُور از حضورِ اولیاؒ     در حقیقت گشتۂ دُور از خدا
اولیاء سے دُور جب تو ہو گیا     پھر حقیقت میں خدا سے ہے جُدا

چوں نتیجہ ہجرِ ہمراہاں غم است     کے فراقِ روئے شاہاں زاں کم است
ہجر یاراں کا ہے جب انجام غم     کب بھلا ہے ہجرِ شاہاں اس سے کم

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب     تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب
سایۂ شاہوں کا طلب کر ہر گھڑی     تاکہ سورج سے ہو بہتر اے اخی!

رو بجنب اندر پناہِ مقبلے     بو کہ آزادت کند صاحبدلے
مقبلوں کے حفظ میں تو جا کے سو     تا طفیلِ اہلِ دل آزاد ہو

گر سفر داری بدیں نیّت برو     ور حضر باشد ازیں غافل مشو
جب سفر کو جائے اس نیّت سے جا     گر رہے گھر میں تو نہ کر غفلت ذرا

فاختہ سان روز و شب کو کو بگو ۔ گنج پنہانی ز درد ویشے بجو
بول مثل فاختہ کو کو و کو ۔ گنج پنہاں ڈھونڈ درویشوں میں تو

دربدر می گرد و می رو کو بکو ۔ جستجو کن جستجو کن جستجو
دربدر جا اور پھر تو کو بکو ۔ جستجو کر جستجو کر جستجو

تا توانی ز اولیا رو برمتاب ۔ جہد کن واللہ اعلم بالصواب
اولیا سے منہ نہ پھیرا اے خوش خطاب ۔ سعی کر واللہ اعلم بالصواب

## حضرتِ بایزید بسطامیؒ کا کعبہ کو جانا

سوئے مکہ شیخ امت بایزیدؒ ۔ از برائے حج و عمرہ می دوید
بایزیدؒ اک روز مکہ کو چلے ۔ اپنے گھر سے حج و عمرہ کے لئے

او بہر شہرے کہ رفتے از نخست ۔ مر عزیزاں را بکردے باز جست
جاتے تھے جس شہر میں وہ نیک خو ۔ کرتے تھے اہل خدا کی جستجو

گرد می گشتے کہ اندر شہر کیست ۔ کو بر ارکان بصیرت متکی ست
شہر میں پھرتے تھے اکثر دیکھتے ۔ ہے بصیرت پہ جنہوں تکیہ کسے

گفت حق اندر سفر ہر جا روی ۔ باید اول طالب مردے شوی
قول حق ہے جب سفر میں جائے تو ۔ مردِ حق کی کر طلب اے نیک خو

قصد گنجے کن کہ این سود و زیاں ۔ در تبع آید تو آں را فرع داں
گنج حاصل کر کہ یہ سود و زیاں ۔ تبعی و فرعی ہے جب اس میں ہو عیاں

ہر کہ کارد قصد گندم باشدش ۔ کاہ خود اندر تبع می آیدش
بونے والا قصد گندم کا کرے ۔ گھاس اپنے آپ ہی اس میں آئے

کہ بکاری بر نیاید گندمے ۔ مردمے جو مردمے جو مردمے
گھاس بو کر تو نہ گندم پائے گا ۔ مرد ہی کو ڈھونڈ تا رہ ما سے فنا

قصدِ کعبہ کن چو وقتِ حج بود — چونکہ رفتی مکہ ہم دیدہ شود

[illegible] تو قصد کعبہ کر — مکہ خود آ جائے گا تجھ کو نظر

قصد در معراج دیدِ دوست بود — در تبع عرش و ملائک ہم نمود

[illegible] — ساتھ ہی عرش و ملک دیکھے گئے

[illegible] الاعمال بالنیات گفت — نیتِ خیرت بسے گلہا شگفت

[illegible] الاعمال بالنیات[1] کو — گل کھلیں لاکھوں جو نیت نیک ہو

نیت [illegible] بود بہ از عمل — ایں چنیں فرمود سلطانِ دول

نیت [illegible] ہے بھلی — ہے حدیثِ مصطفیٰؐ اے متقی!

# پیر اور مرید کی حکایت

خانۂ نو ساخت روزے نو مرید — پیر آمد خانۂ او را بدید

[illegible] بنایا ایک [illegible] نے [illegible] — دیکھنے کو پیر آئے باصفا

گفت شیخ آں نو مریدِ خویش را — امتحاں کرد آں نکو اندیش را

پیر نے یہ بات پھر اُس سے کہی — آزمائش کی نکو اندیش کی

روزن از بہرِ چہ کردی اے رفیق — گفت تا نور اندر آید زیں طریق

روزن اس گھر میں [illegible] رکھا کیوں بھلا — بولا نور آنے کو ہے یہ راستا

گفت آں فرع است ایں باید نیاز — تا ازیں رہ بشنوی بانگِ نماز

[illegible] یہ ہے فرع تو رکھ یہ نیاز — اس سے آئے کان میں بانگِ نماز

نور خود اندر تبع می آیدت — نیت آں را کن کہ آں می بایدت

خود بخود نور اس کے پیچھے آئے گا — نیت اس کی رکھ جو ہے بس مدعا

---

[1] یہ حدیثِ نبویؐ ہے یعنی اعمال نیت کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔

بایزیدؒ اندر سفر جستے بسے ۔۔۔ تا بیابد خضرِ وقت خود کسے

بایزیدؒ اس ڈھن میں کرتے تھے سفر ۔۔۔ کوئی خضرِ وقت آ جائے نظر

دید پیرے با قدے ہمچوں ہلال ۔۔۔ بُود در وے فرّ و گفتارِ رجال

دیکھا اک بڈھے کا قد مثلِ ہلال ۔۔۔ اس میں تھی اک شان و گفتارِ رجال[۱]

دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب ۔۔۔ ہمچوں پیلے دیدہ ہندستاں بخواب

آنکھیں نابینا تھیں، دل تھا آفتاب ۔۔۔ جیسے ہاتھی دیکھے ہندستاں کا خواب

چشم بستہ خفتہ بیند صد طرب ۔۔۔ چوں کشاید آں نہ بیند ایں عجب

بند آنکھیں خفتہ دیکھیں سو طرب ۔۔۔ جب کھلیں کچھ بھی نہ دیکھیں ہے عجب

بس عجب در خواب روشن می شود ۔۔۔ دل درونِ خواب روزن می شود

کچھ عجب ہوتا ہے روشن خواب میں ۔۔۔ قلب بن جاتا ہے روزن خواب میں

وانکہ بیدارست و بیند خواب خوش ۔۔۔ عارفست او خاکِ او در دیدہ کش

خواب بیداری میں جو دیکھے بشر ۔۔۔ وہ ہے عارف سرمہ اس کی خاک کر

بایزیدؒ او را چو از اقطاب یافت ۔۔۔ مسکنت بنمود و در خدمت شتافت

شیخ نے پایا انہیں اقطاب سے ۔۔۔ عاجزی کی اور خدمت میں گئے

پیشِ او بنشست و می پرسید حال ۔۔۔ یافتش درویش و ہم صاحب عیال

بیٹھے اور پوچھا ادب سے اُن کا حال ۔۔۔ وہ تھے اک درویش اور صاحب عیال

گفت عزم تو کجا اے بایزیدؒ ۔۔۔ رخت غربت را کجا خواہی کشید

بولے جاتے ہو سیاحت کو کہاں ۔۔۔ لے چلے اسباب غربت کو کہاں

گفت قصدِ کعبہ دارم از پگہ ۔۔۔ گفت ہیں با خود چہ داری زادِ راہ

بولے قصدِ کعبہ میں نے ہے کیا ۔۔۔ پیر بولے زادِ رہ ہے پاس کیا

۱؎ جمع رجل یعنی مرد +

| | |
|---|---|
| گفت دارم از درم نقرہ دویست | نک ببستہ سخت بر گوشۂ ردیست |
| بولے ہاں چاندی کے ہیں دو سو درم | ہیں بندھے چادر کے دامن میں بہم |
| گفت طوفے کن بگردم ہفت بار | وین نکوتر از طواف حج شمار |
| بولے کر میرا طواف اب سات بار | اور اس کو حج سے بہتر کر شمار |
| واں درمہا پیش من نہ اے جواد | داں کہ حج کردی و حاصل شد مراد |
| یہ درم رکھ سامنے میرے سخی! | اور سمجھ لے۔ ہو گیا حج واقعی |
| عمرہ کردی عمر باقی یافتی | صاف گشتی بر صفا بشتافتی |
| عمرہ کر کے عمر باقی پا گیا | اور صفا پر دوڑا تو ہو کر صفا |
| حق آں حقے کہ جانت دیدہ است | کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است |
| ہے قسم اس کی جو ہے دل آشنا | اپنے گھر پر منتخب مجھ کو کیا |
| کعبہ ہر چندیکہ خانۂ برّ اوست | خلقت من نیز خانۂ سرّ اوست |
| کعبہ ہے ہر چند بیت کبریا | میری خلقت گھر ہے اس کے بھید کا |
| تا بکرد آں خانہ را در وے نرفت | واندریں خانہ بجز آں حی نرفت |
| گرد کعبہ بھی کے اندر جائیں سب | کب گیا اس گھر میں کوئی غیر رب |
| چوں مرا دیدی خدا را دیدہ | گرد کعبۂ صدق بر گردیدہ |
| مجھ کو دیکھا تو ہوئی دید خدا | اور طواف کعبۂ اقدس ہوا |
| خدمت من طاعت و حمد خدا است | تا نہ پنداری کہ حق از من جدا است |
| میری خدمت طاعت و حمد خدا | یہ نہ جان۔ اللہ مجھ سے ہے جدا |
| چشم نیکو باز کن در من نگر | تا ببینی نور حق اندر بشر |
| دیکھ مجھ کو خوب آنکھیں کھول کے | تا بشر میں نور حق کا دیکھ لے |
| کعبہ را یکبار بیتی[1] گفت یار | گفت یا عبدی[2] مرا ہفتاد بار |
| کعبہ کو بیتی اللہ کہا اک مرتبا | مجھ سے ستر بار یا عبدی کہا |

[1] میرا گھر ۔ [2] اے میرے بندے!

بایزیدا کعبہ را دریافتی ۔ صد بہا و عزّ و صد فر یافتی
کعبہ تجھ کو مل گیا اے بایزیدؒ ۔ عزتیں پائیں ملی شانِ مزید

بایزیدؒ آں نکتہا را ہوش داشت ۔ ہمچو زرّیں حلقہ اش در گوش داشت
بایزیدؒ ان نکتوں کو سنتے رہے ۔ کان کے پردوں میں قائم کر لئے

آمد از وے بایزیدؒ اندر مزید ۔ منتہی در منتہی آخر رسید
بایزیدؒ اُن سے ترقی پا گئے ۔ منتہی سے منتہی آخر ملے

# رسولؐ خدا اور بیمار صحابیؓ

چوں پیمبرؐ دید آں بیمار را ۔ خوش نوازش کرد یارِ غار را
دیکھا پیغمبرؐ نے جب بیمار کو ۔ خوش نوازش سے کیا اُس یار کو

زندہ شد او چوں پیمبرؐ را بدید ۔ گوئیا آں دم مر اُو را آفرید
دیکھ کر وہ آپ کو زندہ ہُوا ۔ گویا ہوں اب پیدا ہوا

گفت بیماری مرا ایں بخت داد ۔ کامد ایں سلطان برِ من بامداد
دی مرض نے مجھ کو یہ خوش قسمتی ۔ ایسے سلطاں آئے اس جا صبح کی

تا مرا صحت رسید و عافیت ۔ از قدوم ایں شہِ بے حاشیت
ہو گئی صحت مجھے حاصل ضرور ۔ آپ کے قدموں کی برکت سے حضور

اے خجستہ رنج و بیماریّ و تب ۔ اے مبارک درد و بیداریّ شب
ہے مبارک میری بیماری و تب ۔ ہے مبارک درد و بیداریِ شب

نک مرا در پیری از لطف و کرم ۔ حق چنیں رنجوریے داد و سقم
پیری میں حق نے کیا مجھ پر کرم ۔ ایسی بیماری جو دی اے محترم

درد پشتم داد تا من ہم ز خواب ۔ بر جہم ہر نیم شب لا بد شتاب
دے دیا ہے درد مجھ کو پُشت کا ۔ آدھی رات اُٹھوں۔ نہ نیند آئے ذرا

تا بخسپم جمله شب چون گاو میش
دردها بخشید حق از لطف خویش

بیٹھیں [illegible] تا گا کر دل
یہ سب ہے اُس کا لطف کیا شکوہ کروں

زین شکستن رحم شاہاں جوش کرد
دوزخ از تہدیدشاں خاموش کرد

شکستگی سے رحم آئے شاہ کو
اور دوزخ خوف سے خاموش ہو

رنج گنج آمد کہ رحمتہا در وست
مغز تازہ شد چو بخراشید پوست

رنج ہے گنج اس میں ہیں رحمتیں
مغز تازہ ہو تو چھلکے پھینک دیں

اے برادر موضع تاریک و سرد
صبر کردن بر غم و سستی و درد

بھائی [illegible] تاریک و سرد
صبر کر پہنچے جو کچھ رنج اور درد

چشمۂ حیوان و جام مستی است
کاں بلندیہا ہمہ در پستی است

چشمۂ حیواں ہے اور مستی کا جام
اوج یہ سب پستیوں میں ہیں تمام

آں بہاراں مضمر است اندر خزاں
پر بہار است ایں خزاں مگریز ازاں

وہ بہاریں سب خزاں میں ہیں نہاں
یہ خزاں ہے پُر بہار آجا یہاں

ہمدم غم باش و با وحشت بساز
می طلب در مرگ خود عمر دراز

ہمدمی کر غم سے رکھ وحشت سے ساز
مانگ اپنی موت میں عمر دراز

آنچہ گوید نفس تو کاینجا بد است
مشنوش چوں کار او ضد آمد است

گر کہے نفس [illegible] جب بد ہی
تو نہ سن مانند تو [illegible] فطرت نفس کی

تو خلافش کن کہ از پیغمبراں
ایں چنیں آمد وصیت در جہاں

از خلاف اس کے کر نبیوں نے بھی
اس جہاں میں ہے وصیت سب کی

مشورت در کارہا واجب شود
تا پشیمانی در آخر کم بود

مشورہ کاموں میں ہے بس لازمی
تا پشیمانی نہ ہو آخر کبھی

حیلہہا کردند بسیار انبیاء
تا کہ گرداں شد بریں سنگ آسیا

انبیا نے اس میں کوشش کی بڑی
چکی اس پتھر پہ جب جا کر چلی

نفس می خواہد کہ تا ویراں کند ۔۔۔ خلق را گمراہ و سرگرداں کند

نفس کی خواہش یہ ہے ویراں کرے ۔۔۔ خلق کو گمراہ و سرگرداں کرے

گفت امت مشورت باکہ کنیم ۔۔۔ انبیا گفتند با عقل امام

پوچھا امت نے ہو کس سے مشورہ ۔۔۔ انبیاء بولے امام عقل سے بجا

گفت اگر کودک درآید یا زنے ۔۔۔ کو ندارد عقل و رائے روشنے

پوچھا گر بچہ ہو یا عورت کوئی ۔۔۔ عقل کی جس میں نہ ہو کچھ روشنی

گفت با او مشورت کن آنچہ گفت ۔۔۔ تو خلاف آں کن و در راہ افت

بولے ان سے مشورہ لے بعد ازاں ۔۔۔ کر خلاف اس کے کہ پائے راہ جاں

نفس خود را زن شناس از زن بتر ۔۔۔ زانکہ زن جزو است نفست کل شر

نفس زن ہے بلکہ زن سے بھی بتر ۔۔۔ کیونکہ زن ہے جزو تو وہ کل شر

مشورت با نفس خود گر می کنی ۔۔۔ ہرچہ گوید کن خلاف آں دنی

مشورہ لے تو جو اپنے نفس سے ۔۔۔ کر خلاف اس کے جو وہ مفسد کہے

گر نماز و روزہ می فرمایدت ۔۔۔ نفس مکار است مکرے زایدت

گر نماز و روزہ کی تلقین کرے ۔۔۔ اس کو کید تو سمجھ اس کا جان لے

مشورت با نفس خود اندر فعال ۔۔۔ ہرچہ گوید عکس آں باشد کمال

مشورہ سے نفس کے افعال کا ۔۔۔ جو کہے بر عکس کر بس لے ذرا

بر نیائی با دے و استیز او ۔۔۔ رو بر یارے بگیر آمیز او

تو نہ ہوگا نفس سے عہدہ برآ ۔۔۔ کر طلب صحبت جو ہے پیر دوست جا

عقل قوت گیرد از عقل دگر ۔۔۔ پیشہ گر کامل شود از پیشہ گر

عقل ہے عقلوں سے کامل فیض یاب ۔۔۔ پیشہ ور ہو پیشہ ور سے فیض یاب

من ز مکر نفس دیدم چیزہا ۔۔۔ کو برد از سحر خود تمییز ہا

میں نے مکر نفس سے دیکھی وہ چیز ۔۔۔ سحر سے کھوتا ہے وہ عقل و تمیز

وعدہا بدہد ترا تازہ بدست ۔ کو ہزاراں بار آنہارا شکست

تجھ سے وہ وعدے کرے تازہ نئے ۔ اور ہزاروں بار اُن کو توڑ دے

عمر اگر صد سال خود مہلت دہد ۔ اوت ہر روزے بہانہ نو نہد

عمر اگر سو سال مہلت دے تو کیا ۔ روز اس کا اک بہانہ ہے نیا

گرم گوید وعدہائے سرد را ۔ جادوئے مردے بہ بندد مرد را

گرم کہ دے وعدہ ہائے سرد کو ۔ سحر سے نامرد کر دے مرد کو

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا ۔ کہ نروید بے تو از شورہ گیا

اے ضیاء الحق حسام الدین آ تو آ ۔ بے ترے بنجر میں گھاس اُگتی ہے کیا!

از فلک آویختہ شد پردۂ ۔ از پئے نفرین دل آزردۂ

چرخ سے اک پردہ ہے لٹکا ہوا ۔ ہے دلِ غمگیں پہ لعنت بھیجتا

ایں قضا را ہم قضا داند علاج ۔ عقل خلقاں در قضا گیج ہست گاج[1]

اس قضا کا بس قضا جانے علاج ۔ عقل ہے مخلوق کی تو اس میں گاج

اژدہا گشتست آں مار سیاہ ۔ آنکہ کرمے بود افتادہ براہ

اب ہے وہ مار سیہ اک اژدہا ۔ جو تھا کیڑے کی طرح رہ میں پڑا

اژدہا و مار اندر دستِ تو ۔ شد عصا اے جانِ موسیٰ مستِ تو

اژدہا ہے اور سانپ تجھ سے زیر دست ۔ ہے عصا اے جانِ موسیٰ تجھ سے مست

حکم خُذہا لا تخف دادت خدا ۔ تا بدستت اژدہا گردد عصا

حکم خذہا لا تخف[2] حق نے دیا ۔ اژدہا ہو ہاتھ میں تیرے عصا

[1] بھینگی ۔ ناکام ٭

[2] قولہ تعالیٰ عزوجل ۔ خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتہا الاولیٰ ۔
(جب حضرت موسیٰ ؑ کا عصا اژدہا بن گیا ۔ اور حضرت ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اس کو اٹھا لے اور نہ ڈر ۔ ابھی ہم اس کو اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیتے ہیں ٭

ہیں ید بیضا نما اے بادشا ۔۔۔ صبح نو بکشا ز شبہائے سیاہ

ہاں ید بیضا دکھا اے بادشا ۔۔۔ کالی راتوں سے سحر کو کھینچ لا

دوزخے افروخت بر وے دم فسوں ۔۔۔ اے دم تو از دم دریا فزوں

بھڑکا دوزخ پھونک دے اس پر فسوں ۔۔۔ سانس تیری دم سے دریا کے فزوں

بحر مکّا است و بنمودہ کفے ۔۔۔ دوزخ است از مکر بنمودہ تفے

بحر ہے مکّار، دکھلاتا ہے جھاگ ۔۔۔ مکر سے دوزخ عیاں کرتا ہے آگ

زاں نماید مختصر در چشم تو ۔۔۔ تا زبوں بینی و جنبد خشم تو

یوں نظر آتا ہے، تجھ کو مختصر ۔۔۔ غصّہ تا آجائے اُس کو دیکھ کر

ہمچنانکہ لشکر انبوہ بود ۔۔۔ مر پیمبرؐ را بچشم اندک نمود

جس طرح لشکر تو بے تعداد تھا ۔۔۔ دیکھتے تھے اُس کو تھوڑا مصطفیٰؐ

تا بر ایشاں زد پیمبرؐ بے خطر ۔۔۔ ور فزوں دیدے ازاں کردے حذر

حملہ آور ہو گئے تھے بے خطر ۔۔۔ دیکھتے زائد تو پھر کرتے حذر

آں عنایت بود و فضل ایزدی ۔۔۔ احمدا ورنہ تو بد دل می شدی

فضل تھا اور مہر تھی اللہ کی ۔۔۔ اے محمدؐ! ورنہ بڑھتی بد دلی

کم نمود او را و اصحاب ورا ۔۔۔ آں جہاد ظاہر و باطن خدا

کم دکھایا اُن کو اور اصحاب کو ۔۔۔ وہ جہاد ظاہر و باطن، سنو

تا میسر کرد یسرے را بدو ۔۔۔ تا ز عسرے او نگردانید رو

اُن کو دیں اللہ نے آسانیاں ۔۔۔ تا نہ ہو تکلیف میں آزردہ جاں

کم نمودن مر ورا پیروز بود ۔۔۔ کہ حقش یار و طریق آموز بود

کم دکھانا، فتحمندی کا نشاں
رہنما تھا فضل خالق بے گماں

آنکہ حق پشتش نباشد از ظفر ‏ ‏ ‏ وائے گر گربہ اش نماید شیر نر
نصرت حق پشت پر جس کی نہ ہو ‏ ‏ ‏ وائے گر بلی وہ جانے شیر کو

وائے گر صد را یکے بیند ز دور ‏ ‏ ‏ تا بجالش اندر آید از غرور
اور سو کو ایک دیکھے دور سے ‏ ‏ ‏ پھر کرے جنگ اور تکبر سے لڑے

زاں نماید ذوالفقارے حربۂ ‏ ‏ ‏ زاں نماید شیر نر چوں گربۂ
اور پھر نیزہ دکھے ذوالفقار ‏ ‏ ‏ کیونکہ جانے شیر کو وہ گربہ وار

تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ ‏ ‏ ‏ و اندر آرد شان بدیں حیلت بچنگ
اور وہ احمق دلیری سے لڑے ‏ ‏ ‏ حیلے سے دشمن کے پنجے میں پھنسے

تا بپائے خویش باشد آمدہ ‏ ‏ ‏ آں فلیواں جانب آتشکدہ
اور اپنے پاؤں سے وہ بیہدہ ‏ ‏ ‏ چل کے آئے جانب آتش کدہ

کاہ برگے می نماید تا تو زود ‏ ‏ ‏ پف کنی او را برانی از وجود
[illegible] بنا کر وہ دکھاتا ہے تجھے ‏ ‏ ‏ پھونک سے تو تن سے اس کو پھینک دے

ہاں کہ آنکہ کوہہا برکندہ است ‏ ‏ ‏ زو جہاں گریان و او در خندہ است
کاہ نے توڑے پہاڑ اے جان من ‏ ‏ ‏ اُس سے گریاں ہے جہاں ، وہ خندہ زن

می نماید تا بکعب ایں آب جو ‏ ‏ ‏ صد چو عوج ابن عنق شد غرق او
آب جو کو گھٹنوں تک ظاہر کرے ‏ ‏ ‏ غرق سو عوج عنق اس میں ہوئے

می نماید موج خونش تل مشک ‏ ‏ ‏ می نماید قعر دریا خاک خشک
موج خوں آئے نظر انبار مشک ‏ ‏ ‏ قعر دریا کو کرے جوں خاک خشک

خشک دید آں بحر را فرعون کور ‏ ‏ ‏ تا در و راند از سر مستی و زور
خشک دیکھا بحر کو فرعون نے ‏ ‏ ‏ کبر و مستی لے گئی اس میں اسے

چوں در آمد در تگ دریا فتاد ‏ ‏ ‏ زانکہ چشمش ز اصل نابینا فتاد
جب گیا موجوں میں دریا کی پھنسا ‏ ‏ ‏ اصل سے بالکل ہی نابینا وہ تھا

دیدہ بینا از لقائے حق شود — حق کجا ہمراز ہر احمق شود

آنکھ کو روشن کرے دید خدا — حق کہاں ہمراز احمق کا ہوا

قند بیند خود شود زہر قتول — راہ بیند خود بود آں بانگ غول

قند دیکھے پر وہ قاتل زہر ہو — غول بولے اور وہ دیکھے راہ کو

اے فلک در فتنۂ آخر زماں — تیز می گردی بدہ آخر اماں

اے فلک ہے تیری گردش تیز ہاں — فتنۂ آخر زماں سے دے اماں

خنجر تیز تو اندر قصد ما — نیش زہر آلودۂ در فصد ما

تیرا خنجر قتل کرنے کو ہے تیز — فصد کو ہے نیش تیرا زہر ریز

اے فلک از رحم حق آموز رحم — بر دل موراں مزن چوں مار زخم

رحم حق سے سیکھ چرخ دول شعارا — مت لگا چیونٹی کے دل پر زخم مار

حق آنکہ چرخہ چرخ ترا — کرد گرداں بر فراز ایں سرا

ہے قسم اس کی کہ یہ چرخہ ترا — جس نے اس دنیا پہ گرداں ہے رکھا

کہ دگرگوں گردی و رحمت کنی — پیش از اں کز بیخ ما را بر کنی

ہو دگرگوں اور ہم پر رحم کر — جڑ ہماری کھودنے سے پیشتر

حق آنکہ دایگی کردی نخست — تا نہال ما ز خاک و آب رست

ہے قسم اس کی کہ تو دایہ بنا — خاک پانی سے نہال اپنا اگا

حق آں شہ کہ ترا صاف آفرید — کرد چنداں مشعلہ در تو پدید

ہے قسم اس کی کہ جس نے آن میں — کردیں پیدا تجھ میں اتنی مشعلیں

آں چناں معمور و باقی داشتت — تا کہ دہری از ازل پنداشتت

تجھ کو معمور اور باقی کر دیا — تا ازل سے تجھ کو دہری نے کہا

شکر دانستیم آغاز ترا — انبیا گفتند آں راز ترا

شکر ہے جانا ترے آغاز کو — انبیا نے کھولا تیرے راز کو

آدمی داند کہ خانہ حادث است | عنکبوتے نے کہ در وے عابث است

آدمی جانے کہ ہے حادث یہ گھر | اور نہ وہ مکڑی جو کھیلے بے خبر

پشہ کے داند کہ این باغ از کے است | کو بہاران زاد و مرگش در دے است

باغ یہ کب سے ہے جانے پشہ کیا | جو بہار و دے میں آیا اور مرا

کرم کاندر چوب زاید سست حال | کے بداند چوب را وقت نہال

ایسا جو کیڑا کہ لکڑی سے پیدا شکستہ حال | جانے کیا لکڑی کو جب ہو وہ نہال

ور بداند کرم از ماہیتش | عقل باشد کرم باشد صورتش

بڑے جو معلوم کرے ماہیت | عقل بن کر کرم پائے اصلیت

عقل خود را می نماید رنگہا | چوں پری دور است از آن فرسنگہا

عقل رنگ اپنے دکھاتی ہے ہزار | جوں پری دور اس سے وہ کوسوں ہے یار

از ملک بالاست چہ جائے پری | تو مگس پری بہ پستی می پری

کیا پری وہ ہے ملک سے بھی بلند | جوں مگس تو پست ہے اڑے اے مستمند!

گرچہ عقلت سوئے بالا می پرد | مرغ تقلیدت بہ پستی می چرد

عقل گو اڑتی ہے اوپر کو سدا | مرغ تقلیدی ہے تیرا پست ابھی

علم تقلیدی وبال جان ماست | عاریہ است و ما نشستہ کان ماست

علم تقلیدی وبال جاں ہوا | عاریت ہے ۔ اپنا کب ہے اے فتا

زین خرد جاہل ہمی باید شدن | دست در دیوانگی باید زدن

رہنا جاہل خوب ہے اس عقل سے | اور ہاں دیوانہ رہنا چاہیئے

ہر چہ بینی سود خود زآن می گریز | زہر نوش و آب حیواں را بریز

نفع جس میں ہو تو بھاگ اس چیز سے | زہر پی اور آب حیواں پھینک دے

ہر کہ بستاید ترا دشنام دہ | سود و سرمایہ بمفلس وام دہ

جو کرے تعریف ۔ گالی دے اسے | مال و زر مفلس کو اپنا قرض دے

ایمنی بگذار و جائے خوف باش | بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
خوف میں رہ ایمنی سے درگذر | چھوڑ ناموس اور رسوا ہو پسر

آزمودم عقل دور اندیش را | بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
امتحان عقل ہے میں نے کیا | بعد ازیں دیوانہ ہوں گا بر ملا

## ایک سردار اور مسخرہ

گفت با دلقک شبے سید اجل | قحبہ را خواستی تو از عجل
یوں کہا دلقک[1] سے اک سردار نے | کیوں زن قحبہ سے شادی کی ارے

با من ایں را بازمی بایست گفت | تات می کردم بیک مستورہ جفت
چاہئے تھا پوچھنا مجھ سے تجھے | شادی کر دیتا میں پردہ دار سے

گفت نہ مستورہ صالح خواستم | قحبہ گشتند و زغم تن کاستم
بولا نو پردہ نشینوں کو چنا | قحبہ سب نکلیں گھٹنے غم میں لگا

خواستم ایں قحبہ را با معرفت | تا ببینم چوں شود ایں عاقبت
شادی اس قحبہ سے دانستہ ہے کی | اب ذرا دیکھوں میں انجام اس کا بھی

عقل را ہم آزمودم من بسے | زیں سپس جویم جنون را مغرسے
امتحاں میں کرچکا ہوں عقل کا | ڈھونڈوں گا اب باغ دل کا نے فنا

## ایک سائل اور شیخ بہلول

آں یکے می گفت خواہم عاقلے | مشورت آرم باو در مشکلے
ایک کہتا تھا کہ اک دانا سے | تا کہ اس سے مشورہ مشکل میں لے

[1] مسخرے کا نام ۔

آں یکے گفتش کہ اندر شہر ما — نیست عاقل غیر آں مجنوں نما
ایک دانا بس ہمارے شہر کا — اک وہی ہے عاقل مجنوں نما

بر نئے گشتہ سوارہ نک فلاں — می دواند در میان کودکاں
دیکھ ... نے پہ ہے اسوار جو — لڑکوں میں دوڑاتا ہے جو گھوڑے کو

گر سخن دانی بروز آں شباں — در جہاں گنج نہاں جان جہاں
... دوراں — اور ہے گنج نہاں جان جہاں

صاحب رایست و آتش پارۂ — آسماں قدرست و اختر بارۂ
... صفت — آسماں قدر اور اختر منزلت

فر او کروبیاں را جاں شدست — او درین دیوانگی پنہاں شدست
دبدبہ اس کا فرشتوں کی ہے جاں — اور وہ دیوانگی میں ہے نہاں

لیک ہر دیوانہ را جاں نشمری — سر منہ گوسالہ را چوں سامری
... ہر دیوانہ کو جان ... — پیش گوسالہ نہ جھک جوں سامری

چوں ولیے آشکارا با تو گفت — صد ہزاراں غیب و اسرار نہفت
... — راز دو و غیب ہیں پوشیدہ تھے

مر ترا آں فہم و آں دانش نبود — واندانستی تو سرگیں را ز عود
تجھ کو ... فہم ... دانش ... تھی — تھی نہ پہچان عود اور سرگین کی

از جنوں خود را ولی چوں پردہ ساخت — مر ورا اے کور کے خواہی شناخت
... — کب تو اے اندھے اسے پہچانے گا

گر ترا باز است آں دیدۂ یقیں — زیر ہر سنگے یکے سرہنگ بیں
... یقیں — نیچے پتھر کے ہے سر لشکر یہیں

پیش آں چشمے کہ باز و رہبرست — ہر گلیمے را کلیمے در برست
آنکھ اگر بینا ہے اور رہبر ندیم — ہے ہر اک کملی میں پنہاں اک کلیم

مر ولی را ہر ولی شہرہ کند | ہر کرا او خواست با بہرہ کند

ہر ولی کو دیتا ہے شہرت ولی | جس کو چاہے بہرہ ور کردے ابھی

کس نداند از خرد او را شناخت | چونکہ او مرخویش را دیوانہ ساخت

عقل سے کب کوئی پہچانے اُسے | کیونکہ وہ اپنے کو دیوانہ کرے

چوں بدزدد دزدِ بینا رختِ کور | ہیچ یابد دزد را او در عبور

اندھے کو جب دزدِ بینا لوٹ لے | کس طرح وہ چور رستے میں ملے

کور نشناسد کہ دزدِ او کہ بود | گرچہ خود بروے زند دزدِ عنود

اندھا کیا جانے لٹیرا کون تھا | چور گو اُس سے ملے خود برملا

چوں گزد سگ کورِ صاحب ژندہ را | کے شناسد آں سگِ درّندہ را

کاٹے کتا اندھے گدڑی والے کو | کس طرح کتے سے وہ آگاہ ہو

## ایک کتے کا اندھے فقیر پر حملہ کرنا

یک سگے در کوئے بر کورے گدا | حملہ می آورد چوں شیر دغا

کتا دوڑا اک گدائے کور پر | جس طرح حملہ کرے اک شیر نر

سگ کند آہنگِ درویشاں بخشم | درکشد مہ خاکِ درویشاں بچشم

کتا درویشوں پہ دوڑے غصہ سے | چاندان کی خاک کو سُرمہ کرے

کور عاجز شد ز بانگ و بیمِ سگ | اندر آمد کور در تعظیمِ سگ

بھونکنے سے اندھا عاجز آگیا | اور بڑائی کتے کی کرنے لگا

کاے امیرِ صید و اے صیدِ شکار | دست دستِ تست دست از من بدار

بولا اے شیر اور اے میرِ شکار | تو قوی ہے مجھ کو کر دے رستگار

کز ضرورت دُمِ خر را آں حکیم | کرد تعظیم و لقب دادش کریم

تھی ضرورت تو دُمِ خر کو حکیم | باہزار اعزاز کہتا تھا کریم

| | |
|---|---|
| گفت وهم از ضرورت ای اسد | از چو من لاغر شکارے چہ رسد |
| ایسے ہی آہو نے کہا اے شیر مار | میں ہوں لاغر میرا کیا ہوگا شکار |
| گور میگیرند یاران تو بدشت | کور میگیری تو در کوچہ بگشت |
| گورخر جنگل میں پکڑیں تیرے یار | تو کرے کوچے میں اندھے کا شکار |
| گور می جویند یاران تو بصید | کور می جوئی تو در کوچہ بہ کید |
| دوست تیرے ڈھونڈتے ہیں گورخر | تو گلی میں حملہ آور کور پر |
| آں سگان عالم شکار گور کرد | ویں سگِ بے مایہ قصدِ کور کرد |
| گورخر کرے سگ عالم شکار | کور پر بے مایہ سگ کا ہے مدار |
| علم چوں آموخت سگ رست از ضلال[لہ] | می کند در بیشہا صیدِ حلال |
| علم سیکھا سگ نے گمراہی گئی | دشت میں روزی حلال اس کو ملی |
| سگ چو عالم گشت شد چالاک و زفت | سگ چو عارف گشت شد اصحاب کہف |
| سگ جو عالم ہو بنے چالاک و زفت | ہو جو عارف تو ہو اصحاب کہف |
| سگ شناسا شد کہ میر صید کیست | اے خدا آں نور اشناسندہ چیست |
| سگ یہ جانے کون ہے میر شکار | کیا ہے وہ نور شناسا کردگار! |
| کور نشناسد نہ از بے چشمی ست | بلکہ از جہل ست و ز پر خشمی ست |
| اندھے کی کوری یہ اندھاپن نہیں | جہل اس کی وجہ ہے اور خشم و کیں |
| نیست خود بے چشم تر کور از زمیں | ایں زمیں از فضل او شد خصم بیں |
| کور کب ہے اس زمیں سے کورتر | جانتی ہے اپنے دشمن کو مگر |
| نورِ موسیٰ دید و موسیٰ را نواخت | خسف قاروں کرد قاروں را گداخت |
| نور دیکھا اور ہوئی موسیٰ نواز | نگلا قاروں کو ہوئی قاروں گداز |

لہ تیز رَو

رجف کرد اندر ہلاکِ ہر دغی — فہم کرد از حق کہ یا ارض ابلعی

زلزلوں سے جان لی ناپاک کی — سُن لیا حق سے کہ یا ارض ابلعی[1]

آب و خاک و باد و نار با شرر — بے خبر با ما و با حق با خبر

پانی مٹی اور ہوا آگ اے پسر — بے خبر ہم سے ہیں حق سے با خبر

ما بعکسِ آں زغیرِ حق خبیر — بے خبر از حق و [illegible] نذیر

غیر حق سے ہے ہمیں لیکن خبر — بے خبر حق سے [illegible]

لاجرم اشفقن منہا جملہ شاں — کند شد ز آمیز حیواں [illegible]

لاجرم اُس سے وہ سب ڈرنے لگے — کند جملے ربطِ حیواں سے ہوئے

گفت بیزاریم جملہ زیں حیات — کہ بود با خلق حی [illegible]

بولے ہم بیزار ہیں اس زیست سے — زندہ ان سے [illegible]

چوں بماند از خلق ماند او یتیم — اُنس حق را قلب می [illegible]

خلق سے جو چھوٹ گیا وہ ہے یتیم — اُنس حق کو چاہئے قلبِ سلیم

چوں ز کورے دزد دزدد کالۂ — می کند آں کور [illegible]

چور اندھے کی اگر چوری کرے — کور اندھوں کی طرح روتا [illegible]

تا نگوید دزد او را کاں منم — کز تو دزدیدم کہ دزدِ پرفنم

چور جب تک خود نہ دے اپنا پتا — اور [illegible] لیا سب [illegible]

کے شناسد کور دزدِ خویش را — چوں ندارد نور چشم آں [illegible]

کور اپنے چور کو پہچانے کیا — جب نہیں کچھ اس کی آنکھ [illegible]

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جل: وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا [illegible] وَغِيضَ الْمَاءُ - یعنی زمین سے کہا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور [illegible] رفع کر۔ اور پانی زمین میں سما گیا۔

چوں بگوید ہم بگیر او را تو سخت
تا بگوید او علامتہائے رخت

حکم کیونکر دہ گرفتاری کا دے
کچھ نشانی جب نہ دے اسباب سے

پس جہادِ اکبر آمد عصرِ دزد
تا بگوید کہ چہ برد آں زن بمزد

ہے جہاد اب تنگ کرنا چور کا
تاکہ جو کچھ لے گیا ہے۔ دے بتا

اولاً دزدیدہ کحلِ دیدہ ات
چوں ستانی باز یابی تبصرت

ہے چرا یا سرمہ تیری آنکھ کا
تو نے چھینا۔ نور تجھ کو مل گیا

کالۂ حکمت کہ گم کردہ دل است
پیشِ اہلِ دل یقیں آں حاصل ست

مالِ حکمت جو ہے گم۔ جز دل نہیں
اہلِ دل کا ہے وہ حاصل بالیقیں

کور دل باجان و باسمع و بصر
می نداند دزدِ شیطاں را اثر

کور دل با وصفِ گوش و چشم و جاں
دزدِ شیطاں سے اثر پائے کہاں

ز اہلِ دل جو از جماد آں را مجو
کہ جماد آمد خلایق پیشِ او

اہلِ دل میں ڈھونڈ، دنیا میں ہے کیا
اُن کے آگے ہے جہاں ٹھٹھرا ہُوا

باز می گردیم سوئے راز جو
تا شود ہم مشورت با راز گو

راز جُو کی سمت پھر پھرتے ہیں ہم
تا وہ ہو ہم مشورہ اُس سے بہم

مشورت جو بندہ آمد نزدِ او
کاے اَب کودک شدہ رازے بگو

آیا اک بیٹے کو اُس سے مشورہ
پوچھا اے بچوں کے باپ اب کچھ بتا

گفت رَو زیں حلقہ کیں در باز نیست
باز گرد امروز روزِ راز نیست

بولا ہے در بند، اس حلقے سے جا
لوٹ جا یہ دن کہاں ہے راز کا

گر مکاں را رہ بدے در لامکاں
ہم چو شیخاں بودمے من بر دکاں

گر مکاں سے ہوتی راہِ لامکاں
ہوتا مثلِ شیخ میں اہلِ دُکاں

# محتسب اور مست

محتسب در نیم شب جائے رسید
در بُن دیوار مردے خفتہ دید
نصف شب کو محتسب اک جا گیا
زیرِ دیوار ایک اُسے سوتا ملا

گفت ہے مستی چہ خوردستی بگو
گفت ازآں خوردم کہ ہست اندر سبو
مست سے بولا۔ کہ کیا شے تونے پی
بولا وہ پی میں نے جو مٹکے میں تھی

گفت آخر در سبو واگو کہ چیست
گفت ازآنکہ خوردہ ام گفت آں خفیست
بولا آخر چیز کیا مٹکے میں تھی؟
بولا بس وہ چیز تھی جو میں نے پی

گفت آں چہ خوردۂ آں چیست آں
گفت آں کاندر سبو مخفی ست آں
بولا وہ کیا چیز تھی جو تو نے پی؟
بولا تھی وہ چیز جو مٹکے میں تھی

دُور می شد ایں سوال و ایں جواب
ماند چوں خر محتسب اندر خلاب
دُور پہنچا سلسلہ گفتار کا
محتسب کیچڑ میں مثلِ خر پھنسا

گفت او را محتسب ہیں آہ کن
مست ہُو ہو کرد ہنگامِ سخن
بولا اُس سے محتسب فریاد کر
مست ہُو ہُو کر کے جھُوما بے خطر

گفت گفتم آہ کن ہو میکنی
گفت من شادم تو از غم منحنی
بولا کر تو آہ۔ کیوں کرتا ہے ہُو،
بولا میں ہوں شاد۔ ہے غمگین تو

آہ از درد و غمِ بیداد ئیست
ہوئے ہوئے مے کشاں از شادئیست
آہ ہے درد و غم و بیداد سے
میکشوں کی ہُو ہے قلبِ شاد سے

محتسب گفت ایں ندانم خیز خیز
معرفت متراش بگذار ایں ستیز
محتسب بولا کہ اچھا ہو کھڑا
معرفت مت چھانٹ اتنی۔ مُچ خطا!

گفت رَو من از کجا تو از کجا
گفت مستی خیز و تا زنداں بیا
بولا جا جا، تو کہاں اور میں کہاں
بولا تو ہے مست چل زنداں میں ہاں

گفت سہ گونہ زن اند اندر جہاں ۔۔۔ آندو رنج و ایں یکے گنج رواں
عورتیں ہیں تین سب بولے بے گماں ۔۔۔ دو ہیں رنج اور ایک ہے گنج رواں

آں یکے را چوں بخواہی کل تراست ۔۔۔ ویں دگر نیمے ترا نیمے جداست
ایک اُن میں سے تو ہے بالکل تری ۔۔۔ نصف الگ اور نصف تیری دوسری

واں سوم ہیچ او ترا نبود بداں ۔۔۔ ایں شنیدی دور شو رفتم رواں
تیسری سے مطلقاً بے واسطہ ۔۔۔ سُن لیا تو نے میں تو اب روانہ

تا ترا اسپم نپراند لگد ۔۔۔ کہ بیفتی بر نخیزی تا ابد
تا نہ مارے لات یہ گھوڑا تجھے ۔۔۔ گر پڑے تو پھر نہ ہرگز اٹھ سکے

شیخ راند اندر میانِ کودکاں ۔۔۔ بانگ زد بارِ دگر او را جواں
شیخ پھر بچوں میں پہنچے شادماں ۔۔۔ پھر لگا آواز دینے وہ جواں

کہ بیا آخر بگو تفسیر ایں ۔۔۔ ایں زناں سہ نوع گفتی برگزیں
ان کی کچھ تفسیر دو مجھ کو بتا ۔۔۔ عورتوں کی تین قسمیں ہیں یہ کیا

راند سوے او و گفتش بکر خاص ۔۔۔ کل ترا باشد ز غم یابی خلاص
شیخ بولے جو ہے اُن میں باکرہ ۔۔۔ وہ ہے بالکل تیری غم سے ہو جدا

وانکہ نیمے ہست تو بیوہ بود ۔۔۔ وانکہ ہیچ ست آں عیال با ولد
اور جو بیوہ ہو تو ہے آدھی تری ۔۔۔ جو نہیں کچھ باولد ہے تیسری

چوں ز شوے اولش کودک بود ۔۔۔ مہر و کلی خاطرش آں سو رود
پہلے شوہر سے جو اُس کا ہو پسر ۔۔۔ ہو توجہ اس کی جانب سر بسر

دور شو تا اسپ نندازد لگد ۔۔۔ سمِ اسپِ توسنم بر تو رسد
دور ہو گھوڑا نہ تجھ کو لات دے ۔۔۔ کھر مرے گھوڑے کا تجھ پر جا پڑے

ہائے ہوئے کرد شیخ و باز راند ۔۔۔ کودکاں را باز سوئے خویش خواند
ہاؤ ہو کر کے وہ پھر واپس گئے ۔۔۔ دی صدا بچوں کو آؤ کھیلنے

باز بانگش کرد سائل کہ بیا — یک سوالم ماند اے شاہ کیا

پھر ندا سائل نے دی اے خوش خصال — ایک باقی رہ گیا میرا سوال

باز راند ایں سو بگو زو تر چہ بود — کہ زمیداں آں بچہ گوئے ہم ربود

لوٹے "فرمایا" بتا ہے بات کیا — دیکھ بچہ گیند میری لے گیا

گفت اے شہ با چنیں عقل و ادب — ایں چہ شیدست ایں چہ فعلیست العجب

بولا جب ہے آپ میں عقل و ادب — پھر یہ کیا حالت ہے ، صورت ہے عجب

تو ورائے عقل کلی در بیاں — آفتابی در جنوں چونی نہاں

عقل کل سے ہے فزوں تیرا بیاں — تو ہے سورج کیوں جنوں میں ہے نہاں

گفت ایں اوباش رائے میزنند — تا دریں شہر خودم قاضی کنند

بولا اوباشوں میں ہے یہ مشورہ — شہر کا اپنے کریں قاضی مجھے

دفع میگویم مرا گویند نے — نیست چوں تو عالمے صاحب فنے

عذر کرتا ہوں تو کہتے ہیں نہیں — تجھ سا کب ہے دوسرا عالم کہیں

باوجود تو حرام ست و خبیث — کہ کم از تو در قضا گوید حدیث

تیرے ہوتے یہ بُرا ہے اور حرام — تجھ سے کمتر ہو قضا کا اہتمام

در شریعت نیست دستورے کہ ما — کمتر از تو شہ کنیم و پیشوا

یہ شریعت کا نہیں کچھ قاعدہ — تجھ سے کمتر کو کریں ہم پیشوا

زیں ضرورت گیج و دیوانہ شدم — زیں گروہ از عجز بیگانہ شدم

اس لئے وحشی ہوں دیوانہ ہوں میں — عاجزی کے ساتھ بیگانہ ہوں میں

ظاہرا شوریدہ و شیدا شدم — لیک در باطن ہمانم کہ بدم

ظاہرا شوریدہ و شیدا ہوں میں — اور باطن میں وہی جو تھا ہوں میں

عقل من گنج است من ویرانہ ام — گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام

عقل میری گنج ہیں ویرانہ ہوں — گنج اگر ظاہر کروں دیوانہ ہوں

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد
وہ ہے دیوانہ جو دیوانہ نہ ہو
این عسس را دید و در خانہ نشد
دیکھے شحنہ، داخلِ خانہ نہ ہو

دانشِ من جوہر آمد نے عرض
عقل جوہر ہے مری، کب ہے عرض
این بہائے نیست بہرِ ہر غرض
اس کی قیمت ہو نہیں سکتی غرض

کانِ قندم نیستانِ شکرّم
کانِ قند اور دشت شکر کا ہوں میں
ہم ز من می روید و من می خورم
مجھ سے جو اگتا ہے۔ وہ کھاتا ہوں میں

علمِ تقلیدی و تعلیمی ست آں
علم تعلیمی و تقلیدی ہے کیا
کز نفورِ مستمع دارد فغاں
ہے۔ نہ سننے والوں سے نحو گلا

چوں پئے دانش نہ بہرِ روشنی ست
ہے پئے دانش نہ بہرِ روشنی
ہم چو طالب علمِ دنیائے دنی ست
جیسے طالب علمِ دنیائے دنی

طالبِ علم ست بہرِ عام و خاص
چاہتا ہے علم بہرِ خاص و عام
نے کہ تا یابد ازیں عالم خلاص
اس کو کیا دنیا کی آزادی سے کام

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد
مثلِ چوہے کے بئے روزن بنا
چونکہ نورش راند از در گشت سرد
نور نے روکا تو ٹھنڈا پڑ گیا

چونکہ سوئے دشت و نورش رہ نبود
بند تھے رستے جو دشت و نور کے
ہم در آں ظلمات جہدے می نمود
کوششیں تھیں پردۂ ظلمات سے

گر خدایش پر دہد او باخرد
فضل کر کے دے خدا گر پر اسے
بر بد از موشی و چوں مرغاں پرد
چوہے پن سے چھوٹے مثلِ مرغ اڑے

ور نجوید پر بماند زیرِ خاک
اور نہیں تو خاک آلودہ رہے
نا امید از رفتنِ راہِ سماک
آسمانوں پر نہ چڑھ کر جا سکے

علم و گفتارے کہ آں بے جاں بود
علم اور گفتار جو بے جان ہے
عاشقِ روئے خریداراں بود
بس خریداروں پہ وہ قربان ہے

گرچہ باشد وقت بحث این علم زفت ۔۔۔ چون خریدارش نباشد مُرد و رفت

علم وقتِ بحث ہے مضبوط شے ۔۔۔ مشتری کوئی نہ ہو تو موت ہے

مشتری من خدائیست مرا ۔۔۔ میکشد بالا کہ اللہ اشتریٰ

مشتری میرا ہے وہ میرا خدا ۔۔۔ کھینچ کر کہتا ہے اللہ اشتریٰ [1]

خون بہائے من جمال ذو الجلال ۔۔۔ خون بہائے خود خورم کسب حلال

خون بہا میرا جمالِ ذو الجلال ۔۔۔ کھاؤں اپنا خون بہا کسبِ حلال

این خریداران مفلس را بہل ۔۔۔ چہ خریداری کند یک مشت گل

چھوڑ دے مفلس خریدار اے اخی ۔۔۔ ایک مٹھی خاک کیا ہو مشتری

گل مخور گل را مخر گل را مجو ۔۔۔ زانکہ گل خوارست دائم زرد رو

گل نہ لے گل کو نہ ڈھونڈ مت ۔ گل کھا نہ تو ۔۔۔ مٹی جو کھائے ۔ رہے وہ زرد رو

دل بخور تا دائما باشی جوان ۔۔۔ از تجلی چہرہ ات چون ارغوان

دل لے دل تا رہے ہردم جواں ۔۔۔ نور سے چہرہ ہو مثلِ ارغواں

طالب دل شو کہ تا باشی چو گل ۔۔۔ تا شوی شادان و خندان ہمچو گل

طالبِ دل ہو کہ تو ہو جائے گُل ۔۔۔ تا کہ ہو مسرور و خنداں مثلِ گل

دل نباشد آنکہ مطلوبِ گل است ۔۔۔ این سخن را روئے بر صاحب دل است

دل نہیں وہ جو ہوا مطلوبِ گل ۔۔۔ اُن سے یہ کہتا ہوں جو ہیں اہلِ دل

یا رب این بخشش نہ حد کار ماست ۔۔۔ لطفِ تو لطفِ خفی را خود سزاست

یہ ترا بخشش ہے یا رب ۔ ہم میں کیا ۔۔۔ لائقِ لطفِ خفی ہے بر ملا

دست گیر از دست ما ما را بخر ۔۔۔ پردہ را بردار و پردہ ما مدر

دستگیری کر کے بن جا مشتری ۔۔۔ ہاں اُٹھا پردہ، نہ کر پردہ دری

---

[1] قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ
خدا نے مومنوں سے اُن کا مال اور جان خرید لی ۔ جنکے عوض میں انہیں جنت دی جائیگی ۔

باز خر ما را ازیں نفسِ پلید | کارد ش تا استخوانِ ما رسید

نفس سے پھر مول لے ہم کو ابھی | ہڈیوں سے جا لگی اُس کی چھری

از چو ما بیچارگاں ایں بندِ سخت | کہ گشاید جز تو اے سلطانِ بخت

ہے گرہ سخت اور ہم ہیں بے نوا | کون کھولے گا اسے تیرے سوا

ایں چنیں قفلِ گراں را اے ودود | کہ تواند جز کہ فضلِ تو گشود

ہے بہت ہی یہ گراں قفلِ ستم | کھول سکتا ہے اسے تیرا کرم

ما ز خود سوئے تو گردانیم سر | چوں توئی از ما بما نزدیک تر[1]

آپ ہی ہم تیری جانب پھیریں سر | جبکہ تو خود ہم سے ہے نزدیک تر

با چنیں نزدیکیے دوریم دور | در چنیں تاریکیے بفرست نور

آہ ہم اس قرب پر ہیں اتنی دور | بھیج ان تاریکیوں میں اپنا نور

ایں دعا ہم بخشش و تعلیمِ تست | ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رست

تیری ہے تعلیم و بخشش یہ دعا | بھاڑ میں ورنہ گلستاں کب اُگا

در میانِ خون و روده فہم و عقل | جز ز اکرامِ تو نتواں کرد نقل

خون اور آنتوں کے اندر فہم و عقل | بس کرم تیرا ہی کر سکتا ہے نقل

از دو پارہ پیہ آں نورِ رواں | موجِ نورش می رود تا آسماں

نور چربی کے دو ٹکڑوں سے رواں | موج اس کی جاتی ہے تا آسماں

گوشت پارہ کہ زباں آمد ازو | می رود سیلابِ حکمت ہم چو جُو

گوشت کا ٹکڑا جسے کہیے زباں | اس سے ہے سیلاب حکمت کا رواں

سوئے سوراخے کہ نامش گوشہاست | تا بباغِ جاں کہ میوہ اش ہوشہاست

اور اس سوراخ یعنی کان سے | باغِ جاں تک میوے پہنچیں ہوش کے

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ - ہم آدمی سے اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں ۔

شاہ راہِ باغِ جاں ہا شرعِ اوست — باغ و بستاں ہائے عالم فرعِ اوست

شرع اس کی شاہراہِ باغِ جاں — فرع اس کی باغ و بستانِ جہاں

اصل سرچشمۂ خوشی آن ست آں — زود تجری تحتہا الانہار خواں

چشمۂ راحت کا مالک ہے وہی — جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں کئی

قصۂ رنجور گو با مصطفٰےؐ — زانکہ لطفِ حق ندارد منتہا

پھر سنا وہ حالِ رنجور و نبیؐ — لطفِ حق کی انتہا کیا ہو کبھی

شکرِ نعمت چوں کنی چوں شکرِ تو — نعمتِ تازہ بود ز احسانِ او

شکرِ نعمت کیا کرے، جب شکر بھی — ایک نعمت ہے اسی کے فضل کی

عجزِ تو از شکر شکر آمد تمام — فہم کن در باب قد تم الکلام

عجز تیرا شکر سے ہے شکرِ تام — کچھ سمجھ، کر غور، ہے ختم کلام

## بیمار کو رسولِ مقبولؐ کی نصیحت

گفت پیغمبر مر آں بیمار را — چوں عیادت کرد یارِ زار را

مصطفٰےؐ نے یوں کہا بیمار سے — جب عیادت کے لئے اس کی گئے

کہ مگر نوعے دعائے کردۂ — از جہالت زہر بائے خوردۂ

تونے کی تھی اپنے حق میں کچھ دعا — جہل سے تھا زہر تونے کھا لیا

یاد آور چہ دعا مے گفتۂ — چوں ز مکرِ نفس مے آشفتۂ

یاد کر کیا کی تھی تونے وہ دعا — جب تو مکرِ نفس سے آشفتہ تھا

گفت یادم نیست الا ہمتے — دار با من یادم آید ساعتے

بولا اس دم یاد کچھ مجھ کو نہیں — دو دعا تا یاد آئے بالیقیں

از حضورِ نور بخش مصطفٰےؐ — پیش خاطر آمد اورا آں دعا

تھا بہ فیضانِ حضورِ مصطفٰےؐ — یاد اس کو آگئی اپنی دعا

ہمتِ پیغمبرؐ روشن کدہ — پیش خاطر آمدش آں گم شدہ

روشنی ہمتِ حضرتؐ یہ تھی — بات یاد آئی اسے بھولی ہوئی

تافت زاں روزن کہ از دل تا دلیست — روشنی کو فرقِ حق و باطل ست

چمکی روزن سے جو دل تک دل سے ہے — روشنی، جو حق نما باطل سے ہے

گفت اینک یادم آمد اے رسولؐ — آں دعا کہ گفتہ ام من از فضول

بولا اب یاد آ گئی مجھ کو رسولؐ — جو دعا مانگی تھی دد میں نے فضول

چوں گرفتار گنہ می آمدم — ہمچو غرقہ دست و پائے می زدم

ہو گیا تھا جب گرفتارِ گناہ — ڈوبنے والے کی صورت تھا تباہ

پُر گنہ باب کشائش می زند — غرقہ دست اندر حشائش می زند

اپنی بخشش چاہتا ہے پُر گناہ — ڈوبتا ہے جیسے تنکے کی پناہ

از تو تہدید و وعیدے می رسید — مجرماں را از عذاباتِ شدید

تم ڈراتے اور دھمکاتے رہے — جرم والوں کو عذابِ سخت سے

مضطرب می گشتم و چارہ نبود — بند محکم بود و قفلِ ناگشود

مضطرب تھا میں مگر چارہ نہ تھا — بند تھا مضبوط۔ اور تالا لگا

نے مقامِ صبر و نے راہِ گریز — نے امیدِ توبہ نے جائے ستیز

بھاگنے کا تھا نہ موقع صبر کا — آس توبہ کی۔ نہ تھی لڑنے کی جا

نے بغیرِ حق تعالیٰ یارِ من — ایں چنیں دشوار آمد کارِ من

جز خدا میرا نہ کوئی یار تھا — کام میرا ایسا کچھ دشوار تھا

ہمچو ہاروت و چو ماروت از حزن — آہ می کردم کہ اے خلاقِ من

مثل میں ہاروت اور ماروت کے

آہ کرتا تھا کہ اے خالق مرے

# عذابِ آخرت اور اُس کی سختی

| | |
|---|---|
| از خطر ہاروت و ماروت آشکار | چاہ بابل را نمودند اختیار |
| خوف سے ہاروت و ماروت آشکار | چاہ بابل کر چکے تھے اختیار |
| تا عذابِ آخرت ایں جا کشند | گر بزند و عاقل و ساحر وشند |
| تا عذاب آخرت سہ لیں یہاں | ہیں وہ عاقل ۔ ساحر اور مکار ہاں |
| نیک کردند و بجائے خویش بود | سہل تر باشد ز آتش رنج دود |
| بات کی ن کی ۔ اور اچھا کیا | آگ سے آساں دھوئیں کا رنج تھا |
| حد ندارد وصفِ رنج آں جہاں | سہل باشد رنجِ دنیا پیش آں |
| اُس جہاں کا رنج حد سے ہے سوا | رنج دنیا سہل اُس سے برملا |
| اے خنک آں کو جہادے می کند | بر بدن زجرے و دادے می کند |
| وہ مبارک ہے جو کرتا ہے جہاد | جسم پر کرتا ہے اپنے زجر و داد |
| تا ز رنجِ آں جہانے وارہد | بر خود ایں رنجِ عبادت می نہد |
| تا کہ چھوٹے اُس جہاں کے رنج سے | غم عبادت کا ہے سہتا اس لئے |
| من ہمے گفتم کہ یارب آں عذاب | ہم دریں عالم براں بر من شتاب |
| میں یہ کہتا تھا کہ یارب وہ عذاب | اس جہاں میں بھیج دے مجھ پر شتاب |
| تا در آں عالم فراغت باشدم | در چنیں درخواست تا دم می زدم |
| تا وہاں جا کر فراغت ہو مجھے | عرض یہ کرتا تھا میں اللہ سے |
| ایں چنیں رنجورئے پیدا شد | جان من از رنج بے آرام شد |
| ایسی بیماری مجھے آخر ملی | جان بے آرام میری ہو گئی |
| ماندہ ام از ذکر و از اورادِ خود | بے خبر گشتم ز خویش و نیک و بد |
| ذکر اور اوراد سے ہو کر جدا | بھول بیٹھا اپنا سب اچھا برا |

گر نے دیدم کنوں من روئے تو / اے خجستہ وے مبارک بوئے تو
دیکھتا کر میں نہ چہرہ آپ کا / ہے مبارک آپ کی بُو مصطفیٰ

می شدم از دست من یکبارگی / کردیم شاہانہ ایں غمخوارگی
جاتا اپنے ہاتھ سے یکبارگی / آپ نے شاہانہ کی غمخوارگی

گفت ہے ہے ایں دعا دیگر مکن / برمکن تو خویش را از بیخ و بن
بولے حضرت یہ دعا ہاں ہاں نہ کر / اپنی ہستی آپ ہی ویراں نہ کر

تو چہ طاقت داری اے مورِ سقیم[۱] / کہ نہد بر تو چناں کوہِ عظیم
تجھ میں کیا طاقت ہے اے مورِ سقیم / تجھ پہ جو رکھ دے خدا کوہِ عظیم

گفت توبہ کردم اے سلطاں کہ من / از سرِ جلدی نہ لافم ایں سخن
بولا۔ توبہ توبہ اے شاہِ زمن! / اب نہ لاؤں گا زباں پر یہ سخن

ایں جہاں تیہ است و تو موسیٰ ما / از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
یہ جہاں جنگل ہے۔ تو موسیٰ مرا / میں گنہ سے دشت میں ہوں مبتلا

سالہا رہ می رویم و در اخیر / ہم چناں در منزلِ اوّل اسیر
راستہ برسوں چلا ہوں اور اخیر / منزلِ اوّل میں ہوں گو یا اسیر

## حضرت موسیٰؑ کی قوم اور اُس کی پشیمانی

قومِ موسیٰؑ راہ می پیمودہ اند / آخر اندر گامِ اوّل بودہ اند
قومِ موسیٰؑ کر چکی طے راستہ / گامِ اوّل میں ہے لیکن مبتلا

راز می گفتند پیدا و نہاں / جملۂ مرد و زن و پیر و جواں
مشورے کرتے تھے ظاہر اور نہاں / جتنے مرد و زن تھے اور پیر و جواں

[۱] کمزور چیونٹی

گر دل موسیٰ ز ما راضی بدے — تیہ را راہ و کراں پیدا شدے
ہوتے راضی ہم سے بھی موسیٰ اگر — ملتی جنگل میں ہمیں بھی رہ گذر

ور بکل بیزار بودے او ز ما — کے رسیدے خوان ماں ہیچ از سما
ہم سے لیکن وہ اگر ناراض تھے — کیوں اُترتے خوان پھر افلاک سے

کے ز سنگے چشمہا جوشاں شدے — در بیاباں تا امانِ جاں شدے
ہوتے کیونکر سنگ سے چشمے رواں — جان کیونکر دشت میں پاتی اماں

بل بجائے خواں خود آتش آمدے — اندریں منزل لہب بر ما زدے
آگ نازل ہوتی خوانوں کے بجائے — جس کے شعلے پھونک دیتے ہم کو ہائے

چوں دو دل شد موسیٰ اندر کارِ ما — گاہ خصمِ ماست گاہے یارِ ما
دو دلی موسیٰ نے کی ہے اختیار — گاہ دشمن ہے ہمارا۔ گاہ یار

خشمش آتش می زند در رختِ ما — حلمِ او رد می کند تیرِ بلا
غصہ اُس کا آگ دینا ہے لگا — حلمِ اُس کا رد کرے تیرِ بلا

کے بود کہ حلم گردد خشم نیز — نیست ایں نادر ز لطفت اے عزیز
حلم ہو سکتا نہیں غصہ کبھی — لطف سے تیرے نہیں یہ دور بھی

مدح حاضر وحشت است از بہرِ ایں — نامِ موسیٰ می برم قاصد چنیں
سامنے تعریف کرنا تھا بُرا — اس لئے ہے نام موسیٰ کا لیا

ورنہ موسیٰ کے روا دارد کہ من — پیشِ تو نام آورم از ہیچ تن
ورنہ موسیٰ کب روا رکھیں اسے — نام اُن کا لیتا آگے آپ کے

عہدِ ما بشکست صد بار و ہزار — عہدِ تو چوں کوہ ثابت برقرار
عہد ٹوٹا ہے ہمارا لاکھ بار — عہد تیرا کوہ سا ہے برقرار

عہدِ ما کاہ و بہر بادے زبوں — عہدِ تو کوہ و ز صد کہ ہم فزوں
عہد اپنا کاہ ا برباد ہوا — عہد تیرا کوہ ، اس سے بھی سوا

| | |
|---|---|
| حقِ آں قدرت کہ بر تلوینِ ما | رحمتے کن اے تو میرِ لونہا |
| صدقہ قدرت کا ـ تلوّن پر مرے | رحم کر، مالک ہزاروں رنگ کے |
| خویش را دیدیم و رسوائیِ خویش | امتحانِ ما مکن اے شاہ بیش |
| باخودی کی دیکھ لیں رسوائیاں | اب زیادہ لے نہ یارب امتحاں |
| تا فضیحت ہائے دیگر را نہاں | کردہ باشی اے کریمِ مستعاں |
| دوسروں کی کیں نہاں رسوائیاں | تو نے اے ستار و غفارِ جہاں |
| بے حدی تو در جمال و در کمال | در کژی ما بے حدیم و در ضلال |
| حد سے بے حد ہے ترا حسن و کمال | گمرہی اپنی ہے بے حد ذوالجلال |
| بے حدیِ خویش بگمار اے کریم | بر کژیِ بے حدِ مشتے لئیم |
| بے حدی کو کر دے غالب اے کریم | میری بے حد گمرہی پر، ہُوں لئیم |
| ہیں کہ از تقطیعِ ما یک تار ماند | مصر بودیم و یکے دیوار ماند |
| جامہ میں باقی فقط اک تار ہے | مصر تھے ہم، اب تو اک دیوار ہے |
| البقیہ البقیہ اے خدیو | تا نگردد شاد کلّی جانِ دیو |
| رکھ تو باقی ـ رکھ تو باقی اے خدیو | تا نہ ہو مسرور بالکل روحِ دیو |
| بہرِ ما نے بہرِ آں لطفِ نخست | کہ تو کردی گمرہاں را بازجست |
| صدقہ اس لطف اور اس اکرام کا | تو نے گمراہوں پہ جو پہلے کیا |
| چوں نمودی قدرتت بنمائے رحم | اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم[1] |
| رحم بھی دکھلا دکھا کر قدرتیں | تو نے رکھا رحم لحم و شحم میں |
| ایں دعا گر خشم افزاید ترا | تو دعا تعلیم فرما مہترا |
| اس دعا سے غصہ گر آئے تجھے | پھر سکھا دے تو دعا کوئی مجھے |

[1] گوشت اور چربی ۔

آں چناں کآدم بیفتاد از بہشت — رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت

جیسے جب نکلے تھے آدم خلد سے — چھٹ گئے تھے دام سے شیطان کے

دیو کہ بود کوز آدم بگذرد — بر چنیں لطفے ازو بازی برد

دیو کیا شے ہے کہ آدم سے بڑھے — تیرے پیارے سے وہ بازی جیت لے

درحقیقت نفع آدم شد ہمہ — لعنت حاسد شدہ آں دمدمہ

فی الحقیقت نفع آدم اس میں تھا — لعنتِ حاسد وہ حیلہ بن گیا

بازیے دید و دو صد بازی ندید — پس ستون خانۂ خود را برید

دیکھی اک دیکھیں نہ دو سو بازیاں — بس ستون خانہ کا کاٹا بے گماں

آتشے زد شب بکشت دیگراں — باد سوے کشت او کردش رواں

دوسروں کے کھیت کو ڈالا جلا — آگ اس کے کھیت پر لائی ہوا

چشم بندی بود لعنت دیو را — تا زیان خصم دید آں ریو را

چشم بندی لعنتِ شیطاں بنی — اس پہ ثابت تھا زیانِ مدعی

خود زیان جان او شد ریو او — گوئی آدم بود دیو دیو او

مکر اس کا خود وبالِ جاں ہوا — گو یا آدم دیو تھا اس دیو کا

لعنت آں باشد کہ کژ بینش کند — حاسد و خود بین و پر کینش کند

بس وہی لعنت ہے جو کج بیں کرے — پر حسد اور دشمن و پرکیں کرے

تا بداند کہ ہر آں کو بد کند — بے گماں باز آید و بر وے زند

تا وہ جانے گر برا کوئی کرے — وہ بدی آئے اسی پر لوٹ کے

جملہ فرزیں بندہا بیند بہ عکس — مات بر وے گردد و نقصان و نکس

چال وہ فرزیں کی دیکھے برخلاف — مات اور نقصان پہنچے اس کو صاف

زانکہ گر او ہیچ بیند خویش را — مہلک و ناسور بیند ریش را

کیونکہ سمجھے ہیچ اپنے کو اگر — زخم کو ناسور دیکھے پر خطر

درد خیزد زیں چنیں دیدن دروں ۔ درد او را از حجاب آرد بروں
درد اٹھے دیکھے جو یہ حالِ دروں ۔ درد اُسے پردے سے لے آئے بروں

تا نہ گیرد مادراں را دردِ زہ ۔ طفل در زادن نیابد ہیچ رہ
ماں کو جب تک دردِ زہ اصلا نہ ہو ۔ سچ یہ ہے بچہ کبھی پیدا نہ ہو

ایں امانت در دل و جاں حاملہ است ۔ ایں نصیحت ہا مثالِ قابلہ است
جان و دل میں یہ امانت ہے نہاں ۔ مثلِ دایہ ہے نصیحت بے گماں

قابلہ چہ کند چو زن را درد نیست ۔ درد باید درد کودک را رہ است
کیا کرے دائی نہ جب تک درد ہو ۔ درد لازم ہے جو لائے بچہ کو

آنکہ او بے درد باشد رہزن است ۔ زانکہ بے دردی انا الحق گفتن است
ہے وہ رہزن درد سے ہو جو کہ دور ۔ ہے انا الحق کہنا بیدردی ضرور

آں انا بے وقت گفتن لعنت است ۔ ویں انا در وقت گفتن رحمت است
ہے برا بے وقت کہ دینا انا ۔ یہ انا ہے وقت پر رحمِ خدا

آں انا منصور رحمت شد یقیں ۔ واں انا فرعون لعنت شد ببیں
وہ انا منصور کا رحمت ہوا ۔ اور انا فرعون کا لعنت ہوا

لاجرم ہر مرغ بے ہنگام را ۔ سر بریدن واجب است اعلام را
مرغِ بے ہنگام کا سر کاٹنا ۔ ہے روا، مشہور ہو تا واقعا

سر بریدن چیست کشتن نفس را ۔ در جہاد و ترک گفتن لمس را
کاٹنا سر مارنا ہے نفس کا ۔ جہد میں، اور چھوڑ دینا لمس کا

آں چنانکہ نیش کژدم برکنی ۔ تا کہ یابد او ز کشتن ایمنی
جیسے توڑے بچھو کے ڈنک کو ۔ تو وہ مارے جانے سے بے خوف ہو

برکنی دندان پُر زہرے زمار ۔ تا رہد مار از بلائے سنگسار
دانت جب پُر زہر توڑیں سانپ کے ۔ چھوٹ جائے وہ بلائے سنگ سے

لہ حاجت

| | |
|---|---|
| ہیچ نکشد مار را جز ظلِ پیر | دامنِ آں نفس کش را سخت گیر |
| ڈرتا ہے سانپ سایہ پیر کا | دامن اُس کا تھام لے مضبوط جا |
| چوں بگیری سخت آں توفیق ہوست | در تو ہر قوّت کہ آید جذبِ اوست |
| تھامنا دامن کا ہے توفیق ہو | جذب ہے اُس کا جو پُر قوّت ہے تو |
| مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ راست داں | ہرچہ دارد جاں بود از جانِ جاں |
| مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ[٥١] کر یقیں | جانِ جاں سے ہے اگر ہے جاں کہیں |
| دستگیرندہ وے است و بردبار | دمبدم آدم ازو امیدوار |
| ہاں وہی ہے دستگیر و بُردبار | اُس سے انساں ہر گھڑی امیدوار |
| نیست غم گر دیر بے او ماندۂ | دیرگیر و سخت گیرش خواندۂ |
| غم نہ کھا ہو کر جدائی میں اسیر | جان اُس کو دیرگیر و سخت گیر |
| دیرگیر و سخت گیرد رحمتش | یک دمت غائب ندارد حضرتش |
| دیرگیر اور رحمت اس کی سخت گیر | اُس سے تو غائب نہیں اک دم حقیر |
| ور تو خواہی شرح ایں وصل و ولا | از سرِ اندیشہ می خواں والضحیٰ[٥٢] |
| وصل کی گر شرح تو ہے چاہتا | از رہِ اندیشہ پڑھ لے والضحیٰ |
| ور تو گوئی ایں بدی ہا از وے است | لیک آں نقصانِ فضلِ او کے است |
| گر کہے تو ہے بدی اُس سے ۔ تو کیا | فضل میں نقصان اُس کے آئے گا |
| آں بدی دادن کمال اوست ہم | من مثالے گویمت اے محتشم |
| یہ بدی دینا بھی ہے اُس کا کمال | میں تجھے دیتا ہوں ایک اس کی مثال |

٥١ آیۂ کریمہ "مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" کی طرف اشارہ ہے یعنی تو نے تیر نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا ۔ لیکن اللہ نے پھینکا ۔

٥٢ سورہ والضحیٰ میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:- مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی یعنی اے محمد ﷺ! نہ تو خدا نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ تجھ سے دشمنی کی ہے ۔

# مؤمن بالقدر خیرہ و شرہ کی مثال

کرد نقاشے دوگونہ نقشہا ۔ نقشہائے صاف و نقش بے صفا

اک مصوّر نے بنائے نقش دو ۔ کھینچا اک کو صاف ۔ ناصاف اک کو

نقش یوسف کرد و حور خوش سرشت ۔ نقش ابلیسان و عفریتان زشت

نقش حور و نقش یوسف ایک تھا ۔ دوسرا شیطان کا اور بھوت کا

ہر دوگونہ نقش استادی اوست ۔ زشتی او نیست آں رادیّ اوست

نقش دونوں اُس کی اُستادی کے تھے ۔ کب بُرے وہ ۔ اس کی دانائی کے تھے

خوب را در غایت خوبی کشد ۔ حسن عالم چاشنی از وے چشد

خوب صورت کو وہ کھینچے خوب تر ۔ چکھے اُس کی چاشنی حسن نظر

زشت را در غایت زشتی کند ۔ جملہ زشتیہا بگردش بر تند

زشت کو کرتا ہے حد درجہ بُرا ۔ اُس پہ چھا جاتی ہے زشتی برملا

تا کمال دانشش پیدا شود ۔ منکر استادیش رسوا شود

تا ہو ظاہر اس کی دانش کا کمال ۔ منکر اُس کا یوں رہے رُسوا کمال

ور نتاند زشت کردن ناقص است ۔ زیں سبب خلاق گبر و مخلص است

نقص ہے گر وہ نہ ایسا کر سکے ۔ گبر و مسلم کا ہے خالق اس لیے

پس ازیں رو کفر و ایماں شاہدند ۔ بر خداوندیش [illegible]

کفر و ایماں شاہد اُس باری کے ہیں ۔ سجدے میں اس کی خداوندی کے ہیں

لیک مومن دانکہ طوعاً ساجد است ۔ زانکہ جویاے رضا و قاصد است

ہیں خوشی سے اُس کے ساجد مومنیں ۔ ہیں رضا جو بالارادہ بالیقیں

لہ ہم اُس کے نیکی اور بدی کے اندازے پر ایمان لائے ۔

ہست کفار گبر ہم یزداں پرست — لیک قصدِ او مرادے دیگرست

کافر اس کو پوجتے ہیں جبر سے — اور ہی کچھ اُن کا مقصد ہے دلے

قلعۂ سلطاں عمارت می کند — لیک دعوائے امارت می کند

قلعۂ سلطاں کو ہے تعمیر گر — مدعی ہے وہ امیری کا مگر

گشتہ باغی تاکہ ملک او را بود — عاقبت خود قلعہ سلطانی شود

ہے وہ باغی تاکہ ملک اس کو ملے — ملکِ سلطاں قلعہ خود آخر رہے

مومن آں قلعہ برائے بادشاہ — می کند معمور نے از بہرِ جاہ

مومن اُس قلعے کو بہر بادشاہ — کرتا ہے آباد نے از بہر جاہ

زشت گوید اے شہِ زشت آفریں — قادری بر خوب و بر زشتِ مہیں

بد یہ بولے اے شہِ زشت آفریں — نیک و بد پر تو ہے قادر بالیقیں

خوب گوید اے شہِ حسن و بہا — پاک گردانیدیم از عیبہا

نیک بولے اے شہِ حسن و بہا — تو نے مجھ کو پاک عیبوں سے کیا

حمد لک والشکر لک یا ذا المنن — حاضری و ناظری بر حالِ من

تیرا شکر اور حمد ہے اے کبریا — حاضر و ناظر ہے میرے حال کا

حاصل آنکہ او ہر آں چہ خواست کرد — خوب و زشت را چوں خار و ورد

مختصر یہ اس نے جو چاہا کیا — مثلِ خار و گل ہر اک اچھا بُرا

اوست بر ہر بادشاہے پادشا — کارسازِ یفعل اللہ ما یشاء

ہے وہ ہر اک بادشہ کا بادشا
کارسازِ یفعل اللہ ما یشاء[1]

[1] اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

# بیمار کو رسولِ مقبولؐ کا دُعا و توبہ سکھانا

| | |
|---|---|
| گفت پیغمبر مر آں بیمار را | ایں بگوے وسہل کن دشوار را |
| مصطفیٰؐ نے یوں کہا بیمار سے | یہ دعا کر سہل ہوں گے مرحلے |
| آتنا فی دار دنیا نا حسن ؎ | آتنا فی دار عقبا نا حسن |
| اے خدا دنیا میں دے نیکی ہمیں | اے خدا عقبیٰ میں دے نیکی ہمیں |
| راہ را بر ما چو بستاں کن لطیف | مقصد ما باش ہم تو اے شریف |
| راستہ گلزار کر دے اے لطیف | بن ہمارے دل کا مقصد اے شریف |
| مومناں گویند در حشر اے ملک | نے کہ دوزخ بود راہِ مشترک |
| حشر میں پوچھیں گے مومن اے ملک | کیا نہیں راہِ جہنم مشترک |
| مومن و کافر برآں یابد گذار | ما ندیدیم اندریں رہ دود و نار |
| مومن و کافر کا تھا اس پر گذار | راہ میں دیکھا نہ ہم نے دود و نار |
| نک بہشت و بارگاہِ امنی | پس کجا بود آں گذرگاہِ دنی |
| یہ بہشت اور بارگہ ہے امن کی | پس کہاں ہے وہ گذرگاہِ دنی |
| پس ملک گوید کہ آں روضہ خضر | کاں فلاں جا دیدہ اید اندر گذر |
| بادشاہ بولے کہ وہ روضہ تمہیں | جو نظر آیا فلاں جا راہ میں |
| دوزخ آں بود و سیاست گاہِ سخت | بر شما شد باغ و بستان و درخت |
| تھا وہی دوزخ سیاست گاہِ سخت | ہو گیا تم پر وہ گلزار اور درخت |

ل جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و جلالہٗ نے اپنے کلام میں دعا کی تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی اے خدا ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کی آگ سے بچا ۔

چوں شما ایں نفس دوزخ خوے را — آتشی و گبر فتنہ جوے را

تم نے جب اس نفس دوزخ خو کے ساتھ — آتشی اور گبر فتنہ جو کے ساتھ

جہدہا کردید تا شد پر صفا — نار را کشتید از بہرِ خدا

جہد کر کے، کر لیا اس کو صفا — اور بجھایا آگ کو بہرِ خدا

آتش شہوت کہ شعلہ می زدے — سبزۂ تقوے شد و نور ہدے

آتش شہوت جو شعلہ تاب تھی — سبزہ اور نورِ ہدایت بن گئی

آتش خشم از شما ہم حلم شد — ظلمت جہل از شما ہم علم شد

غصہ کی آتش ہوئی جب تم سے حِلم — جہل کی ظلمت ہوئی بس تم سے علم

آتش حرص از شما ایثار شد — واں حسد چوں خار بُد گلزار شد

آگ بدلی حرص کی ایثار میں — بدلا بس خارِ حسد گلزار میں

چوں شما ایں جملہ آتشہائے خویش — بہرِ ما کشتید تا شد نوش نیش

جب بجھیں آگیں ہمارے واسطے — نیش بھی پھر نوش سارے ہو گئے

نفس ناری را چو باغے ساختید — اندرو تخمِ وفا انداختید

نفس ناری کو بنایا باغ سا — اُس کے اندر بو دیا تخمِ وفا

بلبلان ذکر و تسبیح اندرو — خوش سرایاں در چمن بر طرف جو

اس میں ہیں بس بلبلانِ ذکرِ ہُو — نغمہ زن گلشن میں سوئے آب جُو

داعی حق را اجابت کردہ اید — در جحیم نفس آب آوردہ اید

تم مطیع داعیٔ حق ہو گئے — نفس کے دوزخ میں پانی ڈال کے

دوزخ ما نیز در حق شما — سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا

تمہارے حق میں دوزخ ہو گیا — سبزہ و گلزار اور برگ و نوا

چیست احسان را مکافات اے پسر — لطف و احسان و ثواب معتبر

بدلا ہے احسان [illegible] اے پسر — لطف و احسان اور ثواب معتبر

نے شما گفتید ما قربانییم
پیش اوصاف بقا ما فانییم

مت کہو ایسا کہ قربانی ہیں ہم
اور بقا کے سامنے فانی ہیں ہم

ما اگر قلاش اگر دیوانہ ایم
مست آں ساقی وآں پیمانہ ایم

ہم اگر قلاش اور دیوانہ ہیں
پھر بھی مست ساقی و پیمانہ ہیں

بر خط و فرمان او سر می نہیم
جان شیریں را گروگاں می دہیم

سر بسجدہ اُس کے ہیں فرمان پر
جان شیریں ہے نثار اس [illegible]

تا خیال دوست در اسرار ماست
چاکری و جاں سپاری کار ماست

جب سے اس دل میں خیال یار ہے
چاکری و جاں نثاری کا [illegible]

ہر کجا شمع بلا افروختند
صد ہزاراں جان عاشق سوختند

جس جگہ شمع بلا روشن ہوئی
جان لاکھوں عاشقوں کی جل [illegible]

عاشقانے کز درون خانہ اند
شمع روئے یار را پروانہ اند

دل سے جو عاشق ہیں اور دیوانہ ہیں
شمع روئے یار کے پروانہ ہیں

اے دل آں جا رو کہ با تو روشن اند
وز بلاہا مر ترا چوں گلشن اند

اے دل اُس جا چل جو تیرے یار ہیں
اور بلاؤں میں بھی اک گلزار ہیں

درمیان جان ترا جا می کنند
تا ترا پُر بادہ چوں جامے کنند

جان میں اپنی وہ تیری جا کریں
تجھ کو مے سے جام کی صورت بھریں

درمیان جان ایشاں خانہ گیر
در فلک خانہ کن اے بدر منیر

جان میں ان کی جگہ اپنی بنا
چاند ہے ہو چرخ پر جلوہ نما

چوں عطارد دفتر دل وا کنند
تا کہ بر تو سرّہا پیدا کنند

دفتر دل جوں عطارد کھول دیں
اور تجھ پر راز وہ ظاہر کریں

پیش خویشاں باش چہ آوارۂ
بر مہ کامل زن ار مہ پارۂ

اپنوں میں رہ جیسے آوارہ ہے تو
چاند سے جا مل جو مہ پارہ [illegible] تو

جزو را از کل خود پرہیز نیست — با مخالف ایں ہمہ آمیز چیست

جزو کو پرہیز کل سے کب رہے — ہے مخالف کا موافق کس لیے

جنس را بیں نوع گشتہ در روش — غیبہا بیں گشتہ عین از پرتوش

دیکھ جنس اپنی روش میں نوع ہے — اس کے پرتو سے ہے۔ ظاہر ہے جو تھے

تا چو زن عشوہ خری اے پر خرد — از دروغ و عشوہ کے یابی مدد

مثل زن عشوہ نہ کر لے پُر خرد — کیا دروغ و عشوہ سے پائے مدد

چاپلوس و لفظ شیریں و فریب — می ستانی می نہی چوں زن بجیب

چاپلوسی شیریں لفظ و چال — جیب میں رکھتا ہے عورت کی مثال

مر ترا دشنام و سیلی شہاں — بہتر آید از ثنائے گمرہاں

مرد کو [illegible] سیلی شاہ کا — گمرہوں کی مدح سے ہے بر ملا

صفع شاہاں خور مخور شہد خساں — تا کسے گردی ز اقبال کساں

شہ کا تھپڑ کھا، نہ شہد ناکساں — تا تجھے کس کر دے اقبال کساں

زانکہ زیشاں خلعت و دولت رسد — در پناہ روح جاں گردد جسد

کیونکہ اُن سے خلعت و دولت ملے — اور پناہِ رُوح میں تن جاں بنے

ہر کجا بینی برہنہ بے نوا — داں کہ او بگریختہ از اوستا

جس جگہ دیکھے برہنہ بے نوا — جان۔ ہے اُستاد سے بھاگا ہوا

تا چناں گردد کہ می خواہد دلش — آں دل کور بد بے حاصلش

کیونکہ مرضی اپنی ہے وہ چاہتا — اس کا دل ہے کور بے حاصل ہوا

گر چناں گشتے کہ استا خواستے — خویش را و خویش را آراستے

ہوتا گر۔ اُستاد تھا جو چاہتا — کرتا اپنی ذات کو آراستا

ہر کہ از استا گریزد در جہاں — او ز دولت می گریزد ایں بداں

جو کہ بھاگا دہر میں اُستاد سے — جان دولت سے ہے گریزاں تو اسے

پیشۂ آموختی در کسبِ تن — چنگ اندر پیشۂ دینی بزن

کسبِ تن کا پیشہ سیکھا کیا ہوا — پیشۂ دیں میں تو ہو نغمہ سرا

در جہاں پوشیدہ گشتی و غنی — چوں بروں آئی ازآں جا چوں کنی

ہو جہاں میں تو غنی پوشیدہ تن — کیا کرے نکلے وہاں سے تو اگر

پیشۂ آموز کاندر آخرت — اندر آید دخلِ کسبِ مغفرت

سیکھ وہ پیشہ کہ روزِ آخرت — ہو میسر دخلِ کسبِ مغفرت

آں جہاں شہریست پر بازار و کسب — تا نہ پنداری کہ کسب اینجاست حسب

کسب سے لبریز ہے بس وہ جہاں — کسب اسی جا ہے فقط۔ تو یہ نہ جان

حق تعالیٰ گفت ایں کسبِ جہاں — پیشِ آں کسب است لعبِ کودکاں

اس جہاں کا کسب کہتا ہے خدا — سامنے اس کسب کے ہے کھیل سا

ہمچو آں طفلے کہ بر طفلے تند — شکلِ صحبت کن مساسے می کند

طفل سے جس طرح طفل ناشناس — مثلِ صحبت ان کے کرتا ہے مساس

آں مساسِ طفل چہ بود بازیے — با جماعِ رستمے و غازیے

ہے مساسِ طفل بازی بجان لے — صحبتِ مردانگی کے سامنے

کودکاں سازند در بازی دکاں — سود نبود جز کہ تعطیلِ زماں

کھیل میں بچے بناتے ہیں دکاں — وقت ہے بے سود ان کا رائیگاں

شب شود در خانہ آید گرسنہ — کودکاں رفتہ بماندہ یک تنہ

رات آئے۔ گرسنہ گھر کو چلے — رہ گیا تنہا وہ بچے چل دیے

ایں جہاں بازی گہست و مرگ شب — بازگردی کیسہ خالی پر تعب

کھیل کی جا ہے جہاں اور مرگ شب — جیب خالی کو لٹا ہے پُر تعب

سوئے خانۂ گور تنہا ماندۂ — با فغاں وا حسرتا بر خواندۂ

گور کے گھر میں تو ہے تنہا پڑا — ہے زباں پر حسرتا۔ وا حسرتا

کسب دیں عشق است جذب اندروں ⁂ قابلیت نور حق داں اے حروں

کسب دیں ہے عشق اور جذب دروں ⁂ قابلِ نورِ خدا ہو پُر فنوں

کسب فانی خواہدت ایں نفس خس ⁂ چند کسب خس کنی بگذار بس

[illegible] چاہتا ہے تیرا نفسِ خس ⁂ چھوڑ یہ کسب حقیر و خوار بس

نفس خس گر جویدت کسب شریف ⁂ حیلہ و مکرے بود آں را ردیف

تیرا نفس بد جو ڈھونڈے کسب نیک ⁂ اس کے پیچھے بالیقیں حیلہ ہو ایک

## ابلیس کا حضرتِ معاویہؓ کو جگانا

در خبر آمد کہ آں معاویہ ⁂ خفتہ بُد در قصر در یک زاویہ

[illegible] ہے معاویا ⁂ سو رہے تھے اپنے گھر میں بے ملا

قصر را از اندروں در بستہ بود ⁂ کز زیارتہائے مردم خستہ بود

[illegible] دروازے تھے گھر کے کر دئے ⁂ لوگوں کے ملنے سے وہ بیزار تھے

ناگہاں مردے ورا بیدار کرد ⁂ چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مرد

مرد نے ان کو جگایا ناگہاں ⁂ ہو گیا آنکھ ان کی کھلتے ہی نہاں

گفت اندر قصر کس را رہ نبود ⁂ کیست کایں گستاخی و جرأت نمود

بولے گھر میں کوئی آسکتا نہ تھا ⁂ کون یہ گستاخ جرأت کر گیا

گرد برگشت و طلب کرد آں زماں ⁂ تا بیابد زاں نہاں گشتہ نشاں

ڈھونڈا مارا ہر طرف پھر کر مکاں ⁂ تا ملے اس چھپنے والے کا نشاں

درپس در او یکے را دید کو ⁂ درپس پردہ نہاں می کرد رو

پیچھے دروازے کے دیکھا ایک کو ⁂ اُس جگہ پردے میں پوشیدہ تھا جو

گفت ہی تو کیستی نام تو چیست ⁂ گفت نامم فاش ابلیس شقی ست

بولے تو ہے کون بتلا نام بھی ⁂ بولا میرا نام ابلیس شقی

گفت بیدارم چرا کردی بجد    راست گو با من مگو بر عکس ضد
بولے تو نے کیوں جگایا تھا مجھے    سچ بتا اور جھوٹ کہنا چھوڑ دے

گفت ہنگام نماز آخر رسید    سوے مسجد زود می باید دوید
بولا آخر ہو گیا وقت نماز    سوئے مسجد جلد جا اے پاک باز

عجلوا الطاعات قبل الفوت گفت    مصطفےٰ چوں دُرِّ وحدت را بسفت
بندگی میں چُست ہو قبلِ قضا    مصطفیٰؐ کا قول سن اے باصفا!

گفت نے نے ایں غرض نبود ترا    کہ بخیرے رہنما باشی مرا
بولے ہرگز یہ نہ تھا منشا ترا    ہو نہیں سکتا تو میرا رہنما

دزد پنہاں رہ کند در مسکنم    گویدم کہ پاسبانی می کنم
چور پوشیدہ مرے گھر میں گھسے    پاسباں ہوں میں۔ وہ یہ مجھ سے کہے

من کجا باور نمایم دزد را    دزد کے داند ثواب و مزد را
چور کا کس طرح میں کر لوں یقیں    چور نیکی سے کبھی واقف نہیں

خاصہ دزدے چوں تو قطاع الطریق    از چہ رو گشتی چنیں بر من شفیق
خاص کر تجھ ایسا چور اور راہزن    مہرباں مجھ پر ہُوا۔ ہے کیا جتن

## ابلیس کا دوبارہ جواب دینا

گفت ما اول فرشتہ بودہ ایم    راہِ طاعت را بجاں پیمودہ ایم
بولا پہلے تو فرشتہ میں بھی تھا    جانتا تھا طاعتوں کا راستا

سالکان راہ را محرم بُدیم    ساکنان عرش را ہمدم بُدیم
سالکانِ راہ کا محرم تھا میں    ساکنانِ عرش کا ہمدم تھا میں

سلہ بندگی اور عبادت میں جلدی کرو قبل اس کے کہ وہ فوت ہو جائیں +

پیشۂ اوّل کجا از دل رود ‌ ‌ ‌ مہر اوّل کے ز دل زائل شود

پہلا پیشہ بھول جائے دل سے کیا ‌ ‌ ‌ دل سے کب پہلی محبت ہو جدا

در سفر گر روم بینی یا ختن ‌ ‌ ‌ از دل تو کے رود حب الوطن

تو سفر میں روم جائے یا ختن ‌ ‌ ‌ دل سے کب جائے مگر حب وطن

ما ہم از مستان ایں مے بودہ ایم ‌ ‌ ‌ عاشقان درگہ وے بودہ ایم

مست[1] تھے ہم بھی اسی مے سے کبھی ‌ ‌ ‌ ہم کو الفت تھی اسی درگاہ کی

ناف ما بر مہر او ببریدہ اند ‌ ‌ ‌ عشق او در جان ما کاریدہ اند

نال اپنا اس کی الفت میں کٹا ‌ ‌ ‌ عشق اس کا روح میں بویا ہوا

روز نیکو دیدہ ایم از روزگار ‌ ‌ ‌ آب رحمت خوردہ ایم از جویبار

دن ہمارے بھی کبھی اچھے ہی تھے ‌ ‌ ‌ آب رحمت نہر سے پیتے رہے

نے کہ ما را دست فضلش کاشتہ است ‌ ‌ ‌ از عدم ما را نہ او برداشتہ است؟

فضل نے اس کے ہمیں بویا نہیں؟ ‌ ‌ ‌ ہم عدم سے آئے ہیں گویا نہیں؟

اے بسا کز وے نوازش دیدہ ایم ‌ ‌ ‌ در گلستان رضا گردیدہ ایم

ہم نے بھی دیکھی ہیں اس کی رحمتیں ‌ ‌ ‌ سیر کی ہم نے رضا کے باغ میں

بر سر ما دست رحمت می نہاد ‌ ‌ ‌ چشمہائے لطف بر ما می کشاد

دست رحمت اپنے سر پہ تھا کبھی ‌ ‌ ‌ پڑ رہی تھیں ہم پہ نظریں لطف کی

وقت طفلی ام کہ بودم شیر جو ‌ ‌ ‌ گاہوارہ ام کہ جنبانید او

وقت طفلی جبکہ تھا میں شیر خوار ‌ ‌ ‌ میرا گہوارہ ہلاتا کردگار

از کہ خوردم شیر غیر از شیر او ‌ ‌ ‌ کہ مرا پرورد جز تدبیر او

دودھ اسی کا تو ہے میں نے بھی پیا ‌ ‌ ‌ پرورش ہے اس کی حکمت نے کیا

[1] یعنی ہم بھی کبھی حب وطن (عدم کی محبت) کی شراب سے مست تھے اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے عشق تھا ۔

| | |
|---|---|
| خوئے کآں باشیر رفت اندر وجود | کے تواں او را ز مردم وا کشود |
| شیر خواری سے جو خو تن میں رچے | آدمی سے دور کیونکر ہو سکے |
| گر عنائے کرد دریائے کرم | بستہ کے گردند درہائے کرم |
| گر خفا ہے مجھ سے دریائے کرم | بند لیکن کب ہیں درہائے کرم |
| اصل نقدش لطف و داد و بخشش است | قہر بر وے چوں غبارے بر غش است |
| اصل ذات اس کی کرم ہے اور سخا | قہر اس کا پرکھے بس کھوٹا کھرا |
| از برائے لطف عالم را بساخت | ذرہ ہا را آفتاب او نواخت |
| لطف سے اس نے بنایا یہ جہاں | ذروں کو سورج نے بخشیں گرمیاں |
| فرقت از قہرش اگر آبستن است | بہر قدر وصل او دانستن است |
| فرقت اس کے قہر سے گو ہے بھری | تا ہو ظاہر قدر اس کے وصل کی |
| می دہد جاں را فراقش گوشمال | تا بداند قدر ایام وصال |
| گوشمالی جاں کو دیتا ہے فراق | قدر تا ہو وصل کی با اشتیاق |
| گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است | قصد من از خلق احساں بودہ است |
| بولے پیغمبر ہے فرمان خدا | خلق سے مقصود ہے احساں مرا |
| آفریدم تا ز من سودے کنند | تا ز شہدم دست آلودے کنند |
| نفع پائیں اس لئے پیدا کیا | شہد سے میرے ہوں شیریں مدعا |
| نے برائے آنکہ من سودے کنم | وز برہنہ من قبائے بر کنم |
| یہ غرض کب تھی کہ ان سے نفع لوں | اور برہنہ سے قبا کو چھین لوں |
| چند روزے کہ ز پیشم راندہ است | چشم من در روئے خوبش ماندہ است |
| چند دن گو وہ ہوا مجھ سے جدا | دھیان میرا بس اسی میں ہے لگا |
| کز چناں روئے چنیں قہرے عجب | ہر کسے مشغول گشتہ در سبب |
| ایسے منہ سے قہر ایسا ہے عجب | ہو گیا ہر ایک مشغول سبب |

من سبب را ننگرم کو حادث است — زانکه حادث حادثے را باعث است

میں نہ دیکھوں وجہ کو حادث ہے وہ — جو ہے حادث حدث کا باعث ہے وہ

لطف سابق را نظاره می کنم — واں چه او حادث دو پاره می کنم

لطف سابق کے نظارے کرتا ہوں — اور حادث کے دو ٹکڑے کرتا ہوں

ترک سجده از حسد گیرم که بود — ایں حسد از عشق خیزد نز جحود

ترک سجده تھا حسد سے یوں سہی — یہ حسد بھی شان ہے اک عشق کی

ایں حسد از دوستی خیزد یقیں — که شود با دوست غیرے ہم نشیں

یہ حسد ہے دوستی سے کر یقیں — غیر کیونکر دوست کا ہو ہم نشیں

ہست شرطِ دوستی غیرت بری — ہم چو شرطِ عطسه گفتن دیر زی

دوستی کی شرط، غیرت ہے سنو — جیسے کہنا چھینک پر "جیتے رہو"

چونکه بر نطعش جز ایں بازی نبود — گفت بازی کن چه دانم در فزود

اُس کے آگے ایک بازی تھی یہی — مجھ سے بولا کھیل، میں نے کھیل لی

آں یکے بازی که بد من باختم — خویشتن را در بلا انداختم

دو جو میں نے کھیلی اک بازی بُری — پڑ گیا اُس سے بلا میں واقعی

در بلا ہم می چشم لذاتِ او — ماتِ اویم ماتِ اویم ماتِ او

لذتیں اس کی بلا میں بھی چکھوں — مات ہوں میں۔ مات ہوں میں۔ مات ہوں

چوں رہاند خویشتن را اے سره — ہیچ کس در شش جہت از ششدره

کس طرح خود کو کوئی کرلے رہا — شش جہت سے، جب وہ ششدر ہو گیا

جزو شش از کل شش چوں وا رہد — خاصه که بے چوں مرا در کژ نہد

چھ کا جز کب چھ کے کل سے ہو جدا — خاص کر جب کج اُسے رکھے خدا

ہر که در شش او درونِ آتش است — اوش برہاند که خلاقِ شش است

جو پھنسا چھکے میں دوزخ میں گیا — ہاں خدائے شش جہت کردے رہا

خود اگر کفر است اگر ایمانِ او　　دست بافِ حضرت است و آنِ او
کفر ہے دنیا میں یا ایمان ہے　　کھیل اُس کا اور اُس کی آن ہے

## حضرتِ معاویہؓ کا پھر تقریر کرنا

گفت امیر او را کہ اینہا راست است　　لیک بخشِ تو ازینہا کاست است
سچ ہے یہ تیرا بیاں بولے امیر　　کم ترا حصہ ہے لیکن اے شریر

صد ہزاراں چوں مرا تو رہ زدی　　حفرہ کردی در خزانہ آمدی
راہ ماری تو نے مجھ سے لاکھ کی　　ہے نقب اکثر خزانوں میں تری

آتشی از تو بسوزم چارہ نیست　　کیست کز دستِ تو جامہ اش پارہ نیست
آگ ہے تو تجھ سے جلنا ہے ضرور　　کس کے کپڑوں سے ہے تیرا ہاتھ دور

طبعت اے آتش چو سوزانندہ ایست　　تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست
ہے طبیعت تیری آتش سے بھری　　بے جلائے تو نہ باز آئے کبھی

لعنت ایں باشد کہ سوزانت کند　　اوستادِ جملہ دزدانت کند
ہے وہ لعنت جو تجھے سوزاں کرے　　چوروں کا اُستاد فی الجملہ کرے

با خدا گفتی شنیدی رو برو　　من کہ باشم پیش مکرت اے عدو
تو نے باتیں کیں خدا سے دو بدو　　میں ہوں تیرے سامنے کیا اے عدو

معرفتہائے تو چوں بانگِ صفیر　　بانگِ مرغان است اما مرغ گیر
معرفت ہے تیری جوں بانگِ صفیر　　بانگ مرغوں کی ہے لیکن مرغ گیر

صد ہزاراں مرغ را او رہ زد است　　مرغ غرہ کاشنائے آمد است
مرغ لاکھوں ہو گئے بے راستا　　مرغ نے جانا کہ آیا آشنا

در ہوا چوں بشنود بانگِ صفیر　　از ہوا آید شود ایں جا اسیر
جب ہوا میں وہ سنے بانگِ صفیر　　نیچے اُترے اور اس جا ہو اسیر

قومِ نوحؑ از مکرِ تو در نوحہ اند ‌ ‌ ‌ دل کباب و سینہ شرحہ شرحہ اند
مکر سے تیرے ہے قومِ نوحؑ زار ‌ ‌ ‌ دل کباب اور سینہ تجھ سے ہے فگار

عاد را تو باد دادی در جہاں ‌ ‌ ‌ اوفگندی در عذاب و اندہاں
عاد کو دنیا میں تو نے دی ہوا ‌ ‌ ‌ اور عذابوں میں کیا پھر مبتلا

از تو بود ایں سنگسارِ قومِ لوطؑ ‌ ‌ ‌ در سیاہ آبہ ز تو خوردند غوط
تجھ سے قومِ لوطؑ ٹھہری سنگسار ‌ ‌ ‌ کالے پانی میں ہوئے سب غوطہ خوار

مغزِ نمرود از تو آمد ریختہ ‌ ‌ ‌ اے ہزاراں فتنہا انگیختہ
مغز تجھ سے پھٹ گیا نمرود کا ‌ ‌ ‌ تو نے فتنے کر دئے لاکھوں بپا

عقلِ فرعونِ ذکیِ فیلسوف ‌ ‌ ‌ کور گشت از تو نیابید او وقوف
عقل اندھی ہو گئی فرعون کی ‌ ‌ ‌ پھر نہ آگاہی کبھی اس کو ملی

بولہب ہم از تو نااہلے شدہ ‌ ‌ ‌ بوالحکم ہم از تو بوجہلے شدہ
بولہب نااہل تجھ سے ہو گیا ‌ ‌ ‌ بوالحکم بوجہل تجھ سے ہو گیا

اے بریں شطرنج بہرِ یاد را ‌ ‌ ‌ مات کردہ صد ہزار استاد را
تو نے اس شطرنج پر اے بے وفا ‌ ‌ ‌ مات لاکھوں باکمالوں کو کیا

اے ز فرزیں بندہائے مشکلت ‌ ‌ ‌ سوختہ جانہا سیہ گشتہ دلت
تیری فرزیں بندیاں مشکل ہوئیں ‌ ‌ ‌ دل ہوا کالا ترا۔ جانیں جلیں

بحرِ مکری تو و خلقاں قطرہٗ ‌ ‌ ‌ تو چو کوہی ویں مسلماں ذرّہٗ
تو ہے بحرِ مکر قطرہ ہے جہاں ‌ ‌ ‌ کوہ تو۔ ذرّہ ہے مسلم بے گماں

کہ رہد از مکرِ تو اے مختصم ‌ ‌ ‌ غرق طوفانیم اِلّا مَنْ عَصَم[1]
کون ہے آزاد تیرے مکر سے ‌ ‌ ‌ گر نہ الطاف و رحم وہ رحمان کرے

[1] قال اللہ تعالیٰ عزّ و جلّ ہو لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ
اُس روز کوئی حکمِ خدا سے پناہ دینے والا نہیں مگر وہ جس پر خدا رحم کرے +

بس ستارہ سعد از تو محترق
سعد تاروں کو ہے تجھ سے احتراق[1]

بس سپاہِ جمع از تو مفترق
اور ہے جمعیتوں میں افتراق[2]

بس مسلماں کز تو دیں در باختہ
ہیں مسلماں تجھ سے دیں ہارے ہوئے

سرنگوں تا قعرِ دوزخ تاختہ
سرنگوں، دوزخ میں جانے کے لئے

بس چو بلعم از تو نومید آمدہ
دل شکستہ تجھ سے بلعم سے ہوئے

بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ
اور برصیصا سے کافر ہو گئے

## ابلیس کا پھر جواب دینا

گفت ابلیسش کشا ایں عقدہ را
بولا ابلیس، اب تو اس عقدے کو کھول

من محکم قلب را و نقد را
ہوں محک کھوٹے کھرے کی، بوتی بول

امتحانِ شیر و کلبم کرد حق
شیر و سگ کا حق نے ہے ناقد[3] کیا

امتحانِ نقد و قلبم کرد حق
ہوں کسوٹی پر کھوں میں کھوٹا کھرا

قلب را من کے سیہ رُو کردہ ام
قلب کو کالا ہے کب میں نے کیا

صیرفیم قیمتِ او کردہ ام
میں ہوں صرّاف اس کی قیمت دی بتا

نیکواں را رہنمائی می کنم
نیکوں کی میں رہنمائی کرتا ہوں

مر بداں را پیشوائی می کنم
اور بدوں کی پیشوائی کرتا ہوں

نیکواں را پیشوا و ما منم
میں ہوں نیکوں کے لئے اک پیشوا

شاخہائے خشک را بر می کنم
شاخ ہائے خشک کو ہوں کاٹتا

صالحاں را مقتدا و ما منم
صالحوں کا ما من و سردار ہوں

طالحاں را نیز یاری می کنم
اور بدکاروں کا بھی غمخوار ہوں

[1] جلنا۔ [2] جدا ہونا۔
[3] پرکھنے والا۔

ایں علفہائے نہم از بہر چیست ‌ ‌ ‌ تا پدید آید کہ حیواں جنس کیست

چارہ یہ رکھا ہے میں نے کس لئے ‌ ‌ ‌ تا پتہ کچھ جنس حیواں کا چلے

سگ چو از آہو بزاید بچکے ‌ ‌ ‌ در سگی و آہوئی دارد شکے

کتا آہو سے اگر بچہ جنے ‌ ‌ ‌ آہو اور سگ ہونے میں پھر شک رہے

تو گیاہ و استخواں پیشش بریز ‌ ‌ ‌ تا کدامیں سو کند او گام تیز

اس کے آگے ڈال گھاس اور استخواں ‌ ‌ ‌ دیکھ مائل کس طرف ہو ناگہاں

گر بسوئے استخواں آید سگ است ‌ ‌ ‌ ور گیا جوید یقیں آہو رگ است

جائے ہڈی پر تو کتا اس کو جان ‌ ‌ ‌ گھاس پر آئے تو آہو اس کو مان

قہر و لطفے جفت شد با یکدگر ‌ ‌ ‌ زاد ازیں ہر دو جہانِ خیر و شر

مل گئے لطف و غضب بایک دگر ‌ ‌ ‌ اور ہوا پیدا جہانِ خیر و شر

تو گیاہ و استخواں را عرضہ کن ‌ ‌ ‌ قوتِ نفس و قوتِ جاں را عرضہ کن

گھاس کو اور استخواں کو کر عیاں ‌ ‌ ‌ تو غذائے نفس و جاں کو کر عیاں

گر غذائے نفس جوید ابتر است ‌ ‌ ‌ ور غذائے روح خواہد سرور است

نفس کی مانگے غذا، ابتر ہے وہ ‌ ‌ ‌ روح کی مانگے غذا، سرور ہے وہ

گر کند او خدمتِ تن ہست خر ‌ ‌ ‌ ور رود در بحرِ جاں یابد گہر

خدمتِ تن گر کرے تو ہے وہ خر ‌ ‌ ‌ بحرِ جاں میں جائے تو پائے گہر

گرچہ ایں دو مختلف خیر و شراند ‌ ‌ ‌ لیک ایں ہر دو بیک کار اندر اند

گرچہ یہ دو مختلف ہیں خیر و شر ‌ ‌ ‌ ہیں مگر دونوں لگے اک کام پر

انبیا طاعات عرضہ می کنند ‌ ‌ ‌ دشمناں شہوات عرضہ می کنند

انبیا سے ہو گی طاعت آشکار ‌ ‌ ‌ اور کافر سے ہو شہوت آشکار

نیک را چوں بد کنم یزداں نیم ‌ ‌ ‌ داعیم من خالق ایشاں نیم

نیک کو بد کیا کروں، یزداں نہیں ‌ ‌ ‌ ہوں میں داعی اُن کا خالق ہاں نہیں

| | |
|---|---|
| خوب را من زشت سازم رب نیم | زشت را و خوب را آئینہ ام |
| اچھے کو کر دوں برا، میں رب نہیں | آئینہ نیکی بدی کا کہ یقیں |
| سوخت ہندو آئینہ از دود را | کایں سیہ روی نماید مرورا |
| کر دیا زنگی نے آئینہ تباہ | کیونکہ اس میں منہ نظر آیا سیاہ |
| گفت آئینہ گناہ از من نبود | جرم آں را نہ کہ آئینہ زدود |
| آئینہ بولا خطا میری نہیں | جس نے صیقل کی وہ مجرم بالیقیں |
| او مرا غماز کرد و راست گو | تا بگویم زشت کو و خوب کو |
| اس نے غماز کیا سچا مجھے | تا برا اچھا جو ہو منہ پہ کھلے |
| من گواہم بر گواہ زنداں کجاست | زاہل زنداں نیستم یزداں گواست |
| میں ہوں شاہد، قید ہو شاہد کو کیا | میں نہیں قیدی خدا شاہد مرا |
| ہر کجا بینم درخت میوہ دار | تربیتہا می کنم من دایہ وار |
| میں جہاں دیکھوں درخت میوہ دار | پرورش کرتا ہوں اس کی دایہ دار |
| ہر کجا بینم درخت تلخ و خشک | می برم من می شناسم پشک و مشک |
| پیڑ آتا ہے نظر جو تلخ و خشک | کاٹتا ہوں جانتا ہوں، پشک[۵۱] و مشک |
| خشک گوید باغباں را اے فتی | مر مرا چہ می بری سر بے خطا |
| یہ درخت خشک کرتا ہے گلا | کیوں مرا سر کاٹتا ہے بے خطا |
| باغباں گوید خمش اے زشت خو | بس نباشد خشکی تو جرم تو |
| باغباں کہتا ہے چپ اے زشت خو | یہ بھی ہے اک جرم جو ہے خشک تو |
| خشک گوید راستم من کژ نیم | تو چرا بے جرم می بری پیم |
| پیڑ کہتا ہے۔ نہیں مجھ میں کجی | بے خطا کیوں کاٹتا ہے جڑ مری |

۵۱ گوبر۔ مینگنی

باغباں گوید اگر مسعود دیے
کاشکے کز بودی و تر بودیے
باغباں کہتا ہے، تو تھا سعد اگر
ٹیڑھا ہوتا کاش، لیکن ہوتا تر

جاذب آب حیاتے گشتۂ
اندر آب زندگی آغشتۂ
تو ہوا ہے جاذبِ آبِ حیات
تیرا آبِ زندگی میں ہے ثبات

تخم تو بد بودہ است و اصل تو
با درختِ خوش نشاید وصل تو
بیج تھا تیرا بُرا اور جڑ تری
اچھے پیڑوں سے نہ چاہیے وصل بھی

شاخ تلخ ار با خوشے وصلت کند
آں خوشی اندر نہادش بر زند
تلخ ٹہنی ہو جو پیوند اچھے سے
اچھا پن فطرت سے اس کی جا ملے

گر ترا بیدار کردم بہر دیں
خوئے اصلِ من ہمین ست و ہمیں
گر جگایا مجھ کو دیں کے واسطے
میری اصلی خو یہی تھی جاں لے

# حضرتِ معاویہؓ کا ابلیس پر سختی کرنا

گفت امیر اے راہزن حجت مگو
مر ترا رہ نیست در من رہ مجو
بولے وہ اے راہزن حجت نہ کر
مجھ پہ پائیگا نہ قابو بے خبر

رہزنی تو من غریب و تاجرم
ہر لباساتے کہ آری کے خرم
تو ہے رہزن میں ہوں تاجر بے پلید
تو جو کپڑے لائے تو کیونکر خرید

گرد رختِ من مگرد از کافری
تو نہ رختِ کسے را مشتری
تاک کر ساماں نہ کر تو کافری
تو ہے ایسی چیز کا کب مشتری

مشتری نبود کسے را راہزن
ور نماید مشتری مکر است و فن
مشتری ہوتا ہے کس کا رہزن
اور جو ایسا ہو تو ہے مکر او رفن

تا چہ دارد ایں حسود اندر کدو
اے خدا فریاد ما را زیں عدو
جانے ہے دشمن کے دل میں کیا چھپا
اس سے فریادی ہوں میں اے کبریا

گر یکے فصلِ دگر درمن دمد ۔۔۔ بُرد خواہد از من ایں رہزن نمد
سحر اگر ایسا ہی اور اک کر دیا ۔۔۔ لُوٹ کر رہزن مجھے لے جائے گا

# درگاہِ خُدا میں حضرت معاویہؓ کی فریاد

ایں حدیثش ہمچو دُود است اے الٰہ ۔۔۔ رحم کن ورنہ گلیمم شد سیاہ
اس کی باتیں اک دھواں ہیں اے الٰہ ۔۔۔ رحم کر ورنہ ہُوا کمبل سیاہ

من بحجت بر نیایم با بلیس ۔۔۔ کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس
جیتوں میں شیطان سے حجت میں کیا ۔۔۔ ہے یہ فتنہ ہر شریف و سفلہ کا

آدمے چوں عَلَّمَ الْاَسْمَا بگست ۔۔۔ باتگ چوں برق ایں سگ بے تگست ا
شانِ آدمؑ عَلَّمَ الْاَسْمَا[1] تھی ۔۔۔ اُن کی کچھ آگے نہ اس کے چل سکی

از بہشت انداختش بر روئے خاک ۔۔۔ چوں سمک در شستِ او شد از سماک
پھینکا گلزارِ جناں سے خاک پر ۔۔۔ مثلِ ماہی شستِ اُن پر پھینک کر

نوحۂ اِنَّا ظَلَمْنَا می زدے ۔۔۔ نیست دستان و فسونش را حدے
کہتے تھے اِنَّا ظَلَمْنَا[2] بالیقیں ۔۔۔ سحر اور افسوں کی اُس کے حد نہیں

اندر آں ہر حدیثِ او شر است ۔۔۔ صد ہزاراں سحر در وے مضمر ست
اس کی ہے جو بات شر ہے بیگماں ۔۔۔ اور لاکھوں سحر ہیں اس میں نہاں

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا - خدا نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا دئیے +

[2] آدم علیہ السلام کہتے تھے - رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا فَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ - اے رب! ہم نے یقیناً اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے - پس اگر تو ہماری بخشش نہ کریگا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہونگے +

مردی مرداں ببندد در نفس — در زن و در مرد افروزد ہوس
مردوں کی مردی کو باندھے اک نفس — مرد و زن میں یہ فزوں کر دے ہوس

اے بلیسِ خلق سوزِ فتنہ جو — بر چیم بیدار کردی راست گو
بول اے شیطانِ حاسد فتنہ زا — کیوں کیا بیدار تو نے سچ بتا

زانکہ حجت بر نیاید با منے — بیں غرض را در میاں نہ بے فنے
مجھ سے تو حجت میں بڑھ سکتا نہیں — کر غرض اپنی بیاں بے مکر و کیں

## ابلیس کا پھر پُر فریب تقریر کرنا

گفت ہر مرد یکہ باشد بدگماں — نشنود او راست را با صد گماں
بولا ہوتا ہے جو کوئی بدگماں — سچی باتوں کو وہ سنتا ہے کہاں

ہر درونے کو خیال اندیش شد — چوں دلیل آری خیالش بیش شد
وہم جس دل میں ہو پیدا خوش خصال — ہر دلیل اُس کا بڑھاتی ہے خیال

چوں سخن در وے رود علت شود — تیغ غازی دزد را آلت شود
بات جب کی جائے۔ علت ہی رہے — تیغ غازی چور کا آلہ بنے

پس جواب او سکوت است و سکوں — ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں
ہے جواب اُس کا خموشی اور سکوں — گفتگو کرنا ہے احمق سے جنوں

تو زحق ترس و ازو جُو قطع نفس — کہ تو از شر رش بماندستی بحبس
تو خدا سے ڈر کے قطع نفس کر — تا رہا ہو اُس کے شر سے بے خطر

تو زمن با حق چہ نالی اے سلیم — رو بنال از شرِّ ایں نفسِ لئیم
میرا فریادی ہے کیوں اللہ سے — تو فغاں کر شر سے اپنے نفس کے

تو خوری حلوا ترا دُمّل شود — تب بگیرد طبع تو مختل شود
کھائے تو حلوا تو پھوڑے ہوں ترے — تپ چڑھے اور طبع کو ناخوش کرے

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را ‎ چوں نہ بینی از خود این تلبیس را
بے گنہ ابلیس پر لعنت کرے ‎ گر سمجھے تو نہ جب اپنا اسے

نیست از ابلیس از تست اے غوی ‎ کہ چو روبہ سوئے دنبہ می روی
یہ نہیں شیطاں سے تجھ سے ہے غوی! ‎ سوئے دنبہ جاتا ہے جوں لومڑی

چونکہ در سبزہ ببینی دنبہ را ‎ دام باشد این ندانی روبہا
سبزے میں دنبے کو تو ہے دیکھتا ‎ جال کا تجھ کو نہیں لگتا پتا

زاں ندانی کت ز دانش دور کرد ‎ میل دنبہ چشم عقلت کور کرد
دور اس سے عقل تیری ہو گئی ‎ خواہش دنبہ نے دانش چھین لی

حبک الاشیاء یعمی و یصم ‎ نفسک السوء اجتنب لا تختصم
حب اشیاء اندھا اور بہرا کرے ‎ نفس بد ہے - تو حسد کو رہ نہ دے

تو گنہ بر من منہ کژ کژ مبیں ‎ من ز بد بیزارم و از حرص و کیں
تو نہ دے الزام مجھ کو کج نظر ‎ حرص و کینہ سے ہوں میں بیزار تر

حرص و کیں ہست از طبائع مختلف ‎ مر مرا کے چار ضد شد مکتنف
حرص و کیں ہو اختلاف طبع سے ‎ چار عنصر کب ہوئے میرے لئے

من بدی کردم پشیمانم ہنوز ‎ انتظارم تا شبم آید بروز
میں بدی کر کے پشیماں ہوں ہنوز ‎ منتظر ہوں کب ہو میری رات روز

ہم امیدے می زدم با درد و سوز ‎ تا مگر کایں دے نہم گردد تموز
میں بھی اس امید میں ہوں بیگماں ‎ سردیاں میری بنیں گی گرمیاں

متہم گشتم میان خلق من ‎ فعل خود بر من نہد ہر مرد و زن
متہم میں سارے عالم میں ہوا ‎ مجھ پہ سب رکھتے ہیں ذمہ کام کا

ل گمراہ +

| | |
|---|---|
| گرگ بیچارہ اگرچہ گرسنہ ہست | متہم باشد کہ او در طنطنہ ہست |
| گرگ بے چارہ جو بھوکا گھر میں ہے | متہم ہو گا کہ گرد فریب ہے |
| از ضعیفی چون نتاند راہ رفت | خلق گوید تخمہ است از لوت زفت |
| جب ضعیفی سے نہ چل سکتا ہو راہ | سب کہیں بد ہضمی سے ہے یہ تباہ |

## حضرتِ معاویہؓ کا ابلیس سے پھر عاجزی کرنا

| | |
|---|---|
| گفت غیرِ راستی نرہاندت | داد سوئے راستی می خواندت |
| بولے بے سچ بولے کب ہوگا بری | کھینچتی ہے داد سوئے راستی |
| راست گوتا وارہی از چنگِ من | مکر ننشاند غبارِ جنگِ من |
| سچ بتاتا مجھ سے تو ہو رستگار | مکر سے کب جنگ کا بیٹھے غبار |
| گفت چون دانی دروغ و راست را | اے خیال اندیش پر اندیشہا |
| بولا جب سچ جھوٹ کو ہے جانتا | گر خیال اندیش، اندیشہ ذرا |
| گفت پیغمبر نشانے دادہ است | قلب و نیکو را محک بنہادہ است |
| بولے دیتے ہیں نشانی مصطفیٰ | ہے کسوٹی کے لئے کھوٹا کھرا |
| گفتہ است الکذب ریبٌ فی القلوب[1] | باز الصدق طمانین طروب |
| کہتے ہیں کرتا ہے پیدا شک دروغ | باعثِ راحت ہے صدق با فروغ |
| دل نیارامد ز گفتارِ دروغ | آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ |
| جھوٹ سے دل کو کہاں راحت ملے | تیل پانی مل کے کب روشن ہوئے |

[1] حضرت حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے ۔ جنابِ رسولِ خدا صلعم نے فرمایا دع ما یریبک الی ما لا یریبک فان الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ ۔ وہ بات چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے اور وہ بات اختیار کر جو شک میں نہ ڈالے ۔ کیونکہ راستی اطمینانِ قلب ہے ۔ اور جھوٹ شک وشبہ ۔

| | |
|---|---|
| در حدیثِ راست آرامِ دل است | راستیہا دانۂ دامِ دل است |
| سچی باتوں ہی میں ہے آرامِ دل | راستی ہے دانہ زیرِ دامِ دل |
| دل اگر رنجور باشد در دہاں | کو نداند چاشنیِ این و آں |
| دل جو ہو بیمار، تو منہ ہو بُرا | پھر وہ جانے اِس کا اُس کا کیا مزا |
| چوں شود از رنج و علت دل سلیم | طعمِ صدق و کذب را باشد علیم |
| رنج و بیماری سے جب دل ہو رہا | تو ملے اچھے بُرے کا ذائقہ |
| حرصِ آدمؑ چوں سوئے گندم فزود | از دلِ آدم سلیمی را ربود |
| حرصِ آدمؑ جب سوئے گندم بڑھی | دل کی وہ سنجیدگی جاتی رہی |
| پس دروغ و عشوہ ات را گوش کرد | غرہ گشت و زہرِ قاتل نوش کرد |
| جھوٹ اور عشووں پہ رکھے اُس نے کان | زہرِ قاتل پی گیا۔ وہ پُر گماں |
| کژدم از گندم ندانست آں نفس | می برد تمییز از اہلِ ہوس |
| فرق کژدم اور نہ گندم میں کیا | حرص والوں کو بھلا تمئیز کیا! |
| خلق مستِ آرزو اند و ہوا | زاں پذیرا اند دستانِ ترا |
| خلق ہے مستِ ہوا و آرزو | اس لئے اُن سب میں ہے مقبول تو |
| ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد | گوشِ خود را آشنائے راز کرد |
| جس نے اپنے کو بچایا حرص سے | کان اس کے راز سے واقف ہوئے |
| ہمچنانکہ در حکایت گفتہ اند | بشنو آں را تا کشاید بستہ بند |

جس طرح مشہور ہے یہ داستاں
سُن اسے تا ٹوٹیں تیری بیڑیاں

؎ بچھو۔

# قاضی اور اُس کا نائب

| | |
|---|---|
| قاضیے بنشاندند و می گریست | گفت نائب قاضیا گریہ ز چیست |
| رو دیا اک شخص جب قاضی بنا | بولا نائب ہے سبب رونے کا کیا |
| این نہ وقتِ گریہ و فریادِ تست | وقتِ شادی و مبارکبادِ تست |
| [illegible] یہ وقتِ نالہ و فریاد ہے | یہ تو ہنگام مبارک باد ہے |
| گفت او چون حکم راند بیدلے | درمیانِ آن دو عالم جاہلے |
| بولا وہ کیا بیدلی سے حکم دے | بیچ دو عالم کے جو جاہل رہے |
| آن دو خصم از واقعہ خود واقف اند | قاضیِ مسکین چہ داند زین دو بند |
| مدعی دونوں ہیں واقف حال سے | قاضی بیچارے پہ عقدہ کب کھلے |
| جاہل است و غافل است از حالِ شان | چون رود در خونِ شان و مالِ شان |
| [illegible] | کیا خبر ہے اُن کے خون و مال سے |
| گفت خصمان عالم اند و علتی | جاہلی تو لیک شمعِ ملتی |
| بولا وہ عالم ہیں لیکن علتی | تو ہے جاہل، شمع لیکن دین کی |
| زانکہ تو علت نداری درمیان | وان فراغت ہست نورِ دیدگان |
| کیونکہ تو رکھتا نہیں علت کوئی | پاک ہے آنکھوں کی تیری روشنی |
| وان دو عالم را غرض شان کور کرد | علمِ شان را علت اندر گور کرد |
| اُن کو اندھا ہے غرض نے کر دیا | علم علت سے ہوا اُن کا فنا |
| جہل را بے علتی عالم کند | علم را علت ز دلہا برکند |
| جہل کو بے علتی عالم کرے | علم کو علت نکالے قلب سے |
| تا تو رشوت نستدی بینندۂ | چون طمع کردی ضریر و بندۂ |
| ہاں نہ رشوت لے۔ اگر بینا ہے تو | اور کرے لالچ تو پھر اندھا ہے تو |

از ہوا من خوئے را وا کردہ ام | لقمہائے شہوتی کم خوردہ ام
---|---
دُور ہوں حرص و ہوا سے واقعی | لقمے خواہش کے نہیں کھائے کبھی
چاشنی گیر دلم شد با فروغ | راست را داند حقیقت از دروغ
میرے دل کو اس کی لذت سے فروغ | راستی میں جانتا ہوں اور دروغ

## حضرت معاویہؓ کا ابلیس سے اقرار لینا

اے سگِ ملعون جواب من بگو | راست پیش آور دروغے را مجو
---|---
اے سگِ ملعون مجھے تو دے جواب | سچ بتا، اور جھوٹ سے کر اجتناب
تو چرا بیدار کردی مر مرا | دشمن بیداری تو اے دغا
تو نے کیوں بیدار تھا مجھ کو کیا | تو تو بیداری کا دشمن ہے کھلا
ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری | ہمچو خمرے عقل و دانش می بری
نیند جوں خشخاش لے آتا ہے تو | مثل بادہ، عقل لے جاتا ہے تو
چارمیخت کردہ ام من راست گو | راست را دانم تو حیلتہا مجو
قید مجھ کو کر لیا ہے سچ بتا | سچ بتا حیلے نہ کر او پُر دغا!
من ز ہر کس آں طمع دارم کہ او | صاحب آں باشد اندر طبع و خو
مجھ کو ہے ہر شخص سے یہ آرزو | ہر کسی کی راستی ہو جائے خو
من ز سرکہ می نجویم شکری | وز مخنث[1] می نجویم لشکری
سرکہ سے شکر نہیں میں ڈھونڈتا | ہیجڑے سے مردی کا کب جویا ہُوا
ہمچو گبراں می نجویم از بتے | کہ بود حق یا ز حق او آیتے
میں کسی بُت کو مثالِ کافراں | حق نہیں کہتا نہ حق کا اک نشاں

[1] مخنث - ہیجڑا۔

من ز سرگیں می نجویم بوئے مشک — من در آب جو نجویم خشت خشک

بس نہیں میں ڈھونڈتا گوبر سے مشک — اور نہ ہیں ندی میں ڈھونڈوں اینٹ خشک

من نجویم پاسبانی راز دزد — کار نا کردہ نجویم ہیچ مزد

میں نہ ڈھونڈوں پاسبانی چور سے — لوں نہ مزدوری ہیں بے محنت کئے

من ز شیطاں می نجویم کوست غیر — کہ مرا بیدار گرداند بہ خیر

کیا ابلیس شیطان سے جب ہے وہ غیر — کیا جگائے وہ برائے کارِ خیر

## ابلیس کا امیر معاویہ رض سے اپنا سچا بھید کہنا

گفت بسیار آں بلیس از عذر و مکر — میر از و نشنید و کرد استیز و صبر

گو بہت کچھ مکر شیطاں نے کیا — مانتے کب تھے امیر باصفا

از بنِ دنداں بگفتش بہرِ آں — کردمت بیدار می داں اے فلاں

سر جھکا کر یوں لگا کہنے کہ ہاں — لوں کیا بیدار تجھ کو بے گماں

تا رسی اندر جماعت در نماز — از پئے پیغمبرؐ دولت فراز

تاکہ تو پڑھ لے جماعت سے نماز — پیچھے پیغمبرؐ کے ہو کر سرفراز

گر نماز از وقت رفتے مر ترا — ایں جہاں تاریک گشتے بے ضیا

جاتا رہتا وقت اگر اِس کام کا — یہ جہاں تاریک ہوتا برملا

از غبین و درد رفتے اشکہا — از دو چشمِ تو مثالِ مشکہا

فوت ہونے سے بہاتا اشک تو — کھولتا آنکھوں کی اپنی مشک تو

آں غبین و درد بودے صد نماز — کو نماز و کو فروغ آں نیاز

سو نمازوں کے برابر تھا یہ کام — پس کہاں ہے یہ نماز اور وہ مقام

ذوق دارد ہر کسے بر طاعتے — لاجرم نشکیبد از وے ساعتے

سب کے دل میں شوق ہے طاعات کا — اک گھڑی صبر آگئے بے طاعت کے کیا

# نماز با جماعت فوت ہونے پر افسوس کرنے کی فضیلت

آں یکے می رفت در مسجد درون — مردم از مسجد ہمی آمد بروں
جاتا تھا اک شخص مسجد میں دواں — لوگ مسجد سے نکلتے تھے وہاں

گشت پُرساں کہ جماعت را چہ بود — کز مسجد می بروں آیند زود
پوچھا اُس نے کیا جماعت ہو چکی — باہر آتے ہو جو مسجد سے ابھی

آں یکے گفتش کہ پیغمبرؐ نماز — با جماعت کرد و فارغ شد زراز
ایک بولا ساتھ پیمبرؐ نے نماز — باجماعت پڑھ لی اور با صد نیاز

تو کجا در می روی اے مردِ خام — چونکہ پیغمبرؐ بداد ست السلام
اب کہاں جاتا ہے تو اے مردِ خام — جب کہ پیغمبرؐ نے پھیرا ہے سلام

گفت آہ و درد از آں مد بروں — آہ او می داد از دل بوئے خوں
آہ کی اُس نے [illegible] فزوں — آہ دل سے آ رہی تھی بوئے خوں

آں یکے از جمع گفت ایں آہ را — تو بمن دِہ واں نمازِ من ترا
ایک بولا آہ اپنی دے مجھے — اور نماز اپنی میں دیتا ہوں تجھے

گفت دادم آہ و بگرفتم نماز — او ستد آں آہ را با صد نیاز
بولا دے دی آہ اور لے لی نماز — اُس نے لے لی آہ وہ با صد نیاز

با نیاز و با تضرّع باز گشت — باز بود و در پئے شہباز گشت
وہ نیاز و عجز سے واپس ہوا — باز تھا شہباز کے پیچھے پڑا

شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے — کہ خریدی آبِ حیوان و شفے
رات کو ہاتف نے اس سے یہ کہا — تو نے لوٹا آبِ حیواں اور شفا

حرمتِ ایں اختیار و ایں دخول — شد نمازِ جملۂ خلقاں قبول
اس کے صدقے میں کیا جو کچھ حصول — ساری خلقت کی نمازیں ہیں قبول

## حضرتِ معاویہ رضؓ سے ابلیس کا آخری اقرار

| | |
|---|---|
| پس عزازیلش بگفت اے میر زاد | مکرِ خود اندر میاں باید نہاد |
| پس کہا شیطاں نے اُن سے مہرباں! | مکر میرا اس میں بے شک تھا نہاں |
| گر نمازت فوت می شد آں زماں | می زدی از دردِ دل آہ و فغاں |
| فوت ہو جاتی اگر تیری نماز | کرتا دردِ دل سے تو آہ و نیاز |
| آں تأسف آں فغان و آں نیاز | در گذشتے از دو صد ذکرِ نماز |
| پھر وہ افسوس اور وہ نالہ وہ بُکا | ہوتا بس دو سو نمازوں سے سوا |
| من ترا بیدار کردم از نہیب | تا نسوزاند چناں آہِ حجیب |
| کر دیا بیدار بس اس خوف سے | تا نہ تو آپ آہ اور نالہ کرے |
| تا چناں آہے نباشد مر ترا | تا بداں راہے نباشد مر ترا |
| تا نہ حاصل تجھ کو ایسی آہ ہو | اور نہ حاصل تجھ کو سیدھی راہ ہو |
| من حسودم از حسد کردم چنیں | من عدوم کارِ من مکر است و کیں |
| میں ہوں حاسد۔ یہ حسد سے تھا کیا | ہوں عدو ہے کام مکر و کیں مرا |

## امیر معاویہ رضؓ کا قولِ ابلیس کی تصدیق کرنا

| | |
|---|---|
| گفت اکنوں راست گفتی صادقی | از تو ایں آید تو ایں را لائقی |
| بولے ہاں اس وقت تو نے سچ کہا | تھا یہ تیرا کام جو تو نے کیا |
| عنکبوتی تو مگس داری شکار | من نیم اے سگ مگس زحمت میار |
| تو ہے مکڑی کرتا ہے مکھی شکار | میں مگر مکھی نہیں۔ بس ہوشیار |
| بازِ اسپیدم شکارم شہ کند | عنکبوتے کے بگودِ من تند |
| باز ہوں کرتا ہے شہ مجھ کو شکار | مکڑی جالا تن سکے کب نابکار |

کارِ تو ایں ست اے دزدِ لعیں ‖ سوئے دوغ آری مگس را از انگبیں

کام تیرا بس یہی ہے اے لعیں ‖ دے دہی مکھی کو لے کر انگبیں

رو مگس می گیر تا تانی ہلا ‖ سوئے دوغے زن مگسہا را صلا

جا پکڑ تو مکھیاں گر ہو سکے ‖ اور دہی پر آنے کا پیغام دے

در بخوانی تو بسوئے انگبیں ‖ ہم دروغ و دوغ باشد آں یقیں

تو بلائے بھی جو سوئے انگبیں ‖ دوغ ہو وہ اور دروغ اے بدیقیں

تو مرا بیدار کردی خواب بود ‖ تو نمودی کشتیم گرداب بود

بس ترا مجھ کو جگانا خواب تھا ‖ جو دکھائی ناؤ وہ گرداب تھا

تو دریں خیرم ازاں می خواندی ‖ تا ز خیرِ بہترم می راندی

یہ بھلائی اس لئے تھی تو نے کی ‖ کر نہ لوں نیکی کوئی اس سے بڑی

## چور کا صاحبِ خانہ کے ہاتھ سے بھاگ جانا

ایں بداں ماند کہ شخصے دزد دید ‖ در وثاق اندر پئے او می دوید

یہ مثل وہ ہے کہ چور اک شخص نے ‖ دیکھا اور بھاگا پکڑنے کے لئے

تا دو سہ میدان دویدا اندر پیش ‖ تا در افگندا ز تعب اندر خویش

وہ گیا دو تین میداں بھاگتا ‖ اس مشقت سے پسینہ آگیا

اندر آں حملہ کہ نزدیک آمدش ‖ تا بدو اندر جہد در یابدش

ایک حملے میں ہوا نزدیک تر ‖ چاہا اس کو زیر کرنے دوڑ کر

دزدِ دیگر بانگ کردش کہ بیا ‖ تا ببینی ایں علاماتِ بلا

دوسرا اک چور بول اٹھا کہ آ ‖ اور یہاں بھی دیکھ طوفانِ بلا

زود باش و باز گرد اے مردِ کار ‖ تا ببینی حالِ ایں جا زار زار

جلدی کر جلدی سے آ اے مردِ کار ‖ تا کہ دیکھے حال اس جا زار زار

چوں شنید ایں مرد گشت اندیشہ ناک — گفت با خود گشتہ گیر ایں جامہ چاک
مرد یہ سن کر ہوا اندیشہ ناک — دل میں سوچا ہو گیا یہ جامہ چاک

گفت باشد کاں طرف دزدے بود — گر نگیرم زود او بر من دود
چور شاید کوئی ہو اس سمت بھی — گر نہ لوں مجھ پہ دوڑے وہ شقی

بر زن و فرزند من دستے زند — کشتن ایں دزد سودم کے کند
بال بچوں پر مرے حملہ کرے — مار کر اس چور کو پھر کیا ملے

ایں مسلماں از کرم می خواندم — گر نگیرم زود پیش آید ندم
یہ مسلماں ہے بلاتا رحم سے — گر نہ جاؤں تو ندامت ہو مجھے

بر امید شفقت آں نیک خواہ — دزد را بگذاشت باز آمد براہ
تھا یقیں اس کو کہ وہ ہے نیک خواہ — چور کو چھوڑا، وہ لوٹا گھر کی راہ

گفت اے یار نکو احوال چیست — ایں فغان و بانگ تو از دست کیست
پوچھا اچھے دوست! ہے یہ حال کیا؟ — کیوں فغاں کرتا ہے، کیوں دی تھی صدا؟

گفت اینک بیں نشان پائے دزد — ایں طرف رفت است دزد زن بمزد
بولا یہ ہیں دیکھ اس کے نقش پا — اس طرف بھاگا ہے دزد بے حیا

نک نشان پائے دزد قلتباں — در پئے او رو بدیں نقش و نشاں
دیکھ لے یہ اس کے قدموں کے نشاں — اور اس کے پیچھے پیچھے ہو رواں

گفت اے ابلہ چہ می گوئی مرا — من گرفتہ بودم آخر دزد را
بولا اے ناداں یہ تو بکتا ہے کیا — چور میرے ہاتھ میں تھا آ چکا

دزد را از بانگ تو بگذاشتم — من تو خر را آدمی پنداشتم
جب سنی تیری صدا چھوڑا اسے — خر تھا تو، میں آدمی سمجھا تجھے

ایں چہ ژاژ است و چہ ہرزہ اے فلاں — من حقیقت یافتم چہ بود نشاں
یہ ہے کیا بے ہودہ گوئی اے فلاں — اصل پر قادر تھا میں، کیسا نشاں؟

گفت من از حق نشانت می دہم ۔ ایں نشانت از حقیقت آگہم

بولا میں بھی حق کا دیتا ہوں نشاں ۔ ہے حقیقی یہ نشاں اے مہرباں

گفت طراری تو یا خود ابلہی ۔ بلکہ تو دزدی ازیں حال آگہی

بولا تو چالاک ہے یا بے وقوف ۔ واقفِ حال اور دزدِ فیلسوف

خصم خود را می کشیدم کش کشاں ۔ تو رہانیدی مرا کاینک نشاں

چور کو اپنے میں کھینچتا پکڑے ہوئے ۔ تیری آوازوں نے چھڑوا دیا اُسے

تو جہت گو من برونم از جہات ۔ در وصال آیات کو یا بینات

تو جہت کہتا ہے میں ہوں بے جہات ۔ وصل میں آیات[1] کیا۔ کیا بینات[2]

صنع بیند مردِ محجوب از صفات ۔ در صفات آں است کو گم کرد ذات

صنع کا جویا ہے محجوبِ صفات ۔ ہے صفت میں جس نے کھوئی اپنی ذات

واصلاں چوں غرقِ ذاتند اے پسر ۔ کے کنند اندر صفاتِ او نظر

ذات میں ہیں غرق واصل اے پسر ۔ وہ صفت پر رکھ نہیں سکتے نظر

چونکہ اندر قعرِ جو باشد سرت ۔ کے برنگِ آب افتد منظرت

ہو اگر ندی کی تہ میں تیرا سر ۔ کیونکر آئے رنگ پانی کا نظر

ور برنگِ آب باز آئی ز قعر ۔ پس پلاسے بستدی دادی تو شعر

تہ سے روئے آب اگر اُبھرا ذرا ۔ دے کے ریشم ٹاٹ تو نے لے لیا

طاعتِ عامہ گناہِ خاصگاں ۔ وصلتِ عامہ حجابِ خاص داں

عام کی طاعت ہے خاصوں کی خطا ۔ وصلتِ عامہ ہے پردہ خاص[3] کا

[1] نشانیاں ۔ [2] دلیلیں ۔ حجتیں ۔

[3] یعنی جو خاص لوگ اور خاصانِ خدا ہیں ۔ اُن کی خطائیں بھی عام لوگوں کی عبادت کے برابر ہیں ۔ اس طرح عام لوگ جسے وصل کہتے ہیں وہ خاصانِ خدا کے لئے ایک حجاب ہے ۔

| | |
|---|---|
| گر وزیرے را کند شہ محتسب | شہ عدوِ او بود نبود محب |
| شہ وزیر اپنے کو کردے کوتوال | دشمنی ہے یہ نہیں محبّت کمال |

## وزیر کا معزول ہو کر کوتوال بن جانا

| | |
|---|---|
| ہم گناہے کردہ باشد آں وزیر | بے سبب نبود تغیر ناگزیر |
| کچھ نہ کچھ تو اُس نے کی ہوگی خطا | بے سبب تبدیلیاں کیوں ہوں بھلا |
| وانکہ زاوّل محتسب بُد خود ورا | بخت و روزی آں بُدست از ابتدا |
| محتسب پہلے ہی سے جو تھا بنا | ابتدا سے وہ مقدر اس کا تھا |
| لیک آں کاوّل وزیرِ شہ بدست | محتسب کردن سبب فعل بدست |
| جو وزیرِ شاہ ہو پہلے وہ اب | محتسب ہو ۔ فعل بد کا ہے سبب |
| چوں ترا شہ ز آستانہ پیش خواند | باز سوئے آستانہ باز راند |
| آستاں سے تجھ کو جب سلطاں بلائے | اور پھر تو آستاں کو لوٹ جائے |
| تو یقیں می داں کہ جرمے کردۂ | جبر را از جہل پیش آوردۂ |
| گر یقیں تجھ سے ہوئی ہے کچھ خطا | جبر تو نے جہل سے ظاہر کیا |
| گر ترا روزی و قسمت ایں بُدست | پس چرا دی بُودت ایں دولت بدست |
| تھی جو تیری روزی و قسمت یہی | کیوں یہ دولت کل ترے قبضے میں تھی |
| قسمت خود خود بریدی تو ز جہل | قسمت خود را فزاید مرد اہل |
| تو نے کم کی اپنی قسمت جہل سے | اہل، قسمت کو بڑھاتے ہی رہے |

## مُنافقوں کا مسجدِ ضرار بنانا

| | |
|---|---|
| یک مثالِ دیگر اندر کژ روی | شاید ار از نقل قرآں بشنوی |
| ہے مثال اک کج روی کی دوسری | نقل کرتا ہوں میں قرآں سے ابھی |

اینچنیں کژ بازیے در جفت و طاق　　با نبیؐ می باختند اہلِ نفاق

اس طرح کج بازیاں جفت اور طاق　　تھے نبیؐ سے کھیلتے اہلِ نفاق

کز برائے عزِّ دینِ احمدیؐ　　مسجدے سازیم و بود آں مُرتدی

کہتے تھے یوں از پئے دینِ نبیؐ　　ہم بنائیں مسجد اور تھے مُرتدی

اینچنیں کژ بازیے می باختند　　مسجدے جز مسجدِ او ساختند

کھیلتے تھے ایسی کج بازی فتا　　مسجد اک اُس کے علاوہ کی بنا

فرش و سقف و قبہ اش آراستند　　لیک تفریقِ جماعت خواستند

فرش چھت قبہ کیا آراستا　　قصد تفریقِ جماعت کا کیا

نزدِ پیغمبرؐ بلابہ آمدند　　ہمچو اشتر پیشِ او زانو زدند

پاس پیغمبرؐ کے آئے مکر سے　　اونٹ کی مانند دو زانو ہوئے

کاے رسولِ حقؐ برائے محسنی　　سوئے آں مسجد قدم رنجہ کنی

اور بولے یا نبیؐ احسان ہو　　گر قدم رنجہ کریں اُس سمت کو

تا مبارک گردد از اقدامِ تو　　تا قیامت تازہ بادا نامِ تو

آپ کے قدموں سے پائے برکتیں　　تا قیامت آپ دُنیا میں رہیں

مسجدے روزِ گل است و روزِ ابر　　مسجدے روزِ ضرورت وقتِ صبر

کیا ہے مسجد روزِ گل اور روزِ ابر　　اور ہے روزِ ضرورت وقتِ صبر

تا غریبے یابد آں جا خیر و جا　　تا فراواں گردد ایں خدمت سرا

تا مسافر کو ملے رہنے کی جا　　تا بڑھے کچھ اور یہ خدمت سرا

تا شعارِ دیں شود بسیار و پُر　　زانکہ با یاراں شود خوش کارِ مُر

تا شعارِ دیں ہو افزوں بر ملا　　کار ناخوش بھی ہو یاروں میں بھلا

مسجد و اصحابِ مسجد را نواز　　تو مہی ما شب دمے با ما بساز

مسجد اور اصحابِ مسجد کو نواز　　چاند ہے تو۔ دے ہماری شب کو [illegible]

ساعتے آں جا بگہ تشریف دِہ — تزکیہ ما کن زما تعریف دِہ
اک گھڑی تو تشریف اس جا لائیے — اور ہمارا تزکیہ فرمائیے

تا شود شب از جمالت جملہ روز — اے جمالت آفتابِ جاں فروز
تا ہماری رات بھی بن جائے روز — ہے جمالِ پاک مہرِ جاں فروز

اے زلیخا کاں سخن از دل بُدے — تا مرادِ آں نفر حاصل شدے
کاش دل سے ہوتیں یہ باتیں تمام — تا جماعت ہوتی وہ فائز مرام

لفظ گاید بیدل و جاں بر زباں — ہمچو سبزہ تون بود اے دوستاں
بیدلی سے لفظ یوں ہیں بر زباں — جیسے سبزہ گندگی پر ہو عیاں

ہم ز دورش بنگر و اندر گذر — خوردن و بوئے نشاید اے پسرا
دور ہی سے دیکھ اس کو اور گزر — سونگھنا بو کا برا ہے اے پسر!

سوئے لطفِ بیوفایاں ہیں مرو — کاں پلِ ویراں بود نیکو شنو
سوئے لطفِ بے وفایاں تو نہ جا — کیونکہ وہ پل ہے مگر ٹوٹا ہوا

گر قدم را جاہلے بر وے زند — بشکند پل و آں قدم را بشکند
گر کوئی [illegible] قدم اس پر رکھے — ٹوٹے پل اور پاؤں اس کا توڑ دے

[illegible] مے شود — از دو سہ سست و مخنث مے بود
[illegible] ہوتی ہے شکست — ہوتا ہے دو تین نامردوں سے پست

صد [illegible] باسلاح و مرد دار — دل برو بنہد کہ اینک یارِ غار
[illegible] کہ ہتھیار آئے مرد دار — دل لگائیں اس سے جانیں یارِ غار

[illegible] چو بیند زخم را — رفتن او بشکند پشت ترا
[illegible] زخم اور منہ موڑ کر — جائے وہ پریشت تیری توڑ کر

ایں دراز ست و فراواں مے شود — و آنچہ مقصود ست پنہاں مے شود
[illegible] ہے یہ گفتگو اور یہ بیاں — اس سے جو مقصد ہے ہوتا ہے نہاں

چاپلوسی و فسونہا خواندند — نزل دستاں سوئے حضرت راندند
چاپلوسی کرکے اور مکاریاں — ہدیے حضرت کو دئیے پر کرہاں

آں رسولِ مہربانِ رحم کیش — جز تبسم جز بلے ناورد پیش
وہ رسولِ ذی کرم اور مہرباں — مسکرا کر سن رہے تھے داستاں

شکرہائے آں جماعت یاد کرد — در اجابت قاصداں را شاد کرد
شکریہ پھر اس جماعت کا کیا — کی قبول ان قاصدوں کی التجا

می نمودے مکر ایشاں را باو — یک بیک زاں ساں کہ اندر شیر مو
یوں نظر آتا تھا وہ مکر آپ کو — دودھ میں جس طرح کوئی بال ہو

موئے را نادیدہ می کرد آں لطیف — شیر را شاباش می گفت آں ظریف
بال کو نادیدہ کرتے وہ لطیف — دودھ کو شاباش کہتے وہ ظریف

صد ہزاراں مکر و موئے و دمہ — چشم خوابانید آں دم زاں ہمہ
مکر کے بال اور تھے دھوکے سو ہزار — چشم پوشی ان سے کرتے بار بار

راست می فرمود آں بحرِ کرم — من شمارا از شما مشفق ترم
سچ یہ کہتے تھے جنابِ مصطفیٰ — تم سے بھی تم پر ہوں میں مشفق سوا

من نشستہ بر کنارِ آتشے — با فروغ و شعلۂ بس ناخوشے
میں ہوں بیٹھا بس کنارے آگ کے — ناگوار اس کے ہیں شعلے سامنے

ہمچو پروانہ شما آں سو دواں — ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں
مثلِ پروانہ ادھر ہو تم دواں — روکتے ہیں ہاتھ میرے بیگماں

چوں بر آں شد تا رواں گردد رسولؐ — غیرتِ حق بانگ زد مشنو ز غول
جب یہ ٹھہرا تا روانہ ہوں رسولؐ — دی ندا حق نے کہ ہیں یہ لوگ غول

کایں خبیثاں مکر و حیلت کردہ اند — جملہ مقلوب ست آنچہ آوردہ اند
مکر و حیلہ ان خبیثوں نے کیا — جھوٹ ہے سب جو کہ [illegible]

| | |
|---|---|
| قصدِ ایشاں جز سیہ روئی نبود | خیرِ دیں کے جست ترسا و یہود |
| ہے ارادے میں نہاں ان کے بدی | خیر کب کفار چاہیں دین کی |
| مسجدے بر جسرِ دوزخ ساختند | با خدا نردِ دغل می باختند |
| پل پہ دوزخ کے ہے لی مسجد بنا | کرتے ہیں اللہ سے مکر و دغا |
| قصدِ شاں تفریقِ اصحابِ رسولؐ | فضلِ حق را کے شناسد ہر فضول |
| چاہتے ہیں فرقِ اصحابِ رسولؐ | فضلِ حق کب جانتا ہے ہر فضول |
| تا جہودے را ز شام ایں جا کشند | کہ بوعظِ او جہوداں سرخوشند |
| تا یہودی اک بلائیں شام سے | سب یہ متوالے ہیں جس کے وعظ کے |
| گفت پیغمبرؐ کہ آرے لیک ما | بر سرِ راہیم و بر عزمِ غزا |
| بولے حضرتؐ یہ بجا ہے لیک ہم | جانے والے ہیں غزا پر ایک دم |
| زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں | سوئے آں مسجد رواں گردم رواں |
| اس سفر سے لوٹ کر ہم ناگہاں | ہوں گے اُس مسجد کی جانب بھی رواں |
| دفعِ شاں گفت و بسوئے غزو تاخت | با دغایاں از دغا نردے بباخت |
| اُن کو رخصت کر کے غزوے کو گئے | اور دغا دالوں پہ غالب ہو گئے |
| چوں بیامد از غزا باز آمدند | طالبِ آں وعدۂ ماضی شدند |
| جب غزا سے لوٹے۔ تو پھر آئے وہ | وعدۂ ماضی کو آگے لائے وہ |
| گفت حقش کاے پیمبرؐ فاش گو | عذر آور جنگ باشد باش گو |
| وحی آئی صاف پیغمبرؐ کو کہہ | عذر کرنے سے لڑائی ہو تو ہو |
| گفت اے قومِ دغل خامش کنید | تا نگویم رازہا تاں تن زنید |
| بولے اے مکار لوگو چپ رہو | تا نہ کہہ دوں رازِ مخفی بس کرو |
| چوں نشانِ چند از اسرارِ شاں | در بیاں آورد بد شد کارِ شاں |
| بھید جب ان کے کئے اُن پر عیاں | کام بگڑا ہو گئے تر بھر وہاں |

قاصداں زو باز گشتند آں زماں　　حاش للہ حاش للہ دم زناں

چل دئے قاصد وہاں سے اُس گھڑی　　حاش للہ حاش للہ رٹ لگی

ہر منافق مصحفے زیرِ بغل　　سوئے پیغمبرؐ بیاورد از دغل

ہر منافق آیا قرآں در بغل　　سوئے پیغمبرؐ بصد مکر و دغل

بہر سوگنداں کہ ایماں جُنّۂ ست　　زانکہ سوگنداں کژاں را سُنّۂ ست

کھانے کو سوگند تا وہ ہو سپر　　ہے قسم کھانا شعارِ بدگہر

چوں ندارد مرد کژ در دیں وفا　　ہر زمانے بشکند سوگند را

مردِ کج جب کر نہیں سکتا وفا　　توڑ دیتا ہے قسم کو برملا

راستاں را حاجتِ سوگند نیست　　زانکہ ایشاں را دو چشمِ روشنے ست

راستوں کو حاجتِ سوگند کیا　　روشنی ہے اُن کی آنکھوں میں فتا

نقضِ میثاق و عہود از احمقی ست　　حفظِ ایمانُ وفا کارِ تقی ست

توڑنا وعدے کا تو ہے احمقی　　حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی

گفت پیغمبرؐ کہ سوگندِ شما　　راست گیرم یا کہ سوگندِ خدا

بولے پیغمبرؐ قسم کھاتے ہو کیا　　اس کو سچ مانوں کہ سوگندِ خدا

باز سوگندِ مکرر خورد قوم　　مصحف اندر دستُ بر لب مُہرِ صوم[1]

قسموں پر قسمیں لگی کھانے وہ قوم　　ہاتھ میں قرآں، لبوں پر مُہرِ صَوم

کہ بحق ایں کلامِ پاک است　　کہ بنائے مسجد از بہرِ خدا ست

بولے کہتے ہیں کلامِ پاک اُٹھا　　ہے بنائے مسجد از بہرِ خدا

اندریں جا ہیچ مکر و حیلہ نیست　　قصدِ ما جز صدقُ ذکرِ یار نیست

اس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں　　ہم کریں گے ذکرِ ربّ العالمیں

[1] روزہ ٭

گفت پیغمبر کہ آوازِ خدا ۔ می رسد در گوشِ من ہمچوں صدا
بولے پیغمبر کہ آوازِ خدا ۔ کانوں میں آتی ہے میرے جوں صدا

مُہر بر گوشِ شما بنہاد حق ۔ تا بآوازِ خدا نارد سبق
ہیں تمہارے کانوں پہ مُہریں لگیں ۔ تم صدائے حق کو سُن سکتے نہیں

نک صریحِ آوازِ حق می آیدم ۔ ہمچو صاف از دُرد می پالایدم
کھلی آواز آتی ہے مجھے ۔ صاف کرتی ہے جو مے کو دُرد سے

ہمچنانکہ موسیٰؑ از سوئے درخت ۔ بانگِ حق بشنید کاے مسعود بخت
جیسے موسیٰؑ نے کہ تھے زیرِ درخت ۔ سُن لی خالق کی صدا اے نیک بخت

از درخت اِنّی اَنَا اللہ می شنید ۔ با کلام انوار می آمد پدید
پیڑ سے انّی انا اللہ سُنتے تھے ۔ نور ظاہر ہوتے تھے اُس بات سے

چوں ز نورِ وحی وا می ماندند ۔ باز نو سوگندہا می خواندند
چونکہ نورِ وحی سے معذور تھے ۔ پھر نئی قسمیں وہ سب کھانے لگے

چوں خدا سوگند را خواندہ سپر ۔ کے نہد اسپر ز کف پیکار گر
جب کہے سوگند کو خالق سپر ۔ ہاتھ سے کب دے سپر پیکار گر

باز پیغمبرؐ بتکذیبِ صریح ۔ قَدْ کَذَبْتُمْ گفت با ایشاں فصیح
پھر پیمبرؐ نے کہا یہ صاف صاف ۔ جھوٹ ہے کہنا تمہارا اور لاف

## فعلِ رسولؐ کے متعلق ایک صحابیؓ کا اندیشہ

تا یکے یارے ز یارانِ رسولؐ ۔ در دلش انکار آمد زاں نکول
اک صحابی تھے رسول اللہ کے ۔ دل میں اس انکار سے گھٹنے لگے

کایں چنیں پیرانِ با شیب و وقار ۔ می کندشاں ایں پیمبرؐ شرمسار
یہ تو ایسے ہیں بزرگ ذی وقار ۔ اور پیمبرؐ کر رہے ہیں شرمسار

| | |
|---|---|
| کو کرم کو ستر پوشی کو حیا | صد ہزاراں عیب پوشند انبیا |
| کیا ہوئی ستاری اور لطف وحیا | عیب لاکھوں ہیں چھپاتے انبیا |
| باز در دل زود استغفار کرد | تا نگردد زاعتراض او روئے زرد |
| اور پھر فوراً ہی استغفار کی | تا نہ ہو کوئی نئی شرمندگی |
| لیک آں نقش کجش از دل نرفت | مُہر بد از طبع بے حاصل نرفت |
| لیکن اُن کے دل میں نقش کج رہا | طبع بے حاصل میں جذبہ تھا بُرا |
| شومیِ یاریِ اصحاب نفاق | کرد مومن را چو ایشاں زشت و عاق |
| یہ اثر تھا اس منافق قوم کا | ہو گیا دل ایک مومن کا بُرا |
| باز می زارید کاے علام سر | مر مرا بگذار بر کفراں مُصر |
| رو کے بولے راز سے اے باخبر | عفو کر دے میرا کفر پُر ضرر |
| دل بدستم نیست ہمچوں دیدہ چشم | ورنہ دل را سوزمے ایں دم ز خشم |
| دل پہ قابو آنکھ کی صورت نہیں | پھونک دیتا ورنہ اس کو بالیقیں |
| اندریں اندیشہ خوابش در ربود | مسجدِ ایشانش پُر سرگیں نمود |
| ان خیالوں میں اُنھیں نیند آ گئی | دیکھی [illegible] مسجد [illegible] |
| سنگہاش اندر حدث جائے تباہ | می دمید از سنگہا دُودِ سیاہ |
| اس کے پتھر گندگی سے ہیں تباہ | اور [illegible] سے دھواں ان سے سیاہ |
| دُود در حلقش شد و حلقش بخست | از نہیبِ دودِ تلخ از خواب جست |
| حلق میں پہنچا دھواں یکبارگی | آنکھ تلخی سے دھوئیں کی کھل گئی |
| در زماں در رُو فتاد و می گریست | کاے خدا اینہا نشانِ منکری ست |
| سرنگوں ہو کر وہ تھے نالہ کناں | اے خدا یہ منکری کا ہے نشاں |
| خلم بہتر از چنیں حلم اے خدا | کو کند از نور ایمانم جدا |
| ہے سبکساری بھلی اس حلم سے | تجھ سے جو یارب! جُدا مجھ کو کرے |

گر بکاوی کوشش اہلِ مجاز — تو بتو گندہ بود ہمچوں پیاز

گر تو کھودے کوشش اہلِ مجاز — تہ بہ تہ گندی ملے مثلِ پیاز

ہر یکے از دیگرے بے مغز تر — صادقاں را یک ز دیگر نغز تر

ک[illegible] اک تہ اس کی ہے بے مغز تر — صادقوں کی ایک سے اک نغز تر

صد کمر بستہ بکر آں قوم سُست — از نفاق زرق و دین نادرست

[illegible] وہ قوم سُست — تھا نفاق اور دین ان کا نادرست

صد کمر آں قوم بستہ بر قبا — بہر ہدمِ مسجدِ اہلِ قبا[1]

اور ان لوگوں نے بے حد سعی کی — مسجدِ اہلِ قبا کے ڈھانے کی

ہمچو آں اصحابِ فیل اندر حبش — کعبہ گردند حق آتش زدش

فیل والوں نے حبش میں برملا — کعبہ بنوایا، دیا حق نے جلا

قصدِ کعبہ ساختند از انتقام — حالِ شاں چوں شد فرو خواں از کلام

[illegible] ڈھانے کو بڑھے میدان میں — کیا ہوا حال اُن کا پڑھ قرآن میں

مر سیہ رویانِ دیں را خود جہیز — نیست الا حیلت و مکر و ستیز

دشمنانِ دیں کا ساماں کچھ نہیں — جز فریب و حیلہ و پیکار و کیں

ہر صحابی دید زاں مسجد عیاں — واقعہ تا شد یقینِ شاں سرِ آں

دیکھی وہ مسجد تمام اصحاب نے — واقعہ پر وہ یقیں کرنے لگے

واقعات ار باز گویم یک بیک — پس یقیں گردد صفا بر اہلِ شک

واقعہ ایک اک کہوں گر یک بیک — آج بھی کر لیں یقیں سب اہلِ شک

لیک می ترسم ز کشفِ رازِ شاں — نازنینانند و زیبد نازِ شاں

ہاں مگر مجھ کو ہے خوفِ کشفِ راز — نازنیں ہیں وہ۔ انہیں زیبا ہے ناز

[1] اطرافِ مدینہ میں ایک مسجد ہے۔

شرع بے تقلید می پذرفتہ اند | بے محک آں نقد را بگرفتہ اند

شرع بے تقلید کی ہے اختیار | بے کسوٹی نقد کے سرمایہ دار

حکمتِ قرآں چو ضالۂ مومن است[۱] | ہر کسے در ضالۂ خود موقن است

حکمت قرآں ہے ضالہ مومنیں | سب اسی ضالہ میں ہیں صاحب یقیں

اشترے گم کردی و جستیش چیست | چوں بیابی چوں ندانی کآں تست

اونٹ اپنا کھو کے تو ڈھونڈے اُسے | کیوں نہ پہچانے جو تو پائے اُسے

ضالہ چہ بود ناقۂ گم کردۂ | از کفت بگریختہ در پردۂ

ضالہ کیا ہے ناقہ ہے کھویا ہوا | اور تیرے ہاتھ سے بھاگا ہوا

کارواں در بار کردن آمدہ | اشترِ تو از میانہ گم شدہ

بار کرنے کو تھا آیا کارواں | اونٹ تیرا ہو گیا گم ناگہاں

می دوی ایں سو و آں سو خشک لب | کارواں شد دور و نزدیک ست شب

بھاگتا ہے چار جانب خشک لب | قافلہ ہے دور اور نزدیک شب

رخت ماندہ در زمیں در راہِ خوف | تو پئے اشتر دواں گشتہ بطوف

ہے ترا اسباب جائے خوف میں | اونٹ کو تو ڈھونڈتا تھا طوف میں

کاے مسلماناں کہ دید ست اشترے | جستہ بیروں بامداد از آخرے

اے مسلمانو وہ دیکھا ہے شتر | بھاگ کر مجھ سے گیا وقتِ سحر

ہر کہ بر گوید نشاں از اشترم | مژدگانے می دہم چندیں درم

جو کوئی میرے شتر کا دے نشاں | اس کو دوں اتنے درم انعام ہاں

باز می جوئی نشاں از ہر کسے | ریشخندت می کنند زیں ہر خسے

ہر کسی سے تو نشاں ہے پوچھتا | ہر کوئی ہنستا ہے تجھ پر بَر ملا

۱؎ حدیث شریف میں ہے "الحکمۃ ضالۃ المؤمن" یعنی حکمت مومن کو بہکانے والی ہے۔

کاشترے دیدم همی رفت ایں طرف ‏ اشترے سرخے بسوئے ایں علف

کوئی کہتا ہے گیا ہے اس طرف ‏ سرخ تھا رنگ اور گیا سوئے علف[لہ]

آں یکے گوید بریدہ گوش بود ‏ واں دگر گوید جلش منقوش بود

ایک کہتا ہے کٹے کان اس کے کٹا ‏ جھول تھی منقش بولے دوسرے

آں یکے گوید شتر یک چشم بود ‏ واں دگر گوید ز سر بے پشم بود

ایک کہتا ہے کہ کانا اونٹ تھا ‏ ایک بولا، تھا وہ گنجا برملا

از برائے مژدگانے صد نشاں ‏ از گزافہ ہر کسے کردہ بیاں

واسطے انعام کے سو سو نشاں ‏ اُس سے بس ہر شخص کرتا تھا بیاں

اے دل ایں اسرار در گوش کن ‏ قسم تو گر ہست زیں خوش نوش کن

سُن بگوش ہوش اے دل راز کو ‏ ہے جو قسمت میں تو اس سے شاد ہو

ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت ‏ می کند موصوف غیبی را صفت

جس طرح سے کوئی اہل معرفت ‏ کرتا ہے موصوف غیبی کی صفت

## مختلف مذاہب میں متردّد ہونا اور پھر نجات پانا

فلسفی از نوع دیگر کردہ شرح ‏ باحثے مر گفت او را کردہ جرح

فلسفی نوع دگر کرتا تھا شرح ‏ بحث کرنے والا یوں کرتا تھا جرح

واں دگر در ہر دو طعنہ می زند ‏ واں دگر از زرق جانے می کند

تیسرا دونوں پہ طعنہ زن رہا ‏ چوتھے کو بس مکر ہی سے کام تھا

ہر یکے زیں رہ نشانہا زاں دہند ‏ تا گماں آید کہ ایشاں زاں دہند

دیتا تھا ہر ایک یوں اس کا پتا ‏ تا گماں ہو یہ ہے رستہ جانتا

لہ گھاس ۔

این حقیقت دان نہ حق اند این ہمہ ‏ ‏ نے بباطل گمرہانند این رمہ
تھے حقیقت میں نہ حق پر سب کے سب ‏ ‏ ورنہ تھے باطل سے گمراہِ طلب

زانکہ بے حق باطلے ناید پدید ‏ ‏ قلب را ابلہ ببوئے زر خرید
کیونکہ بے سچ کے جھوٹا کب کھلے ‏ ‏ کھوٹے کو لے نقد ناداں، دام دے

گر نبودے در جہاں نقدِ رواں ‏ ‏ قلبہا را خرج کردن کے تواں
گر نہ ہوتا دہر میں نقدِ رواں ‏ ‏ کھوٹے سکے خرچ ہوتے پھر کہاں

تا نباشد راست کے باشد دروغ ‏ ‏ آں دروغ از راست می گیرد فروغ
ہو نہ جب سچ ہی تو پھر ہو جھوٹ کیا ‏ ‏ جھوٹ کا بڑھتا ہے سچ سے مرتبا

بر امیدِ راست کژ را می خرند ‏ ‏ زہر در قندے رود آنگہ خورند
کج خریدیں راست کی امید پر ‏ ‏ قند میں جب زہر ہو، کھائیں بشر

گر نباشد گندمِ محبوب نوش ‏ ‏ چہ برد گندم نمائے جو فروش
گیہوں گر ہوتا نہ خود محبوب نوش ‏ ‏ لیتا کیا گندم نما و جو فروش

پس مگو کایں جملہ دینہا باطل اند ‏ ‏ باطلاں بربوئے حق دامِ دل اند
پس نہ تو کہہ دین سب باطل ہیں یہ ‏ ‏ بوئے حق سے لے کے دامِ دل ہیں یہ

پس مگو جملہ خیال است و ضلال[1] ‏ ‏ بے حقیقت نیست در عالم خیال
یہ نہ کہہ جو کچھ ہے سب ہے وہم و ضلال ‏ ‏ بے حقیقت کب ہے عالم میں خیال

حق شب قدر است در شبہا نہاں ‏ ‏ تا کند جاں ہر شبے را امتحاں
حق شب قدر اک ہے راتوں میں نہاں ‏ ‏ تا کرے ہر رات کا جان امتحاں

نے ہمہ شبہا بود قدر اے جواں ‏ ‏ نے ہمہ شبہا بود خالی ازاں
کیا ہوئی ہر شب شب قدر اے جواں ‏ ‏ اور نہ اس سے راتیں سب خالی ہیں ہاں

[1] گمراہی +

| | |
|---|---|
| در میانِ دلق پوشاں یک فقیر | امتحاں کن و آنکہ حق ست آں بگیر |
| گدڑی والوں میں جو ہو درویش یار | امتحاں کر، ہو جو حق کر اختیار |
| مومن کیس ممیز کو کہ تا | باز داند پادشا را از گدا |
| مومن دانا کہاں جو آشنا؟ | ہو گدا سے اور شہ سے اے فتا |
| گر نہ معیوبات باشد در جہاں | تاجراں باشند جملہ ابلہاں |
| گر بُری چیزیں نہ ہوں اس دہر میں | جس قدر احمق ہیں سب تاجر بنیں؟؟ |
| پس بود کالہ شناسی سخت سہل | چونکہ عیبے نیست چہ نااہل و اہل |
| چیز کا پہچاننا ہو جائے سہل | جب نہیں ہے عیب، کیا نااہل و اہل |
| ور ہمہ عیب ست دانش سود نیست | چوں ہمہ چوب ست ایں جا عود نیست |
| عیب ہو سب، عقل سے پھر سود کیا | جبکہ کل لکڑی ہو، تو پھر عود کیا |
| آنکہ گوید جملہ حق ست احمقی ست | و آنکہ گوید جملہ باطل او شقی ست |
| جو کہے سب کچھ ہے حق، ہے احمقی | جو کہے باطل ہے سب، وہ ہے شقی |
| تاجرانِ انبیا کردند سود | تاجرانِ رنگ و بو کور و کبود |
| تاجرانِ انبیا کو فائدے | تاجرانِ رنگ و بو اندھے رہے |
| می نماید مار اندر چشم مال | ہر دو چشم خویش را نیکو بمال |
| سانپ تجھ کو مال آتا ہے نظر | مَل ذرا آنکھوں کو اپنی اغور کر |
| منگر اندر غبطہ ایں بیع و سود | بنگر اندر خسرِ فرعون و ثمود |

چھوڑ دے یہ غبطۂ[1] سودا و سود
دیکھ تو نقصانِ فرعون و ثمود

[1] کسی چیز کے نہ ہونے پر رشک کرنا۔

# ہر چیز کا بغور امتحان کرنا

اندریں گردوں مکرر کن نظر
تو دوبارہ آسمان پر کر نظر

زانکہ حق فرمود ثم ارجع بصر
حق نے فرمایا ہے ثم ارجع بصر

یک نظر قانع مشو زیں سقفِ نور
آئے گی یوں کیا نظر یہ سقفِ نور

بارہا بنگر ببیں ھل من فطور
دیکھے جا۔ کیا ہے شگاف اے ذی شعور

چونکہ گفتت کاندریں سقفِ نکو
کہ دیا تجھ سے کہ یہ سقفِ نکو

بارہا بنگر چو مرد عیب جو
دیکھ پے در پے مثالِ عیب جو

پس زمینِ تیرہ را دانی کہ چند
دیکھنے کو پس زمین تیرہ سے

دیدن و تمییز باشد در پسند
کس قدر تمییز ہونا چاہیئے

تا بپالایم صافاں راز دُرد
تاکہ تلچھٹ سے نکالیں صاف کو

چند باید عقل ما را رنج برد
چاہئے کچھ عقل کو تکلیف ہو

امتحاں ہائے زمستان و خزاں
سردیوں کے اور خزاں کے امتحاں

تابِ تابستان بہار ہمچو جاں
تیزی گرمی کی بہار گلستاں

بادہا و ابرہا و برقہا
یہ ہوائیں اور بادل بجلیاں

تا پدید آرد عوارض فرقہا
دیکھ سب کو تا عوارض ہوں عیاں

تا بروں آرد زمین خاک رنگ
تا زمین خاک سے پیدا ہو رنگ

ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ
اور جو کچھ جیب میں ہے لعل و سنگ

---

ا قولہ تعالیٰ عزوجل: فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ، ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ - یعنی اپنی نظر پھیر اور دیکھ کہ کیا آسمان میں کوئی شگاف یا نقص نظر آتا ہے؟ پھر دوبارہ نظر ڈال - وہ خوار اور خسارہ والی تیری جانب لوٹ آئے گی۔

| | |
|---|---|
| ہر چہ دزدد باست این خاکِ دژم | از خزانہ حق و دریائے کرم |
| جو کچھ ہے چیمرا یا خاک نے | گنج حق سے اور کرم کے بحر سے |
| شحنۂ تقدیر گوید راست گو | آں چہ بردی شرح وادہ مو بمو |
| شحنۂ تقدیر بولے سچ بتا | لے گئی ہے تو جو کچھ کہ ماجرا |
| دزد یعنی خاک گوید ہیچ ہیچ | شحنہ او را درکشد در پیچ پیچ |
| دزد یعنی خاک بولے کچھ نہیں | شحنہ اس کو پیچ میں لائے وہیں |
| شحنہ گاہش لطف گوید چوں شکر | گہ برآویزد کند ہر چہ بتر |
| لطف گہ کرتا ہے شحنہ جوں شکر | جب الجھتا ہے تو کرتا ہے بتر |
| تا میانِ قہر و لطف این خفیہا | ظاہر آید ز آتش خوف و رجا |
| تاکہ قہر و لطف سے حالِ نہاں | آتشِ خوف و رجا سے ہو عیاں |
| آں بہاراں لطف و شحنہ کبریاست | واں خزاں تہدید و تخویفِ خداست |
| ہیں بہاریں لطف شحنہ ہے خدا | ہے خزاں تہدید و خوفِ کبریا |
| واں زمستاں چار میخ معنوی | تا تو اے دزدِ خفی ظاہر شوی |
| ہے زمستاں چار میخ معنوی | تاکہ تو ظاہر ہو اے دزدِ خفی |
| پس مجاہد را زمانے بسطِ دل | یک زمانے قبض و درد و غش و غل |
| بسط ہو دل مجاہد کے کبھی | اور کبھی ہو قبض و درد و غش اگی! |
| زانکہ ایں آب و گلے کابدانِ ماست | منکر و دزدِ ضیائے جانہاست |
| نی اور مٹی جو ہیں جسد و بدن | ہیں ضیائے جاں کے چور لے جانِ من! |
| حق تعالیٰ گرم و سرد و رنج و درد | بر تنِ ما می نہد اے شیر مرد |
| مالیٰ گرم و سرد اور رنج و درد | جسم پر کرتا ہے طاری شیر مرد! |
| خوف و جوع و نقصِ اموال و بدن | جملہ بہرِ نقدِ جاں ظاہر شدن |
| ف بھوک اور نقصِ مال و جسم کا | ہیں پئے اظہارِ نقدِ جاں فنا! |

این وعید و وعدہا انگیخت است — بہر این کہ نیک و بد آمیخت است
یہ وعید اور وعدے ہیں اُس نے کئے — کیونکہ نیک و بد ہیں آپس میں ملے

چونکہ حق و باطلے آمیختہ اند — نقد و قلب اندر حرمدان ریختند
حق و باطل میں جو تھا اک میل سا — رکھ دیا تھیلی میں سب کھوٹا کھرا

پس محک می بایدش بگزیدہ — در حقائق امتحان ہا دیدہ
منتخب اس کو کسوٹی چاہئے — اصلیت کا امتحاں دیکھے ہوئے

تا شود فاروق این تزویرہا — تا بود دستور این تدبیرہا
تاکہ ان مکروں میں فارق ہو سکے — قاعدے پیدا کرے تدبیر کے

شیر دہ اے مادر موسیٰ ورا — واندر آب افگن میندیش از بلا
دودھ دے اے مادرِ موسیٰؑ اُسے — ڈال دے دریا میں بے سوچے سمجھے

ہر کہ در روز الست آن شیر خورد — ہم چو موسیٰ شیر را تمییز کرد
دودھ یہ روزِ ازل جس نے پیا — مثل موسیٰؑ دودھ سے آگاہ تھا

گر تو بر تمییز طفلت مولعی — این زمان یا امّ موسیٰ ارضعی
ہے اگر تجھ کو بھی ویسی آگہی — مثل موسیٰؑ کے تو ہو جا اس گھڑی

تا ببیند طعم شیر مادرش — تا فرو ناید بدایہ بد سرش
تا مزہ لے اپنی ماں کے دودھ کا — اور نہ ہو دایہ بُری سے سابقہ

؎ قولہ تعالیٰ عزوجل: وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ وَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ
یعنی ہم نے مادرِ موسیٰؑ کو وحی کی کہ اُسے دودھ پلا۔ اور اگر تجھے اس کا ڈر ہے تو اسے دریا میں ڈال دے اور بالکل غم نہ کر۔ کیونکہ ہم اُسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں۔ اور اُسے ہم نے پیغمبروں میں سے کیا ہے ٭

خود بر تو ایں حکایت روشن است ۔ گر غرض نہ ایں حکایت گفتن است

خود ہے روشن تجھ پہ ساری داستاں ۔ فائدہ کیا ہے کروں پھر کیوں بیاں

## اونٹ ڈھونڈنے والے کی حکایت کا فائدہ

اشترے گم کردۂ اے معتمد ۔ ہر کسے ز اشتر نشانے می دہد

تو نے بھی کھویا ہے اونٹ اے مہرباں ۔ اونٹ کا ہر شخص دیتا ہے نشاں

تو نمی دانی کہ آں اشتر کجاست ۔ لیک دانی کایں نشانہا خطاست

اونٹ کے تجھ کو نہیں پیارے پتے ۔ جانتا ہے جھوٹ ہیں سارے پتے

وانکہ اشتر گم نہ کرد او از مرے ۔ ہم چو آں گم کردہ جوید اشترے

گم نہیں جس کا شتر وہ سعی سے ۔ ڈھونڈتا تیری طرح اشتر پھرے

کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام ۔ ہر کہ یابد اجرتش آوردہ ام

اور کہے میں نے بھی کھویا ہے شتر ۔ دوں میں انعام اس کو پائے کوئی گر

تا در اشتر با تو انبازی کند ۔ بہر طمع اشتر ایں بازی کند

تاکہ تیرے اونٹ میں حصہ لگائے ۔ اونٹ کے لالچ سے ہے یہ مکر ہائے

او نشان کژ نہ بشناسد ز راست ۔ لیک گفتت آں مقلد را عصاست

اس کو سچ اور جھوٹ کا کیا ہے پتا ۔ تیرا کہنا ہے مقلّد کا عصا

ہر چہ وا گوئی خطا بود آں نشاں ۔ او بہ تقلید تو می گوید ہماں

تو جو کہتا ہے غلط ہے بے نشاں ۔ وہ تری تقلید میں کہتا ہے ہاں

چوں نشان راست گویند و شبیہ ۔ پس یقیں گردد ترا لاریب فیہ

جب نشاں دیں ٹھیک، بتلائیں شبیہ ۔ پس یقیں آئے تجھے لاریب فیہ

آں شفائے جان رنجورت شود ۔ رنگ رو و صحت و زورت شود

ہو وہ تیری جانِ غمگیں کی شفا ۔ رنگ رخ اور قوّت و صحّت فزا

| | |
|---|---|
| چشمِ تو روشن شود پایت رواں | جسمِ تو جاں گردد و جانت رواں |
| آنکھ روشن، پاؤں تیرے ہوں رواں | جسم تیرا جاں ہو اور جاں رواں |
| پس بگوئی راست گفتی اے امیں | آں نشانیہا بلاغ آمد مبیں |
| اور کہے تو، سچ کہا تو نے امیں | یہ نشاں اُس اونٹ کے ہیں بالیقیں |
| فیہ آیاتٌ ثقات بیّنات | ایں براتے باشد و قدر و نجات |
| پاک اور روشن ہیں اُس[سلہ] میں یہ نشاں | ہے یہ حصہ، قدر اور آزادیاں |
| ایں نشاں چوں داد گوئی پیش رو | وقت آہنگ است پیش آہنگ شو |
| تو نشاں پاکر کے آگے سے کر چل | چل کہ آیا وقتِ آہنگِ عمل |
| پیروی تو کنم اے راست گو | بوے بردی ز اشترم بنما کہ کو |
| راست گو! تیری کروں گا پیروی | تجھ کو ہے خوشبو شتر کی آگئی |
| آں کسے را کو نہ صاحب اشترےست | واندریں جستن شتر جو مریست |
| پھر کسے جس کا شتر کھویا نہیں | جستجو میں پر ہے کہ [illegible] |
| زیں نشانِ راست نفزاید یقیں | جز ز عکسِ ناقہ جوے راستیں |
| اس پتے سے کب یقیں ہو گا سوا | سچے ناقہ جو کے پر تو سے سوا |
| بوئے برد از جد و گرمیہائے او | کہ گزافہ نیست ایں ہیہائے او |
| سعی و کوشش سے ملی اُس کو یہ بُو | بیہودہ کب ہے یہ اس کی ہائے ہُو |
| اندریں اشتر نبودش حق ولے | اشترے گم کردہ است او ہم بلے |
| اس شتر میں کوئی اس کا حق نہ تھا | لیکن اس کا اونٹ بھی کھویا گیا |
| طمعِ ناقہ غیر روپوشش شدہ | آں چہ زو گم شد فراموشش شدہ |
| حرصِ ناقہ غیر کی تو چھپ گئی | اُس سے جو کھویا فراموشی ہوئی |

سلہ بیت اللہ میں +

ہر کجا ایں می دود آں می دود — از طمع ہمدردِ صاحب می شود
جس جگہ جاتا ہے یہ جاتا ہے وہ — طمع سے ہمدرد صاحب[1] کا ہے وہ

کاذبے با صادقے چوں شد رواں — آں دروغش راستی شد ناگہاں
جھوٹا جب ہمراہ صادق ہو رواں — جھوٹ سچ ہو جائے گا وہ ناگہاں

اندر آں صحرا کہ آں اشتر شتافت — اشترِ خود نیز آں دیگر بیافت
یعنی جس جنگل میں کھویا تھا شتر — دوسرا بھی پا گیا اپنا شتر

چوں بدیدش یاد آورد آن خویش — بے طمع شد ز اشترِ یاران خویش
جب اُسے دیکھا تو آیا اپنا یاد — بولا اوروں کے شتر کو خیرباد

آں مقلد شد محقق چوں بدید — اشترِ خود را کہ آں جا می چرید
وہ مقلد بھی محقق ہو گیا — دیکھا اپنا اونٹ جب چرتا ہوا

او طلبگارِ شتر آں لحظہ گشت — می بجستش تا بدید او را بدشت
اونٹ کا طالب ہوا وہ اس گھڑی — دشت میں پایا تلاش اس کی جو کی

بعد از آں تنہا روی آغاز کرد — چشم سوئے ناقۂ خود باز کرد
بعد ازآں تنہا روی آغاز کی — آنکھ اپنی سوئے ناقہ باز کی

گفت آں صادق مرا بگذاشتی — تا بکنوں پاسِ من می داشتی
بولا صادق مجھ سے ہوتا ہے جُدا — پاس اب تک تو تجھے میرا رہا

گفت تا اکنوں فسوسی بودہ ام — وز طمع در چاپلوسی بودہ ام
بولا میں اب تک تو تھا اک مسخرا — طمع سے میں چاپلوسی کرتا تھا

ایں زماں ہمدردِ تو گشتم کہ من — در طلب از تو جدا گشتم بہ فن
اب مگر ہمدرد تیرا بن گیا — اس طلب میں کیونکہ تجھ سے ہوں جدا

[1] یعنی صاحبِ شتر کا۔

از تو می دزدیدے وصفِ شتر   جانِ من دید آں خود شد چشم پر

میں چُراتا تجھ سے تھا وصفِ شتر   دیکھی اپنی ملک، آئی آنکھ بھر

تا نیابیدم نبودم طالبش   پس کنوں مغلوب شد زر غالبش

تھا نہ جب تک پاس، میں طالب نہ تھا   بس ہوا مغلوب زر غالب ہوا

سیّئاتم شد ہمہ طاعاتِ شکر   ہزل شد فانی وجد اثباتِ شکر

میری بدیاں ہوگئیں طاعات شکر   ہزل کم۔ کوشش ہوئی اثباتِ شکر

سیّئاتم چوں وسیلت شد بحق   پس مزن بر سیّئاتم ہیچ دق

جب ذریعہ حق کا بدیاں ہوگئیں   پھر یہ بدیاں قابلِ طعنہ نہیں

مر ترا صدق تو طالب کردہ بود   مر مرا جد و طلب صدقے نمود

تھا تو اپنے صدق سے طالب بنا   اور طلب سے صدق مجھ کو مل گیا

صدقِ تو آورد در جستن ترا   جستنم آورد در صدقے مرا

صدق نے تیرے کیا جویا تجھے   جستجو سے صدق حاصل ہے مجھے

تخمِ دولت در زمیں می کاشتم   سخرہ و بیکار می پنداشتم

تخم دولت تھا زمیں میں بو رہا   اور تھا بیکار اس کو جانتا

آں نہ بُد بیکار کشتے بد درست   ہر یکے دانہ کہ کشتم صد برست

تھے نہ وہ بیکار۔ اچھے کھیت تھے   ایک دانہ میں نے بویا۔ سَو اُگے

دزد سوئے خانۂ شد زیر دست   چوں درآمد دید کاں خانہ خود ست

چور گھر میں ایک مسکیں کے گیا   دیکھا اندر آ کے۔ گھر اپنا ہی تھا

گرم باش اے سرد تا گرمی رسد   با درشتی ساز تا نرمی رسد

گرم رہ اے سرد تا گرمی ملے   سختیوں کو جھیل تا نرمی ملے

آں دو اشتر نیست آں یک اشتر ست   تنگ آمد لفظ معنی بس پُر ست

دو کہاں ہیں وہ شتر ہے ایک ہی   لفظ ہے تنگ اور معنی ہیں کئی

[illegible] نارسان — زاں پیمبر گفت قد کلّ اللساں

[illegible] سکتا نہیں — قول ہے کلّ اللساں کا بہتریں

ناقص اسطرلاب باشد در حساب — چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب

[illegible] ہے — کیا وہ جانے چرخ، سورج کیا ہیں تھے

[illegible] ایں فلک [illegible] نیست — آفتاب از آفتابش ذرّہ ایست

[illegible] — اور وہ سورج ہر جس کا ذرّہ ہے

# ہر نفس میں مسجدِ ضرار کا فتنہ ہے

چوں پدید آمد کہ آں مسجد نہ بود — خانۂ حیلت بُد و دام جہود

سب ہُوا ظاہر کہ وہ مسجد نہ تھی — تھی یہودیوں کی اک حیلہ گری

پس نبی فرمود کاں را بر کنند — مطرحہ خاشاک و خاکستر کنند

حکم پیغمبر ہُوا کھود دیں اُسے — ڈھیر کر دیں اور گرا دیں کھود کے

صاحب مسجد چو مسجد قلب بود — دانہا بر دام ریزی نیست جود

اہل مسجد مثل مسجد تھے بُرے — جود کیا گر دام میں دانہ رکھے

گوشت کاندر شست تو ماہی ربا است — آں چناں لقمہ نہ بخشش نہ سخا است

شست میں جو گوشت ہے ماہی رُبا — کیا سخاوت کا وہ لقمہ ہے بتا

مسجد اہلِ قبا کاں بُد جماد — آں چہ کفو او نہ بُد راہش نہ داد

تھی جمادی مسجد اہلِ قبا — غیر جنس کو نہ بس آنے دیا

لہ حدیث نبوی میں ہے: مَن عرف اللہ کل لسانہ۔ یعنی جس نے خدا کو پہچان لیا اُس کی زبان گُنگ ہو گئی +

لہ۲ ایک آلہ جس سے آفتاب اور تاروں کی بلندی وغیرہ معلوم کرتے ہیں +

لہ۳ ہواس کی ہستی +

در جمادات ایں چنیں حیفے نرفت ——— زد دراں ناکفو امیرا د نفت

پس جمادی پر نہ ظلم ایسا ہوا ——— تھا جو ناکفو[1] اس کو بس ڈالا جلا

پس حقائق را کہ اصل اصلہاست ——— واں کہ آں جا فرقہا و فصلہاست

پس حقائق میں کا اصل اصل ہے ——— جان اس جا فرق ہے اور وصل ہے

نے حیاتش چوں حیات او بود ——— نے مماتش چوں ممات او بود

زندگی اس کی نہیں وہ زندگی ——— اور نہیں وہ موت اس کی موت بھی

گور او ہرگز چو گور او مداں ——— خود چہ گویم حال فرق آں جہاں

قبر اس کی قبر کی صورت نہیں ——— فرق میں اس کا کہوں کیا ہم نشیں

بر محک زن کار خود اے مرد کار ——— تا نسازی مسجد اہل ضرار

رکھ کسوٹی پر تو اپنے کام یار ——— بن نہ جائے مسجد اہل ضرار

بس بر آں مسجد کناں تسخر زدی ——— چوں نظر کردی تو خود زاں ہا بدی

اہل مسجد کا اڑایا مضحکہ ——— جب کیا غور ایک تو ان میں سے تھا

## چار ہندوستانیوں کی کہانی

چار ہندو در یکے مسجد شدند ——— بہر طاعت راکع و ساجد شدند

چار ہندی ایک مسجد میں گئے ——— اور رکوع و سجدہ وہ کرنے لگے

ہر یکے بر نیتے تکبیر کرد ——— در نماز آمد بہ مسکینی و درد

سب نے تکبیر و دل میں نیت ایک کی ——— عاجزی سے پھر نماز [illegible]

مؤذن آمد زاں یکے لفظے بجست ——— کاے مؤذن بانگ کردی وقت ہست

جب مؤذن آیا اک کہنے لگا ——— بانگ دی تو نے [illegible] وقت کیا

گفت آں ہندوئے دیگر از نیاز ——— ہے سخن گفتی و باطل شد نماز

دوسرے نے یوں کہا با صد نیاز ——— بات کی تو نے ہوئی باطل نماز

[1] غیر جنس +

| | |
|---|---|
| آں سوم گفت آں دوم را کاے عمو | چہ زنی طعنہ باو خود را بگو |
| دوسرے سے تیسرا بولا - ارے | تو ہے خود ملزم اُسے طعنہ دے |
| آں چہارم گفت حمداللہ کہ من | در نیفتادم بہ چہ چوں ایں سہ تن |
| چوتھا بولا شکر ہے اللہ کا!!! | میں نہ تینوں کی طرح جھگڑے میں تھا |
| پس نماز ہر چہاراں شد تباہ | عیب گویاں بیشتر گم کردہ راہ |
| آہ! چاروں کی نمازیں تھیں تباہ | عیب گو ہوتے ہیں خود گم کردہ راہ |
| اے خنک جانے کہ عیب خویش دید | ہر کہ عیبے دید آں بر خود خرید |
| نیک ہے جو عیب دیکھے اپنا ہی | دوسروں کا عیب جانے اپنا ہی |
| زانکہ نیمے او ز غیبستاں بدست | واں دگر نیمش ز غیبستاں بدست |
| کیونکہ آدھا اُس کا غیبستاں[1] سے ہے | اور آدھا اُس کا غیبستاں[2] سے ہے |
| چونکہ بر سر مر ترا دہ ریش ہست | مرہمت بر خویش باید کار بست |
| زخم دس خود تیرے سر پر ہیں لگے | پہلے مرہم پٹی ان کی چاہیئے |
| عیب کردن ریش را داروئے اوست | چوں شکستہ گشت جائے ارحمواست |
| عیب جوئی زخم کی - ہے اک دوا | جب شکستہ ہو تو ہے رحمت کی جا |
| گر ہماں عیبت بود ایمن مباش | بو کہ آں عیب از تو گردد نیز فاش |
| عیب وہ موجود تجھ میں ہے - تو ڈر | تجھ سے بھی وہ عیب ظاہر ہو مگر |
| لاتخافوا از خدا نشنیدہٗ | پس چہ خود را ایمن و خوش دیدہٗ |
| لاتخافوا تو نہیں حق سے سُنا | بے غم و خوش کیوں ہے پھر تو یہ بتا |
| سالہا ابلیس نیکو نام زیست | گشت رسوا بیں کہ او را نام چیست |
| سالہا شیطاں جیا ہے نیک نام | دیکھ اب وہ ہو گیا رسوائے عام |

[1] نفس

[2] جاں

| | |
|---|---|
| درجہاں معروف بود علیائے او | گشت معروفی بعکس اے وائے او |
| سب میں تھیں مشہور اس کی رفعتیں | اس کے برعکس اس کی ہیں اب شہرتیں |
| تا نۂ ایمن تو معروفی مجو | پاک شو از خوف پس از امن گو |
| تو نہیں ایمن، تو شہرت بھی نہ چاہ | خوف سے ہو پاک اور پھر لے پناہ |
| تا نزوید ریش تو اے خوش ذقن | بر دگر سادہ زنخ طعنہ مزن |
| جب تلک داڑھی نہ نکلے خوش ذقن | ہو نہ سادہ ٹھوڑیوں پر طعنہ زن |
| ایں نگر کہ مبتلا شد جانِ او | در چہے افتاد تا شد پندِ تو |
| دیکھ جاں اس کی ہوئی جب مبتلا | وہ سبب تیری نصیحت کا بنا |
| تو نیفتادی کہ باشی پندِ او | زہرِ او نوشید تو خور قندِ او |
| بچ گیا تو۔ ورنہ بنتا وجہِ پند | زہر کھایا اس نے۔ تو کھا اس کا قند |

## ترکانِ غزان کا قصدِ خونریزی

| | |
|---|---|
| آں غزانِ ترک خونریز آمدند | بہرِ یغما در یکے دہ در شدند |
| وہ غزانِ[1] ترک جو خوں ریز تھے | پہنچے اک گاؤں میں غارت کے لئے |
| دو کس از اعیانِ آں دہ یافتند | در ہلاکِ آں یکے بشتافتند |
| ان کو گاؤں کے ملے سردار دو | قتل وہ کرنے لگے بس ایک کو |
| دست بستندش کہ قربانش کنند | گفت اے شاہان و ارکانِ بلند |
| ہاتھ باندھے ذبح کرنے کے لئے | بولا وہ۔ شاہوں کے رتبے ہوں بڑے |
| قصدِ خونِ من بچہ رو می کنید | از چہ آخر تشنۂ خونِ منید |
| قصد میرے قتل کا کرتے ہو کیوں | آہ میرے خوں کے پیاسے ہو کیوں |

[1] ترکوں کا ایک گروہ تھا جس نے سلطان سنجر کے زمانہ میں خروج کیا تھا۔ اور سنجر کو پکڑ کے پنجرے میں بند کر دیا تھا۔

| | |
|---|---|
| بیست حکمت چه غرض در کشتنم | چونکه من درویشم و عریان تنم |
| کیا غرض ہے قتل سے حکمت ہے کیا | میں تو ہوں درویش بے چارہ گدا |
| گفت تا هیبت بدین یارت زند | تا بترسد او و زر پیدا کند |
| بولے تا ہو خوف تیرے دوست کو | اور زر لا کر وہ دے جیسا بھی ہو |
| گفت آخر او ز من مسکین‌تر است | گفت قاصد کرده‌ای او را زر است |
| مجھ سے بھی ہے مسکین تر | ترک بولا جھوٹ۔ وہ ہے اہل زر |
| گفت چون وهم است ما هر دو ایم | در مقام احتمال و در شکیم |
| ہوا جب ہے وہم پھر ہے ایک حال | ہو گئے ہم دونوں پہ شک و احتمال |
| خود ورا بکشید اول ای شهان | تا بترسم من دهم زر را نشان |
| پہلے اس کو قتل کر دو بے گماں | تا بتاؤں ڈر کے دولت کا نشاں |
| پس کرمهای الٰہی بین که ما | آمدیم آخر زمان در انتها |
| دیکھ یہ الطاف و اکرام خدا | دور آخر میں ہمیں پیدا کیا |
| آخرین قرنها پیش از قرون | در حدیث است آخرون السابقون[1] |
| مرتبہ پچھلوں کا پہلوں سے سوا | پچھلے بڑھ کر ہیں۔ نبیؐ نے ہے کہا |
| تا هلاک قوم نوحؑ و قوم هودؑ | عارض رحمت بجان ما نمود |
| وہ ہلاکت قوم نوحؑ و ہودؑ کی | ہاں ہمارے واسطے رحمت بنی |
| کشت ایشان را که تا ترسیم از او | ور خود این برعکس کردی وای تو |
| ان کو مارا تا ہمیں ڈر ہو ذرا | کرتا گر برعکس تو۔ افسوس تھا |

[1] نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ ؏

# خود پرست اور انبیاؑ و اولیاؒ کی نعمت سے ناشکرے

هر که زیشان گفت از عیب و گناه[1] — وز دل چوں سنگ و از جان سیاه

جس نے کھولے ان کے یوں عیب وگناہ — دل تمہارا سنگ اور جاں ہے سیاہ

وز سبکداری و فرمانہائے او — وز فراغت از غم فردائے او

کچھ نہیں پروا ہمارے حکم کی — خوف سے محشر کے ہو بے فکر بھی

وز ہوس وز عشق ایں دنیائے دوں — چوں زناں مر نفس را بودن زبوں

تم ہو ہوس سے عاشق دنیائے دوں — مثل زناں ہو تابع نفس زبوں

واں نفور از گفتہائے ناصحاں — واں رمیدن از لقائے صالحاں

ناصحوں کے قول سے نفرت تمہیں — صالحوں کی شکل سے وحشت تمہیں

با دل و با اہل دل دیوانگی — با شہاں تزویر و روبہ شانگی

اہل دل سے ہے تمہیں دیوانگی — مکر ہیں شاہوں سے ہے روبہ گری

سیرچشماں را گدا پنداشتن — وز حسدشاں خفیہ دشمن داشتن

سیر چشموں کو گدا ہو جانتے — ہو حسد سے اُن کے تم دشمن چھپے

گر پذیرد چیز تو گوئی گداست — ور نہ گوئی زرق و مکر است و دغاست

لے جو خیرات اہل کو تم سمجھو گدا — اور نہ لے تو جان لو مکر و دغا

گر در آمیزد تو گوئی طامع است — ور نہ گوئی در تکبر مولع است

گر وہ طامع گر کسی سے وہ ملے — ورنہ تم کہہ دو تکبر ہے اسے

اگر تحمل کرد گوئی عاجز است — ور غیور آمد تو گوئی گربز است

گر کرے برداشت عاجز جان لو — ہو اُسے غیرت تو حیلہ گر کہو ۲۲۰۷

[1] یعنی نوحؑ و ہودؑ یا کسی اور بزرگ نے ان گمراہوں کے عیب و گناہ کھول دئے ۔

با منافق دار عذر آری کہ من
ماندہ ام در نفقۂ فرزند و زن

جوں منافق عذر تم کرتے ہو یا
بچوں کے نفقے میں ہم ہیں مبتلا

نے مرا پروائے سر خاریدن است
نے مرا پروائے دیں ورزیدن است

سر کھجانے کی نہیں فرصت ہمیں
اور نہ فکرِ مذہب و ملت ہمیں

اے فلاں مارا بہ ہمت یاد دار
تا شویم از اولیا پایان کار

اور کہو تم اے فلاں مانگو دُعا
تا ولی ہم کو بنا دے کبریا

ایں سخن نے ہم ز درد و سوز گفت
خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت

اور نہیں یہ بات درد و سوز سے
جیسے سوتا خواب میں بڑبڑا اٹھے

ہیچ چارہ نیست از قوت عیال
از بنِ دنداں کنم کسب حلال

اور کہے لازم ہے بس فکرِ عیال
چاہتا محنت سے ہوں کسب حلال

چہ حلال اے گشتہ از اہل ضلال
غیر خون تو نمی بینم حلال

کیا حلال اے صاحب جرم و ضلال
کیا ترے خون کے علاوہ ہے حلال

از خدایت چارہ است از قوت نے
چارہ است از دیں و از طاغوت[1] نے

تجھ کو ہے چارہ نہیں کچھ قوت سے
دیں سے چارہ ہے نہیں طاغوت سے

اے کہ صبرت نیست از دنیائے دوں
صبر چوں داری ز نعم الماهدون[2]

جب نہیں تو قانع دنیائے دوں
صبر کیونکر ہے خدا سے اے زبوں

اے کہ صبرت نیست از ناز و نعیم
صبر چوں داری ز اللہ کریم

ناز و نعمت سے نہیں کچھ صبر جب
صبر مولا پر تو کر سکتا ہے کب

---

[1] بت - شیطان

[2] قولہ تعالیٰ عزّ و جل۔ وَالْاَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ ہم نے زمین کو بچھایا۔ پس ہم کیسے اچھے بچھانے والے ہیں

| | |
|---|---|
| اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن | صبر چوں داری زحی ذوالمنن |
| صبر جب فرزند و زن ہی سے نہیں | پھر خدا سے صبر ممکن ہے کہیں |
| اے کہ می گوئی خدا بخشد ترا | آں فریب غول میداں برترآ |
| تو کہے "اللہ بخشیگا مجھے" | یہ فریب غول ہے بس جان لے |
| کو خلیلے کو بروں آمد ز غار | گفت ہٰذا ربّ ہاں کو کردگار |
| اب خلیل اللہ کہاں جو غار سے | نکلے اور اللہ کو پہچان لے |
| من نہ خواہم در دو عالم بنگریست | تا نہ دانم ایں دو مجلس آں کیست |
| دونوں عالم کو نہ بس دیکھوں گا میں | تا نہ جانوں یہ دو مجلس کس کی ہیں |
| بے تماشائے صفتہائے خدا | گر خورم ناں در گلو گیرد مرا |
| کر نہ اوصاف خدا کو پاؤں میں | حلق میں اٹکے جو روٹی کھاؤں میں |
| چوں گوارد لقمہ بے دیدار او | بے تماشائے گل و گلزار او |
| کیا گوارا لقمہ بے دیدار ہو | جب نہ دیدار گل و گلزار ہو |
| جز بامید خدا زیں آب خور | کہ خورد یک لقمہ غیر گاؤ خر |
| اس جہاں سے غیر امید خدا | جز گدھے کے کون لقمہ کھائے گا |
| آنکہ کالانعام بد بل ہم اضل[1] | گرچہ پر مکر است آں گندہ بغل |
| جو ہے حیواں۔ بلکہ اس سے بھی بتر | گرچہ وہ مکار ہے اور گندہ تر |
| مکر او سر زیر او سر زیر شد | روزگارے بردو روزش دیر شد |
| مکر اس کا اور وہ عاجز ہوا !! | عمر گذری، اور نہ دن باقی رہا |
| فکر گاہش کند شد عقلش خرف | عمر شد چیزے نہ دارد چوں الف |
| فکر سست اور عقل کند اس کی ہوئی | عمر گزری، چیز کیا باقی رہی |

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل:۔ أُولٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔ یعنی وہ چارپایوں جیسے بلکہ ان سے بھی گمراہ تر ہیں +

آں چہ می گوید دریں اندیشہ ام | ایں ہم از دستان ایں نفس ست ہم

یہ جو کہتا ہے میں اندیشے میں ہوں | یہ بھی ہے بس اک فریب نفس دوں

واں چہ می گوید غفور ست و رحیم | نیست جز آں حیلۂ نفس لئیم

یہ جو کہتا ہے کہ اللہ ... رحیم | یہ بھی ہے اک حیلۂ نفس لئیم

اے ز غم مردہ کہ دست از ناں تہی ست | چوں غفور ست و رحیم ایں ترس چیست

تجھ کو یہ غم ہے کہ ہاتھ خالی ناں سے ہے | جب وہ رحماں ہے تو یہ ڈر کس لئے

# ایک بوڑھا بیمار اور طبیب

گفت پیرے مر طبیبے را کہ من | در زحیرم از دماغ خویشتن

چارہ گر سے ایک بڈھے نے کہا | مجھ کو تکلیف دماغی ہے ذرا

گفت از پیری ست ایں ضعف دماغ | گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ

بولا وہ پیری سے ہے ضعف دماغ | بولا آنکھوں میں بھی ظلمت سے ہے داغ

گفت از پیری ست اے شیخ قدیم | گفت پشتم درد می آید عظیم

بولا یہ بھی ہے ضعیفی کا سبب | بولا درد پشت ہے مجھ کو غضب

گفت از پیری ست اے شیخ نزار | گفت ہر چہ می خورم نبود گوار

بولا پیری سے ہے اے شیخ نزار | بولا کھانا بھی ہے مجھ کو ناگوار

گفت ضعف معدہ ہم از پیری ست | گفت وقت دم مرا دم گیری ست

بولا ضعف معدہ بھی پیری سے ہے | بولا دم رکتا ہے میرا پے بہ پے

گفت آرے انقطاع دم بود | چوں رسد پیری دو صد علت شود

بولا ہاں دم ٹوٹتا ہوگا ضرور | پیری جب ہو سینکڑوں کا ہو وفور

گفت کم شد شہوتم یکبارگی | گفت از پیری ست ایں بیچارگی

بولا شہوت کم ہوئی یکبارگی | بولا پیری سے ہے یہ بے چارگی

گفت پایم سست شد از رہ بماند — گفت از پیری ست در کنجت نشاند

بولا پاہیں سست چل سکتا نہیں — بولا پیری نے کیا گوشہ نشیں

گفت پشتم چوں کمانے شد دوتا — گفت از پیری ست ایں رنج و عنا

بولا ہے مثل کماں یہ پیٹھ خم — بولا پیری سے ہے یہ رنج و الم

گفت تاریک ست چشمم اے حکیم — گفت از پیری ست اے مرد علیم

بولا تاریکی ہے آنکھوں میں حکیم — بولا پیری سے ہے یہ اے مرد علیم

گفت اے احمق بریں بر دوختی — از طبیبی تو ہمیں آموختی

بولا اے احمق یہ کیا ہے گفتگو — کیا طبابت سے یہی سیکھا ہے تو

اے مدمغ عقلت ایں دانش نداد — کہ خدا ہر درد را درماں نہاد

عقل میں تیری نہیں یہ بات آج — حق نے ہر دکھ کا بنایا ہے علاج

تو خرِ احمق ز اندک مایگی — بر زمیں ماندی ز کوتہ پایگی

تھوڑی پونجی سے ہے تو احمق گدھا — سست پائی سے زمیں ہی پر رہا

پس طبیبش گفت کاے عمرِ تو شصت — ایں غضب وایں خشم ہم از پیری ست

شصت سالہ تو ہے۔ بولا چارہ گر — ہے ضعیفی سے یہ غصہ بے خبر

چوں ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف — خویشتن داری و صبرت شد ضعیف

جب ہوئے اجزا و اعضا سب نحیف — ہو گیا صبر و تحمل بھی ضعیف

بر نتابد دو سخن زاں ہے کند — تاب یک جرعہ ندارد قے کند

تجھ کو دو باتوں کی بھی کب تاب ہے — ایک ہی جرعہ میں کر دیتا ہے قے

جز مگر پیرے کہ از حق است مست — در درونِ او حیاتِ طیبہ است

ہاں وہ بڈھا جس کو مست حق کہیں — ہو حیات پاک جس کے جسم میں

از بروں پیر است و در باطن صبی — خود چہ چیز است آں ولی و آں نبی

ہے بظاہر پیر باطن میں جواں — وہ ولی ہے اور نبی ہے بے گماں

گر نہ پیدا اند پیش نیک و بد | چیست با ایشاں خسا را این حسد

گر نہیں ظاہر ہے میان نیک و بد | ان سے کرتے ہیں کمینے کیوں حسد

ور ہمی دانند شاں علم الیقیں | چیست این بغض و حیل سازی و کیں

جب نہیں حاصل انہیں علم الیقیں | کیوں ہے یہ بغض اور حیلہ اور کیں

ور ہمی دانند بعث و رستخیز | چوں زنند خویش بر شمشیر تیز

جو ہیں قائل روز بعث و حشر کے | خود کو ہیں تلوار پر کیوں مارتے

بر تو می خندد مبیں او را چناں | صد قیامت در درونش نہاں

تجھ پہ ہنستا ہے۔ تو یہ کرے گماں | بالیقیں سو حشر ہیں اس میں نہاں

دوزخ و جنت ہمہ اجزائے اوست | ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست

دوزخ و جنت ہیں جز اس کے سب | تیرے اندیشے میں وہ آتا ہے کب

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست | و آنکہ در اندیشہ ناید آں خداست

آئے جو اندیشے میں وہ ہے فنا | جو نہ اندیشے میں آئے ہے خدا

بر در این خانہ گستاخی ز چیست | گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست

پھر یہ دروازے پہ گستاخی ہے کیا | جب خبر ہے کون گھر میں ہے چھپا

ابلہاں تعظیم مسجد می کنند | در جفائے اہل دل جد می کنند

کرتے ہیں تعظیم مسجد نا سزا | اور اہل دل پہ کرتے ہیں جفا

آں مجاز است این حقیقت اے خراں | نیست مسجد جز درون سروراں

وہ مجاز اور یہ حقیقت غور کر | سروروں کا دل ہے مسجد بے خبرا

مسجدے کو اندرون اولیاست | سجدہ گاہ جملہ است آں جا خداست

ہے جو مسجد اندرون اولیا | سجدہ گہ سب کی ہے اُس جا ہے خدا

تا دل مرد خدا نامد بدرد | ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

دل نہ جب تک با خدا اُن کا دُکھا | قوموں کو رسوا خدا نے کب کیا

| | |
|---|---|
| قصدِ جنگِ انبیا می داشتند | جسم دیدند آدمی پنداشتند |
| کرتے تھے وہ قصدِ جنگِ انبیاؑ | آدمی کا جسم پر دھوکا رہا |
| در تو ہست اخلاقِ آں پیشینیاں | چوں نمی ترسی کہ تو باشی ہماں |
| تجھ میں ہے اخلاق اگلوں کا وہی | ڈر نہ ہو ویسا ہی تیرا حال بھی |
| عادتِ آں ناسپاساں در تو ہست | تایدت ہر بار دلو از چہ درست |
| عادت اُن نالائقوں کی ہے تجھے | سیدھا کب ہر ڈول نکلے چاہ سے |
| آں نشانہا ہمہ چوں در تو ہست | چوں تو زایشانی کجا خواہی برست |
| جب وہ سب آثار تجھ میں ہیں عیاں | تو ہے ان میں سے ۔ رہائی پھر کہاں |

## ایک لڑکا اور جوجی مسخرہ

| | |
|---|---|
| کودکے در پیش تابوتِ پدر | زار می نالید و بر می کوفت سر |
| ایک لڑکا پیشِ تابوتِ پدر | روتا تھا اور پیٹتا تھا اپنا سر |
| کاے پدر آخر کجائت می برند | تا ترا در زیرِ خاکے بسپرند |
| لے چلے سب تجھ کو اے بابا کہاں | خاک میں کر دیں گے اب تجھ کو نہاں |
| می برندت خانۂ تنگ و زحیر | نے درو قالی و نے فرشِ حصیر |
| تنگ گھر میں لے چلے ہیں سب تجھے | جو ہے خالی فرش و قالیں ٹاٹ سے |
| نے چراغے در شب و نے روز ناں | نے دراں بوئے طعام و نے نشاں |
| شمع شب کو اور نہیں روزن کوئی | دانہ پانی بھی نہیں تجھے اے تقی ! |
| نے درش معمور و نے سقف و نہ بام | نے دراں بہرِ ضیائے ہیچ جام |
| (جس میں نہ در ہے اور نہ چھت ہے اور نہ بام) | اور نہ بہرِ روشنی ہے کوئی جام[1] |
| نے دراں از بہرِ مہماں آبِ چاہ | نے یکے ہمسایہ کو باشد پناہ |
| بہرِ مہماناں نہیں کچھ آبِ چاہ | اور نہ ہمسایہ کوئی بہرِ پناہ |

[1] شیشہ

جسم تو کہ بوسہ گاہ خلق بود | چوں شود در خانۂ کور و کبود
جسم تیرا بوسہ گاہِ خلق تھا | پھر اندھیرے گھر میں کیا سکھ پائے گا

خانۂ بے زینہار و جائے تنگ | کاندراں نے روئے می ماند نہ رنگ
وہ جگہ ہے تنگ اور گھر بے پناہ | رنگ نہ روپ ہو جاتے ہیں جس میں تباہ

زیں نسق اوصافِ خانہ می شمرد | وز دو دیدہ اشکِ خونیں می فشرد
یوں وہ گھر کا حال کرتا تھا بیاں | اور آنکھوں سے تھے اشکِ خوں رواں

گفت جوحی با پدر اے ارجمند | واللہ ایں را خانۂ ما می برند
بولا جوحی اپنے پیارے باپ سے | گھر ہمارے ہیں اسے لے جا رہے

گفت جوحی را پدر ابلہ مشو | گفت اے بابا نشانیہا شنو
جوحی سے بولا پدر ناداں نہ ہو | بولا بابا میں بتاتا ہوں سنو

ایں نشانیہا کہ گفت او یک بیک | خانۂ ما راست بے تزویر و شک
جو نشانیاں اس نے دی ہیں یک بیک | بس ہمارے گھر کی ہیں بے شبہ و شک

نے حصیر و نے چراغ و نے طعام | نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
کھاٹ ہے اس میں نہ ہے شمع و طعام | ہے نہ دروازہ نہ چھت ہے اور نہ بام

زیں نمط دارند بر خود صد نشاں | لیک کے بینند آں را طاغیاں
اس طرح رکھتے ہیں اپنے سو نشاں | کافر ان کو دیکھ سکتے ہیں کہاں

خانۂ آں دل کہ ماند بے ضیا | از شعاعِ آفتابِ کبریا
خانۂ دل جو نہ روشن ہو سکے | آفتابِ کبریا کے نور سے

تنگ و تاریک است چوں جانِ جہود | بے نوا از ذوقِ سلطانِ ودود
ہے یہودیوں کے دل سا وہ سیاہ | اس میں کچھ باقی نہیں ذوقِ الٰہ

نے دراں دل تابِ نورِ آفتاب | نے گشادِ عرصہ نے فتحِ باب
اس میں کب ہے تابِ نورِ آفتاب | نے کشادہ اس میں کوئی نے فتحِ باب

| | |
|---|---|
| گور خوشتر از چنیں دل مر ترا | آخر از گورِ دلِ خود بر تر آ |
| ایسے دل سے گور ہے بہتر تجھے | تو نکل آ اپنے دل کی گور سے |
| زندۂ و زندہ زاد اے شوخ شنگ | دل نمی گیرد ترا زیں گورِ تنگ |
| زندہ ہے اور زندہ زادے شوخ و شنگ | ناگوارا کیوں نہیں یہ گورِ تنگ |
| یوسفِ وقتی و خورشیدِ سما | زیں چہ و زنداں برآ و رو نما |
| یوسفِ دوراں ہے خورشیدِ سما | اس کنوئیں اور قید سے تو باہر آ |
| یونسے در بطنِ ماہی پختہ شد | مخلصش را نیست از تسبیح بد |
| تیرا یونس بطنِ ماہی میں پکا | کر دیا تسبیح نے اس کو رہا |
| گر نبودے او مسبح بطنِ نون | حبس و زندانش بدے تا یبعثون |
| گر نہ وہ تسبیح کرتا یک بیک | حبس اور زنداں میں رہتا حشر تک |
| آں بہ تسبیح از تنِ ماہی بجست | چیست تسبیح آیتِ روزِ الست |
| وہ تنِ ماہی سے یوں آیا نکل | کیا ہے تسبیح آیتِ روزِ ازل |
| گر فراموشت شد آں تسبیحِ جاں | بشنو ایں تسبیحہائے ماہیاں |
| گر نہیں اب یاد وہ تسبیحِ جاں | سن کہ یوں تسبیح میں ہیں مچھلیاں |
| ہر کہ دید اللہ را اللّٰہی ست | ہر کہ دید آں بحر را او ماہی ست |
| جو خدا کو دیکھے اللّٰہی ہے وہ | جو رہے اس بحر میں ماہی ہے وہ |
| ایں جہاں دریا و تن ماہی و روح | یونس محجوب از نورِ صبوح |
| بحرِ دنیا، تن ہے ماہی اور روح | ہے نہاں جوں یونس از نورِ صبوح |
| گر مسبح باشد از ماہی رہید | ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید |
| گر رہے تسبیح چھوٹے بے گماں | ورنہ اس میں ہضم ہو کر ہو نہاں |
| ماہیانِ جاں دریں دریا پُرند | تو نمی بینی کہ کوری و نژند |
| پُر ہے دریا مچھلیوں سے جان کی | تو ہے اندھا۔ کیا نظر آئے تجھی! |

بر تو خود را می زند آں ماہیاں ۔۔۔ چشم بکشا تا ببینی شاں عیاں
ڈالتی ہیں خود کو تجھ پر مچھلیاں ۔۔۔ کھول آنکھیں تا انہیں دیکھے عیاں

ماہیانِ جملہ روح بے جسد ۔۔۔ نے در ایشاں کبر و کین نے حسد
مچھلیاں ہیں سب بہ روح بے جسد ۔۔۔ کبر ہے اُن میں نہ ہے کین و حسد

ماہیاں را گر نمی بینی پدید ۔۔۔ گوش تو تسبیح شاں آخر شنید
مچھلیوں کو گر نہیں تو دیکھتا ۔۔۔ کانوں میں تسبیح کی تو ہے صدا

صبر کردن جان تسبیحات تست ۔۔۔ صبر کن کانست تسبیح درست
صبر ہے بس تیری تسبیحوں کی جان ۔۔۔ صبر کر تسبیح سچی اس کو جان

ہیچ تسبیحے ندارد آں درج ۔۔۔ صبر کن کالصّبرُ مفتاحُ الفَرَج
اس سے بڑھ کر ہے کوئی تسبیح بھی؟ ۔۔۔ صبر کر ہے صبر کنجی عیش کی

صبر چوں پول صراط آں سو بہشت ۔۔۔ ہست با ہر خوب یک لالائے زشت
صبر ہے جوں پل صراط اُس سو بہشت ۔۔۔ ساتھ ہے ہر خوب کے لالائے[1] زشت

تا ز لالا می گریزی وصل نیست ۔۔۔ زانکہ لالا را ز شاہد فصل نیست
بھاگے خادم سے تو کب حاصل ہو وصل ۔۔۔ کیونکہ خادم کو نہیں شاہد سے فصل

تو چہ دانی ذوق صبر اے شیشہ دل ۔۔۔ خاصہ صبر از بہر آں شوخ چگل
صبر کا اے شیشہ دل کیا جانے ذوق ۔۔۔ ہے خصوصاً صبر بہر شوخ فوق

مرد را ذوق از غزا و کر و فر ۔۔۔ مر مخنّث را بود ذوق از ذکر
ذوق مرداں ہے غزا اور کر و فر ۔۔۔ اور مخنث کو فقط ذوقِ ذکر

جز ذکر نے دین او نے ذکر او ۔۔۔ سوئے اسفل بردہ او را فکر او
ہے ذکر ہی ذکر بھی اور دین بھی ۔۔۔ سوئے اسفل فکر اس کو لے گئی

گر برآید تا فلک از وے مترس ۔۔۔ کو بشوق سفل آموزید درس
گر فلک تک ۔۔۔ اُس سے تو نہ ڈر ۔۔۔ لی ہے تعلیم اُس نے اسفل کی مگر

[1] خادم ۔

او بسوے سفل می راند فرس — گرچہ سوئے علو جنباند جرس
سوئے اسفل گھوڑا دوڑاتا ہے وہ — گو جرس اوپر بجاتا ہے وہ[1]

از علمہائے گدایاں ترس چیست — کاں علمہا لقمۂ ناں راہی است
ہے فقیروں کے علم سے خوف کیا — وہ علم ہیں روٹیوں کا راستا

ایں سخنہا را نکو دریاب تو — ور نمی دانی بشنو از باب تو!
غور ان باتوں پہ اچھی طرح کر — گر سمجھ سکتا نہیں، سن اے پسر

## ایک بچے کا ایک موٹے آدمی سے ڈرنا

کنک زفتے کودکے را یافت فرد — زرد شد کودک ز بیم قصد مرد
بچہ تنہا مرد فربہ کو ملا — اس کے ڈر سے زرد بچہ پڑ گیا

گفت ایمن باش اے زیبائے من — کہ تو خواہی بود بر بالائے من
بولا اے پیارے مرے مجھ سے نہ ڈر — مجھ سے اوپر ہوگا تو اے بے خبر!

من اگر ہولم مخنث دال مرا — ہم چو اشتر بر نشیں می راں مرا
پر خطر ہوں تو مخنث جان لے — مثل اشتر بیٹھ مجھ پر شوق سے

صورت مردان معنی ایں چنیں — از بروں آدم درون دیو لعیں
صورت مردان باطن ہے یونہیں؟ — آدمی باہر سے اندر سے لعیں؟

آں دہل را مانی اے زفت چو باد — کہ بروں آں شاخ را می کوفت راد
تھا ہوا سے ڈھول اک پھولا ہوا — چوب سے کوئی تھا اس کو کوٹتا

روبہے اشکار خود را باد داد — بہر طبلے ہم چو خیک پر ز باد
لومڑی اک چھوڑ کر اپنا شکار — ڈھول کی جب آ ہوئی اس کو سیار

[1] یعنی گو اس کے خیالات بلند ہوں مگر افعال سب پست ہیں ٭

چون نہ دید اندر دہل او فربہی ‌ ‌ ‌ گفت خوکے بہ ازیں خیکِ تہی

ڈھول کے جب پول کا پایا پتا ‌ ‌ ‌ بولی بس اس سے تو بہتر خوک تھا

روبہاں ترسند از آوازِ دہل ‌ ‌ ‌ عاقلش چنداں زند کہ لا نقل

لومڑی ترساں ڈھول کی بانگ سے ‌ ‌ ‌ بیٹے یوں عاقل - صدا بالکل نہ دے

## ایک تیر انداز اور ایک سوار

یک سوارے با سلاح بس مہیب ‌ ‌ ‌ می شد اندر بیشہ بر اسپے نجیب

جسم پر ہتھیار باندھے اک سوار ‌ ‌ ‌ گذرا اک جنگل سے لے کر راہوار

تیر اندازے بحکم او را بدید ‌ ‌ ‌ پس ز خوف او کماں را در کشید

دیکھا اس کو ایک تیر انداز نے ‌ ‌ ‌ اور کماں کو اپنی کھینچا خوف سے

تا زند تیرے سوارش بانگ زد ‌ ‌ ‌ من ضعیفم گرچہ زفتستم جسد

تاکہ مارے تیر - چلّایا سوار ‌ ‌ ‌ ناتواں ہوں گو بدن ہے استوار

ہاں و ہاں منگر تو در زفتی من ‌ ‌ ‌ کہ کمم در وقتِ جنگ از پیرہ زن

موٹاپے پر نہ میرے کر نظر ‌ ‌ ‌ لڑنے میں بڑھیا سے کم ہوں خوش سیر!

گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ نیش ‌ ‌ ‌ بر تو می انداختم از ترسِ خویش

بولا - جا تو نے کہا سچ بر ملا ‌ ‌ ‌ ورنہ ڈر سے تیر تجھ پر پھینکتا

بس کساں را آں سلاح بستن بکشت ‌ ‌ ‌ بے رجولیت چناں تیغے بمشت

اسلحہ بندی سے اکثر مر گئے ‌ ‌ ‌ ہو جو بزدل ہاتھ میں کیوں تیغ لے

گر بپوشی تو سلاحِ رستماں ‌ ‌ ‌ رفت جانت چوں نباشی مردِ آں

اسلحہ رستم کے لے کر پہنے کہیں ‌ ‌ ‌ جاں گئی - گر مرد تو اس کا نہیں

جاں سپر کن تیغ بگذار اے پسر ‌ ‌ ‌ ہر کہ بے سر بود ازیں شر برد سر

جاں سپر کر تیغ کو چھوڑ اے پسر ‌ ‌ ‌ کھا جو بے سر وہ ہوا آزاد شر

آں سلاحت حیلہ و مکرِ تو است　　ہم ز تو زائید و ہم جانِ تو خستہ

مکر اور حیلے ترے ہتھیار ہیں　　تجھ سے پیدا اور پھر غدار ہیں

چوں نہ کردی ہیچ سود زیں حیل　　ترکِ حیلہ کن کہ پیش آید دول

جب نہ کوئی نفع حیلوں سے ہُوا　　ترکِ حیلہ کر کے - لے دولت کو آ

چوں یکے لحظہ نخوردی بر زفن　　ترکِ فن گو می طلب ربّ المنن

فن سے اپنے تو نے پھل پایا نہیں　　چھوڑ فن ، کر عشقِ ربّ ذوالمنن

چوں مبارک نیست بر تو ایں علوم　　خویشتن گولے کن و بگذر ز شوم

جب نہیں تجھ پر مبارک یہ علوم　　خود کو کر بے عقل اور بس چھوڑ شوم

چوں ملائک گو کہ لَا عِلْمَ لَنَا　　یا الٰہی غیرِ مَا عَلَّمْتَنَا

جوں ملائک کہ کر لَا عِلْمَ لَنَا[1]　　یا الٰہی غیرِ مَا عَلَّمْتَنَا

یک حکائت بشنو اے صاحب قبول　　درمیانِ عقل و جہل بو الفضول

اک حکایت اور سن اے نوجواں　　جو ہے عقل و جہل کے بس درمیاں

# ایک اعرابی اور ایک عقلمند

یک عرابی بار کردہ اشترے　　در جوال زفت از گندم پُرے

ایک اعرابی نے لادی اونٹ پر　　گیہوں سے لبریز اک گون لے پسر

واں جوال دیگرش از ریگ پُر　　ہر دو را او بار کردہ بر شتر

دوسری اک گون میں مٹی بھری　　اونٹ پر دونوں کو لادا اے اخی

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جل: قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ" - یعنی فرشتوں نے کہا کہ اے پاک پروردگار! ہمیں کوئی علم نہیں ، مگر وہی جو تو نے ہمیں سکھایا ہے - کیونکہ تو دانا اور حکمت والا ہے ۔

او نشستہ بر سرِ ہر دو جوال — یک حدیث انداز کرد او را سوال
دونوں گونوں پر وہ تھا بیٹھا ہُوا — تو کسی نے یہ سوال اس سے کیا

از وطن پرسید و آورد در گفت — واندر آں پرسش بسے دُرہا بسفت
پوچھ کر حالِ وطن کی اس سے بات — گوہر افشاں وہ ہُوا اے نیک ذات!

بعد ازاں گفتش کہ آں ہر دو جوال — چیست آگندہ بگو مصدوقِ حال
پوچھ پھر اس سے کہ سن اے باوفا — تیری ان گونوں میں یہ کیا ہے بھرا

گفت اندر یک جوالم گندم است — در دگر ریگے نہ قوتِ مردم است
ایک میں گندم ہے۔ اس نے یوں کہا — دوسری میں ریت ہے صرف اے فتا

گفت تو چوں بار کردی ایں رمال — گفت تا تنہا نماند آں جوال
پوچھا پھر یہ ریت کیوں تو نے بھری؟ — بولا تا ہم وزن ہو اُس گون کی

گفت نیم گندم آں تنگ را — در دگر ریز از پے فرہنگ را
بولا آدھے گیہوں رکھتا ایک میں — اور تھے آدھے گیہوں بھرنا ایک میں

تا سبک گردد جوال و ہم شتر — گفت شاباش اے حکیم اہل حر
تا سبک ہو جاتی گون اور اونٹ بھی — بولا شاباش اے حکیم فلسفی

ایں چنیں فکرِ دقیق و رائے خوب — تو چنیں عریاں پیادہ در لغوب
فکر گہری اور رائے اچھی ہے تری — پھر پیادہ پائی اور یہ خستگی

رحمتش آمد بر حکیم و عزم کرد — کہ برا اشتر بر نشاند نیک مرد
رحم آیا، قصد پھر اُس نے کیا — اونٹ پر اس کو بٹھا لے برملا

باز گفتش اے حکیم خوش سخن — شمۂ از حال خود ہم شرح کن
اُس سے پوچھا اے حکیم باوفا — تو بھی اپنا حال تھوڑا سا سنا

ایں چنیں عقل و کفائت کہ تراست — تو وزیری یا شہی برگوئے راست
تو جو اتنا عاقل و آگاہ ہے — نائب سلطاں ہے تو یا شاہ ہے؟

گفت ایں ہر دو نیم از عامہ ام — بنگر اندر حال و اندر جامہ ام
بولا یہ دونوں نہیں میں عام ہوں — دیکھ کپڑے اور مرا حالِ زبوں

گفت اشتر چند داری چند گاو — گفت نے این و نہ آں ما را مکاو
پوچھا۔ گائیں اونٹ کتنے ہیں ترے — بولا ہوں محروم اونٹ اور گائے سے

گفت رختت چیست بارے در دکاں — گفت ما را کو دکان و کو مکاں
پوچھا ہے دکّان میں اسباب کیا — بولا دکّان و مکاں سے مجھ کو کیا!

نے ز قوت و نے ز رخوت و نے قماش — نے مطاع و نیست مطبخ نیست آش
ہے نہ کھانا اور نہ سامان و لباس — ہے نہ خادم اور مطبخ، خوش اساس

گفت پس از نقد پرسم نقد چند — کہ توئی تنہا رو و محبوب پند
پوچھا آخر نقد سے ہے پاس کیا — یا نصیحت گو ہے تنہا چل رہا

کیمیائے زرِّ عالم با تو است — عقل و دانش را گہر تو بر تو است
کیا زرِ عالم کی پائی کیمیا؟؟ — عقل و دانش کے گہر ہے لے چلا

گنجہا بنہادہ باشی در مکاں — نیست عاقل تر ز تو کس در جہاں
گنج ہوں گے تیرے گھر میں بے گماں — تجھ سے عاقل تر ہے دنیا میں کہاں

گفت واللہ نیست یا وجہ العرب — در ہمہ ملکم وجوہ قوتِ شب۔
بولا وہ عاقل نہیں حق کی قسم — رات کی خوراک بھی مجھ کو بہم

پا برہنہ تن برہنہ می دوم — ہر کہ نانے می دہد آں جا روم
یا برہنہ تن برہنہ ہوں رواں — اُس کا ہوں میں جو کھلا دے روٹیاں

مر مرا زیں حکمت و فضل و ہنر — نیست حاصل جز خیال و دردِ سر
ایسی حکمت اور یہ فضل و ہنر — ہے خیالی اور وجہ دردِ سر

پس عرب گفتش کہ رو زو دا زبرم — تا نیاید شومیِ تو بر سرم
پس عرب بولا کہ چل ہٹ جا پرے! — تیری منحوسی نہ تا مجھ پر پڑے

دور بر آں حکمت شومت زمن — نطق تو شوم است بر اہلِ زمن

شوم حکمت اپنی لے جا مجھ سے دُور — بات کرنا بھی ہے شومی اور قصور

یا تو آں سو رَو من ایں سو می رَوم — ور ترا رہ پیش من واپس شوم [۱]

یا اُدھر تو جا تو میں جاؤں اِدھر — یا تو آگے بڑھ، میں جاؤں لوٹ کر

یک جوالم گندم و دیگر ز ریگ — بہ بود زیں حیلہائے مردہ ریگ

گون اک گیہوں کی اور اک ریت کی — تیرے حیلوں سے ہے بہتر واقعی

احمقیستم بس مبارک احمقی ست — کہ دلم با برگ و جانم متقی ست

ہوں بس احمق، ہے مبارک احمقی — دل ہے باساماں اور جاں متقی

گر تو خواہی کت شقاوت کم شود — جہد کن تا از تو حکمت کم شود

گر تو چاہے ہو شقاوت کم تری — سعی کرتا ہو یہ حکمت کم تری

حکمتے کز طبع آید وز خیال — حکمتے نے فیضِ نورِ ذوالجلال

پائے جو حکمت خیال و طبع سے — فیض نورِ حق نہ وہ حکمت رکھے

حکمت دنیا فزاید ظن و شک — حکمت دینی برد فوقِ فلک

حکمتِ دنیا بڑھائے ظن و شک — حکمت دیں لے کے جائے تا فلک

روبہانِ زیرکِ آخر زماں — بر فزودہ خویش بر پیشینیاں [۱]

اس زمانے کے جو ہیں روباہ عقل — اگلے لوگوں کی کیا کرتے ہیں نقل

حیلہ آموزاں جگرہا سوختہ — فعلہا و مکرہا آموختہ

حیلے سیکھے اور جگر سوزاں ہوئے — اور حاصل مکر و فعل و فن کئے

صبر و ایثار و سخائے نفس و جود — باز دادہ کاں بود اکسیر سود

صبر و ایثار اور سخاوت نفس و جود — چھوڑ بیٹھے جو کہ تھے اکسیر سود

[۱] یعنی اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اُن سے عاقل و برتر سمجھتے ہیں۔

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے ۔ راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

فکر وہ ہے کھول دے جو راستے ۔ راہ وہ ہے جس سے سلطانی ملے

شاہ آں باشد کہ از خود شہ بود ۔ نے بہ مخزن ہا و گوہر شہ بود

شاہ وہ ہے جو ہے خود بادشاہ ۔ گوہر و مخزن نہ ہوں اس کی پناہ

تا بماند شاہی او سرمدی ۔ ہم چو عزِّ ملکِ دینِ احمدی

تا ہو اس کی بادشاہت سرمدی ۔ جس طرح ہے عزِّ دینِ احمدی

تا قیامت نیست شرعش را زوال ۔ گشتہ دور از ملکِ او عین الکمال

حشر تک کیا شرع کو اس کی زوال ۔ دور اُس کے ملک سے عین الکمال[1]

## حضرت ابراہیم ادہم کی کرامت

ہم ز ابراہیم ادہم آمدہ است ۔ کو ز راہے بر لبِ بحرے نشست

یہ ہے ابراہیم ادہم کی خبر ۔ بیٹھے تھے اک دن کنارِ بحر پر

دلق خود می دوخت آں سلطانِ جاں ۔ یک امیرے آمد آں جا ناگہاں

اپنی گدڑی سیتے تھے سلطانِ جاں ۔ ایک دولت مند آیا ناگہاں

آں امیر از بندگانِ شیخ بود ۔ شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود

خادموں میں شیخ کے وہ شخص تھا ۔ شیخ کو پہچان کر سجدہ کیا

خیرہ شد در شیخ و اندر دلقِ او ۔ گشتہ دیگر گوں ز خلوت خلقِ او

شیخ کی گدڑی سے حیراں ہو گیا ۔ اس کی خلوت سے پریشاں ہو گیا

کو رہا کرد آں چناں ملکِ شگرف ۔ بر گزید از فقر بس باریک حرف

سلطنت کس طرح اپنی چھوڑ دی ۔ فقر کی کیوں یہ رہِ باریک لی

ترک کردہ ملکِ ہفت اقلیم را ۔ می زند بر دلق سوزن چوں گدا

ترک کر کے مُلکِ ہفت اقلیم کا ۔ اپنی گدڑی سی رہا ہے جوں گدا

---

[1] بری آنکھ ۔ چشم زخم

ملکِ ہفت اقلیم ضائع می کند ۔۔۔ چوں گدا بر دلق سوزن می زند

کرتا ہے ساتوں ولایت رائگاں ۔۔۔ جوں گدا سیتا ہے گدڑی بے گماں

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش ۔۔۔ شیخ چوں شیر است دلہا بیشہ اش

شیخ اس اندیشے سے واقف ہوئے ۔۔۔ دل ہیں جنگل۔ شیخ مثل اک شیر کے

چوں رجا و خوف در دلہا رواں ۔۔۔ نیست بر وے مخفی اسرارِ نہاں

جوں رجا و خوف ہے دل میں رواں ۔۔۔ اس پہ کب مخفی ہیں اسرارِ نہاں

دل نگہ دارید اے بے حاصلاں ۔۔۔ در حضورِ حضرتِ صاحب دلاں

دل پہ رکھو آنکھ اے بے حاصلو ۔۔۔ جب حضوری اہلِ دل کی تم کو ہو

پیشِ اہلِ تن ادب بر ظاہر است ۔۔۔ کہ خدا از ایشاں نہاں و ساتر است

پیشِ اہلِ تن ادب ہے ظاہری ۔۔۔ کیوں کہ اُن سے ہے نہاں اللہ بھی

پیشِ اہلِ دل ادب بر باطن است ۔۔۔ زاں کہ دلشاں بر سرائر فاطن است

اور ادب ہے اہلِ دل کا باطنی ۔۔۔ بھیڑ اُن کے دل میں ہے اسرار کی

تو بعکسے پیشِ کوراں اہلِ جاہ ۔۔۔ با حضور آئی نشینی پایگاہ[1]

برخلاف اس کے تو پیشِ اہلِ جاہ ۔۔۔ بیٹھتا ہے آکے سوئے پائے گاہ

پیشِ بینایاں کنی ترکِ ادب ۔۔۔ نارِ شہوت را از آں گشتی حطب

بے ادب اہلِ نظر سے تو ہوا ۔۔۔ اس لئے ہے نارِ شہوت میں جلا

چوں نداری فطنت و نورِ ہدیٰ ۔۔۔ بہر کوراں روے را می زن جلا

جب نہیں دانائی و نورِ ھدیٰ ۔۔۔ واسطے اندھوں کے منہ پر دے جلا

پیشِ بینایاں حدث در روئے مال ۔۔۔ ناز می کن با چنیں گندیدہ حال

پیشِ بینا تو نے ناپاک رُو پہ مَل ۔۔۔ بس کیا کر ناز اس حالت پہ تو

[1] پاؤں رکھنے کی جگہ۔ جُوتے اُتارنے کی جگہ۔

شیخ سوزن زود در دریا فگند ‖ خواست سوزن را بآواز بلند

شیخ نے جھٹ پھینکی دریا میں سوئی ‖ پھر بلایا اس کو اور آواز دی

صد ہزاراں ماہیِ اللّٰہیے ‖ سوزن زر بر لب ہر ماہیے

مچھلیاں لاکھوں وہاں آئیں چلی ‖ سب کے منہ میں سونے کی اک سوئی تھی

سر برآوردند از دریائے حق ‖ کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے حق

سر نکالا حق کے دریا سے وہاں ‖ اور کہا اے شیخ حق کی سوئیاں

رو بدو کرد و بگفتش کاے امیر ‖ ملک دل بہ یا چنیں ملکِ حقیر

شیخ نے اُس سے کہا کیوں اے امیر ‖ ملک دل بہتر کہ وہ ملکِ حقیر ہے؟

ایں نشانِ ظاہرست ایں ہیچ نیست ‖ باطنے جوے و بظاہر مایست

یہ نشاں ظاہر ہے، اور یہ کچھ نہیں ‖ ڈھونڈ باطن کو، نہ ہو ظاہر نشیں

سوئے شہر از باغ شاخے آورند ‖ باغ و بستاں را کجا آں جا برند

باغ سے اک شاخ لائیں شہر میں ‖ باغ اور بستاں کو کیونکر ہے علیم

خاصہ باغے کیں فلک یک برگِ اوست ‖ بلکہ آں مغزست ایں عالم چو پوست

باغ وہ ہے جس کا پتہ آسماں ‖ مغز ہے وہ پوست ہے سارا جہاں

برنمی داری سوئے آں باغ گام ‖ بوئے افزوں جوے وکن دفع زکام

کیوں نہیں کرتا سوئے گلشن خرام ‖ ڈھونڈ خوشبو، دور ہو جس سے زکام

تاکہ آں بو جاذبِ جانت شود ‖ تاکہ آں بو نورِ چشمانت شود

جاذبِ جاں تاکہ وہ خوشبو بنے ‖ تا تری آنکھوں کو وہ روشن کرے

تاکہ آں بو سوئے بستانت کشد ‖ وانماید مر ترا راہِ رشد

[illegible] وہ بو کھینچے سوئے بوستاں ‖ راہ نیکی کی کرے تجھ پر عیاں

چشمِ نابینات را بینا کند ‖ سینۂ ات را سینۂ سینا کند

تیری اندھی آنکھ کو بینا کرے ‖ تیرا سینہ، سینۂ سینا کرے

| | |
|---|---|
| [illegible] یوسفؑ[4] ابن یعقوبؑ نبی | بہر بو اَلْقُوْا عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ |
| بولے یہ [illegible] ایسی خوشبو کے لئے | رکھنا یہ کرتا پدر کے سامنے |
| بہر این بو گفت احمد در عظات | دائما قرۃ[5] عینی فی الصلوٰۃ |
| [illegible] میں بو کے بوسے مصطفی | یہ نماز دل میں ہے آنکھوں کی ضیا |
| پنج حس با یکدگر پیوستہ اند | زانکہ این ہر پنج زاصلی رستہ اند |
| پانچوں حس باہم دگر پیوستہ ہیں | ایک ہی جڑ سے اگی ہیں اصل میں |
| قوت ہر یک قوت باقی شود | ما بقی را ہر یکے ساقی شود |
| قوت [illegible] باقی رہے | باقیوں کی وہ ہر اک ساقی رہے |
| دیدن دیدہ فزاید عشق را | عشق اندر دل فزاید صدق را |
| آنکھ کے دیکھنے سے افزوں عشق ہو | عشق ہی دل میں بڑھا دے صدق کو |
| صدق بیداری ہر حس میشود | حسہا را ذوق مونس می شود |
| صدق سے بیداری حس ہے تمام | ذوق مونس ہے حسوں کا لا کلام |
| چوں یکے حس در دروں بکشاد بند | ما بقی حسہا ہمہ مبدل شوند |
| ایک حس بھی دل میں کھل جاتی ہے جب | تو حسیں باقی بدل جاتی ہیں سب |

[4] قرآن مجید میں ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا "اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا" یعنی میری قمیص لے جاؤ اور میرے باپ کے سامنے ڈال دو تاکہ وہ بینا ہو جائے ۔

[5] اقتباس حدیث شریف ہے کہ "احبّ الیّ من دنیاکم ثلاث الطیب و النساء و قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" یعنی تمہاری دنیا کی تین چیزیں مجھے پسند ہیں خوشبو۔ عورت اور نماز میں آنکھوں کی روشنی ۔

# عارف کے حواس کا نورِ غیب سے منوّر ہونا

چوں یکے حس غیر محسوسات دید ۔۔۔ گشت غیبے بر ہمہ حسہا پدید

غیر محسوس ایک حس پر جب کھلا ۔۔۔ سب حسوں پر غیب ظاہر ہو گیا

چوں ز جو جست از گلہ یک گوسفند ۔۔۔ پس پیاپے جملہ زاں سو بر جہند

بھیڑ اک گلے کی کودے نہر سے ۔۔۔ پیچھے پیچھے اُس کے سب گلہ چلے

گوسفندانِ حواست را بِراں ۔۔۔ در چرا از اخرج المرعیٰ چراں

بھیڑوں تو اپنے حواسوں کی ہنکا ۔۔۔ اخرج المرعیٰ[1] کے کھیتوں میں چرا

تا در آں جا سنبل و ریحاں چرند ۔۔۔ تا بہ گلزارِ حقایق رہ برند

تاکہ اس جا سنبل و ریحاں چریں ۔۔۔ راستہ باغِ حقیقت کا وہ لیں

ہر حست پیغمبرِ حسہا شود ۔۔۔ جملۂ حسہا در آں جنّت رود

تیری ہر حس ان حسوں کی ہو نبی ۔۔۔ سب حسیں ہو جائیں تیری جنّتی

حسہا با حسِّ تو گویند راز ۔۔۔ بے زبان و بے حقیقت بے مجاز

تیری حس کو یہ حسیں بتلائیں راز ۔۔۔ بے زباں اور بے حقیقت بے مجاز

کیں حقیقت قابلِ تاویلہاست ۔۔۔ ویں توہم مایۂ تخییلہاست

یہ حقیقت دائی تاویلوں کی ہے ۔۔۔ وہم تو یکی ساری تخیلوں کی ہے

آں حقیقت کاں بود عین عیاں ۔۔۔ ہیچ تاویلے نگنجد در میاں

وہ حقیقت جو کہ ہو عین عیاں ۔۔۔ اس میں تاویلوں کی گنجائش کہاں

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل بالَّذِیْ قَدَّرَ فَہَدٰی وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۔ یعنی وہ ایسا خدا ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا، پھر ہدایت دی۔ اور ایسا خدا جس نے چراگاہ زمین سے نکالی۔

| | |
|---|---|
| چونکہ ہر حس بندۂ حس تو شد | مر فلکہا را نباشد از تو بد |
| [illegible] حس کے سب حسیں بندہ ہوئیں | تجھ سے کچھ افلاک کو چارہ نہیں |
| چونکہ دعویٰ [illegible] رود در ملک پوست | مغز آن کہ بود قشر آن اوست |
| [illegible] پوست میں [illegible] کوئی | مغز جس کا ہے اسی کا پوست بھی |
| چونکہ تنازع اوفتد اندر تنگ گاہ | دانۂ آن کیست آن را کن نگاہ |
| [illegible] میں جب کبھی جھگڑا پڑے | کس کا ہے دانہ۔ نظر میں رکھ اُسے |
| [illegible] ظلالت [illegible] نور روح مغز | این پدیدست آن خفی زین رو ملغز |
| [illegible] چھلکا [illegible] اور ہے مغز روح | یہ ہے ظاہر وہ خفی، لے پُر فتوح |
| جسم ظاہر روح مخفی آمدست | جسم ہمچون آستین جان ہمچو دست |
| [illegible] ہے نہاں | آستیں ہے جسم اور ہے ہاتھ جاں |
| باز عقل از روح مخفی تر بود | حس بسوئے روح ازاں زوتر رود |
| عقل [illegible] ہے روح سے | جاتی ہے جھٹ حس سوئے روح اس لئے |
| جنبشے بینی بدانی زندہ است | این ندانی کو ز عقل آگندہ است |
| [illegible] حرکات او سمجھ لے زندہ ہے | یہ نہ سمجھے عقل سے آگندہ[1] ہے |
| تا کہ جنبشہائے موزوں سر کند | جنبش مس را بدانش زر کند |
| [illegible] | جنبش مس کو خرد سے زر کرے |
| زاں مناسب آمدن افعال دست | فہم آید مر ترا کہ عقل ہست |
| ہاتھ سے افعال [illegible] صادر ہوں چست | سمجھے تو گر عقل ہو تیری درست |
| روح وحی از عقل پنہاں تر بود | زانکہ او غیبست او زاں سر بود |
| روح وحی اس عقل سے پوشیدہ تر | غیب کے ہے اُس سرے سے وہ مگر |

[1] بھرا ہوا۔ لبریز

| | |
|---|---|
| عقل احمد از کسے پنہاں نشد | روح وحیش مدرک ہر جاں نشد |
| عقل احمد کس سے پوشیدہ رہی | کون سمجھا روح لیکن وحی کی |
| روح وحیی را مناسبہاست نیز | در نیابد عقل کاں آمد عزیز |
| روح وحیی کو ہیں اکثر نسبتیں | عقل ہے مجبور ان کے فہم میں |
| گہ جنوں بیند گہے حیراں شود | زانکہ موقوفست تا او آں شود |
| ہو کبھی دیوانی اور حیراں کبھی | عقل جب سمجھے کہ ہو جائے وہی[1] |
| چوں مناسبہائے احوال خضر | عقل موسیٰ بود در [illegible] کدر |
| جیسے حال خضر ہیں عجب نسبتیں | عقل موسیٰ [illegible] |
| نامناسب می نمود افعال او | پیش موسیٰ چوں نبودش حال او |
| نامناسب کام آتے تھے نظر | حال سے ان کے نہ تھے موسیٰ [illegible] |
| عقل موسیٰ چوں شود در غیب بند | عقل موشے چوں بود اے ارجمند |
| عقل موسیٰ غیب میں ہو جائے بند | موش کی پھر عقل کیا اے ارجمند |
| علم تقلیدی بود بہر فروخت | چوں بیابد مشتری خوش بر فروخت |
| علم تقلیدی ہے بکنے کے لئے | مشتری جب آئے خوش خوش بیچ دے |
| مشتری علم تحقیقی حق است | دائما بازار او با رونق ست |
| مشتری علم حقیقت کا خدا | رونق بازار رہتی ہے سدا |
| لب ببستہ مست در بیع و شری | مشتری بیحد کہ اللہ اشتری |
| مست ہیں خاموش سودا ہے کھرا | مشتری لاکھوں۔ کہ گاہک ہے خدا |
| درس آدم را فرشتہ مشتری | محرم درسش نہ دیو و نہ پری |
| درس آدم کا فرشتہ مشتری | سمجھیں اس کا درس کیا دیو و پری |

[1] یعنی روح وحی ہو جائے +

| | |
|---|---|
| آدما انبئهم باسما درس گو | شرح کن اسرارِ حق را مو بمو |
| آدما انبئهم باسما تھا سبق | یاد کر اور کھول دے اسرارِ حق |
| آنچناں کس را کہ کوتہ بیں بود | در تلون غرق و بے تمکیں بود |
| میں نے ایسے کو جو ہو کوتاہ بیں | جس کی عادت ہو تلون بالیقیں |
| موش گفتم زانکہ در خاک ست جاش | خاک باشد موش را جائے معاش |
| کہہ دیا چوہا - کہ ہے خاک اس کی جا | خاک ہی ہوتی ہے چوہوں کی غذا |
| راہہا داند ولے در زیرِ خاک | ہر طرف او خاک را کردہ ست چاک |
| جانتا ہے راستے ، اور زیرِ خاک | خاک کو کرتا ہے وہ ہر سمت چاک |
| نفس موشے نیست الا لقمہ رند | قدرِ حاجت موش را عقلے دہند |
| لقمۂ دزدیدہ نفسِ موش اخی ! | قدرِ حاجت جس ہے چوہے کو ملی |
| زانکہ بے حاجت خداوندِ عزیز | می نبخشد ہیچ کس را ہیچ چیز |
| کیونکہ بے حاجت خداوندِ عزیز | بخشتا کب ہے کسی کو کوئی چیز |
| گر نبودے حاجتِ عالم زمیں | نافریدے ہیچ ربّ العالمیں |
| گر نہ ہوتی حاجتِ دنیا - زمیں | کب بناتا اس کو ربّ العالمیں |
| ویں زمینِ مضطرب محتاج کوہ | گر نبودے نافریدے پُر شکوہ |
| تھی زمینِ مضطرب محتاج کوہ | گر نہ ہوتی کیوں انہیں ملتا شکوہ |
| ور نبودے حاجتِ افلاک ہم | ہفت گردوں ناوریدے از عدم |
| گر نہ ہوتی حاجت افلاک بھی | کرتے کیوں سات آسماں جلوہ گری |

لہ قولہ تعالیٰ عزوجل: قَالَ یٰاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ الخ - یعنی خدائے تعالیٰ نے آدمؑ سے فرمایا کہ فرشتوں کو اسماء سکھا دو - جب سکھا دئے تو خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا - کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کے راز جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے +

آفتاب و ماہ و ایں استارگاں ‖ جز بحاجت کے پدید آمد عیاں

چاند سورج اور تارے بے گماں ‖ بے ضرورت کب ہوئے آخر عیاں

پس کمند ہستہا حاجت بود ‖ قدر حاجت مرد را آلت بود

ہے کمندِ ہست حاجت اے اخی ‖ قدر حاجت مرد کا آلہ بنی

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود ‖ تا بجوشد از کرم دریائے جود

پس بڑھا محتاج اپنی حاجتیں ‖ جوش میں آجائیں اس کی رحمتیں

ایں گدایاں ہرزہ و ہر مبتلا ‖ حاجت خود می نماید خلق را

یہ گدا ہیں مبتلا و ہرزہ جو [1] ‖ حاجت اپنی ہیں جتاتے خلق کو

کوری و تنگی و بیماری و درد ‖ تا ازیں حاجت بجنبد رحم مرد

اندھاپن، تنگی و بیماری و درد ‖ تا کہ اس حاجت سے کھائیں رحم مرد

ہیچ گوید ناں دہید اے مرداں ‖ کہ مرا مال است و انبار است و خواں

کوئی کہتا ہے کہ روٹی دو مجھے ‖ مال ہے اور خوان ہیں گھر میں مرے

چشم ننہاد است حق در کور موش ‖ زانکہ بے چشمش چریدن ہست جوش

اندھا یوں حق نے چھچھوندر کو کیا ‖ اندھی آنکھوں سے وہ چرتی ہے سوا

می تواند زیست بے چشم و بصر ‖ فارغ است از چشم اندر خاک تر

وہ ملوٹی جیتی ہے بے چشم و بصر ‖ آنکھوں سے فارغ ہے زیرِ خاک تر

جز بدزدی او بروں ناید ز خاک ‖ تا کند خالق ازاں دزدیش پاک

آئے باہر صرف چوری کے لئے ‖ حق اسے تا پاک چوری سے کرے

بعد ازاں پر یابد و مرغے شود ‖ چوں ملائک جانب گردوں رود

بعد ازاں پر نکلیں اور وہ مرغ ہو ‖ اور جائے جوں ملائک چرخ کو

[1] بیہودہ +

ہر زماں در گلشن شکر خدا ۔۔ او بر آرد ہمچو بلبل صد نوا

گلشن شکر خدا میں ہر گھڑی ۔۔ صورتِ بلبل کرے نغمہ زنی

کائے ہانندہ مرا از وصف زشت ۔۔ اے کنندہ دوزخے را چوں بہشت

اے چھڑانے والے مجھ سے کارِ زشت ۔۔ اے بنانے والے دوزخ کو بہشت

در پیہے نہی تو روشنی ۔۔ استخوانے را دہی سمع اے غنی

آنکھ کی چربی میں رکھ دی روشنی ۔۔ ہڈیوں کو دی سماعت اے غنی

چہ تعلق آں معانی را بجسم ۔۔ چہ تعلق فہم اشیاء را باسم

جسم کو معنی سے کیا ہے واسطہ ۔۔ اِسم سے ہے کیا تعلق فہم کا

لفظ چوں وکرست و معنی طائرست ۔۔ جسم جو و روح آبِ سائرست

مرغ معنی اور ہے لفظ آشیاں ۔۔ جسم ندی رُوح ہے آبِ رواں

در روانی روئے آب جوئے فکر ۔۔ نیست بے خاشاک خوب و زشت و کر

فکر ندی پر روانی میں فنا! ۔۔ آشیاں کا کوڑا ہے اچھا بُرا

او روان است و تو گوئی واقف است ۔۔ او دوان است و تو گوئی عاکف است

وہ رواں ہے تو کہے ٹھہرا ہوا ۔۔ وہ دواں ہے۔ تو کہے ٹھہرا ہوا

گر نبودے سیرِ آب از جا بجا ۔۔ چیست بر وے نو بنو خاشاکہا

جابجا پانی اگر جاری نہ ہو ۔۔ کون لے جائے خس و خاشاک کو

ہست آں خاشاک صورتہائے فکر ۔۔ نو بنو در می رسد اشکالِ بکر

ہے خس و خاشاک صورت فکر کی ۔۔ جس کی شکلیں ہیں بہت نادر نئی

روئے آب جوئے فکر اندر روش ۔۔ نیست بے خاشاکِ محبوب و وحش

آبِ جُو کی سطح پر فکرِ رواں ۔۔ خوب یا بد اک ہے کوڑا بے گماں

قشرہا بر روئے ایں آبِ رواں ۔۔ از ثمارِ باغِ غیبی شد دواں

چھلکے اِس آبِ رواں پر ہیں رواں ۔۔ جا بجا غیبی پھلوں کے بیگماں

قشر ہا را مغز اندر باغ جو ۔ زانکہ آب از باغ می آید بجو

باغ میں جا ڈھونڈ مغز ان چھلکوں کے ۔ نہر میں آتا ہے پانی باغ سے

گر نہ بینی رفتن آب حیات ۔ بنگر اندر جوئے ایں سیر نبات

گر نہیں آتا نظر آب حیات ۔ دیکھ تو ندی میں یہ سیر نبات

آب جو انبہ تر آید در نظر ۔ زو کند قشر صور زوتر گذر

آب جو میں تیز پانی ہو رواں ۔ چھلکے صورت کے ہیں بس اس میں دواں

چوں بغایت تیز شد ایں جو رواں ۔ غم نپاید در ضمیر عارفاں

جب نہایت تیز ندی ہو رواں ۔ غم دل عارف میں ٹھہرے پھر کہاں

چوں بغایت ممتلی بود و شتاب ۔ پس نگنجد اندرو الا کہ آب

ہو جو لبریز اور جاری ہو شتاب ۔ پھر سمائے اور اس میں کیا جز آب

## ایک شیخ پر کسی کا تہمت لگانا

آں یکے یک شیخ را تہمت نہاد ۔ کو بدست و نیست در راہ رشاد

ایک نے تہمت لگائی شیخ پر ۔ یعنی ہے بد نیکیوں سے دور تر

شارب خمرست و سالوس و خبیث ۔ مر مریداں را کجا باشد مغیث

ہے شرابی اور مکار و خبیث [۱] ۔ پھر مریدوں کا ہو وہ کیونکر مغیث[۱]

آں یکے گفتش ادب را ہوش دار ۔ خورد نبود ایں چنیں ظن بر کبار

ایک نے اس سے کہا اے بے ادب ۔ عیب جوئی ہے بڑوں کی خوب کب

دور ازو و دور از اوصاف او ۔ کز سیلے تیرہ گردد صاف او

دور ہے اس سے اور اس کے وصف سے ۔ اس کا آب صاف کیوں گدلا بنے

[۱] فریادرس ؛

| | |
|---|---|
| این چنیں بہتان منہ بر اہلِ حق | کاین خیالِ تست برگرداں ورق |
| رکھ نہ اہلِ حق پہ یوں بہتان تو | یہ خیالِ خام ہے پہچان تو |
| ایں نباشد ور بود اے مرغِ خاک | بحرِ قلزم را ز مُردارے چہ باک |
| یہ غلط ہے اور اگر ایسا ہی ہو | خوف کیا مردار سے ہو بحر کو |
| نیست دُون القلتین و حوضِ خُرد | کش تواند قطرۂ از کار بُرد |
| کم نہیں وہ قلتین[۱] و حوض سے | ایک قطرہ جو اُسے گندہ کرے |
| آتشِ ابراہیمؑ را نبود زیاں | ہر کہ نمرودیست گو می ترس ازآں |
| آگ ابراہیمؑ پر تھی بے زیاں | ہو جو نمرود اُس کو آئے خوف ہاں |
| نفس نمرود است و عقل و جاں خلیل | روح در عین است و نفس اندر دلیل |
| نفس ہے نمرود، عقل و جاں خلیلؑ | روح ہے عین اور نفس اس کی دلیل |
| ایں دلیلِ راہ رہرو را بود | کو بہر دم در بیاباں گم شود |
| ہے دلیلِ راہ رہرو کے لئے | گم بیاباں میں جو ہر لحظہ رہے |
| واصلاں را نیست جز چشم و چراغ | از دلیل و راہِ شاں باشد فراغ |
| واصلوں کو ہے فقط چشم و چراغ | ہے دلیل و راہ سے ان کو فراغ |
| گر دلیلے گفت آں مردِ وصال | گفت بہرِ فہمِ اصحابِ جدال |
| گر دلیل اس نے کوئی پیدا بھی کی | وہ سمجھنے کے لئے لوگوں کے تھی |
| بہرِ طفلِ نو پدر تی تی کند | گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند |
| بچہ سے کہتا ہے تی تی باپ بھی | گو ریاضی میں ہو عقل اس کی بڑی |
| کم نگردد فضلِ استاد از علو | گر الف چیزے ندارد گوید او |
| کم نہیں ہو سکتا فضل اُستاد کا | گر "الف خالی" پڑھائے اے فتا |

[۱] دو مٹکے جن میں ۱۲۰۰ رطل عراقی پانی سما سکے۔ اس قدر پانی گندگی سے ناپاک نہیں ہوتا۔

از پئے تعلیم آں بستہ دہن — از زبانِ خود بروں باید شدن
جس کا منہ ہے بند بس اس کے لئے — چھوٹنا بندِ زباں سے چاہئے

در زبانِ او بباید آمدن — تا بیاموزد ز تو او علم و فن
چاہئے اس کی زباں میں بولنا — تا وہ تجھ سے علم و فن سیکھے ذرا

پس ہمہ خلقاں چو طفلانِ ویند — لازم است آں پیر را در وقتِ پند
لوگ سب لڑکے ہیں گویا پیر کے — وقتِ پند اس کو یہی بس چاہئے

آں مریدِ شیخ بدگوینده را — آں بکفر و گمرہی آگندہ را
اُس مریدِ شیخ سے اے باوفا — اُس سے جو تھا گمرہی میں مبتلا

گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز — ہیں مکن با شاہ و با سلطاں ستیز
یوں کہا تو تیغ تیز اپنے نہ مار — بادشاہوں سے نہ کر تکرار یار

حوض با دریا اگر پہلو زند — خویش را از بیخ ہستی برکند
حوض دریا سے اگر چشمک رکھے — اپنی ہستی پر وہ پانی پھیر لے

نیست بحرے کو کراں دارد کہ تا — تیرہ گردد او ز مردار شما
کوئی بحر ایسا نہیں۔ یہ جان لے — جو کہ گدلا ہو سکے مردار سے

بحر را حد است و اندازہ بداں — شیخ و نورِ شیخ را نبود کراں
بحر کا اندازہ و حد ہے ضرور — شیخ بےحد، اور بےحد اُس کا نور

پیشِ بیحد ہر چہ محدود است لاست — کل شیئ غیر وجہ اللہ فناست
سامنے بےحد کے ہے محدود کیا — ہے بس اللہ کے سوا ہر شے فنا

کفر و ایماں نیست آں جائیکہ اوست — زانکہ او مغز است و ایں دو رنگ و پوست
وہ جہاں ہے کفر و ایماں بھی نہیں — پوست میں یہ، مغز ہے وہ بالیقیں

ایں فناہا پردۂ آں وجہ گشت — چوں چراغِ خفیہ اندر زیرِ طشت
یہ فنا پردہ بنی اُس ذات کی — شمع جیسے طشت کے نیچے کوئی

پس سر این تن حجاب آن سر است — پیش آن سر این سر تن کافر است

پس سر اس تن کا حجاب اس سر کا ہے — سر یہ اس کے سامنے کافر کا ہے

کیست کافر غافل از ایمان شیخ — کیست مردہ بیخبر از جان شیخ

کون کافر، غافل ایمان شیخ ؟ — کون مردہ، ناشناس جان شیخ ؟

جان نباشد جز خبر در آزمون — ہر کرا افزون خبر جانش فزون

امتحاں میں بس خبر ہی جان ہے — جاں فزوں جس کو سوا پہچان ہے

جان ما از جان حیوان بیشتر — از چہ زان رو کہ فزون دارد خبر

جان حیوانوں سے اپنی خوب تر — کیونکہ اُن سے ہے زیادہ باخبر

پس فزون از جان ما جان ملک — کو منزہ شد ز حسّ مشترک

جاں ہماری سے فزوں جان ملک — کیونکہ ہے محفوظ حسّ مشترک

وز ملک جان خداوندان دل — باشد افزون تو تحیّر را بہل

اور فرشتوں سے بھی جان اہل دل — بڑھ کے ہے۔ حیرت سے کیوں ہے مضمحل

زان سبب آدم بود مسجودشان — جان او افزون تر است از بودشان

آدم اُن کا اس لئے مسجود تھا — جان آدم تھی فرشتوں سے سوا

ورنہ بہتر را سجود دون بری — امر کردن ہیچ نبود در خوری

کم کو ورنہ سجدہ گر بہتر کرے — حکم ایسا کس طرح موزوں رہے

کے پسندد عدل و لطف کردگار — کہ گلے سجدہ کند در پیش خار

کب ہے یہ انصاف و لطف کردگار — پھول اگر سر کو جھکائے پیش خار

جان چو افزون شد گذشت از انتہا — شد مطیعش جان جملہ چیزہا

انتہا سے گذری سب سے جاں بڑھی — جان سب کی اس کی تابع ہو گئی

مرغ و ماہی و پری و آدمی — زانکہ او بیش است ایشان در کمی

جانور، مچھلی، پری اور آدمی — کیونکہ وہ ہے بیش، ان میں ہے کمی

ماہیاں سوزن گرِ دلقش شوند — سوزناں را رشتہا تابع بوند
مچھلیاں خود تیری گدڑی کو سیئیں — اور ڈورے تابع سوزن رہیں

## حضرتِ ابراہیم ادہمؒ کا باقی قصہ

چوں نفاذِ امرِ شیخ آں میر دید — زآمدِ ماہی شدش وجدے پدید
حکم یوں جاری جو دیکھا شیخ کا — مچھلیوں کو دیکھ کر وجد آ گیا

گفت اہ ماہی زپیراں آگہ ست — شہ تنے را کو لعین درگہ ست
بولا مچھلی پیر سے آگاہ ہے — حیف وہ جو راندۂ درگاہ ہے

ماہیاں از پیر آگہ ما بعید — ما شقی زیں دولت ایشاں سعید
مچھلیاں پیروں سے واقف، ہم بعید — ہم تو ہیں محروم دولت وہ سعید

سجدہ کرد و رفت گریانُ خراب — گشت دیوانہ زعشق فتح باب
سجدہ کر کے خوب رویا اور گیا — عشق میں مرشد کے دیوانہ ہُوا

پس تو اے ناشستہ رُو در چیستی — در نزاع و در حسد با کیستی
پس تو اے ناپاک! کیا جھگڑا ترا — کس سے تو جنگ و حسد ہے کر رہا

با دُمِ شیرے تو بازی می کنی — بر ملائک ترکتازی می کنی
شیر کی دُم سے بہت ہے کھیلتا — حملہ رہتا ہے فرشتوں پر ترا

بد چہ می گوئی تو خیرِ محض را — ہیں ترفعے کم شمر آں خفض را
تو بُرا کہتا ہے خیرِ محض کو — اس کو اعلیٰ مت سمجھ جو پست ہو

بد چہ باشد مسّ محتاجِ مہاں — شیخ کہ بود کیمیائے بیکراں
بد ہے کیا؟ تانبا ہے۔ ناقص پُرزیاں — شیخ کیا ہے؟ کیمیا ہے بیکراں

مس اگر از کیمیا قابل نشد — کیمیا از مسّ ہرگز مس نشد
کیمیا سے مِس اگر سونا نہ ہو — کیمیا مِس سے کبھی تانبا نہ ہو

بدچہ باشد سرکش[1] آتش عمل ‏ ‏ ‏ شیخ کہ بود عین دریائے ازل

کیا ہے بد؟ اک سرکش آتش عمل ‏ ‏ ‏ شیخ کیا ہے؟ عین دریائے ازل

بد کہ باشد ظالم ظلمت فزا ‏ ‏ ‏ شیخ کہ بود عکس انوار خدا

کیا ہے بد؟ اک ظالم ظلمت فزا ‏ ‏ ‏ شیخ کیا ہے؟ عکس انوار خدا

بدچہ باشد آتشے پُر درد و سوز ‏ ‏ ‏ شیخ آب کوثرست اندر تموز

کیا ہے بد؟ اک آگ ہے پُر درد سوز ‏ ‏ ‏ آب کوثر شیخ ہے، اور جانفزدو

دائم آتش را بترساند ز آب ‏ ‏ ‏ آب کے ترسد ہرگز ز التہاب

آگ کو ہر دم ڈرائے آب سے ‏ ‏ ‏ شعلۂ آتش سے پانی کب ڈرے

در رخ مہ عیب بینی می کنی ‏ ‏ ‏ در بہشتے خار چینی می کنی

چاند میں اور عیب بینی! واہ واہ ‏ ‏ ‏ خلد میں، اور خار چینی، واہ واہ

گر بہشت اندر روی تو خار جو ‏ ‏ ‏ ہیچ خار آں جا نیابی غیر تو

خلد میں جا کر جو ڈھونڈے خار تو ‏ ‏ ‏ تو کہاں پائے بجز اپنے خار تو

می بپوشی آفتابے در گلے ‏ ‏ ‏ رخنہ می جوئی ز بدر کاملے

خاک تو سورج پہ ہے بس ڈالتا ‏ ‏ ‏ بدر میں تو عیب ڈھونڈے برملا

آفتابے کو بتابد در جہاں ‏ ‏ ‏ بہر خفاشے کجا گردد نہاں

آفتاب ایسا جو چمکائے جہاں ‏ ‏ ‏ کب ہو چمگادڑ کی خاطر سے نہاں

عیبہا از ردّ پیراں عیب شد ‏ ‏ ‏ غیبہا از رشک پیراں غیب شد

عیب ردّ پیر ہی سے عیب ہے ‏ ‏ ‏ غیب رشک پیر ہی سے غیب ہے

بارے از دوری ز خدمت یار باش ‏ ‏ ‏ در ندامت جاں کن و در کار باش

دور اگر خدمت سے ہے تو یار ہو ‏ ‏ ‏ کام کر اور رہے ندامت جان کو

[1] تیز مزاج۔ گرم طبیعت ۔

| | |
|---|---|
| تا ازآں راحت نسیمے می رسد | آب رحمت را چہ بندی از حسد |
| تاکہ آئے اک نسیم فرح مند | آب رحمت کو حسد سے کر نہ بند |
| گر تو دوری دور می جنباں تو دم | حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوْھَکُمْ[1] |
| دور ہے، تو دور ہی سے سعی کر | تم جدھر بھی ہو، پھراؤ رخ ادھر |
| چوں خرے در گل فتد از گام تیز | دمبدم جنبد برائے عزم خیز |
| تیز چل کر جب گرے، کیچڑ میں خر | کوشش اٹھنے کی کرے گا زود تر |
| جائے را ہموار نکند بہر باش | داند او کہ نیست آں جائے معاش |
| کب کرے وہ رہنے کو ہموار جا | جب معاش اُس کو نہ حاصل ہو ذرا |
| حسّ تو از حسّ خر کمتر بد است | کز دل توزاں وحلہا بر نجست |
| حسّ خر سے بھی ہے کمتر حس تری | تو کہاں نکلا ہے کیچڑ سے ابھی |
| در وحل تاویل رخصت می کنی | چوں نمی خواہی کزاں دل بر کنی |
| رہ کے کیچڑ میں ہیں تاویلیں دہی | ہے نکلنا اُس سے کب خواہش تری |
| کایں روا باشد مرا من مضطرم | حق نگیرد عاجزے را از کرم |
| یعنی میں مضطر ہوں، مجھ کو ہے روا | عاجزوں کو کب پکڑتا ہے خدا |
| خود گرفتستی تو چوں کفتار گور | ایں گرفتن را نہ بینی از غرور |
| صورت کفتار[2] تو خود ہے پھنسا | کبر سے تجھ کو نہیں کچھ سوجھتا |
| می بگویند اندر آں کفتار نیست | از بروں جوئید کاندر غار نیست |
| کہتے ہیں کفتار اس جا پر نہیں | ڈھونڈو با ہر غار کے اندر نہیں |

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوْھَکُمْ۔ تم جہاں کہیں ہو نماز ادا کرنے کے ارادے میں رہو۔ اور اپنے رخ مسجد الحرام کی جانب پھیرو +

[2] بجو۔

نیست در سوراخ کفتار اے پسر ۔ رفت تازاں و بسوئے آبخور

غار میں کفتار کب ہے اے پسر ۔ پانی پینے کو گیا اے بے خبر!

این ہمی گویند و بندش می نہند ۔ او ہمی گوید ز من کے آگہند

اس طرح کہہ کر پکڑتے ہیں اسے ۔ وہ یہ کہتا ہے کہ کب جانیں مجھے

گر ز من آگاہ بودے ایں عدو ۔ کے ندا کردے کہ آں کفتار کو

ہوتے گر آگاہ دشمن مجھ سے ہاں ۔ کہتے کیوں کفتار ہے وہ اب کہاں

تا کہ بر بندند و بیرونش کنند ۔ غافل آں کفتار از ایں ریشخند

تاکہ باندھیں اور کریں باہر اسے ۔ ہے مگر کفتار غافل کر سے

## ایک شخص اور حضرت شعیبؑ

آں یکے می گفت در عہدِ شعیبؑ ۔ کہ خدا از من بسے دید است عیب

کہتا تھا اک صاحب عہدِ شعیبؑ ۔ مجھ سے دیکھے ہیں خدا نے لاکھ عیب

چند دید از من گناہ و جرمہا ۔ وز کرم یزداں نمی گیرد مرا

جرم اُس نے سیکڑوں دیکھے مرے ۔ اور نہ پکڑا مجھ کو فرطِ رحم سے

حق تعالیٰ گفت در گوش شعیبؑ ۔ در جواب او فصیح از راہِ غیب

بولا شعیبؑ پاک سے حق نے کہا ۔ غیب سے کانوں میں اُن کے دی ندا

کہ بگفتی چند کردم من گناہ ۔ وز کرم نگرفت بر جرمم الٰہ

تو یہ کہتا ہے کئے اتنے گناہ ۔ باوجود اس کے رہا لطفِ الٰہ

عکس می گوئی و مقلوب اے سفیہ ۔ اے رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ

کہتا ہے برعکس تو اے بے شعور ۔ راہ بھولا دشت میں آیا ضرور

چند چندت گیرم و تو بے خبر ۔ با سلاسل ماندۂ پا تا بسر

میں نے پکڑا تجھ کو تو ہے بے خبر ۔ جکڑا ہے زنجیر میں تو سر بسر

| | |
|---|---|
| زنگِ تو بر توت اے دیگِ سیاہ | کرد سیمائے درونت را تباہ |
| زنگ کے پردوں نے اے دیگِ سیاہ | کر دیا ہے دل کا آئینہ تباہ |
| بر دلت زنگار بر زنگارہا | جمع شد تا کور شد ز اسرارہا |
| میل تیرے قلب میں ہے میل پر | ہو گیا اسرار سے تو بے خبر |
| گر زند آں دود بر دیگِ نوے | آں اثر بنماید ار باشد جوے |
| میل گر پھینکیں نئی اک دیگ پر | وہ اثر کر جائے گا گو ہو مختصر |
| زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود | بر سفیدی آں سیہ رسوا شود |
| ضد سے پیدا ہوتی ہے ہر چیز یار | ہو سفیدی پر سیاہی آشکار |
| چوں سیہ شد دیگ از تاثیرِ دود | بعد ازاں ہر کہ ببیند دود زود |
| جب دھوئیں سے دیگ کالی ہو چکی | پھر دھواں کیونکر نظر آئے کبھی |
| مردِ آہنگر کہ او زنگی بود | دود را با روش ہمرنگی بود |
| مردِ آہنگر کہ اہل زنگ ہے | [illegible] سے [illegible] دھواں ہمرنگ ہے |
| مردِ رومی گر کند آہنگری | رویش ابلق گردد از دود آوری |
| مردِ رومی گر کرے آہنگری | منہ دھوئیں سے اس کا ابلق ہو اجی |
| پس بداند زود تاثیرِ گناہ | پس بنالد زار و گوید کاے الٰہ |
| پس وہ تاثیریں گنہ کی جان لے | روئے اور اللہ سے اپنے کہے |
| چوں کند اصرار و بد پیشہ کند | خاک اندر چشمِ اندیشہ کند |
| گر کرے ضد اور بد پیشہ کرے | خاک سے پر چشمِ اندیشہ کرے |
| توبہ نندیشد دگر شیریں شود | بر دلش آں جرم تا بے دیں شود |
| توبہ سے توبہ کی اور شیریں ہوا | جرم سے دل پر جرم [illegible] بے دیں ہوا |
| آں پشیمانی و یارب رفت ازو | شست بر آئینہ زنگِ پنج تو |
| وہ پشیمانی دبا ہو، پھر کہاں | زنگ کی تہ آئینے پہ [illegible] |

آہنش از زنگہا خوردن گرفت — گوہرش را رنگ کم کردن گرفت

زنگ اُس کے لوہے کو کھانے لگا — گوہر اُس کا رنگ کم پانے لگا

چوں نویسی کاغذ اسپید بر — آں نوشتہ خواندہ آید در نظر

سادہ کاغذ پر اگر تو کچھ لکھے — جو اُسے دیکھے۔ وہ فوراً پڑھ سکے

چوں نویسی بر سر بنوشتہ خط — فہم ناید خواندنش گردد غلط

تو لکھے لکھے ہوئے خط پر اگر — کچھ نہ سمجھے اور غلط ہو سر بسر

کاں سیاہی بر سیاہی او فتاد — ہر دو خط شد کور معنی رُو نداد

جب سیاہی پر سیاہی پڑ گئی — دونوں خط مہمل ہوئے سن لے اخی!

ور سوم بارہ نویسی بر سرش — بس سیہ کردی تو جانِ کافرش

تیسری بار اور اگر اُس پر لکھے — جانِ کافر کی طرح کالا کرے

پس چہ چارہ جز پناہِ چارہ گر — نا امیدی مسّ و اکسیرش نظر

کیا ہے چارہ جز پناہِ چارہ گر — یاس ہے مِس، کیمیا اس کی نظر

نا امیدیہا بہ پیشِ او نہید — تا ز دردِ بے دوا بیروں جہید

نا امیدی رکھ دے اُس کے سامنے — تاکہ دردِ بے دوا چھوڑے تجھے

چوں شعیبؑ آں نکتہا با او بگفت — زاں دمِ جاں در دلِ او گل شگفت

جب شعیبؑ اُس سے یہ نکتے کہہ چکے — اُس کے دل میں اور ہی کچھ گل کھلے

جانِ او نشنید وحیِ آسماں — گفت اگر بگرفت ما را کو نشاں

کچھ سنی اُس نے نہ وحیِ آسماں — بولا۔ پکڑا اس نے تو کیا ہے نشاں!

گفت یا رب دفعِ من می گوید او — آں گرفتن را نشاں می جوید او

بولے یارب مجھ کو رد اس نے کیا — پوچھتا ہے اب پکڑنے کا پتا

گفت ستارم نگویم رازہاش — جز یکے رمزے برائے ابتلاش

دی ندا حق نے کہ میں ستار ہوں — امتحاناً بھید اک مجھ سے کہوں

یک نشانے آنکہ می گیرم ورا ۔ آنکہ طاعت دارد و صوم و دعا
اک نشاں یہ ہے کہ پکڑا ہے اسے ۔ بہرِ طاعت اور روزوں کے لئے

از نماز و از زکوٰۃ و غیرِ آں ۔ لیک یک ذرہ ندارد ذوقِ جاں
وہ نمازیں پڑھ کے دیتا ہے زکات ۔ ذوقِ جاں سے ہے نہ حاصل کوئی بات

می کند طاعات و افعالِ سنی ۔ لیک یک ذرہ ندارد چاشنی
نیک کام اور کرتا ہے طاعات بھی ۔ اور مزہ اُس کا نہیں پاتا کبھی

طاعتش نغز است و معنی نغز نے ۔ جوزہا بسیار و در وے مغز نے
طاعتیں اچھی ہیں معنی ہیں بتر ۔ ہیں بہت اخروٹ خالی ہیں مگر

ذوق باید تا دہد طاعات بر ۔ مغز باید تا دہد دانہ شجر
ذوق ہو تو ہو عبادت بارور ۔ مغز ہو اس میں تو دانہ دے شجر

دانۂ بے مغز کے گردد نہال ۔ صورتِ بے جاں نباشد جز خیال
دانۂ بے مغز کب ہوگا نہال ۔ صورتِ بے جاں فقط ہے اک خیال

چوں شعیب ایں نکتہا بروے بخواند ۔ از تفکر ہمچو خر در گل بماند
جب شعیب اُس سے یہ نکتے کہہ گئے ۔ پھنس گیا کیچڑ میں وہ خر فکر سے

## شیخ اور اُس کے طعنہ زن کا قصہ

آں خبیثے از شیخ می لائید ژاژ ۔ کژ نگر باشد ہمیشہ عقلِ کاژ
شیخ کو بدگو رہا تھا وہ بُرا ۔ عقلِ احول دیکھتی ہے کج سدا

کہ منم بر حالِ زشتِ او گواہ ۔ خمر خوار است و بد و کارش تباہ
کہتا تھا ہوں اُس کی حالت کا گواہ ۔ ہے شرابی اور بدکار و تباہ

دیدمش اندر میانِ مجلسے ۔ او ز تقویٰ عاری است و مفلسے
میں نے اک مجلس میں دیکھا ہے اسے ۔ ہے وہ مفلس دُور رہے پرہیز سے

ور که باور نیست خیز امشبان | تا ببینی فسق شیخت را عیان

ہے باور تو اُٹھ کر رات کو | فسق اپنے شیخ کا تم دیکھ لو

شب ببردش بر سر یک روزنے | گفت بنگر فسق و عشرت کردنے

لے گیا وہ شب کو اک روزن کے پاس | اور کہا لے دیکھ فسق اے ناشناس

بنگر آں سالوس روز و فسق شب | روز ہمچون مصطفیٰ شب بولہب

[illegible] روز [illegible] فسق شب | مصطفیٰؐ ہے دن کو شب کو بولہب

روز عبداللہ او را گشتہ نام | شب نعوذ باللہ و در دست جام

دن کو [illegible] اُس کا نام | شب کو استغفار اور ہاتھوں میں جام

دید شیشہ در کف آں شیخ پُر | گفت شیخا مر ترا ہم ہست غُر

شیخ کے ہاتھوں میں شیشہ تھا بھرا | بولا کیوں اے شیخ یہ کیسی ریا

تو نمی گفتی کہ در جام شراب | دیو می میزد شتاب اندر شتاب

[illegible] میں بالیقیں | کرتا ہے پیشاب شیطان لعیں

گفت جامم را چناں پُر کردہ اند | کاندرو می نگنجد یک سپند

[illegible] اتنا بھرا | اُس میں گنجائش نہیں باقی ذرا

بنگر ایں جا ہیچ گنجد ذرّۂ | ایں سخن را کژ شنیدہ غرّۂ

دیکھ ذرّے کی سمائی بھی نہیں | سننے والے نے سنا کج تھا لعیں

جام ظاہر خمر ظاہر نیست ایں | دور دار ایں راز شیخ دوربیں

یہ نہیں ظاہری جام و شراب | شیخ سے دور اس کو جان اے باحجاب

جام مے ہستی شیخ ست اے فلیو | کاندرو اندر نگنجد بول دیو

شیخ کی ہستی ہے ایسا جام مے | اُس میں کب ایسا سماتا بول ہے

پُر و مالامال از نور حق است | جام تن بشکستہ نور مطلق است

نورِ حق سے ہے بھرا اُس کو دیکھ لے | جام تن ٹوٹا ہے نورِ ذات سے

نورِ خورشید ار بیفتد بر حدث — او ہماں نور است نپذیرد خبث

گندگی پر چمکے نورِ مہر اگر — اس پہ کیونکر گندگی کا ہو اثر

شیخ گفت این خود نہ جام است و نہ مے — ہیں بزن بر آ منکرا بنگر بوے

شیخ بولا یہ نہ ہے جام اور نہ مے — ہاں آ کر دیکھ [illegible]

آمد و دید انگبینِ خاص بود — کور شد آں دشمن و کور و کبود

آیا اور دیکھا تو خالص شہد تھا — رو سیاہ دشمن [illegible] گیا

گفت پیر آں دم مریدِ خویش را — رو برائے من بجو مے اے کیا

بولا پیر اپنے مرید خاص سے — تا شراب [illegible] لے

کہ مرا رنجے ست مضطر گشتہ ام — من ز رنج از مخمصہ بگذشتہ ام

مجھ کو ہے تکلیف اور ہوں بے قرار — [illegible]

در ضرورت ہست ہر مردار پاک — بر سرِ منکر ز لعنت باد خاک

ہے ضرورت میں ہر اک مردار پاک — [illegible] خاک

گردِ خمخانہ بر آمد آں مرید — بہرِ شیخ از ہر خمے او می چشید

پہنچا بھٹی پر مرید با حجاب — اور ہر مٹکے سے [illegible] شراب

در ہمہ خمخانہا او مے ندید — گشتہ بد پُر از عسل خم نبید

بھٹیوں میں مے نہ دیکھی دستیاب — بھر گئے تھے شہد سے خم شراب

گفت اے رندان چہ حالست این چہ کار — ہیچ خمے در نمی بینم عقار

بولا رندو ہے یہ کیا حال خراب — ایک بھی خم میں نہیں باقی شراب

جملہ رندان نزد آں شیخ آمدند — چشم گریاں دست بر سر می زدند

رند سب اس شیخ کے پاس آ گئے — روتے تھے اور اپنے سر [illegible]

لہ خُم عظیم ۔

| | |
|---|---|
| در خرابات آمدی شیخ اجل | جملہ میہا از قدومت شد غسل |
| میکدہ میں آکے اے شیخ اجل | کر دیا تو نے شرابوں کو غسل |
| کردۂ مے را تو مبدل زحدث | جان مارا ہم بدل کن از خبث |
| شہد میں تبدیل کی تو نے شراب | جاں بدل دے تو ہماری بھی شتاب |
| گر شود عالم پر از خوں مال مال | کے خورد بندہ خدا الّا حلال |
| سب جہاں گر خون سے ہو مالا مال | کھائے کب بندہ خدا کا جز حلال |

# حضرت عائشہ صدیقہؓ اور رسول مقبولؐ

| | |
|---|---|
| عائشہؓ روزے بہ پیغمبرؐ بگفت | یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت |
| عائشہؓ بولیں نبیؐ سے بے گماں | یا رسول اللہ ظاہر اور نہاں |
| ہر کجا باشد نمازے می کنی | می رود در خانہ ناپاک و دنی |
| آپ پڑھ لیتے ہیں ہر اک جا نماز | گھر میں ہر جا پاک کب ہے پاکباز! |
| گرچہ می دانی کہ ہر طفل پلید | کرد مستعمل بہر جا کہ رسید |
| جانتے ہیں آپ بچے ہر کہیں | کرتے ہیں ناپاک پھر پھر کر زمیں |
| بے مصلیٰ می گزاری تو نماز | ہر کجا روئے زمیں بکشائے راز |
| بے مصلیٰ آپ پڑھتے ہیں نماز | ہر زمیں پر اس میں آخر کیا ہے راز |
| گفت پیغمبرؐ کہ از بہر مہاں | حق نجس را پاک گرداند بداں |
| بولے پیغمبرؐ بزرگوں کے لئے | حق زمیں کو پاک کر دے جان لے |
| زو کہ سجدہ گاہ مارا لطف حق | پاک گرداند تا ہفتم طبق |
| پاک کی حق نے ہماری سجدہ گاہ | ساتویں طبقے تلک بے اشتباہ |
| ہاں و ہاں ترک حسد کن با مہاں | ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں |
| ہاں بزرگوں سے حسد تو چھوڑ دے | تا نہ تو ابلیس دنیا میں بنے |

کو اگر زہرے خورد شہدے شود — تو اگر شہدے خوری زہرے بود

زہر بھی کھائے جو وہ - تو شہد ہو — شہد تو کھائے تو کھائے زہر کو

کو بدل گشت و بدل شد کارِ او — لطف گشت و نور شد مر نارِ او

وہ جو بدلا اس کے بدلے کام بھی — آگ اس کے حق میں رحمت ہو گئی

قوتِ حق بود مر بابیل را — ورنہ مرغے چوں کشد مر پیل را

تھیں ابابیلوں میں حق کی قوتیں — کیا پرندے ورنہ ہاتھی سے لڑیں

لشکرے را مرغکے چندے شکست — تا بدانی کاں صلابت از حق ست

۱ کچھ پرندوں نے ہرایا فوج کو — تھا وہ زورِ حق، تجھے معلوم ہو

گر ترا وسواس آمد زیں قبیل — رو بخواں تو سورۂ اصحابِ فیل

وسوسہ ہو تجھ کو گر ایسے دلیل — جا تو پڑھ لے سورۂ اصحاب فیل

ور کنی با او مری و ہمسری — کافرم گر تو از ایشاں بو بری

اور اگر تو ہمسری اس سے کرے — میں ہوں کافر گر تو اس کی بو بھی لے

## چوہے کا اونٹ کی نکیل کھینچنا

موشکے در کف مہارِ اشترے — در ربود و شد رواں او از مرے

چوہے نے اک اونٹ کی پکڑی مہار — اور دوڑا اک طرف نخوت شعار

اشتر از چستی کہ با او شد رواں — موش غرہ شد کہ ہستم پہلواں

اونٹ چستی سے تھا ساتھ اس کے رواں — چوہا سمجھا میں بھی ہوں اک پہلواں

بر شتر زد پرتوِ اندیشہ اش — گفت بنمایم ترا تو باش خوش

اونٹ پر اندیشہ کا پرتو پڑا — بولا بتلاتا ہوں - آگے چل ذرا

۱ اصحابِ فیل کے قصے کی طرف اشارہ ہے جو کعبہ ڈھانے کے لئے آئے تھے۔ اور جنہیں ابابیلوں نے شکست دی تھی۔

تا بیامد برلب جوئے بزرگ — کاندرو گشتے زبوں پیل سترگ

پہنچے اک ندی پہ وہ دونوں شتاب — جس میں ہاتھی جائے تو ہو غرق آب

موش آں جا ایستاد و خشک گشت — گفت اشتر اے رفیق کوہ و دشت

چوہا ٹھہرا اور ٹھٹھر کر رہ گیا — اونٹ بولا، اے رفیق باصفا

ایں توقف چیست حیرانی چرا — پا بنہ مردانہ اندر جو در آ

کیوں ہے ٹھہرا اور حیرانی ہے کیا — بڑھ کے مردوں کی طرح ندی میں آ

تو قلاوزی و پیش آہنگ من — درمیان رہ مباش و تن مزن

رہنما ہے پیش رو ہے تو مرا — راستہ کھوٹا نہ کر ہاں۔ چل ذرا

گفت ایں آبے شگرفست و عمیق — من ہمی ترسم ز غرقاب اے رفیق

بولا یہ ندی عجب ہے اور عمیق — ڈوبنے سے میں ہوں ڈرتا اے رفیق

گفت اشتر تا ببینم حدِ آب — پا درو بنہاد آں اشتر شتاب

اونٹ بولا۔ دیکھ لوں پانی ذرا — پاؤں پھر ندی میں اس نے رکھ دیا

گفت تا زانوست آب اے کور موش — از چہ حیراں گشتی و رفتی ز ہوش

اور کہا پانی ہے گھٹنوں تک یہاں — ہوش کیوں کھوتا ہے اپنے رائگاں

گفت مورِ تست ما را اژدہاست — کہ ز زانو تا بزانو فرقہاست

بولا مجھ کو چیونٹی اژدر ہے مجھے — فرق ہیں زانو سے زانو تک بڑے

گر ترا تا زانوست اے پُرہنر — مر مرا صد گز گذشت از فرق سر

تیرے گھٹنوں تک اگر پانی رہا — میرے سر سے سو گز اونچا جائے گا

گفت گستاخی مکن بارِ دگر — تا نسوزد جسم و جانت زیں شرر

بولا اب کرنا نہ گستاخی کبھی — ورنہ تیری جان تک جل جائے گی

تو مری با مثلِ خود موشاں بکن — با شتر مر موش را نبود سخن

ہمسری کر اپنے جیسے چوہوں سے — باتیں کیا چوہا کرے ساتھ اونٹ کے

| | |
|---|---|
| گفت توبہ کردم از بہرِ خدا | بگذراں زیں آبِ مُہلک مرمرا |
| بولا توبہ کی خدا کے واسطے | پار کردے اب تو ندی سے مجھے |
| رحم آمد مر شتر را گفت ہیں | بر جہ و بر گردبانِ من نشیں |
| رحم آیا اونٹ کو بولا کہ آ آ آ آ | کود۔ اور کوہان پر تو بیٹھ جا |
| ایں گذشتن شد مسلّم مرمرا | بگذرانم صد ہزاراں چوں ترا |
| پار کردینے کا میں ہوں ذمّہ دار | لاکھوں تجھ جیسوں کو لے جاؤں میں پار |
| چوں پیمبر نیستی پس رَو براہ | تا رسی از چاہ روزے تو بجاہ |
| ہے نہ پیغمبر۔ چل اپنی راہ تو | تاکہ پہنچے چاہ سے تا جاہ تو |
| تو رعیت باش چوں سلطاں نۂ | تک مراں چوں مردِ کشتیباں نۂ |
| تو رعیّت بن، اگر سلطاں نہیں | کھے نہ کشتی کو، جو کشتیباں نہیں |
| چوں نۂ کامل دُکاں تنہا مگیر | دستِ خوش می باش تا گردی خمیر |
| گر نہیں کامل۔ نہ لے تنہا دکاں | پیش خدمت بن، کہ تو پائے اماں |
| چونکہ آزادیت نامد بندہ باش | ہیں مپوش اطلس برو در ژندہ باش |
| تجھ کو آزادی نہیں۔ تو بن غلام | چھوڑ اطلس، اور رکھ گدڑی سے کام |
| اَنْصِتُوْا را گوش کن خاموش باش[1] | چوں زبانِ حق نگشتی گوش باش |
| اَنْصِتُوْا سُن اور پھر خاموش ہو | تو زبانِ حق نہیں، تو گوش ہو |
| ور بگوئی شکلِ استفسار گو | باشہنشاہاں تو مسکیں وار گو |
| اور کہے بھی کچھ تو کر مثلِ سوال | بادشاہوں سے غریبوں کی مثال |

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جل: - وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ - جس وقت کلام خدا پڑھا جائے۔ پس سنو اور خاموش رہو۔ شاید تم پر رحمت کی جائے ؎

ابتدائے کبر و کیں از شہوت است — راسخی شہوت ز عادت است
ابتدائے کبر و کیں شہوت سے ہے — اس کا استحکام پھر عادت سے ہے

چوں ز عادت گشت محکم خوئے بد — خشم آید بر کسے کت واکشد
ہوتی ہے عادت سے محکم خوئے بد — روکنے والے سے ہوتا ہے حسد

چونکہ تو گلخوار گشتی ہر کہ او — واکشد از گل ترا باشد عدو
مٹی تو کھاتا ہے جو روکے تجھے — دشمن اپنا تو سمجھتا ہے اُسے

بت پرستاں چونکہ خو با بت کنند — مانعاں راہِ بتاں را دشمن اند
بت پرستوں کی جو خو ہو بت گری — منع کرنے والوں سے ہے دشمنی

چونکہ کرد ابلیس خو با سروری — دید آدم را بتحقیر از خری
جو نکہ تھی ابلیس کی خو سروری — دیکھ کر آدم کو تھی تحقیر کی

کہ بہ از من سرورے دیگر بود — تا کہ او مسجود چوں من کس شود
مجھ سے بہتر کون ہے وہ دوسرا — جو مرے سجدوں کے قابل ہو گیا

سروری زہر است جز آں روح را — کہ بود تریاق لانے ز ابتدا
سروری ہے زہر جز اُس روح کے — جس کو تریاقیت اول سے ملے

کوہ اگر پُر مار شد باکے مدار — کو بود اندر دروں تریاق زار
کوہ میں گر سانپ ہوں تو خوف کیا — کیونکہ تریاق اس کے اندر ہے بھرا

سروری چوں شد دماغت را ندیم — ہر کہ بشکستت شود خصم قدیم
سروری جب ہو دماغوں کی ندیم — جو اُسے توڑے وہ ہے دشمن قدیم

چوں خلافِ خوئے تو گوید کسے — کینہا خیزد ترا با او بسے
جو کہے تجھ تیری عادت کے خلاف — دشمنی اُس سے تجھے ہو جائے صاف

کو مرا از خوئے من بر می کند — خویش را بر من چو سرور می کند
یعنی میری خو سے ہے بیزار وہ — اور بنتا ہے مرا سردار وہ

| | |
|---|---|
| چوں نباشد خوئے بد سرکش درو | کے فروزد از خلاف آتش درو |
| گر نہ ایسی خوئے سرکش اس میں ہو | دشمنی کی کیوں پھر آتش اس میں ہو |
| چوں نباشد خوئے بد محکم شدہ | کے فروزد از خلاف آتشکدہ |
| خوئے بد محکم نہ ہو جائے اگر | دشمنی سے آگ کیوں ہو تیز تر |
| با مخالف او مدارا می کند | در دل او خویش را جا می کند |
| کرتا ہے خاطر مخالف جان کر | اس کے دل میں ہے بناتا اپنا گھر |
| زانکہ خوئے بد بگشتت استوار | مور شہوت شد ز عادت ہمچو مار |
| خوئے بد تیری ہوئی ہے استوار | چیونٹی شہوت کی بنی ہے مثل مار |
| مار شہوت را بکش در ابتدا | ورنہ اینک گشتہ مارت اژدہا |
| مار شہوت کو تو پہلے کر فنا | سانپ بن جائے گا ورنہ اژدہا |
| لیک ہر کس مور بیند مار خویش | تو ز صاحبدل کن استفسار خویش |
| سانپ سب کو چیونٹی آتا ہے نظر | اہل دل سے جا کے استفسار کر |
| تا نشد زر مس نداند من مسم | تا نشد شہ دل نداند مفلسم |
| مس نہ ہو زر تو نہ جانے مس ہوں میں | شاہ ہو تو جانے دل مفلس ہوں میں |
| خدمت اکسیر کن مس وار تو | جور می کش اے دل از دلدار تو |
| مس کی صورت خدمت اکسیر کر | جور اٹھا دلدار کے لے دل۔ مگر |
| کیست دلدار اہل دل نیکو بداں | کہ چو روز و شب جہانند از جہاں |
| کون ہیں دلدار۔ جو ہیں اہل دل | بھاگتے ہیں اس جہاں سے متصل |

## ایک کشتی سوار شیخ کی کرامت

| | |
|---|---|
| عیب کم گو بندۂ اللہ را | متہم کم کن بدزدی شاہ را |
| حق کے بندوں کا نہ ہو تو عیب جو | کر نہ شہ کو متہم چوری سے تو |

| | |
|---|---|
| ور بباشی هیچ هیچ از هیچیان | پس برو بر دیو باشی مستهان |
| در اگر تو ہے بُرے سے بھی بُرا | جا۔ تجھے شیطاں بھی رُسوا جانے گا |
| بود درویشے درون کشتیے | ساختہ از رخت مردے پشتیے |
| ایک کشتی میں کوئی درویش تھا | غیر کے ساماں کو تکیہ تھا کیا |
| یاوہ شد همیان زر او خفتہ بود | جملہ را جستند او را هم نمود |
| سوتے میں سونے کی تھیلی گم ہوئی | لی تلاشی اس کی سب کے ساتھ ہی |
| کین فقیر خفتہ را جوییم هم | کرد بیدارش ز غم صاحب درم |
| سونے والے کی تلاشی لیں گے ہم | وہ جگانے آیا جس کے تھے درم |
| کہ دریں کشتی چرمدان گم شدست | جملہ را جستیم نتوانی تو رست |
| اور بولا چمڑے کی تھیلی ہے گم | سب کو ڈھونڈا اب نہیں بچ سکتے تم |
| دلق بیرون کن برہنہ شو ز دلق | تا ز تو فارغ شود اوہام خلق |
| ہو برہنہ اور گدڑی کو اتار | تا ہو وہم خلق سے تو رستگار |
| گفت یا رب بر غلامت این خسان | تہمتے کردند فرمان در رسان |
| بولا یا رب لوگ بندے پر ترے | رکھتے ہیں الزام، کوئی حکم دے |
| یَا غِیَاثِیْ عِنْدَ کُلِّ کُرْبَۃٍ | یَا مُعَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ شَہْوَۃٍ |
| اے کہ تو ہے رنج میں فریادرس | اے کہ تو مامن بنے وقت ہوس |
| یَا مُجِیْبِیْ عِنْدَ کُلِّ دَعْوَۃٍ | یَا مَلَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ مِحْنَۃٍ |
| اے کہ تو ہر دم دعا میری سنے | اے کہ ہر تکلیف میں یاور بنے |
| چون بدرد آمد دل درویش از آن | سر برون کردند هر سو در زمان |
| جب دل درویش میں یوں درد اٹھا | سر نکالا ہر طرف سے برملا |
| صد هزاران ماهی از دریای ژرف | در دهان هر یکے دُرّ شگرف |
| لاکھوں ہی دریا سے نکلیں مچھلیاں | سب کے منہ میں ایک موتی تھا گراں |

هر یکے دُرّے خراجِ مُلکتے
کز الٰہ ست ایں ندارد شرکتے

ایک موتی تھا خراجِ اک مُلک کا
وہ خدا کے تھے، ہو شرکت ان میں کیا

دُرِّ چند انداخت در کشتی وجست
مر ہوا را ساخت کرسی و نشست

چند اس کشتی میں موتی ڈال کر
بیٹھا کرسی ہوا پر بے خطر

خوش مربع چوں شہان بر تختِ خویش
او فرازِ اوج و کشتی اش بہ پیش

جیسے شہ ہو تخت پر اپنے عیاں
وہ تھا اونچا نیچے کشتی تھی رواں

گفت کایں کشتی شمارا حق مرا
تا نباشد با شما دزدِ گدا

بولا کشتی ہے تمہاری۔ حق مرا
وہ نہ چاہیے۔ تم میں ہو دزدِ گدا

تا کرا باشد خسارت زیں فراق
من خوشم جفتِ حق و با خلق طاق

دیکھو کس کو ہے جدائی سے زیاں
واصلِ حق ہوں میں سب سے دُور ہاں

نے مرا او تہمتِ دزدی نہد
نے مہارم را بغمّازے دہد

وہ نہ مجھ پر چوری کی تہمت رکھے
اور نہ میری باگ غمّازوں کو دے

بانگ کردند اہلِ کشتی کاے ہمام[1]
از چہ دادندت چنیں عالی مقام

اہلِ کشتی نے ندا دی اے ہمام
تجھ کو یہ کیونکر ملا عالی مقام

گفت از تہمت نہادن بر فقیر
وز حق آزاری پئے چیزے حقیر

بولا تہمت رکھی تم نے بے خبر!
اور حق آزاری کی ادنٰی چیز پر

حاش للہ بل ز تعظیمِ شہاں
کہ نبودم بر فقیراں بدگماں

وہ تو عزت میں ہیں شاہوں سے فزوں
بدگمانی میں فقیروں سے رکھوں؟

آں فقیرانِ لطیف خوش نفس
کز پئے تعظیم شاں آمد عبس

وہ فقیرانِ لطیف اور خوش نفس
آیا ہے تعظیم میں جن کی۔ عبس[2]

---

[1] بزرگ۔

[2] "عَبَسَ وَتَوَلّٰی" (جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے)۔

آں فقیرے بہر پیچا پیچ نیست | بل پئے آنکہ بجز حق ہیچ نیست
ان فقیروں میں کہاں کچھ پیچ ہے | جز خدا سب ان کے آگے ہیچ ہے

متہم چوں دارم آنہا را کہ حق | کرد امین مخزنِ ہفتم طبق
متہم کیا جانئے ان کو کہ حق | ہے امانت دے چکا ہفتم طبق

متہم نفس است نے عقلِ شریف | متہم حس است نے نورِ لطیف
متہم ہے نفس نے عقلِ شریف | متہم حس ہے نہیں نورِ لطیف

نفس سوفسطائی آمد می زنش [1] | کش زدن سازد نہ حجت گفتنش
نفس سوفسطائی ہے۔ کر قتل اسے | پند نا حاصل، مرے گا مار سے

معجزہ بیند فروزد آں زماں | بعد ازاں گوید خیالے بود آں
معجزہ دیکھے تو خوش ہو اس گھڑی | پھر کہے یہ تو خیالی بات تھی

درحقیقت بودے آں دیدِ عجب | پس مقیم چشم بودے روز و شب
فی الحقیقت معجزہ ہوتا اگر | رات دن آنکھوں کو آتا نظر

آں مقیم چشم پاکاں می بود | نے قرینِ چشمِ حیواں می شود
ہوتا ہے وہ چشمِ پاکاں میں مقیم | اور نہیں ہے چشمِ حیواں میں مقیم

کاں عجب زیں حس دارد عار و ننگ | کے بود طاؤس اندر چاہِ تنگ
معجزہ اس حس سے رکھے عار و ننگ | کب ہے ممکن مور رہوا ندر چاہِ تنگ

تا نگوئی مر مرا بسیار گو | من ز صد یک گویم و آں ہم چو مو

تا نہ تم کہہ دو مجھے بسیار گو
سو کی میں اک بات کہتا ہوں سنو

[1] سوفسطائی اُسے کہتے ہیں۔ جو دنیا کو نمود بے بُود اور محض خیال سمجھتا ہے۔

# ایک صوفی پر صوفیوں کی طعنہ زنی

صوفیاں بر صوفیے شنعت زدند — پیش شیخ خانقاہے آمدند

صوفیوں نے طعنہ صوفی کو دیا — آگے شیخ خانقہ کے برملا

شیخ را گفتند داد جان ما — تو ازیں صوفی بخواہ اے پیشوا

بولے فریادی ہماری جان ہے — داد اس صوفی سے دے اے نیک پے

گفت آخر چہ گلا است اے صوفیاں — گفت ایں صوفی سہ خو دارد گراں

بولا آخر کیوں شکایت تم نے کی — بولے اس میں تین باتیں ہیں بری

در سخن بسیار گو ہمچوں جرس — در خورش افزوں خورد از بیست کس

باتیں کرتا ہے بہت مثل جرس — کھاتا ہے اتنا کہ کھائیں بیس کس

ور بخسپد ہست چوں اصحاب کہف — صوفیاں کردند پیش شیخ زحف

سونے میں بالکل ہے اہل کہف سا — صوفیوں نے یوں اسے رسوا کیا

شیخ رو آورد پیش آں فقیر — کہ بہر حالے کہ ہست اوساط گیر

شیخ اس صوفی سے بولا قال میں — چاہیئے اوسط تجھے ہر حال میں

در خبر خیر الامور اوساطہا — نافع اندر اعتدال اخلاطہا

قول ہے خیر الامور اوساطہا[لہ] — ہوگا نافع اعتدال اخلاط کا

گر یکے خلطے فزوں شد از غرض — در تن مردم پدید آید مرض

گر غرض سے ہو فزوں اک خلط بھی — تو مرض میں مبتلا ہو آدمی

بر قرین خویش مفزا در صفت — کاں فراق آرد یقیں در عاقبت

تو صفت میں بڑھ نہ اپنے یار سے — کیونکہ یہ آخر جدائی ڈال دے

لہ حدیث شریف میں ہے کہ خیر الامور اوساطہا۔ یعنی تمام کاموں کا بہترین حصہ اوسط ہے۔

[illegible] باندازہ نیک
[illegible]
ہم فزوں آمد گفتِ یارِ نیک
گفتگوئے یار سے کچھ بڑھ گیا

[illegible] آمد اشتیاق
[illegible]
گفت رَو تو مکثری ھذا فراق
بولے لے بسیار گو۔ بس دُور جا

[illegible] با بسیار گوئی در گذر
[illegible] بسیار گوئی چھوڑ دے
چند گوئی رَو وصال آمد بسر
وصل اب آخر ہے اپنی راہ لے

مو [illegible] بسیار گوئی دُور شو
[illegible]
ورنہ با من گنگ باش و کور شو
ورنہ میرے ساتھ گنگ و کور ہو

ور نہ ز تیزہ شستہ
[illegible]
تو بمعنی رفتہ بگسستہ ٔ
ہو شکستہ تیر دُور معنی سے رہے

رو برآنہا کہ ہم جفتِ تواند
پاس جا ان کے جو [illegible] ہیں ترے
عاشقان دتشنۂ گفتِ تواند
عاشق انداز بیاں پر ہیں ترے

چوں حدث کردی تو ناگہ در نماز
گر وضو ٹوٹے نماز دل میں ترا
گویدت سوئے طہارت رو بتاز
پھر طہارت کر کے وہ برملا

ور نہ فتی خشک جنباں می شوی
گر نہ جائے نماز تو حرکت کرے
چوں نمازت رفت بنشیں اے غوی
پس گئی تیری نماز۔ اب کیا بنے

پاسباں برخوابناکاں بر فزود
پاسباں [illegible] والوں کے لئے
ماہیاں را پاسباں حاجت نبود
مچھلیوں کو پاسباں کب چاہیئے

جامہ پوشاں را نظر برگازر است
جامہ عریاں را تجلّی زیور است

ہے نظر دھوبی پہ جامہ پوش کی
ہے تجلّی زیورِ عریاں تنی

یا ز عُریاناں بیک سُو باز رَو
یا برہنوں سے ہو یک سُو واقعی
یا چو ایشاں فارغ و بے جامہ شَو
یا ہو ان کی طرح بے جامہ اچھی!

ور نمی تانی کہ کل عریاں شوی
مطلقاً عریاں جو ہو سکتا نہیں
جامہ کم کن تا رہِ اوسط روی
کپڑے کم کر یہ ہے اوسط کے قریں

پس فقیراں شیخ را احوال گفت
شیخ سے درویش جب یہ کہہ چکے
عذر را با آں غرامت کرد جفت
ساتھ ہی پھر عذر بھی [illegible]

## شیخ سے فقیر کی عذر خواہی

ہر سوالِ شیخ را داد او جواب
ہر سوالِ شیخ کا تھا اک جواب
چوں جواباتِ خضر خوب و صواب
جوں جواباتِ خضر خوب اور صواب

آں جواباتِ سوالاتِ کلیمؑ
وہ جوابات سوالات کلیمؑ
کش خضر بنمود از ربِ علیم
جو [illegible] خضرؑ کو رب [illegible]

گشت مشکلہاش حل افزوں زیاد
مشکلیں حل ہو گئیں اس سے وہاں
از پئے ہر مشکلش مفتاح داد
[illegible] مشکلوں کی [illegible]

از خضرؑ درویش ہم میراث داشت
خضرؑ سے درویش کو تھا [illegible]
در جوابِ شیخ ہمت بر گماشت
[illegible]

گفت راہِ اوسط ارچہ حکمت است
بولا گو اوسط کسی حکمت سے ہے
لیک اوسط نیز ہم با نسبت است
لیکن اوسط بھی [illegible]

آب جو نسبت باشتر ہست کم
نسبتاً بہر شتر ندی ہے کم
لیک باشد موش را او ہمچو یم
[illegible]

ہر کرا باشد وظیفہ چار ناں
جس کی ہو خوراک اعلیٰ چار ناں
دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آں
[illegible]

در خورد ہر چار و گو یداوسط است ۔۔۔ او اسیرِ حرص مانندِ بط است

چار دن کھا کر گر سکے اوسط ہے ہاں ۔۔۔ مثلِ بط وہ لالچی ہے بے گماں

ہر کہ اورا اشتہا دہ ناں بود ۔۔۔ شش خورد می داں کہ اوسط آں بود

اور ہوں دس روٹیاں جس کی غذا ۔۔۔ چھ اگر کھالے تو اوسط میں رہا

چوں مرا پنجاہ ناں ہست اشتہے ۔۔۔ مر ترا شش گردہ ہمدستیم نے

بھوک ہے پنجاہ روٹی کی مجھے ۔۔۔ تجھ کو چھ کی بھوک تک کیونکر ملے

تو بدہ رکعت نماز آئی ملول ۔۔۔ من بہ پانصد در نیایم در نحول

تو ہو ماندہ گر پڑھے دس رکعتیں ۔۔۔ پان سو میں بھی نہ ضعف آئے ہیں

آں یکے تا کعبہ حافی می رود ۔۔۔ دیں یکے تا مسجد از خود می شود

ایک ننگے پاؤں کعبے کو چلے ۔۔۔ ایک مسجد تک نہ بالکل جا سکے

آں یکے در پاکبازی جاں بداد ۔۔۔ واں یکے جاں کند تا یک ناں بداد

ایک نے عشقِ خدا میں جان دی ۔۔۔ جاں کنی کی ایک نے اور نان دی

آں وسط در بانہایت می رود ۔۔۔ کہ مر آں را اوّل و آخر بود

وسط ہو سکتا ہے صرف اُس چیز کا ۔۔۔ جس کی ہو کچھ ابتدا و انتہا

اوّل و آخر بباید تا در آں ۔۔۔ در تصوّر گنجد اوسط یا میاں

اول و آخر تو ہونا چاہیئے ۔۔۔ تاکہ اوسط کا تصور کھپ سکے

بے نہایت چوں ندارد دو طرف ۔۔۔ کے بود آں را میانہ منصرف

بے نہایت، جس کی دو طرفیں نہ ہوں ۔۔۔ وہ بھلا اوسط کی حدمیں لئے کیوں

اوّل و آخر نشانش کس نداد ۔۔۔ گفت لَوْ کَانَ لَہُ الْبَحْرُ مِدَاد

اوّل و آخر کا نشاں کس کو ہے یاد ۔۔۔ قول حق ہے بحر بھی ہو کر مداد

سلہ قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ۔ اے محمدؐ کہ دے کہ اگر دریا میرے

| | |
|---|---|
| ہفت دریا گر شود کلّی مداد | نیست مر پایاں شدن را ہیچ امید |
| سات دریا ساتھ مل جائیں اگر | ہو نہ کچھ اُمّید پایاں لے پسر |
| باغ و بیشہ گر شود یکسر قلم | زیں سخن ہرگز نہ گردد ہیچ کم |
| باغ اور جنگل جو یکسر ہوں قلم | بات یہ ہرگز نہ ہوگی کچھ بھی کم |
| ایں ہمہ حبر و قلم فانی شود | وایں حدیثِ بے عدد باقی بود |
| ہے سیاہی اور قلم سب کو فنا | اس حدیثِ بے عدد کو ہے بقا |
| حالتِ من خواب را ماند گہے | خواب پندارد مر او را گمرہے |
| میری حالت خواب کی سی ہو کبھی | خواب سمجھے آنکھ اُسے گمراہ کی |
| چشمِ من خفتہ دلم بیدار داں | شکلِ بے کار مرا برکار داں |
| آنکھ خفتہ اور دل بیدار جان | شکلِ بے کاری کو تو باکار جان |
| گفت پیغمبر کہ عَیْنَایَ تَنَام | لَا یَنَامُ الْقَلْبُ عَنْ رَبِّ الْاَنَام |
| بولے احمد آنکھ سوتی ہے مری | دل نہیں اللہ سے سوتا کبھی |
| چشمِ تو بیدار و دل خفتہ بخواب | چشمِ من خفتہ دلم در فتحِ باب |
| تو ہے بیدار اور ہے دل سو رہا ہوا | میں ہوں خفتہ دل ہے میرا جاگتا |
| مر دلم را پنج حسِّ دیگر است | حسِّ دل را ہر دو عالم منظر است |
| میرے دل کی ہیں حسیں پانچ اور بھی | منظر ہر دو جہاں ہیں دیکھتی |
| تو ز ضعفِ خود مکن در من نگاہ | بر تو شب بر من ہماں شب چاشتگاہ |
| ضعف سے اپنے نہ مجھ پر کر نگاہ | جو ہے تیری رات میری چاشت گاہ |

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳۸۴) رب کے کلمات لکھنے کے لئے سیاہی بن جائے۔ پس اُن کلمات کے ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائے۔ اگرچہ ہم اس دریا کو ایک ویسے ہی دریا سے مدد دے دیں۔ ۵ حدیث شریف میں ہے "تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِی"۔
۶ قبل دوپہر۔

برتو زندان بر من آن زندان چو باغ
عین مشغولی مرا گشته فراغ

قید خانہ ہے ترا گلشن مجھے
ہے فراغت مشغلہ میرے لئے

پائے تو در گل مرا گل گشتہ گل
مر ترا ماتم مرا سور و دہل

تو پھنسا کیچڑ میں ۔ مجھ کو گل ہے گل
تجھ کو ماتم ۔ مجھ کو راحت اور دہل

در زمینم با تو ساکن در محل
می دوم بر چرخ ہفتم چوں زحل

گو زمیں پر ہوں میں تیرا ہم محل
دوڑتا ہوں چرخ پر مثل زحل

ہمنشینت من نیم سایہ من است
برتر از اندیشہا پایہ من است

پاس تیرے میں نہیں ۔ سایہ مرا
برتر اندیشے سے ہے پایہ مرا

زانکہ من ز اندیشہا بگذشتہ ام
خارج از اندیشہ پویاں گشتہ ام

کیونکہ بالا تر میں اندیشوں سے ہوں
باہر اندیشوں کے میں دوڑا پھروں

حاکم اندیشہ ام محکوم نے
چونکہ بنّا حاکم آمد بر بنے

کب ہوں بندہ ، حاکم اندیشہ ہوں
ہر بنا پر حکمراں معمار جوں

جملہ خلقاں سخرۂ اندیشہ اند
زاں سبب خستہ دل و غم پیشہ اند

بندۂ اندیشہ ہے خلقت تمام
اس لئے ہے خستہ دل ۔ ناشاد کام

قاصداً خود را باندیشہ دہم
چوں بخواہم از میانہ بر جہم

قصداً اندیشے میں کھو جاتا ہوں میں
دفعتاً آزاد ہو جاتا ہوں میں

من چو مرغ اوجم اندیشہ مگس
کے بود بر من مگس را دسترس

میں ہوں مرغ اوج ، اندیشہ مگس
مجھ پہ مکھی کو ہو کیونکر دسترس

قاصداً زیر آیم از اوج بلند
تا شکستہ پایگاں بر من تنند

قصداً آجاتا ہوں پستی کی طرف
تا شکستہ پا بڑھیں میری طرف

چوں ملالم گیرد از سفلی صفات
بر پرم ہم چوں طیور الصّافّات

رنج پھر پستی سے جب پاتا ہوں میں
مثل طائر صاف اڑ جاتا ہوں میں

پرِ من رستہ است ہم از ذاتِ خویش
بر نچسپانم دو پرِ من از سریش

پَر جمے ہیں میری ذاتِ خاص سے
پہ نہیں کچھ گوند سے چپکے ہوئے

جعفرِ طیّار را پر جاریہ است
جعفرِ طرار را پر عاریہ است

جعفرِ طیار کے اصلی ہیں پَر
جعفرِ طرار کے نقلی ہیں پر

نزدِ آں کہ لم یذق دعویست ایں
نزدِ سکّانِ افق معنی ست ایں

واسطے بد ذوق کے دعویٰ ہے یہ
بہرِ اہلِ ذوق با معنیٰ ہے یہ

لاف و دعویٰ باشد ایں پیشِ غراب
دیگِ پُر و پُر یکے نزدِ ذباب

سامنے کوّوں کے ہے یہ جھوٹ شے
مکھی کو خالی بھری دیگ ایک ہے

چونکہ در تو می شود لقمہ گہر
تن مزن چندانکہ بتوانی بخور

تیرا لقمہ جب کہ بنتا ہے گہر
جس قدر تو چاہے، اپنا پیٹ بھر

شیخ روزے بہرِ دفعِ سوءِ ظن
در لگن قے کرد پُر دُر شد لگن

شیخ نے اک روز بہرِ دفعِ ظن
قے جو کی، موتی سے بھر ڈالی لگن

گوہرِ معقول را محسوس کرد
پیرِ بینا بہرِ کم عقلیِّ مرد

گوہرِ معقول پیدا کر دئیے
پیر نے کوتاہ نظروں کے لئے

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید
قفل نہ بر حلق و پنہاں کن کلید

پاک ہو جب تیرے معدے میں پلید
حلق میں دے قفل، پنہاں کر کلید

## ایسا دعویٰ جو خود اپنی سچائی کا گواہ ہے

ہر کہ در وے لقمہ شد نورِ جلال
ہر چہ خواہد گو بخور او را حلال

جس میں جا کر لقمہ ہو نورِ جلال
چاہے جو کچھ کھائے، اُس کو ہے حلال

گر تو ہستی آشنائے جانِ من
نیست دعویٰ گفتِ معنی دانِ من

گر تو میری جان کا ہے آشنا
مجھ سے معنی سن، نہیں دعویٰ نرا

گر بگویم نیم شب پیش توام ‏ — ‏ ہین مترس از شب کہ من خویش توام

ہوں یہاں گر نصف شب کو میں کہوں ‏ — ‏ ڈر نہ شب سے ہوں میں تو تیرا خویش ہوں

این دو دعوے پیش تو معنی بود ‏ — ‏ چون شناسی بانگِ خویشاوندِ خود

دونوں معنی دعوے ہیں آگے ترے ‏ — ‏ اپنے کی آواز تو پہچان لے

پیشی و خویشی دو دعوی بود لیک ‏ — ‏ ہر دو معنی بود پیشِ فہمِ نیک

پیشی اور خویشی تھے دو دعوے مگر ‏ — ‏ دونوں معنی تھے جو سمجھے تو پسرا

قربِ آوازش گواہی می دہد ‏ — ‏ کاین دم از نزدیکِ یارے می جہد

پاس کی آواز شاہد ہے نگارا ‏ — ‏ پاس کی آواز سے آواز یار

لذتِ آوازِ خویشاوند نیز ‏ — ‏ شد گواہِ صدقِ آن یارِ عزیز

خویش کی اس لذتِ آواز نے ‏ — ‏ دی گواہی صدق پر اس یار کے

باز بے الہام احمق کو ز جہل ‏ — ‏ می نداند بانگِ بیگانہ ز اہل

پھر وہ غیر آگاہ احمق جہل سے ‏ — ‏ بول اپنوں کے نہ سمجھے غیر کے

پیش او دعوی بود گفتار او ‏ — ‏ جہلِ او شد مایۂ انکارِ او

دعوی اس کے آگے وہ گفتار ہو ‏ — ‏ جہل اس کا مایۂ انکار ہو

پیشِ زیرک کاندرونش نورہاست ‏ — ‏ عینِ این آواز معنی بود راست

آگے دانا کے جو ہے معمورِ نور ‏ — ‏ تھے اسی آواز میں معنی ضرور

یا بتازی گفت یک تازی زبان ‏ — ‏ کہ ہمی دانم زبانِ تازیان

بولے عربی جب کہ اک عربی زباں ‏ — ‏ اور کہے میں جانوں عربوں کی زباں

عینِ تازی گفتنش معنی بود ‏ — ‏ گرچہ تازی گفتنش دعوی بود

عین عربی کہنا بامعنی ہے یار ‏ — ‏ بولنا عربی ہے گو دعوی ہزار

یا نویسد کاتبے بر کاغذے ‏ — ‏ کاتب و خط خوانم و من ابجدے

یا لکھے کاغذ پہ کچھ کاتب کوئی ‏ — ‏ جانتا ہوں لکھنا پڑھنا خط کا بھی

این نوشته گرچه خود دعوی بود
خود ہے یہ تحریر دعویٰ بے گماں

هم نوشته شاهد معنی بود
شاہد معنی ہے پر لکھا ہوا

یا بگوید صوفیی دیدی تو دوش
یا سنائے صوفی تیرا خواب دوش

در میان خواب سجاده بدوش
اور کہے تھا تو بھی سجادہ بدوش

من بدم آن آنچه گفتم خواب در
پس وہ صوفی میں ہی تھا اے بے خبر

با تو اندر خواب در شرح نظر
جس نے کی تھی خواب میں شرح نظر

گوش کن چون حلقه اندر گوش کن
سن یہ مثل حلقہ اندر گوش کر

آن سخن را پیشوای هوش کن
اس سخن کو رہنمائے ہوش کر

چون ترا یاد آید آن خواب این سخن
یاد جب وہ خواب آئے اور یہ بات

معجز نو باشد و زر کهن
ہو نیا اعجاز اور کہنہ نکات

گرچه دعوی می‌نماید این ولی
گرچہ دعویٰ کر رہا ہے یہ مگر

جان صاحب واقعه گوید بلی
جس پہ گذری وہ مقر ہے سر بسر

پس چو حکمت ضالهٔ مومن بود
کیا ہے حکمت گمشدہ مومن کی شے

آن ز هر که بشنود موقن شود
جو یہ سنتا ہے [illegible] اقرار ہے

چونکه خود را پیش او یابد فقط
اس کے آگے جب کہ وہ خود ہے فقط

چون بود شک چون کند او خود غلط
کیا ہو شک اور کس طرح سمجھے غلط

تشنه را چون بگوئی تو شتاب
جب تو پیاسے سے کہے ہاں دوڑ جا

در قدح آبست بستان زود آب
جام میں پانی ہے پیاس اپنی بجھا

هیچ گوید تشنه کین دعویست
کب کہے پیاسا کہ یہ دعویٰ ہے چل

از برم ای مدعی مهجور شو
دور ہٹ اے مدعی تو میرے [illegible]

یا گواه و حجتی بنما که این
یا گواہی اور حجت اس پہ لا

جنس آبست و از آن ماء معین
ہے یہ پانی صاف اور قوت فزا

[illegible] طفل شیرہ مادر بانگ زد ۔ کہ بیا من مادرم ہاں اے ولد

[illegible] بیٹے بچے سے یا ماں نے کہ ۔ آ میں تیری ماں ہوں اے بچے مرے

طفل گوید مادرا حجت بیار ۔ تاکہ با شیرت بگیرم من قرار

اور [illegible] بچے [illegible] اس کی بتا ۔ تاکہ تیرا دودھ ہو تسکیں فزا

در دلِ ہر امتے کز حق مزہ است ۔ رُو و آوازِ پیمبر معجزہ است

[illegible] ۔ ہے رُخ و آوازِ احمد معجزا

چوں پیمبر از بروں بانگے زند ۔ جانِ امت در دروں سجدہ کند

[illegible] ۔ جانِ امت یک بیک سجدہ کرے

زانکہ جنس بانگ او اندر جہاں ۔ از کسے نشنیدہ باشد گوشِ جاں

کیونکہ یہ آواز دنیا میں کہیں ۔ گوشِ جاں اوروں سے سن سکتا نہیں

آں غریب از ذوقِ آوازِ غریب ۔ از زبانِ حق شنود اِنّی قریب

اس کو تھا اس ذوق آوازِ غریب ۔ حق کے منہ سے سن لیا اِنّی قریب[1]

## حضرتِ یحییٰؑ اور حضرتِ مسیحؑ

مادرِ یحییٰؑ چو حامل بود ازو ۔ بود با مریمؑ نشستہ رو برو

مادرِ یحییٰؑ تھیں جس دم حاملا ۔ سامنے مریمؑ کے بیٹھی تھیں فتا!

مادرِ یحییٰؑ بمریمؑ در نہفت ۔ پیش تر از وضعِ حمل خویش گفت

چپکے سے مریمؑ سے یوں کہنے لگیں ۔ اپنے وضعِ حمل سے پہلے کہیں

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جل:- وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ - یعنی جس وقت تجھ سے میرے بندے میری نسبت سوال کرتے ہیں۔ پس تحقیق میں نزدیک ہو جاتا ہوں اور دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔

کہ یقین دیدم درون تو شہے ستکہ اولوالعزم و رسول آگہے ست

جانتی ہوں تجھ میں ہے اک بادشاہ ہے اولوالعزم اور رسول دیں پناہ

چوں برابر اوفتادم با تو من کرد سجدہ حمل من اے ذوالفطن

آگے میں بیٹھی برابر جب ترے حمل نے میرے اسے سجدے کئے

ایں جنیں مرآں جنیں را سجدہ کرد کز سجودش در تنم افتاد درد

سجدہ اس بچے نے بچے کو کیا درد میرے پیٹ میں ہونے لگا

گفت مریمؑ من درون خویش ہم سجدۂ دیدم ز طفلم در شکم

بولیں مریمؑ اپنے اندر میں نے بھی سجدہ کرتے بچے کو دیکھا ابھی

## نادانوں کا اِس قصّے پر اعتراض

ابلہاں گویند ایں افسانہ را خط بکش زیرا دروغ است خطا

کہتے ہیں ناداں کہ اس افسانے کو جو غلط ہے، اکاٹ کر تم پھینک دو

زانکہ مریمؑ وقت وضع حمل خویش بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش

کیونکہ مریمؑ جب ہوئی تھیں حاملہ اپنے بیگانے سے تھیں قطعاً جدا

مریمؑ اندر حمل جفت کس نہ شد از برون شہر او واپس نہ شد

حمل میں وہ کب ملی تھیں مرد سے رہتی تھیں باہر ہی باہر شہر کے

از برون شہر آں شیریں فسوں تا نہ شد فارغ نیامد ہم درون

شہر سے جا کر وہ سحر خوش گوار تا فراغت شہر میں آئیں نہ بار

چوں بزائید آنگہاں اش بر کنار برگرفت و برد تا پیش تبار

بچہ جب پیدا ہوا گودی میں لے آئیں اپنے اقربا کے سامنے

مادر یحییٰؑ کجا دیدش کہ تا گوید او را ایں سخن در ماجرا

مادرِ یحییٰؑ نے دیکھا تھا کہاں اُن کو جو کرتیں وہ یہ باتیں بیاں

این بداند آن کہ اہل خاطر است
غائب آفاق او را حاضر است

وہ اسے سمجھے گا جو ہو اہل دل
جو سے غائب اس سے ہو وہ متصل

پیش مریمؑ حاضر آمد در نظر
مادر یحییٰؑ کہ دور است از بصر

تھیں وہ مریمؑ کے ہاں پیش نظر
ماں یحییٰؑ کی اگرچہ دور تر

دیدہ ہا بستہ ببیند دوست را
چون مشبک کردہ باشد پوست را

بند آنکھیں دیکھتی ہیں دوست کو
تو چھلنی کرتے ہیں جب اپنے پوست کو

ور ندیدش نز برون نز درون
از حکایت گیر معنی اے زبون

خواہ ظاہر و باطن سے تو سمجھے نہیں
اس حکایت سے لے سمجھ معنی مگر

نے چنان افسانہا بشنیدہ
ہمچو شین بر نقش آن چفسیدہ[1]

ایسے قصے کیا نہیں تو نے سنے
مثل شین چپکا ہے جو اس نقش سے

تا ہمی گوید آن کلیلہ بے زبان
چون سخن نوشد ز دمنہ بے بیان

یعنی بولی بولا کلیلہ بے زباں
اور دمنہ نے سنایا یہ بیاں

ور بدانستند لحن ہمدگر
فہم آن چون کرد بے نطقے بشر

وہ نہ جب سمجھے صدا اک دگر
اس کو بے گویائی کیوں سمجھا بشر

در میان شیر و گاو آن دمنہ چون
شد رسول و خواند بر ہر دو فسون

دمنہ شیر اور گائے میں تھا ایلچی
سحر دونوں پر کیا جیسا بات کی

چون وزیر شیر شد گاو نبیل
چون ز عکس ماہ ترسان گشت پیل

گائے نائب شیر کی کیونکر بنا
عکس سے کیوں چاند کے ہاتھی ڈرا

[1] یعنی تو نقش کے دھبوں کی طرح اس افسانے کا پیچھا نہیں چھوڑتا +

[2] کلیلہ اور دمنہ کا ایک مشہور قصہ ہے جو بالکل فرضی اور جھوٹا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے +

این کلیلہ و دمنہ جملہ افترا ست ۔۔۔ ورنہ کے با زاغ لک لک را مری ست

یہ کلیلہ دمنہ سب ہے افترا ۔۔۔ زاغ اور لک لک کی ہے نسبت ہی کیا

اے برادر قصہ چوں پیمانہ ایست ۔۔۔ معنی اندر وے بسان دانہ ایست

بھائی! قصہ صورت پیمانہ ہے ۔۔۔ اور معنی اُس میں مثل دانہ ہے

دانۂ معنی بگیرد مرد عقل ۔۔۔ ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل

دانۂ معنی کرے دانا حصول ۔۔۔ نقل پیمانہ کی پروا ہے فضول

ماجرائے بلبل و گل گوش دار ۔۔۔ گرچہ گفتے نیست آں جا آشکار

تو گل و بلبل کا سن افسانہ یارا ۔۔۔ گرچہ نطق اس جا نہیں کچھ آشکار

## زبانِ حال سے بات کرنا اور اُس کا سمجھنا

ماجرائے شمع با پروانہ تو ۔۔۔ بشنو و معنی گزیں زافسانہ تو

شمع اور پروانہ کا سن ماجرا ۔۔۔ اخذ کر اس قصے سے معنی ذرا

گرچہ گفتے نیست سرِ گفت ہست ۔۔۔ ہیں بہ بالا پر مپر چوں جغد پست

گر نہیں ہے گفتگو سن راز ہست ۔۔۔ اڑ بلند اُلو کی صورت رہ نہ پست

گفت در شطرنج کایں خانۂ رخ است ۔۔۔ گفت خانہ از کجا آمد بدست

کہتے ہیں شطرنج میں ہے رخ کا گھر ۔۔۔ معترض بولے گھر اس کا ہے کدھر

خانہ را بخرید یا میراث یافت ۔۔۔ فرخ آں کس کو سوئے معنی شتافت

ہے خریدا یا وراثت میں ملا ۔۔۔ وہ مبارک ہے جو معنی پر گیا

گفت نحوی زید عمرواً قد ضرب ۔۔۔ گفت چونش کرد بے جرمے ادب

بولا نحوی زید مارے عمرو کو ۔۔۔ بولا کیوں مارے خطا بھی کوئی ہو؟

عمرو را جرمش چہ بد کاں زید خام ۔۔۔ بے گناہ او را بزد ہم چوں غلام

عمرو کا کیا جرم تھا جو زید نے ۔۔۔ بے خطا نوکر صفت مارا اسے

گفت ایں پیمانۂ معنی بود — گندمش بستاں کہ پیمانہ است رد

بولا یہ پیمانہ ہے معنی کا ہاں — گیہوں لے، پیمانہ کر دے رائگاں

عمرو و زید از بہر اعراب ست و ساز — گر دروغ است آں تو با اعراب ساز

عمرو و زید اعراب کے ہیں واسطے — جھوٹ ہے گر، رکھ غرض اعراب سے

گفت نے من آں ندانم عمرو را — زید چوں زد بے گناہ و بے خطا

بولا بس یہ مجھ نہیں میں جانتا — عمرو کو کیوں اس نے مارا بے خطا

گفت از ناچار و لاغے برگشود — عمرو یک واو فزوں دزدیدہ بود

جھنجھلا کے وہ یوں کہنے لگا — عمرو نے اک واؤ زائد لی چرا

زید واقف گشت دزدش را بزد — چونکہ از حد برد حدش می سزد

زید اپنے چور سے واقف ہوا — اس پہ حد قائم کی، مارا برملا

# جھوٹوں کو جھوٹ پسند آتا ہے

گفت اینک راست پذرفتم بجاں — کژ نماید راست در پیش کژاں

بولا یہ سچ ہے، بجھی اب آ گیا — کج کو سیدھا بھی ہے ٹیڑھا دکھائی دیتا

گر بگوئی احولے را مہ یکے ست — گویدت اے دوست و وحدت در شکیست

چاند ہے اک، گر تو احول سے کہے — وہ کہے ہے دو، درست اس میں شک مجھے

ور برو خندد کسے گوید دو است — راست دارد ایں سزائے بدخو ست

گر کرے کوئی ہنسی سنے۔ ہیں دو — ہے یہ سچ اس کو یہی گرشادہ ہو

بر دروغاں جمع می آید دروغ — الخبیثات للخبیثوں زد فروغ

جمع ہو جاتا ہے جھوٹوں میں دروغ — خبیثوں کو خبیثوں سے ہے فروغ

ہر کہ او عینش دروغ ست اے پسر — راست پیشش او نباشد معتبر

جھوٹ کا ہم جنس ہوتا ہے اے پسر — راست اس کے آگے کب ہو معتبر

دل فراخاں را بود دشتِ فراخ　　چشمِ کوراں را عثارِ سنگلاخ

دشتِ معنی دل فراخوں کو فراخ　　اندھوں کو ٹھوکر ہے جائے سنگلاخ

ہر کرا دندانِ صدقے رستہ شد　　از دروغ و از خیانت رستہ شد

لطف جس کو صدق میں آنے لگا　　جھوٹ سے وہ اور خیانت سے بچا

## زندگی بخش درخت کی تلاش

گفت دانائے برائے داستان　　کہ درختے ہست در ہندوستان

ایک دانا نے کہی یہ داستاں　　ہے درخت اک زینتِ ہندوستاں

ہر کسے کز میوۂ او خورد و برد　　نے شود او پیر و نے ہرگز بمرد

جس نے اُس کا میوہ کھایا ایک بار　　موت اور پیری سے ہے وہ رستگار

پادشاہے ایں شنید از صادقے　　بر درخت و میوہ اش شد عاشقے

بادشہ نے ایک صادق سے سنا　　اُس درخت و میوہ پر عاشق ہوا

قاصدے دانا ز دیوانِ ادب　　سوئے ہندستاں رواں کرد از طلب

قاصد اک دانا بھرے دربار سے　　بھیجا ہندستان اُس کے واسطے

سالہا می گشت آں قاصد ازو　　گردِ ہندستاں برائے جستجو

مدتوں قاصد یونہی پھرتا رہا　　گردِ ہندستان کے بے سود سا

شہر شہر از بہرِ ایں مطلوب گشت　　نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت

شہر شہر اس کی طلب میں وہ پھرا　　کوہ و صحرا اور جزیرے دیکھتا

ہر کرا پرسید کردش ریشخند　　کایں بجوید جز مگر مجنونِ بند

جس سے پوچھا اس نے وہ ہنسنے لگا　　اور کہا مجنوں ہے اُس کا مبتلا

بس کساں صفعش زدند اندر مزاح　　بس کساں گفتند کاے صاحب فلاح

بعض نے تفریط کیا اس سے رسید　　بعض نے اس سے کہا حسن اے سعید

جستجوی چون تو زیرک سینه صاف — کی تہی باشد کجا باشد گزاف

تو جیسے سینہ صاف تیز کی جستجو — ہو کس طرح بے معنی اور دل جسے بیجا

وین مراعاتش یکی صفع دگر — وین ز صفع آشکارا سخت‌تر

یہ ستانا بھی تو اک تھپڑ تھا ... — سخت اس کھلے تھپڑ سے یہ زیادہ تھا

می ستودندش بتسخر کای بزرگ — در فلان جا بُد درختی بس سترگ

لوگ اس سے کہتے تھے کر کے دل لگی — ہاں بڑا اک پیڑ تھا تو ایسا ہی

در فلان بیشه درختی هست سبز — بس بلند و پهن و هر شاخیش گبز

اور اس جنگل میں ہے سبز اک درخت — سب سے اونچا ہے کہ پھیلا ہر شاخ سخت

قاصد شه بسته در جستن کمر — می‌شنید از هر کسی نوعی دگر

جستجو میں باندھی قاصد نے کمر — سب سے سنتا تھا نئی باتیں مگر

بس سیاحت کرد آنجا سالها — می‌فرستادش شهنشه مالها

اس نے برسوں تک سیاحت کی وہاں — بھیجتا تھا شاہ دولت بھی وہاں

چون بسی دید اندر آن غربت تعب — عاجز آمد آخر الامر از طلب

جب ہوا پردیس میں رنج و تعب — عاجز آکر چھوڑ دی اس نے طلب

هیچ از مقصود اثر پیدا نشد — زان غرض غیر خبر پیدا نشد

کچھ نہ نکلا اس کے مقصد کا اثر — اس غرض سے صرف پیدا تھی خبر

رشتهٔ امید او بگسسته شد — جستهٔ او عاقبت ناجسته شد

رشتۂ امید ٹوٹا تھا کہاں — آخرش اس کی سعی نکلی رائیگاں

کرد عزم بازگشتن پیش شاه — اشک می‌بارید و می‌برید راه

لوٹ چلنے کا ارادہ کر لیا

روتا تھا اور چل رہا تھا راستا

# قاصد اور شیخ

بود شیخے عالمے قطبے کریم — اندر آں منزل کہ آیس شد ندیم

ایک شیخ عالم و قطب زماں — کٹے وہاں مایوس گذرا یہ جہاں

گفت من نومید پیش او روم — زآستانہ او براہ اندر شوم

ہوا میں نومید اس سے جا ملوں — آستانے کی ہیں اس کے راہ لوں

تا دعائے او بود ہمراہ من — چونکہ نومیدم من از دلخواہ من

تاکہ ہو اس کی دعا ہمراہ مرے — بسکہ ہوں نومید میں دلخواہ سے

رفت پیش شیخ با چشم پر آب — اشک می بارید مانند سحاب

پہنچا پیش شیخ با چشم پر آب — اشک جاری تھی آنکھ سے مثل سحاب

گفت شیخا وقت رحم و رافت است — نا امیدم وقت لطف ایں ساعت است

بولا ہے اے شیخ ساعت رحم کی — لطف کی ساعت ہے نومیدی مری

گفت واگو از چہ نومیدیستت — چیست مطلوب تو رو با کیستت

بولا کہ نقصان ناامیدی ہے کیا — کون ہے مطلوب کس کا ہے لگا

گفت شاہنشاہ کردم اختیار — از برائے جستن یک شاخسار

بولا تھا سلطان نے بھیجا مجھے — پیڑ ایسا ڈھونڈنے کے واسطے

کہ درختے ہست نادر در جہات — میوہ او مایہ آب حیات

جو ہے نادر شش جہت میں باثبات — جس کا میوہ مایہ آب حیات

سالہا جستم ندیدم زو نشاں — جز کہ طنز و تسخر ایں سرخوشاں

برسوں ڈھونڈا اور نہ پایا کچھ نشاں — طنز اور ٹھٹے لوگوں کے وہاں

شیخ خندید و بگفتش اے سلیم — ایں درخت علم باشد اے علیم

شیخ نے ہنس کر کہا جو تھا علیم — یہ درخت علم ہے سن اے سلیم

| | |
|---|---|
| بس بلند وبس شگرف وبس بسیط | آب حیوانے ز دریائے محیط |
| جو بلند و سخت ہے اور پھر بسیط | چشمۂ حیوان دریائے محیط |
| تو بصورت رفتۂ اے بے خبر | زاں زشاخ معنئ بے بار و بر |
| تو ہے ظاہر بیں فقط اے بے خبر | شاخ معنی سے رہا بے بار و بر |
| تو بصورت رفتۂ گم گشتۂ | زاں نمی یابی کہ معنی ہشتۂ |
| تو فقط ظاہر میں ہے کھویا ہوا | کیا ملے پھر تجھ کو معنی کا پتا |
| گہ درختش نام شد گہ آفتاب | گاہ بحرش نام شد گاہے سحاب |
| گہ درخت اس کو کہیں گہ آفتاب | گہ اسے دریا کہیں گاہے سحاب |
| آں یکے کش صد ہزار آثار خاست | کمتریں آثار او عمر بقاست |
| ایک ہے اس کے نشاں ہیں جا بجا | ہے نشان مختصر عمر بقا |
| گرچہ فرد است او اثر دارد ہزار | آں یکے را نام باشد بے شمار |
| فرد ہے وہ ہیں اثر اس میں ہزار | ایک ہے وہ نام اس کے بے شمار |
| آں یکے شخصے ترا باشد پدر | در حق شخص دگر باشد پسر |
| آدمی اک وہ جو تیرا ہے پدر | دوسرے اک شخص کا ہو گا پسر |
| در حق دیگر بود قہر عدو | در حق آں دیگرے لطف نکو |
| ایک کے حق میں وہ ہے قہر عدو | دوسرے کے حق میں ہے لطف نکو |
| در حق دیگر بود او عمّ و خال | در حق دیگر کسے وہم و خیال |
| ہے کسی کے حق میں ماموں اور چچا | اور کسی کے حق میں مطلق وہم سا |
| صد ہزاراں نام و آں یک آدمی | صاحب ہر وصفش از وصفے عمی |
| نام لاکھوں اور ہے اک آدمی | صاحب وصف اور پھر بے آگہی |
| ہر کہ جوید نام اگر صاحب ثقہ است | ہمچو تو نومید و اندر تفرقہ است |
| ڈھونڈے کوئی نام اگر با اعتماد | جیسے تو مایوس ہو وہ خوش نہاد |

تو چہ بر چسپی بریں نامِ درخت ——— تا بمانی تلخ کام و شور بخت
کیوں اڑا ہے پیڑ کے تو نام پر ——— تلخ کام اور شور بخت اے نکتہ ور

صورتِ ظاہر چہ جوئی اے جواں ——— رَو معانی را طلب اے پہلواں
صورتِ ظاہر نہ ڈھونڈ اب اے جواں ——— جا حقیقت کو طلب کر پہلواں

صورت و ہیأت بود چوں قشر و پوست ——— معنی اندر وے چو مغزِ یار و دوست
صورتِ ہیئت ہیں چھلکا اور پوست ——— معنی اُس میں مغز کی مانند، دوست

در گذر از نام و بنگر در صفات ——— تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات
نام کو چھوڑ اور صفت میں غور کر ——— تا کہ سوئے ذات ہو تیرا گذر

گم شوی در ذات آسائی ز خود ——— چشمِ تو یک رنگ بیند نیک و بد
ذات میں گم ہو تو آسائش ہے ——— نیک و بد یکساں نظر آئیں تجھے

اختلافِ خلق از نام اوفتاد ——— چوں بمعنی رفت آرام اوفتاد
نام سے لوگوں میں ہے یہ اختلاف ——— تجھے معنی کو ملا آرام صاف

اندریں معنی مثالے خوش شنو ——— تا نمانی تو اسامی را گرو
ہاں اسی معنی میں سن ادراک مثال ——— نام کا ٹل جائے تا سر سے وبال

## چار شخصوں کا ایک انگور پر جھگڑا

چار کس را داد مردے یک درم ——— ہر یکے از شہرے افتادہ بہم
چار شخصوں کو درم اک نے دیا ——— مختلف شہروں کے وہ تھے برملا

فارسی و ترک و رومی و عرب ——— جملہ باہم در نزاع و در غضب
فارسی اور ترک رومی اور عرب ——— کرتے تھے آپس میں غصہ اور غضب

فارسی گفتا ازیں چوں وا رہیم ——— ہم بیا کایں را بانگورے دہیم
فارسی بولا اسے کیوں چھوڑ دیں ——— آؤ کچھ انگور ہی کھانے کو لیں

| | |
|---|---|
| آں عرب گفتا معاذ اللہ لا | من عنب خواہم نہ انگور اے دغا |
| تو عرب بولا معاذ اللہ لا | میں عنب[1] لوں گا نہ انگور اے دغا |
| آں یکے کز ترک بُد گفت اے گُزم | من نمی خواہم عنب خواہم اوزم |
| ترک بد تھا بولا وہ لے ہم نہیں | میں اوزم لوں گا۔ عنب لوں گا نہیں |
| آنکہ رومی بود گفت ایں قیل را | ترک کن خواہیم من استافیل را |
| تھا جو رومی سن کے قال و قیل کو | بولا میں تو لوں گا استافیل کو |
| در تنازع مشت بر ہم می زدند | کہ ز سرّ نامہا غافل بُدند |
| جنگ تھی چلنے لگے گھونسے باہمی | ناموں سے واقف نہ تھا ان میں کوئی |
| مشت بر ہم می زدند از ابلہی | پُر بُدند از جہل از دانش تہی |
| مارنے گھونسے لگے کرکے ابلہی | جہل سے لبریز دانش سے تہی |
| صاحب سرّے عزیزے صد زباں | گر بُدے آں جا بدادے صلح شاں |
| سو زبانیں جاننے والا جو ہو | صلح پر مائل کرے اُن چار کو |
| پس بگفتے او کہ من زیں یک درم | آرزوئے جملہ تاں را می خرم |
| دوں لوں گا دے کر اک درم | سوں لیں گے آرزو تم سب کی ہم |
| چونکہ بسپارید دل را بے دغل | ایں درمتاں می کند چندیں عمل |
| اپنے دل کو دو تسلی بے دغل | یہ درم کرتا ہے کتنے ہی عمل |
| یک درمتاں می شود چار المراد | چار دشمن می شود یک ز اتحاد |
| اک درم کے اب ہوتے جاتے ہیں چار | چار دشمن جب ملیں ہو جائیں یار |
| گفت ہر یکتاں دہد جنگ و فراق | گفت من آرد شما را اتفاق |
| کہنا تم ہو باعث جنگ و فراق | اب کرا دوں گا میں تم میں اتفاق |

[1] انگور کو عربی میں عنب۔ ترکی میں اوزم اور رومی میں استافیل کہتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| شد کبوتر ایمن از چنگال باز | گوسفند از گرگ ناورد احتراز |
| ہے کبوتر ایمن چنگال باز | بھیڑ کو کب بھیڑیے سے احتراز |
| او میانجی شد میان دشمناں | اتحادی شد میان پرزناں |
| ایلچی وہ دشمنوں میں ہو گیا | اتحادی وہ پرندوں میں بنا |
| تو چو مورے بہر دانہ می دوی | ہاں سلیماں جو چہ می باشی غوی |
| بہر دانہ کیوں دواں ہے مثل مور | کر سلیماں کی تلاش اے مرد کور |
| دانہ جو را دانہ اش دامے شود | واں سلیماں جوے را ہر دو بود |
| دانہ جو کو دانہ ہو جاتا ہے دام | جو سلیماں ڈھونڈے اس کو دونوں ہوں کام |
| مرغ جانہا را دریں آخر زماں | نیست شاں از ہم دگر یکدم اماں |
| اس زمانے آخری میں مرغ جاں | پا نہیں سکتے ہیں آپس میں اماں |
| ہم سلیماں ہست اندر دور ما | کو دہد صلح و نماند جور ما |
| وہ سلیماں ہیں ہمارے عہد میں | جو ڈرا کر متفق رکھیں ہمیں |
| قول اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ را یاد گیر | تا بہ اِلَّا وَ خَلَا فِیْھَا نَذِیْر |
| قول اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ[1] پڑھ اے خبیر | تا بہ اِلَّا وَ خَلَا فِیْھَا نَذِیْر |

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ، وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ - یعنی ہم نے تجھ کو دین حق کا مژدہ دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور پہلے بھی کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں پس تحقیق وہ اسی طرح جھٹلاتے ہیں جس طرح اگلے لوگوں نے جھٹلایا تھا جن کے پاس پیغمبر روشن حجتیں آسمانی کتابیں اور حق و باطل کے بیان کرنے والی کتاب لے کر آئے +

| | |
|---|---|
| گفت خود خالی نبود است امتے | از خلیفہ حق و صاحب ہمتے |
| دیکھ خالی کوئی امت ہے کہاں | حق کے نائب سے جو باہمت ہیں ہاں |
| مرغِ جانہا را چناں یک دل کند | کہ صفا شاں بے غش و بے غل کند |
| جان کے مرغوں کو یوں یک دل کریں | صاف ان کو بے غش[1] و بے غل کریں |
| مشفقاں گردند ہم چوں والدہ | مسلموں را گفت نفسِ واحدہ |
| مہرباں وہ ہو گئے جوں والدہ | مسلموں کو بولے نفسِ واحدہ |

## رسولِ مقبول کی اتحاد آفرینی

| | |
|---|---|
| نفسِ واحد از رسولِ حق شدند | ورنہ ہر یک دشمنِ مطلق بُدند |
| نفسِ واحد وہ رسولِ حق سے تھے | دشمنِ مطلق تھے ورنہ دیکھئے |
| اتحاد خالی از شرک و دوئی | باشد از توحید نے ما و توئی |
| دل سے ہاں نقشِ دوئی بالکل مٹے | ما و تو سے کیا، یہ ہو توحید سے |
| دو قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت | یک دیگر با جانِ خوں آشام داشت |
| دو قبیلے اوس[2] و خزرج کے جو تھے | تھے وہ آپس ہی میں دشمن جان کے |
| کینہائے کہنہ شاں از مصطفٰے | محو شد در نورِ اسلام و صفا |
| ان کے کینے مصطفٰیؐ کی سعی سے | نور میں اسلام کے رل مل گئے |
| اولاً اخواں شدند آں دشمناں | ہم چو اعدادِ عنب در بوستاں |
| سب وہ دشمن پہلے بھائی بن گئے | باغ میں خوشے ہوں جیوں انگور کے |

۱ یعنی کسی قسم کی کدورت اور کھوٹ کے بغیر +

۲ مدینہ میں انصار کے دو قبیلوں کے نام +

دوست دشمن گردد آنرا ہم دوا ۔ ہیچ کس با خویش جنگے در نبست

دوست بھی دشمن بنے گر ہو دوئی ۔ ایک کو ساتھ اپنے کب ہو دشمنی

آفریں بر عشقِ کل اوستاد ۔ صد ہزاراں ذرہ را داد اتحاد

آفریں اے عشق، کل کے اوستاد ۔ لاکھوں ذروں کو دیا اک اتحاد

ہم چو خاکِ مفترق در رہگذر ۔ یک سبو شاں کرد دستِ کوزہ گر

جس طرح رستے کی بکھری خاک کو ۔ کوزہ گر کے ہاتھ سے دیکھے سبو

کہ اتحادِ جسمہائے آب و طین ۔ ہست ناقص جاں نمی ماند بدیں

اتحادِ تن ہے آب و خاک سے ۔ یہ ہے ناقص، روح اس میں کیا رہے

گر نظائر گویم ایں جا در مثال ۔ فہم را ترسم کہ آرد اختلال

ہیں مثالیں دوں اگر اس کی یہاں ۔ ہو سمجھ بے کار یہ ہے خوف ہاں

ہم سلیماں ہست اکنوں لیک ما ۔ از نشاطِ دور بینی در عمی

ہے سلیماں اب ابھی لیکن مثل مور ۔ ہے نشاطِ دوربینی سے وہ کور

دوربینی کور دارد مرد را ۔ ہم چو خفتہ در سرا کور از سرا

دوربینی اندھا رکھتی مرد کو ۔ جیسے خفتہ گھر میں اندھا گھر سے ہو

می کنیم از مشرق و مغرب گذر ۔ وز رفیق ہم نشینش بے خبر

مشرق و مغرب سے کرتا ہے گذر ۔ ہے رفیقِ ہم نشیں سے بے خبر

مولعیم اندر سخنہائے دقیق ۔ در گرہ ہا باز کردن ما عشیق

ہوں حریص گفتگوہائے دقیق ۔ عشق ہے عقدہ کشائی سے دقیق

تا گرہ بندیم و بکشائیم ما ۔ در شکال و در جواب آئیں فزا

خود گرہ باندھیں اسے خود کھول دیں ۔ دیں جواب اور اعتراض اس پہ کریں

ہم چو مرغے کو کشاید بندِ دام ۔ گاہ بندد تا شود در فن تمام

اک پرندہ جیسے کھولے بندِ دام ۔ اور باندھے تاکہ آجائے یہ کام

او بود محروم از صحرا و مرج — عمر او اندر گرہ کاریست خرج

جنگل اور دریا سے وہ محروم ہو — اس گرہ کاری میں کھوئے عمر کو

خود زبان او نگردد ہیچ دام — لیک پرش در شکست افتد مدام

جو نہ کوئی جال خود اس سے خراب — پر شکستہ وہ رہے ناکامیاب

با گرہ کم کوش تا بال و پرت — نگسلد یک یک ازیں کرّ و فرت

کر گرہ میں سعی کم تا بال و پر — یک بیک ٹوٹیں نہ سب اے بے خبر

صد ہزاراں مرغ پرہاشان شکست — واں کمینگاہِ عوارض را نبست

لاکھ مرغوں نے ہیں توڑے اپنے پر — کی نہ بند اک عارضوں کی رہ گذر

حال ایشان از نبی خوان اے حریص — نَقَّبُوْا فِیْہَا ببیں ہَلْ مِنْ مَّحِیْص

حال اُن کا پڑھ تو قرآں میں حریص — نَقَّبُوْا فِیْہَا سے تا ہَلْ مِنْ مَّحِیْص[1]

از نزاعِ ترک و رومی و عرب — حل نہ شد اشکالِ انگور و عنب

لڑ رہے تھے ترک رومی اور عرب — رد گیا وہ ذکرِ انگور و عنب

تا سلیمانؑ امینِ معنوی — در نیاید بر نخیزد ایں دوئی

وہ سلیمانِ امینِ معنوی — گر نہ آئے کیونکر اُٹھے یہ دوئی

جملہ مرغانِ منازع باز وار — بشنوید ایں طبلِ بازِ شہریار

مرغ مثلِ باز جو ہیں جنگ میں — طبلِ بازِ شہریار اب سب سنیں

[1] قولہ تعالیٰ عزّوجل :- وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ - یعنی ہم نے اُن سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا جو باعتبارِ قوت نہایت قوی تھیں - پس وہ شہروں کی طرف راستے بنانے لگیں - لیکن کیا اُن کے لئے کوئی بھاگنے کی جگہ تھی ؟

زاختلافِ خویش سوئے اتحاد — ہین ز ہر جانب رواں گردید شاد

چھوڑیں جھگڑے آئیں سوئے اتحاد — تاکہ رحمت سب کی پہنچے ہو جائیں شاد

حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَکُمْ — نَحْوَهُ هٰذَا الَّذِیْ لَمْ یَنْهَکُمْ

جس جگہ تم ہو ادھر منہ پھیر لو — منع کب حق نے کیا اس حکم کو

کور مرغانیم و بس ناساختیم — کاں سلیمانؑ را دمے نشناختیم

ہم ہیں مرغ کور اور ناساز گار — ہم نے پہچانا نہ سلیماں کو نہ یار

ہم چو جغداں دشمنِ بازاں شدیم — لاجرم وامانده و ویراں شدیم

باز کے دشمن ہیں الو کی طرح — ہو گئے ویران ہم الو کی طرح

می کنیم از غایتِ جہل و عمیٰ — قصدِ آزارِ عزیزانِ خدا

اندھے پن سے اور جہالت سے کیا — قصد اہل اللہ کے آزار کا

جمعِ مرغاں کز سلیمانؑ روشن اند — پرّ و بالِ بے گنہ کے برکنند

جو سلیماں سے ہوئے ہوں دیدہ ور — مرغ وہ بے جرم کب نوچیں گے پر

بلکہ سوئے عاجزاں چینہ کشند — بے خلاف و کینہ آں مرغاں خوشند

عاجزوں کو دانہ دیتے ہیں زیاد — بے خلاف و کینہ ہیں وہ مرغ شاد

ہُدہُدِ ایشاں پئے تقدیس را — می کشاید راہِ صد بلقیسؑ را

ہُدہُد ان کا ہوتا ہے عزت فزا — راستہ کھولے وہ سو بلقیسؑ کا

زاغِ ایشاں گر بصورت زاغ بود — باز ہمت آمد و مازاغ بود

زاغ ان کا گو بظاہر زاغ تھا — جب کہ باہمت ہوا مازاغ تھا

لک لکِ ایشاں کہ لک لک می زنند — آتشِ توحید در شک می زنند

لک لک ان کے جو لک لک کرتے — شک کو وہ توحید سے ہیں پھونکتے

واں کبوترشاں ز بازاں نشکہد — باز سر پیشِ کبوترشاں نہد

باز سے ان کے کبوتر کب ڈرے — باز سجدے میں ہیں ان کے سامنے

بلبل ایشاں کہ حالت آرد او — در درون خویش گلشن دارد او

بلبل ان کے وجد میں اکثر رہیں — رکھتے ہیں گلزار اپنے قلب میں

طوطی ایشاں زقند آزاد بود — کز درون شاں قند او شاں رد نمود

ان کے طوطی قند سے آزاد ہیں — اپنے دل سے قند پا کر شاد ہیں

پائے طاؤسان ایشاں در نظر — بہتر از طاؤس پرّان دگر

پاؤں موروں کے ذرا تم دیکھنا — دوسرے موروں سے اڑتے ہیں سوا

کبک ایشاں خندہ بر شاہیں زند — در معلق راہِ علیین زند

کبک بے باک ان کے شاہیں پر ہنسیں — اور علیین کی وہ راہ لیں

منطق الطیر ان خاقانی صدا ست[1] — منطق الطیر سلیمانی کجاست

منطق الطیر ان خاقانی ہے قال — منطق الطیر سلیمانی ہے حال

تو چہ دانی بانگ مرغاں را ہمے — چوں نہ دیدی مر سلیمانؑ را دمے

تو صدا مرغوں کی ہے کیا جانتا — ہم نشیں تو کب سلیماں کا رہا

پر آں مرغے کہ بانگش مطرب است — از برون مشرق است و مغرب است

کی طرب افزائی جس کی بانگ نے — اس کے پر باہر ہیں شرق و غرب سے

ہر یک آہنگش ز کرسی تا ثری ست — وز ثری تا عرش در کرّ و فری ست

کرسی سے ہر اک صدا ہے تا ثری[2] — اور ثری سے عرش تک نام خدا

مرغ کو بے ایں سلیمانؑ می رود — عاشق ظلمت چو خفاشے بود

بے سلیماں مرغ جو تنہا اڑے — ظلمتوں میں بن کے چمگادڑ رہے

باسلیمانؑ خو کن اے خفاش رد — تا کہ در ظلمت نمانی تا ابد

مرغ سلیمانؑ کی طرف خفاش اگر — تا نہ ٹھہرے ظلمتوں میں عمر بھر

[1] خاقانی شروانی نے ایک قصیدہ لکھا تھا ۔ جس کی تشبیب میں طائروں کا ذکر تھا ۔ اُس کا نام "منطق الطیر" رکھا ۔ [2] خاک ۔

یک گزے رہ گر بداں سو می روی ۔۔۔ ہم چو گز قطب مساحت میشوی
راہ اک گز بھی جو اُس جانب چلے ۔۔۔ مثل گز قطب مساحت تو بنے

وانگ لنگ و لوک آں سو می جہی ۔۔۔ از ہمہ لنگی و لوکی می رہی
لولا لنگڑا اس طرف تو گر چلے ۔۔۔ لولا لنگڑا پن ترا پھر کب رہے

# بطّخ کے بچّوں کا قصّہ

تخم بطی گرچہ مرغ خانہ ات ۔۔۔ کرد زیر پر چو دایہ تربیت
تخم بطخ کا ہے تو گو مرغ نے ۔۔۔ زیر پر جوں دایہ پالا ہے تجھے

مادر تو بطّ و آں دریا پرست ۔۔۔ دایہ ات خاکی بُد و خشکی پرست
بط ہے تیری ماں جو دریا پر رہے ۔۔۔ دایہ خاکی ہے ، بنی ہے خاک سے

میل دریا کہ ترا دل اندر است ۔۔۔ آں طبیعت جانت را از مادر است
میل دریا جو کہ دل میں ہے ترے ۔۔۔ جان مادر سے ملی ہے یہ تجھے

میل خشکی مر ترا چوں دایہ است ۔۔۔ دایہ را بگذار کو بدرایہ است
میل خشکی چونکہ تیری دایہ سے ۔۔۔ چھوڑ اس دایہ کو یہ بدرایہ ہے[1]

دایہ را بگذار بر خشک و براں ۔۔۔ اندر آ در بحر معنی چوں بطاں
کر دے اس دایہ کو خشکی پر رواں ۔۔۔ مثل بط دریا میں آ معنی کے ہاں

گر ترا دایہ بترساند ز آب ۔۔۔ تو مترس و سوئے دریا راں شتاب
دایہ پانی سے ڈرائے گر تجھے ۔۔۔ تو نہ ڈر ۔ اور راستہ دریا کا لے

تو بطی بر خشک و بر تر زندہ ۔۔۔ نے چو مرغ خانہ خانہ کندہ
خشک و تر پر زندہ مثل بط ہے تو ۔۔۔ مرغ خانہ تو نہیں ہے کو بکو

[1] بدرائے ۔

| | |
|---|---|
| تو زکرّمنا بنی آدم شہی | ہم بدریا ہم بخشکی پا نہی |
| تو ہے کرّمنا بنی آدم سے شاہ | ہے تری خشکی تری اک پائگاہ |
| کہ حملنٰہم علی البحر بجاں | از حملناہم علی البر پیش راں |
| بحر حملنٰہم علی بحر ذرا | بحر حملناہم علی البر برملا |
| مر ملائک را سوئے بر راہ نیست | جنس حیواں ہم ز بحر آگاہ نیست |
| راہ خشکی تک فرشتوں کو نہیں | جنس حیواں کب ہے دریا کے قریں |
| تو بتن حیواں بجانے از ملک | تا روی ہم بر زمیں ہم بر فلک |
| جسم ہے حیواں ترا اور جاں ملک | سیرگہ تیری زمیں ہے اور فلک |
| تا بظاہر مثلکم باشد بشر | با دل یوحیٰ الیّ دیدہ ور |
| تا بظاہر مثلکم ہو یہ بشر | ہو سوئے یوحیٰ الیّ بہرہ ور |
| قالب خاکی فتادہ بر زمیں | روح او گرداں بر آں چرخ بریں |
| قالب خاکی تو ہے وقفِ زمیں | روح ہے سیارۂ چرخ بریں |

لے قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ:- وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔ یعنی تحقیق ہم نے اولادِ آدمؑ کو گراں قدر کیا۔ خشکی میں انہیں چوپایوں پر سوار کیا۔ اور دریا میں کشتیوں پر۔ اور ہم نے انہیں پاکیزہ کھانے رزق کیے ۔ اور مخلوق پر شایانِ شاں فضیلت دی ۞

سلہ قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ:- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۔ یعنی اے محمدؐ! کہ دو کہ حقیقتاً میں تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں اور حق تعالیٰ کی جانب سے مجھ پر وحی آتی ہے ۞

ما ہمہ مرغابیانیم اے غلام | بحر می داند زبانِ ما تمام
ہم تو سب مرغابیاں ہیں اے غلام | بحر سمجھے بس زباں اپنی تمام

پس سلیمانؑ بحر آمد ما چو طیر | در سلیمانؑ تا ابد داریم سیر
ہے سلیماں بحر اور طائر ہیں ہم | سیر کرتے ہیں سلیماں کی بہم

با سلیمانؑ پائے در دریا بنہ | تا چو داؤد آب سازد صد زرہ
ساتھ سے کر تو سلیماں کو جو لئے | مثل داؤد آب سو زرہیں بنائے

آں سلیماں پیش جملہ حاضر است | لیک غفلت، چشم بند و ساحر است
وہ سلیماں ہے سبھی کے سامنے | سحر غفلت سے ہیں بند آنکھیں اے

تا ز جہل و خوابناکی و فضول | او بہ پیش ما و ما از وے ملول
ہے یہ جہل اور خواب کی ہے فضول | وہ ہمارے سامنے ہے ہم ملول

تشنہ را دردِ سر آرد بانگِ رعد | چوں نداند کو کشاند ابرِ سعد
پیاسے کے ہو درد سر میں رعد سے | وہ نہ جانے۔ ابر کو وہ کھینچ لے

چشم او ماندست در جوئے رواں | بے خبر از ذوقِ آبِ آسماں
آنکھ ہے اس کی سوئے جوئے رواں | ذوقِ آبِ آسماں اس کو کہاں

مرکبِ ہمت سوئے افلاک راند | از مسبب لاجرم محجوب ماند
گھوڑا ہمت کا چلا افلاک پر | کر دیا محجوب قدرت نے مگر

آں کہ بیند او مسبب را عیاں | کے نہد دل بر سببہائے جہاں
دیکھ لے گر وہ مسبب کو عیاں | کب سبب سے اس قدر ہو سرگراں

از مسبب یابد او ربک صباح | از نجات و از فلاح و از نجاح
ہو مسبب سے جو اک دن التفات | بہتری اس کو ملے۔ پائے نجات

آں چہ در صد سال مشتِ حیلہ مند | دہ یکے زاں گنج حاصل ناورند
سو برس میں بھی نہ اک مکار کو | دسواں حصہ حاصل اس دولت سے ہو

# ایک زاہد کی کرامت

زاہدے بُد در میانِ بادیہ | در عبادت غرق چوں عبادیہ
زاہد اک جنگل میں بیٹھا تھا کوئی | اور تھا خود غریقِ بندگی

حاجیاں آں جا رسیدند از بلاد | دیدہ شاں بر زاہدِ خشک اوفتاد
جب کہ حاجی آئے شہروں سے وہاں | دیکھا زاہدِ خشک کو لے مہرباں

جائے زاہد خشک بود او تر مزاج | از سموم[1] بادیہ بودش علاج
خشک تھی زاہد کی جا اور تر مزاج | تھی سموم بادیہ اس کا علاج

حاجیاں حیراں شدند از وحدتش | واں سلامت در میانِ آفتش
حاجی ششدر اس کی تنہائی سے تھے | وہ اُس آفت میں سلامت تھا وے۔

در نماز استادہ بُد بر روئے ریگ | ریگ کز تفش بجوشد آبِ دیگ
ریت پر پڑھتا تھا وہ زاہد نماز | جس سے آبِ دیگ پاتا تھا گداز

گفتیے سرمست بر سبزہ و گل است | یا سوارہ بر براق و دُلدُل است
تُو کہے سرمست فرشِ گل پہ ہے | یا براقِ تیز یا دُلدُل پہ ہے

یا کہ پایش بر حریر و حلّہا ست | یا سموم او را بہ از بادِ صبا ست
یا وہ ریشم پر کھڑا ہے اے پسر! | یا سموم اس کو صبا سے خوب تر

ایستادہ تازہ رُو اندر نماز | با خضوع و با خشوع و با نیاز
تازہ دم تھا وہ کھڑا بہرِ نماز | کر رہا تھا پیشِ حق عجز و نیاز

با حبیبِ خویشتن می گفت راز | ماندہ حیرا استادہ با فکرِ دراز
راز کی باتیں تھیں اپنے دوست سے | تھا وہ استادہ جہاں میں فکر سے

[1] وہ سخت گرم اور تُند ہوا جو عرب کے جنگلوں میں چلتی ہے +

در میان این مناجات ابر خوش — زود پیدا شد چو پیل آب کش

ابر اٹھنے دعا میں اک اٹھا — مست ہاتھی کی طرح سے جھومتا

ہمچو آب از مشک باریدن گرفت — در گو و در غارہا مسکن گرفت

یعنی برسا آب جیسے مشک سے — سب گڑھے اور غار یکسر بھر گئے

ابر می بارید چون مشک اشکہا — نابیاں جملہ گشادہ مشکہا

ابر سے مینہ تھا رواں مانند اشک — بھر رہے تھے حاجی اپنی اپنی مشک

یک عجائب در بیاباں رو نمود — ابر چون مشکے دہن را بر گشود

تھا بیاباں میں عجب یہ ماجرا — ابر کا منہ مشک کی صورت کھلا

یک جماعت زاں عجائب کارہا — می بریدند از میاں زنارہا

اک جماعت دیکھ کر اس کار کو — تھی کرے سے توڑتی زنار کو

قوم دیگر را یقین در ازدیاد — زیں عجب واللہ اعلم بالرشاد

اک جماعت کو یقیں تھا کچھ زیاد — تھا عجب واللہ اعلم بالرشاد

قوم دیگر ناپذیرا ترش و خام — ناقصان سرمدی تم الکلام

اک جماعت نے نہ مانا جو تھی خام
وہ تھی ناقص دائمی ۔ ختم کلام

# تمام شد